بسم اللہ الرحمن الرحیم

موسوعة

نضرة النعيم

في مكارم اخلاق الرسول الكريم ﷺ

جلد اوّل

المركز الاسلامي للبحوث العلمية

موسوعة

نضرة النعيم

في مكارم أخلاق الرسول الكريم

صلى الله عليه وسلم

بی-۱۳۲، بلاک-۱، یونیورسٹی روڈ، گلستان جوہر کراچی، پاکستان

نام کتاب	:	نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم ﷺ
تالیف	:	مجموعة من العلماء
صفحات	:	۳۴۴
طبع	:	٥. رمضان ١٤٣٠
تعداد	:	۱۱۰۰
ڈسٹری بیوٹر	:	المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ کراچی
		فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی
		دار الفکر الاسلامی، نواب آباد، واہ کینٹ

Islamic Center for Academic Research (ICAR)
B-۱۳۲, Block-۱, Gulistan-e-Jauhar, University Road, Karachi, Pakistan
http://www.icarpak.com
E-mail: icar.edu@gmail.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم

المطففین ۲۴

عرض ناشر

الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبه اجمعین، أمابعد!

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عدم سے وجود بخشا اور اس میں بے پناہ اوصاف ودیعت فرمادیں۔ کوئی نیکی اور بھلائی کے بظاہر پُرخار نظر آنے والے رستے کاراہی بن گیا تو کسی نے ظاہری رعنائی وحسن سے متاثر ہو کر بدی کا راستہ اختیار کرنے کی ٹھانی۔ کوئی شکر گزار بن گیا تو کسی نے ناشکری کو ہی سب کچھ جانا۔ غرض یہ کہ خلقِ باری تعالیٰ اعمال وصفات کے اعتبار سے دو گروہوں میں منقسم ہے یعنی ایک وہ گروہ جو صفاتِ حمیدہ سے متصف ہے اور دوسرا وہ گروہ جو صفاتِ مذمومہ کو شعار بنائے ہوئے ہے۔

زیرِ نظر کتاب "نضرة النعیم" انہی صفاتِ حمیدہ وصفاتِ مذمومہ کی جامع تعریفات وتوضیحات کا مجموعہ ہے۔ ۱۲ مجلدات پر مشتمل یہ کتاب عالمِ عرب کے جید وبارز علماء کرام کی بہترین کاوشوں میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کی تدوین امام وخطیبِ حرمِ مکی الشیخ صالح بن حمید حفظہ اللہ کی زیر نگرانی پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے اور اس میں ۳۱ علماء کرام نے اپنے علمی کارنامے شامل کئے ہیں۔ المرکز الاسلامی للبحوث العلمیة ۔نے اس کتاب کی ایک جلد کو ماہر مترجمین وعلماء عظام کے توسط سے اردو زبان کے حسین قالب میں ڈھالا ہے، محترم مفتی ایوب صاحب نے اس کتاب پر نظرِ ثانی اور تنقیح کی اہم ذمہ داری بحسنِ خوبی نبھائی ہے۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء

یہ کتاب انسانوں کو ان اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہونے کی دعوت پیش کرتی ہے جن کا مجموعہ ذاتِ نبوی ﷺ تھی۔ اس میں بنی نوع انسان کو یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا عَلَم اس نہج پر لے کر کھڑا ہو کہ اس کے الفاظ اس کے احساسات کا مظہر ہوں اور وہ خود بھی ان صفاتِ حسنہ کا پیکر ہو۔

اس کتاب کا آغاز اخلاقِ کریمہ سے ہوتا ہے اور اس کے بعد اخلاقِ سیئہ کی توضیح پیش کی گئی ہے۔ مؤلفین نے پوری کتاب میں ایک ہی منہج کی پیروی کی ہے یعنی ہر باب میں سب سے پہلے کسی صفت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد قرآنِ مجید میں جہاں بھی یہ صفت مطلقاً یا ضمناً ذکر کی گئی ہے اس کو تحریر کیا گیا ہے۔ پھر احادیث نبویہ ﷺ میں وارد الفاظ کو ضبطِ قلم گیا ہے اور آخر میں سلف صالحین کے اقوال ذکر کر کے مذکورہ صفت کے فوائد کا بیان ہے۔ اس لئے ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ بلاشبہ "نضرة النعیم" عوام الناس اور خصوصاً علماء کرام، طلباء عظام، واعظین اور خطباء کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔

اس کتاب کی چند خصوصیات ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتی ہیں:

(۱) قرآنِ مجید کی آیاتِ کریمہ کو مکمل خطِ عثمانی میں لکھا گیا ہے

(۲) احادیثِ نبویہ کی تخریج وتحقیق کی گئی ہے

(۳) حوالہ جات کو کتاب کے متن سے الگ رکھنے کی غرض سے ہر صفحے کے نیچے خوب صورت حواشی میں لکھ کر متن سے مربوط کر دیا گیا ہے۔

(۴) تمام احادیث پر اعراب لگائے گئے ہیں

(۵) ترجمہ سہل و سلیس اور بامحاورہ رکھنے پر خصوصی محنت کی گئی ہے

(۶) عمدہ صفحات اور بہترین تجلید کا اہتمام کیا گیا ہے

یہ گوہر نایاب تصنیف منصۂ شہود پر لانے کے لئے ہمیں کئی حضرات کا معنوی تعاون حاصل رہا ہے جس کے لئے ہم ان سب کے تہہ دل سے ممنون و مشکور ہیں۔ میں خاص طور پر یہاں محترم بھائی اسلم سندھی، نصرت اللہ شاہ راشدی شیخ محمد عمران کا شکر گزار ہوں جن کی معیت و راہنمائی ہمارے لئے باعثِ اطمینان ہے۔ اس کتاب کی نظر ثانی اور تصحیح و تنقیح میں علماء کرام نے اس قدر شدت اور دقت نظر سے کام لیا ہے کہ کبھی کبھی تو کمپیوٹر پر تصحیح انتہائی تھکاوٹ کا باعث بنی، مگر اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ترجمے کی زبان نکھر گئی اور ہماری دانست میں بظاہر کوئی بڑی غلطی باقی نہیں رہی ہے لیکن چونکہ انسان خطاء و نسیان کا مرکب ہے اور اس کے ہر کام میں درجہ کمال کا حصول محال ہے اس لئے ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ ہماری لغزشوں کو معاف فرمادے اور آئندہ ان غلطیوں کے ازالے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"نصرة النعيم" کی طباعت، تنظیم و تنسیق اور تجمیل و تزئین میں عزیزم منیع الرحمن بیگ، عبد الکریم تیمی اور حافظ سعد حسین نے شب و روز انتھک محنت کی ہے اور نظر ثانی کے کام کے سلسلے میں مہینوں کمپیوٹر پر جیسی دماغ سوزی کی ہے اس کے لئے میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی اس کدوکاوش کا اچھا صلہ عطا فرمائے۔ آمین

اللہ احکم الحاکمین سے دعا ہے کہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے کی جانے والی ہماری ہر سعی کو بار آور بنادے اور امت مسلمہ کو اس سے ہر ممکن منفعت حاصل کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں ریاکاری سے محفوظ رکھ کر اخلاص نیت عطا فرما اور اس کتاب کو ہم سب کے لئے عقبیٰ میں سرخ روئی کا سامان کر دے۔

العبد الفقیر الی عفو ربہ

أبو عبدالله مسعود احمد محمد داؤدالسندي

مدرس جامعة أبي بكر الاسلامية كراچي

مدير المركز الاسلامي للبحوث العلمية كراچي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

قرآنِ کریم کی تفسیر کی طرح رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا موضوع بھی ایسا متنوع اور سدا بہار ہے کہ ہر دور کے اصحابِ علم و تحقیق اور اہلِ قرطاس و قلم اپنے اپنے انداز اور اسلوب میں شانِ رسالت میں خراجِ محبت اور گل ہائے عقیدت پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔

ماضی قریب میں جن ممتاز علماء و محققین نے اس موضوع پر دادِ تحقیق دی اسے اپنی نگارشاتِ عالیہ کا محور بنایا، ان میں سے قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی تالیف "رحمۃ للعالمین" ہے۔ مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہما ہیں جن کی مشترکہ کاوشوں کا ثمرہ "سیرۃ النبی ﷺ" ہے جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے اور مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی کتاب "الرحیق المختوم" ہے جو عالمی مقابلۂ کتبِ سیرت میں اول نمبر پر آئی اور جسے مذکورۃ الصدر دونوں کتابوں کی طرح قبولِ عام کا درجہ حاصل ہوا بلکہ مختصر ہونے کے باوجود وہ ایک گوشہ ان سے بھی گویا سبقت لے گئی۔

ان کتابوں کو عوام ہی میں پذیرائی نہیں ملی بلکہ خواص اور اہلِ علم میں بھی ان کو درجۂ استناد حاصل ہے، جزاھم اللہ احسن الجزاء

عصرِ حاضر میں سیرت پر ایک اور نہایت اہم کتاب منظرِ عام پر آئی ہے جو عربی میں نہایت ضخیم یعنی ۱۲ جلدوں میں ہے۔ یہ بھی اپنی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے، اس کا نام ہے:

موسوعة نضرة النعيم في أخلاق الرسول الكريم ﷺ

موسوعہ عربی زبان میں انگریزی کا لفظ انسائیکلوپیڈیا کا مترادف ہے، عربی زبان میں اسے دائرۃ المعارف بھی کہا جاتا ہے اور یہی اصطلاح اردو میں بھی مستعمل ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے ایک موضوع سے متعلقہ تمام دستیاب اور ممکنہ مواد کو ایک خاص ترتیب سے کسی ایک کتاب میں جمع کر دینا۔

نضرة النعيم (زیرِ نظر کتاب) بھی سیرت کا موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے ان اخلاقِ حمیدہ اور خصائلِ کریمہ کا بیان ہے جن میں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ مجید میں دی ہے۔ ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (القلم) "یقیناً آپ خلقِ عظیم کے مالک ہیں"، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے اخلاقِ حسنہ کی بابت فرمایا: "کان خُلقه القرآن"، "آپ کا خُلق قرآنِ کریم (کا جیتا جاگتا نمونہ) تھا"۔

اسی خُلقِ عظیم یا خُلقِ قرآن یا خُلق الرسول الکریم ﷺ کی مفصل تفسیر و توضیح یہ کتاب "**نضرة النعيم**" ہے۔

کتاب کا اسلوب ایک عجیب ندرت کا حامل ہے، اس میں صرف اخلاقِ رسول اللہ ﷺ ہی پر بحث نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت اور اخلاق کے جس پہلو کی وضاحت مقصود ہے، پہلے اس سے متعلقہ الفاظ یا لفظ کی لغوی اور اصطلاحی بحث ہے، پھر اس سے متعلقہ

آیات اور تمام احادیث کی تفصیل اور صحابہ اور تابعین کے آثار و اقوال ہیں، اس کے بعد نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اسلام کی اس تعلیم کو کس طرح عمل کے قالب میں ڈھال کر امت کے سامنے پیش کیا اور آخر میں اس اخلاقی تعلیم یا اسوۂ حسنہ کے فوائد و برکات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر صلہ رحمی اسلام کی ایک اخلاقی ہدایت ہے، فاضل مؤلفین نے پہلے صِلَہ اور رَحِم کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو بیان کیا ہے، پھر صلہ رحمی کے درجات کی تفصیل ہے، پھر صلہ رحمی سے متعلقہ آیات اور احادیث کا بیان ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی تفصیل ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں اس پر کس طرح عمل کر کے دکھلایا، پھر آثار صحابہ و تابعین اور مفسرین و علماء کے اقوال ہیں جن میں صلہ رحمی کے معنی و مفہوم کو مزید واضح کیا گیا ہے۔ سب سے آخر میں صلہ رحمی کے دینی اور دنیوی فوائد کا بیان ہے۔

اس طرح اسلام کی دو سو تعلیمات کا بیان ہے اور قرآن و احادیث اور آثار کی روشنی میں ان کی تفصیلی وضاحت ہے اور پھر ہر تعلیم کے عملی پیکر اسوۂ رسول کی اور اس کی دنیوی و اخروی فوائد کی تفصیل ہے۔ یہ تفصیل آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں اوامر الٰہی کی تفصیل قرآن و حدیث اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں کی گئی ہے، اس کے بعد کی تین جلدیں منہیات و محرمات الٰہیہ اور رزائل اخلاق پر مبنی ہیں، جن میں اخلاق حمیدہ کے برعکس برے اخلاق اور احکام الٰہیہ کے مقابلے میں منہیات کی تفصیل ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان دونوں میں اسلام کی مکمل تعلیمات آجاتی ہیں۔ یوں گویا یہ کتاب ایک نئے انداز اور اسلوب سے اسلام کی تعلیمات کا چاہے وہ مثبت ہوں یا منفی ایک جامع دائرۃ المعارف بھی ہے اور اسلام کے شارح اور مفسر رسول کریم ﷺ کے عملی نمونوں کا حسین مرقع ہے۔ اس میں اوامر کے فضائل و تفصیلات کا اثبات بھی ہے اور نواہی کا ارتکاب کے نقصانات اور اس پر زجر و توبیخ کی وعیدیں بھی، بشارتوں کی نویدہائے جاں فزا بھی ہیں اور انذار و تخویف کی ہولناکیاں اور حشر سامانیاں بھی۔

اپنے اسلوب بیان، حسن ترتیب، جامعیت، علمی ثقاہت اور صحت احادیث اور تخریج و تحقیق کے اہتمام کے اعتبار سے یہ اب تک لکھی گئیں تمام کتب سیرت میں ایک نہایت ممتاز، اسلامی لٹریچر میں ایک گراں قدر اضافہ اور عصر حاضر کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے والی بلند پایہ کتاب ہے۔ بلاشبہ اسے اردو کے حسین قالب میں ڈھال کر پیش کرنا ایک نہایت اہم دینی و علمی خدمت ہے جس پر اس کے مترجمین، ناشرین اور معاونین یقیناً قدر افزائی اور داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ ان کو دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔ آمین

یہ کتاب عوام و خواص کے لیے یکساں مفید، ارباب علم و دانش کے لیے ایک ارمغان علمی اور اصحاب منبر و محراب کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

کتبہ

حافظ صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبہ تحقیق وتالیف وترجمہ دارالسلام ۔لاہور

شوال المکرم ۱۴۳۰ھ اکتوبر ۲۰۰۹ء

تقریظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم وبعد!

زیر نظر کتاب، عربی کی ایک ضخیم کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ ہے، کتاب کا نام "**موسوعۃ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم**" ہے، کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس کا اصل موضوع مکارم اخلاق ہے، یعنی وہ اخلاق حسنہ جو رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کا انتہائی اہم اور بنیادی حصہ ہے، جن کا قرآن کریم نے ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ جیسی عظیم شہادت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے "کان خلقہ القرآن" کہہ کر اسی بات کی گواہی دی۔

کتاب "**نضرۃ النعیم**" ایک بہت ہی جلیل قدر سفر ہے جو مقدمہ اور فہارس سمیت ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کی پہلی آٹھ جلدوں میں مختلف اخلاق حسنہ کا تذکرہ ہے، جن کی تعداد تقریباً ۲۰۰ بنتی ہے اس کے بعد جلد نمبر ۹ سے لے کر گیارہ تک ۱۶۱ اخلاق رزیلہ اور عادات قبیحہ کا تذکرہ ہے جبکہ بارہویں جلد فہارس پر مشتمل ہے اور پہلی جلد مقدمہ کے طور پر ہے، جس میں اخلاق کے مصادر اور اسباب حصول پر بحث ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ کی سیرت حمیدہ اور آپ کے شمائل و معجزات پر مفصل اور مدلل گفتگو ہے۔

اس کتاب کی تیاری ۳۱ علماء کرام کی جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ ہے اس کمیٹی کے نگران فضیلۃ الشیخ صالح بن عبد اللہ بن الحمید حفظہ اللہ ہیں جو مسجد حرام کے امام و خطیب اور سعودی مجلس شوری کے چیئرمین ہیں، کتاب ہذا کی افادیت واہمیت اس امر سے لگائی جا سکتی ہے کہ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ **عبد المحسن** الترکی حفظہ اللہ نے کتاب پر نہایت عمدہ تقریظی تحریر فرمائی ہے، دکتور عبد اللہ الترکی ہمارے جامعہ الامام ریاض میں تعلیمی دور میں وائس چانسلر تھے، آج کل رابطہ عالم اسلامی کے چیئرمین ہیں۔

ان کے علاوہ شیخ عبد اللہ الجبرین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقریظ تحریر فرمائی ہے، شیخ رحمہ اللہ مجلس افتاء السعودیۃ کے رکن ہیں۔

ہمیں ہمارے عزیز القدر دوست عمران بھائی نے کتاب کے اردو ترجمہ پر تقریظ لکھنے کے پیش کش فرمائی اور ہمیں بتلایا کہ بہت سے علماء کتاب ہذا کو اردو قالب میں ڈھالنے کی ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔

ہم نے چیدہ چیدہ مقامات سے ترجمہ دیکھا اور انتہائی مناسب معیار پایا، ہمیں امید قوی ہے کہ "**نضرۃ النعیم**" کا یہ ترجمہ علمی میدان میں ایک قابل قدر اضافہ شمار ہوگا اور یقینا قارئین اس سے محظوظ و مستفید ہوں گے، بالخصوص خطباء حضرات کو ہر موضوع پر ایک انتہائی ضخیم علمی مواد میسر آجائے گا، عوام الناس کو اس کتاب کے مطالعہ کی تلقین کے ساتھ ساتھ ہم خطباء اور واعظین سے خصوصی گذارش کریں گے کہ وہ اپنے دروس اور خطبات کی تیاری میں اس کتاب کو ایک اساسی مرجع کے طور پر پیش نظر رکھیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب "نضرة النعيم" کو قارئین کیلئے اس کے نام "نضرة النعيم" کی طرح اسم بامسمی بنادے۔

كما قال اللہ تعالى: ﴿ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ ٱلنَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (المطففين) "یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے، تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی ترو تازگی پہچان لے گا"

نیز یہ کتاب فرمان رسول اللہ ﷺ "نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها وحفظها وبلغها" "اے اللہ اس شخص کے چہرے کو ترو تازگی عطا فرما جو میری بات سنے اسے اچھی طرح یاد کرلے اور پھر اسے آگے پہنچادے" کا مصداق بنادے۔

اللہ رب العزت تمام ساتھیوں کو جن کا کسی طور اس ترجمہ، تحقیق، تخریج، اور طباعت میں کوئی بھی کردار ہو کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور بالخصوص عزیز القدر بھائی عمران صاحب کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور کتاب کے نفع کو عام کردے اور کتاب وسنت کی نشرواشاعت کا مبارک عمل اس طرح جاری وساری رہے، "إنه سميع قريب مجيب الدعوات"

وصلى الله على نبيه محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين

كتبه

فضيلة الشيخ عبدالله ناصر رحماني

رئيس معهد السلفي للتعليم والتربية

تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا ورسولنا محمد وآله وصحبه أجمعين.. أما بعد

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (ن/۴) اے نبی ﷺ بلاشبہ آپ خلق عظیم کے مقام پر فائز ہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اخلاق کی تربیت تھا جیسا کہ مؤطا میں بلاغا مروی ہے جس کے شواہد وارد ہیں: بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں اور کہیں فرمایا کہ روز قیامت مومن کے نامہ اعمال میں سب سے زیادہ وزن حسن اخلاق کا ہو گا۔

اس مہتم بالشان موضوع پر کتاب ہذا مرتب کی گئی ہے۔ کبار علماء کرام نے مل کر اسلامی اخلاقیات پر یہ ضخیم کتاب ترتیب دی ہے۔ کتاب کی افادیت اور جامعیت کے پیش نظر اسے اردو قالب میں ڈھالنے کی شدید ضرورت تھی تاکہ عام و خاص اردو دان طبقہ خطباء وواعظین حضرات صحیح طور پر مستفید ہو سکے۔ کتاب ہذا کے فنی محاسن تو میرے فاضل دوست علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ نے بیان فرماہی دیئے ہیں۔ ترجمے کے لئے فضلاء کی ٹیم کا انتخاب اور معروف مترجم مولانا حافظ محمد ایوب صاحب حفظہ اللہ کی نظر ثانی نے کتاب کو اور زیادہ معتبر بنا دیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے قائمین مبارک باد اور داد تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے ایک ضخیم کتاب کے ترجمے کا بیڑا اٹھایا اور اس کو بفضل اللہ تعالی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کے باقی مجلدات کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ تمام متعلقین کی یہ مخلصانہ محنت قبول فرمائے۔ اور کتاب ہذا کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔

آمین

كتبه

فضيلة الشيخ خليل الرحمن الكهوي

رئيس معهد القرآن الكريم

مقدمة

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا ورسولنا محمد وآله وصحبه أجمعين.. أما بعد

الحمدللہ قابل مسرت بات یہ ہے کہ آج قارئین کرام کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا وسیع ترین اخلاق حسنہ پر مشتمل ذخیرہ عوام الناس کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔

کتاب "موسوعۃ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم" جو اکتیس جید علماء نے ترتیب دی ہے۔ جس کا اشراف امام الحرم المکی، ورئیس مجلس شوری فضیلۃ الشیخ صالح بن حمید حفظہ اللہ نے کیا۔

یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے اس صدی کا عظیم سرمایہ ہے۔ اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کی کاوش ہمارے بھائی مسعود احمد جو کہ المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ کے مدیر ہیں انہیں کی زیر نگرانی پایہ تکمیل کو پہنچی۔

اس کتاب کی نظر ثانی کا شرف شیخ حافظ محمد ایوب صاحب کو حاصل ہوا۔

یہ کتاب کس قدر مفید اور فائدہ مند ثابت ہو گی اس بات اندازہ اس کتاب کے ضخیم اور وسیع مواد اور ان پر اشراف کرنے والے جید علماء کی کارکردگی سے لگایا جاسکتا ہے۔

یہ کتاب عوام اور خواص کے لئے بہت بڑا علمی ذخیرہ ہے خاص طور پر مبلغ اور خطباء کے لئے اخلاق فاضلہ اور سیئہ پر سیر حاصل بحث اور دلائل و براہین کو جمع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس عظیم سرمائے سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور خاص طور پر ان حضرات کو کہ جنہوں نے کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کسی بھی اعتبار سے تعاون کیا۔ اللہ تعالی ہم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

كتبه

فضيلة الشيخ محمد حسين رشيد

مدرس جامعه أبي بكر الاسلامية

الابتھال

(گڑگڑانا/التجا کرنا)

لغوی بحث:

ابتھال لفظ "بَهَلٌ" سے ماخوذ جو سیاق وسباق کے لحاظ سے ۳ (تین) معنوں کے لئے مستعمل ہے: (۱) خلوت پسند ہونا، (۲) دعاء کی ایک قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں انسان گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا مانگتا ہے، (۳) پانی کی قلت واقع ہونا۔

ابتھال لفظِ "بُهْلٌ" سے بھی لیا جاتا ہے جو دوسرے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابتہال "بُهْلٌ" سے دوسرے معنی کے لئے مستعمل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے تضرع اور عاجزی اختیار کرنا اور مباہلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ آپس میں دو مباہلہ کرنے والے ایک دوسرے کے لئے بد دعاء کرتے ہیں۔

اور "البَهْلُ" بد دعاء کے معنی میں ہے۔ ابن صبغاء رحمۃ اللہ علیہ والی حدیث میں ہے: "اَلَّذِیْ بَهَلَهُ بُرَیْقٌ، أَیْ الَّذِیْ لَعَنَهُ وَدَعَا عَلَیْهِ رَجُلٌ اِسْمُهُ بُرَیْقٌ"۔ ترجمہ: جس شخص کو آپ نے بد دعادی تھی اس کا نام بُریق تھا۔

دعا میں بُهْلٌ اور "اِبْتِهَالٌ" عاجزی اور انکساری کو کہا جاتا ہے۔([1])

"بَهَلَهُ اللّٰهُ بَهْلاً" کا معنی ہے: اللہ اس پر لعنت کرے (اسے اپنی رحمت سے دور کرے) اور "عَلَیْهِ بَهْلَةُ اللّٰهِ" اور "بُهْلَةُ اللّٰهِ" کا معنی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "مَنْ وَلِیَ مِنْ اُمُوْرِ النَّاسِ شَیْئًا فَلَمْ یُعْطِهِمْ کِتَابَ اللّٰهِ فَعَلَیْهِ بَهْلَةُ اللّٰهِ أَیْ لَعْنَةُ اللّٰهِ" ترجمہ: جو لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار ٹھہرا اور ان کے فیصلے اللہ کی کتاب پر نہ کئے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

"بُهْلَةٌ": باء کے پیش اور زبر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور "بَاهَلَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَبَاهَلُوْا وَابْتَهَلُوْا" سب کا معنی ہے کہ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے پر لعنت بھیجی اور بد دعا کی۔

"مُبَاهَلَةٌ" ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے کے معنی میں ہے۔

"بَاهَلْتُ فُلاَناً" کا معنی ہے میں نے فلاں شخص کو بد دعادی (ایک دوسرے پر لعنت بھیجی)۔

اسی طرح فقہاءِ اسلام نے فقہی کتب میں ایک باب قائم کیا ہے جس کو بَابُ الْمُلاَعَنَة کا نام دیا ہے، جس کی وجہ تسمیہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے ماخوذ ہے: ﴿ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٦﴾ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٧﴾ ﴾ النور

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے اپنے علاوہ گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک اللہ کی چار قسمیں کھا کر کہے گا میں سچا ہوں اور پانچویں دفعہ کہے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

---

[1] - المفردات فی غریب القرآن (۶۳)

اور "مُبَاهَلَۃٌ" کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا جب کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو وہ سب جمع ہو کر یہ کہیں کہ جو ہم میں سے ظالم ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مسئلے میں کہا کہ جو میرے ساتھ مباھلہ کرنا چاہتا ہے میں اس کے ساتھ مباھلہ کرتا ہوں کہ حق میرے پاس ہے۔

"اِبْتَهَلَ فِی الدُّعَاءِ" کا معنی ہے دعا میں گڑگڑایا۔ اور "مُبْتَهِلٌ" کا معنی ہے دعاء میں عاجزی کرنے والا۔

"اِبْتِهَالٌ" کا مطلب عاجزی اختیار کرنا، دعا میں گڑگڑانا اور اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص قائم کرنا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: ﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا۟ نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰذِبِينَ ﴿٦١﴾ ﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اس لئے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی اپنی عورتوں کو اور خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ "مُبْتَهِلٌ" عربی زبان میں اللہ کی پاکی بیان کرنے والے اور اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ انہوں نے نابغہ شیبانی کے اس شعر سے دلیل لی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"أَقْطَعُ اللَّيْلَ آهَةً وَ انْتِحَاباً وَ ابْتِهَالاً لِلّٰهِ أَیَّ ابْتِهَالِ"

ترجمہ: میں افسوس کرتا ہوں زور زور سے روتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہوا رات گذارتا ہوں۔

بعض علماء کہتے ہیں: "مُبْتَهِلٌ" دعاء کرنے والے کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ آیت کریمہ کے اس لفظ میں وارد ہے: ﴿ ثُمَّ نَبْتَهِلْ ﴾ کا معنی "ثُمَّ نَلْتَعِنْ" (پھر ہم ایک دوسرے پر لعنت بھیج دیں گے) ہے۔ کہا جاتا ہے: "مَا لَهُ بَهَلَهُ اللّٰهُ" یعنی اس کو کیا ہوا؟ اللہ اس پر لعنت کرے اور "مَا لَهُ عَلَيْهِ بُهْلَةُ اللّٰهِ" کا معنی ہے اس کو کیا ہوا؟ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

دعا والی حدیث میں ہے: "وَ الاِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا" ترجمہ: ابتھال یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاؤ۔

ابتھال دراصل عاجزی اور سوال کرنے میں مبالغہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔[1]

اصطلاحی وضاحت:

ابتھال اصطلاح میں عاجزی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو کہتے ہیں۔[2]

---

[1] – لسان العرب (۱۱/۷۲) مختار الصحاح (٦٧) مقاییس اللغة (۱/۳۱۰) تفسیر طبری (۳/ ۲۱۱) لبید شاعر نے ایک قوم کی ہلاکت کا تذکرہ کیا پھر کہا: "نَظَرَ الدَّهْرُ إِلَيْهِمْ فَابْتَهَلَ" ترجمہ: زمانے میں ان کو دیکھ کر ان کے لئے ہلاکت کی دعا کی۔

[2] – دیکھئے النهاية فی غریب الحدیث والأثر (۱/ ۱٦٧)

وہ آیات جو ابتہال پر دلالت کرتی ہیں

﴿ اَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾ ﴾ آل عمران

تیرے رب کی طرف سے یہی حق ہے خبر دار شک کرنے والوں میں نہ ہونا(٦٠)اس لئے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی اپنی عورتوں کو اور خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

وہ احادیث جو ابتہال پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْد بْن عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَحَدُ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ وَأَهْدَيْنَا لَهُ فِيمَا يُهْدَى نَوْطًا أَوْ قِرْبَةً مِنْ تَعْضُوضٍ أَوْ بَرْنِيٍّ فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْنَا هَذِهِ هَدِيَّةٌ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ نَظَرَ إِلَى تَمْرَةٍ مِنْهَا فَأَعَادَهَا مَكَانَهَا وَقَالَ: أَبْلِغُوهَا آلَ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ حَتَّى سَأَلُوهُ عَنِ الشَّرَابِ فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي دُبَّاءٍ وَلَا حَنْتَمٍ وَلَا نَقِيرٍ وَلَا مُزَفَّتٍ، اشْرَبُوا فِي الْحَلَالِ الْمُوكَى عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ قَائِلُنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا يُدْرِيكَ مَا الدُّبَّاءُ وَالْحَنْتَمُ وَالنَّقِيرُ وَالْمُزَفَّتُ قَالَ: أَنَا لَا أَدْرِي مَا هِيَهْ؟ أَيُّ هَجَرٍ أَعَزُّ قُلْنَا الْمُشَقَّرُ قَالَ: فَوَاللهِ لَقَدْ دَخَلْتُهَا وَأَخَذْتُ إِقْلِيدَهَا قَالَ: وَكُنْتُ قَدْ نَسِيتُ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا فَأَذْكَرَنِيهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَرْوَةَ قَالَ: وَقَفْتُ عَلَى عَيْنِ الزَّارَةِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ الْقَيْسِ إِذْ أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَوْتُورِينَ إِذْ بَعْضُ قَوْمِنَا لَا يُسْلِمُونَ حَتَّى يُخْزَوْا وَيُوتَرُوا وَقَالَ: وَابْتَهَلَ وَجْهُهُ هَاهُنَا مِنَ الْقِبْلَةِ يَعْنِي: عَنْ يَمِينِ الْقِبْلَةِ حَتَّى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ يَدْعُو لِعَبْدِ الْقَيْسِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ خَيْرَ أَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ.[1]

(١)ابی القموص زید بن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک شخص نے یہ خبر دی جو آپ ﷺ کے پاس وفدِ عبدالقیس میں شریک تھے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو ایک کھجور کی ٹوکری ہدیہ کے طور پر پیش کی، آپ ﷺ نے کہا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا یہ ہدیہ ہے، تو آپ ﷺ نے ان کھجوروں میں سے ایک کھجور کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ آل محمد ﷺ کو دے دو، پھر ہماری قوم والوں نے آپ ﷺ سے بہت ساری چیزوں کے متعلق پوچھا۔ یہاں تک کہ پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا کہ کن برتنوں میں پیئں، آپ ﷺ نے فرمایا نہ پیو کدو نما برتن میں، نہ طلاء شدہ مٹکوں میں، اور نہ کھوکھلی لکڑی میں اور نہ تارکول کے برتن میں۔ حلال برتن میں پیو جو ڈھکا ہوا ہو۔ پھر کہا ہم میں سے کسی نے اے اللہ کے رسول! آپ کو کس نے خبر دی کہ الدُّبَّاءُ، الْحَنْتَمُ، النَّقِيرُ اور الْمُزَفَّتُ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا وہ کیا ہے، پھر آپ نے پوچھا کونسی زمین بہتر ہے؟ ہم نے کہا کہ مشقر نامی زمین (یہ بحرین میں قدیم قلعہ تھا) پھر کہا اللہ کی قسم میں اس میں ایک مرتبہ داخل ہوا تھا اور میں نے اس کی چابی بھی لی، پھر ابو القموس کہتے ہیں کہ میں کچھ باتیں بھول چکا ہوں جو مجھے عبیداللہ بن ابی جروہ نے یاد دلائی ہیں، وہ یہ باتیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک زارا نامی چشمے پر کھڑا ہوا تھا پھر آپ

[1] – (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم (٢٤٢٥) مسند أحمد (٤/٢٠٦)

علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ ! عبد القیس کے وفد کو معاف فرمادے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے دل کی خوشی سے اسلام قبول کیا ہے۔ بغیر کسی کراہت و حقارت کے۔ کیونکہ کچھ لوگ ذلت اور رسوائی کے بعد مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر کہا کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ قبلہ کی طرف عاجزی سے جھک گیا یہاں تک قبلہ رخ ہو کر عبد القیس کے لئے دعائیں فرمائیں پھر آپ نے فرمایا مشرق والوں میں سب سے بہترین لوگ عبد القیس والے ہیں۔

٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَاللهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَشۡكُرُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (إبراهيم:٣٧). (١)

(٢) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ شروع میں عورتوں نے جو کمر بند بنایا تو وہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام سے سیکھا کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی کمر بند استعمال کیا تھا ان کی غرض یہ تھی کہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو لے آئے اس وقت ہاجرہ علیہا السلام اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلا رہی تھیں اور ان دونوں کو خانہ کعبہ کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے چاہ زم زم پر مسجد حرام کی جگہ چھوڑ دیا اس وقت مکہ میں تو آدمی کا نام و نشان نہ تھا اور نہ ہی پانی موجود تھا خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو وہاں چھوڑ گئے ان کے قریب ہی ایک تھیلا کھجوروں کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو اسماعیل کی والدہ آپ کے پیچھے گئیں اور کہا: اے ابراہیم علیہ السلام تم کہاں جا رہے ہو؟ ہمیں ایک ایسے جنگل میں چھوڑ کر جہاں نہ کوئی آدمی ہے اور نہ ہی کوئی چیز ہے انہوں نے کئی بار پکار پکار کر کہا مگر ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے ان سے کہا کیا یہ حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ہاں، اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا پھر تو اب ہمیں وہ ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد وہ لوٹ آئیں اور ابراہیم علیہ السلام چلے گئے پھر وہ ثنیہ (گھاٹی) کے پاس پہنچے جہاں وہ انہیں نہ دیکھ سکتے تھے تو انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا کرنے لگے: ﴿إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ﴾ اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ تا آنکہ لفظ ﴿يَشۡكُرُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (إبراهيم:٣٧) تک دعا کی۔

٣- عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. (٢)

١ - صحيح البخاري كتاب أحاديث الأنبياء باب قول الله تعالى {واتخذ الله إبراهيم خليلا}...رقم (٣٣٦٤)

٢ - صحيح مسلم ، كتاب صلاة الاستسقاء باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء رقم (٨٩٥)

(۳) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دعا میں اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھتا تھا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

٤- عَن ابْن عَبَّاسٍ، أَنَّ ضِرَارَ بْنِ الأَزْوَرِ لمَاَّ أَسْلَم أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْشَأَ يَقُوْلُ:

تَرَكْتُ القِدَاحَ وَعَزْفَ القِيَا ... نِ وَالْخَمْرَ تَصْلِيَةً وَابْتِهَالاَ

وَكَرِّي الْمُحَبَّرَ فِي غَمْرَةٍ ... وَجَهْدِي عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ القِتَالاَ

وَقَالَتْ جَمِيْلَةُ بَدَّرْتَنَا ... وَطَرَحْتَ أَهْلَكَ شَتَّى شِمَالاَ

فَيَا رَبِّ لاَ أُغْبَنَنْ صَفْقَتِي ... فَقَدْ بِعْتُ أَهْلِي وَمَالِي بَدَالاَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: « مَا غَبِنْتَ صَفْقَتَكَ يَا ضِرَارُ. »[1]

(۴) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ضرار بن لازور رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آکر یہ اشعار پڑھنے لگے:

آج میں نے شراب نوشی، زناکاری اللہ کے لئے چھوڑ دیئے،
اور میں نے مسلمانوں کے خلاف قتال کرتے ہوئے اپنا محبر نامی گھوڑا بھگایا
اور میری بیوی نے کہا ہمیں چھوڑ دیا اور اپنے گھر والوں کو بکھیر دیا
اے میرے رب! میں نے یہ سب کچھ تیرے لئے کیا ہے، یہ سودا بازی کامیاب ہو
میں نے اپنے گھر والوں کو اور مال کو آپ کے راستے میں قربان کیا

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ضرار آپ کا سودا نقصان زدہ نہیں۔

٥- عَن ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «هَذاَ الإِخْلَاصُ يُشِيْرُ بِإِصبَعِهِ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ وَهَذاَ الدُّعَاء فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَهَذَا الإِبْتِهَالُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا»[2]

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا میں اخلاص یہ ہے کہ تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، اور دعا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا۔ اور ابتہال یہ ہے کہ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو اس طرح پھیلایا جائے (کہ بغل کی سفیدی نظر آجائے)۔

٦- عَن ابْنِ عَبَّاسٍ « أَنَّ وَفَدَ نَجْرَان مِنَ النَّصَارَى قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُمْ أَرْبَعَة عَشَر رَجُلاً مِنْ أَشْرَافِهِم . مِنْهُمْ السَّيِّدُ وَهُوَ الكَبِيْر ، وَالعَاقِبُ وَهُوَ الذَّي يَكُوْنُ بَعْدَهُ ، وَصَاحِبُ رَأْيِهِمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ لهُمَا : أَسْلِمَا قَالاَ : أَسْلَمْنَا . قَالَ: مَا أَسْلَمْتُمَا . قَالا : بَلَى. قَدْ أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ. قَالَ: كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمْ مِنَ الإِسْلَام ثَلَاثٌ فِيْكُمَا. عِبَادَتُكُمَا الصَّلِيْب، وَأَكْلُكُمَا الخِنْزِيْرَ، وَزَعْمُكُمَا أَنَّ لِلهِ وَلَداً. وَنَزَلَ: ﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ﴾ آل عمران: ٥٩الآية . فَلَمَّا قَرَأَهاَ عَلَيْهِمْ قَالُوا: مَا نَعْرِفُ مَا تَقُول . وَنَزَلَ: ﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ﴾ آل عمران: ٦١ يَقُول: مَنْ جَادَلَكَ فِي أَمْرِ عِيْسَى مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ العِلْمِ مِنَ القُرْآنِ﴿ فَقُلْ

[1] – مستدرك الحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم ذكر مناقب ضرار بن الأزور الأسدي الشاعر (٣ / ٢٣٨)

[2] – مستدرك الحاكم كتاب الرقاق (٤ / ٧٧٠)

تَعَالَوْا ﴾ إِلَى قَوْلِه ﴿ ثُمَّ نَبْتَهِلْ ﴾ آل عمران: ٦١ يَقُول: نَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ أَنَّ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ هُوَ الْحَقُّ، وَأَنَّ الَّذِي يَقُولُوْنَ هُوَ الْبَاطِلُ فَقَال لَهُمْ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَرَنَا إِنْ لَمْ تَقْبَلُوا هَذاَ أَنْ أُبَاهِلَكُمْ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ بَلْ نَرْجِعُ فَنَنْظُرُ فِي أَمْرِنَا ثُمَّ نَأْتِيْكَ. فَخَلا بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ وَتَصَادَقُوا فِيْمَا بَيْنَهُمْ قَالَ السَّيِّدُ لِلْعَاقِبِ: قَدْ وَاللهِ عَلِمْتُمْ أَنَّ الرَّجُلَ نَبِيٌّ مُرْسَل، وَلَئِنْ لاَعَنْتُمُوْه إِنَّهُ لَيَسْتَأْصِلُكُمْ، وَمَا لاَعَنَ قَوْمٌ قَطُّ نَبِياً فَبَقِيَ كَبِيْرُهُمْ، وَلَا نَبَتَ صَغِيْرُهُمْ. فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَتَّبِعُوْهُ وَأَبَيْتُمْ إِلاَّ إِلْفَ دِيْنِكُمْ فَوَادِعُوه وَارجِعُوا إِلَى بِلاَدِكُمْ. وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَرَجَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ، وَالحَسَن، وَالحُسَيْن، وَفَاطِمَة، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ أَنَا دَعَوْتُ فَأَمِّنُوا أَنْتُمْ. فَأَبَوْا أَنْ يُلَاعِنُوهُ وَصَالَحُوهُ عَلَى الْجِزْيَةِ.

(٦) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور وہ چودہ آدمی ان کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں سے ایک سید تھا جو ان کا بڑا تھا۔ اور عاقب بھی تھا، جو اس کا نائب تھا (یعنی سید کے بعد اسی نے سردار بننا تھا) اور باقی سارے مشورہ دینے والے تھے۔ پس اللہ کے رسول ﷺ نے ان دونوں (سید اور عاقب) سے کہا تم دونوں اسلام قبول کر لو، دونوں نے کہا: ہم آپ سے پہلے کے مسلمان ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو، تم میں تین چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے تم کو اسلام سے روکا ہوا ہے، تمہارا صلیب کی عبادت کرنا، اور خنزیر کا گوشت کھانا، اور تم دونوں کا یہ گمان کہ اللہ کا بیٹا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ﴾ آل عمران: ٥٩ (ترجمہ) بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے ہاں آدم جیسی ہے اس کو بھی مٹی سے بنایا۔ جب ان پر یہ آیت پڑھی کہنے لگے ہم نہیں جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ﴾ آل عمران: ٦١ (ترجمہ) "پھر جو بھی آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کرے اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا ﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا ﴾ إلى قوله ﴿ ثُمَّ نَبْتَهِلْ ﴾ کہتے ہیں: پھر مل کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں کہ جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے (سچ ہے) اور جو یہ لوگ کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ پس آپ ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر تم لوگ یہ قبول نہیں کرتے تو میں آپ لوگوں سے مباہلہ کروں، تو کہنے لگے، اے ابوالقاسم! ہم علیحدگی میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں اور پھر آپ کے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ وہ الگ ہوئے اور آپس میں بات چیت کی، پس سید نے عاقب سے کہا۔ اللہ کی قسم اب تم لوگوں نے جان لیا یہ آدمی بھیجا ہوا نبی ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ مباہلہ کروگے تو نیست و نابود ہو جاؤ گے اور جو قوم کسی نبی سے مباہلہ کرتی ہے تو نہ ان کے بڑے باقی رہتے ہیں اور نہ ان کے چھوٹے پھلتے پھولتے ہیں۔ اگر تم ان کی پیروی اختیار نہیں کرتے اور کسی طرح نہیں مانتے اور اپنے دین سے ہی محبت کرتے ہو تو ان سے صلح کر لو اور اپنے ملک واپس چلو، ادھر رسول اللہ ﷺ مباہلہ کے لئے نکلے آپ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ نے ان (اہل بیت) سے کہا: اگر میں دعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا لیکن ان (عیسائی) لوگوں نے مباہلہ سے صاف انکار کر دیا اور آپ ﷺ سے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ [1]

[1] - الدر المنثور (٢ / ٣٨٣)

نبی ﷺ کی زندگی میں ابتهال کے عملی نمونے

٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتْ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يُغِثْنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ: أَنَسٌ وَلَا وَاللهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتْ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ: فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتْ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ حَوْلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ: شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي.

(٧) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں جمعہ کے دن دار القضا دروازے کی طرف سے آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول لوگوں کے مال برباد ہو گئے اور راستے بند ہو گئے، سو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم کو سیراب کر دے، پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ یا اللہ ہم پر بارش برسا، یا اللہ ہم پر بارش برسا، یا اللہ ہم پر بارش برسا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم آسمان میں نہ گھٹا دیکھتے تھے نہ بدلی کا کوئی ٹکڑا، اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان نہ کوئی گھر تھا نہ محلہ، تو اچانک سلع پہاڑ کے پیچھے سے ایک بدلی ڈھال کے برابر اٹھی اور جب آسمان کے درمیان میں آئی تو پھیل گئی اور بارش برسنے لگی، پھر اللہ کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک آفتاب نہ دیکھا، پھر اگلے جمعہ ایک شخص اسی دروازے سے مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس نے آپ کے سامنے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کے مال برباد ہو گئے اور راستے بند ہو گئے ہیں اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اب بارش روک لے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ ہمارے ارد گرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ ٹیلوں، پہاڑوں، میدانوں، وادیوں، اور درخت اگنے کے مقامات پر بارش برسا۔ راوی کہتا ہے کہ فوراً بارش بند ہو گئی اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔ شریک نے انس بن مالک سے پوچھا کیا یہ وہی شخص تھا جو پہلے آیا تھا انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔[1]

٨- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (ابراهيم:٣٦) وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدة) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللهُ: يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ.

---

[1] - صحيح مسلم كتاب صلاة الاستسقاء باب الدعاء في الاستسقاء رقم ٨٩٧.

(۸) عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت فرمائی: ﴿ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ﴾ إبراهيم: ٣٦ "اے میرے پالنے والے معبود انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ ﴾ (المائدة) "اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے"۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے میرے رب میری امت، میری امت، اور آپ رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جا کر پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، جبریل علیہ السلام آئے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی امت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ بالکل رنجیدہ نہ ہوں گے۔[1]

٩- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَسَفَتْ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنْ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنْ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتْ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ.[2]

(۹) رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک بار رسول ﷺ کی مبارک زندگی میں سورج گرہن ہوا، تو آپ فوراً مسجد کی طرف نکلے اور تکبیر کہہ کر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کر لی پھر رسول اللہ ﷺ نے لمبی قرأت فرمائی پھر تکبیر کہی اور بہت لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا اور پھر کھڑے رہے اور لمبی قرأت فرمائی لیکن پہلی قرأت سے ذرا کم تھی پھر تکبیر کہی اور دوسرا رکوع بھی لمبا کیا مگر پہلے رکوع سے ذرا کم، پھر سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر سجدہ کیا (اور ابو طاہر راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ پھر سجدہ کیا) اور دوسری رکعت میں ایسا ہی کیا یہاں تک کہ چار رکوع ہوئے اور چار سجدے (یعنی ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے) اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج ظاہر ہو گیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف ان الفاظ سے کی جو اس کی شان کے لائق ہیں پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے ان میں گرہن نہیں لگتا جب تم گرہن کو دیکھو تو جلد نماز کی طرف دوڑو۔

١٠- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ

[1] – صحيح مسلم كتاب الإيمان باب دعاء النبي ﷺ لأمته وبكائه شفقة عليهم رقم (٢٠٢)

[2] – صحيح مسلم كتاب الكسوف باب صلاة الكسوف رقم (٩٠١)

الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ قَالَ: فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي: أَقْرِئْ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرَمَّلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى. [1]

(۱۰) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ایک لشکر کے ہمراہ اوطاس کی طرف روانہ کیا جو وہاں پہنچ کر دُرید بن صمہ سے نبرد آزما ہوئے۔ درید جنگ میں مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ بھیجا تھا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک جُشمی آدمی کا تیر لگا جو کہ وہاں پیوست ہو کر رہ گیا میں ان کے پاس گیا اور پوچھا: چچا جان آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے قبیلہ بنو جشم کے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے۔ جس نے مجھے تیر مارا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس جا پہنچا مگر جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ نکلا میں اس کے پیچھے دوڑا اور کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ آخر وہ رک گیا پھر میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے اور بالآخر میں نے اسے مار ڈالا پھر واپس آکر میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: اب یہ تیر تو نکالو میں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا میرے بھتیجے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور آپ سے کہنا کہ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔ پھر ابو عامر نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور تھوڑی دیر بعد انتقال کر گئے پھر میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا اس وقت آپ بان سے بُنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر بستر نہیں تھا اور چارپائی کی بان کے نشانات آپ کے پہلو اور پشت پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے تمام حالات بیان کئے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی عرض کیا اور ان کی دعائے مغفرت کی درخواست بھی پہنچائی تو آپ نے پانی طلب کیا وضوء کر کے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ عبید یعنی ابو عامر رضی اللہ عنہ کو بخش دے میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا پھر فرمایا: اے اللہ اسے قیامت کے دن انسانوں میں سے اکثر پر برتری عطا کر۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمایئے آپ نے فرمایا اے اللہ! عبد اللہ

[1] - صحيح البخاري كِتَاب الْمَغَازِي بَاب غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ رقم (٤٣٢٣)

بن قیس کے گناہ بخش دے اور روز قیامت انہیں مقام عزت عطا فرما۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے کی تھی اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے۔

۱۱- عن عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ « اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ لاَ تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ ». فَمَازَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ. وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ كَذَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾﴾ فَأَمَدَّهُ اللهُ بِالْمَلاَئِكَةِ.

(۱۱) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کی طرف دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے پروردگار سے پکار کر دعا کرنے لگے یا اللہ تو نے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر، اے اللہ تو مجھے دیدے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو تباہ کر دے گا تو پھر زمین میں تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ پھر آپ اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کے آپ کی چادر مبارک کندھوں سے اتر گئی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی چادر کندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی بس آپ کی اتنی دعا کافی ہے اب اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ جو اس نے آپ سے کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾﴾ الأنفال جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے اور تمہاری دعا قبول فرمائی" اور فرمایا: "میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کرونگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد فرشتوں سے کی۔(۱)

"الابتهال" کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھا کر مانگنا یہ سوال اور دعا ہے، اور ایک انگلی سے اشارہ کی کیفیت استغفار کہلاتی ہے۔ جبکہ "ابتهال" یہ ہے کہ آپ دونوں ہاتھوں کو مکمل پھیلا کر دعا کریں۔(۲)

(۲) عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس اسی روایت کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ: الابتهال کی کیفیت یہ ہے: اور دونوں ہاتھ اٹھالئے اور اتنے اٹھائے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کے برابر لے گئے۔(۳)

(۳) فرمان الٰہی: ﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾ ---إلى: ﴿فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾﴾ آل عمران کی تفسیر میں ابو جعفر الطبری رقم طراز ہیں کہ: فرمان الٰہی: ﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ﴾ کا معنی

---

۱ - صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر رقم (۱۷٦۳) صحيح البخارى رقم (۳۹۵۳)

۲ - (صحيح) صحيح سنن أبي داؤد رقم (۱۴۸۹) سنن أبي داؤد كتاب الوتر باب الدُّعاء

۳ - (صحيح) صحيح سنن أبي داؤد رقم (۱۴۹۰) سنن أبي داؤد كتاب الوتر باب الدُّعاء

یہ ہے کہ: اے محمد ﷺ جو شخص آپ سے جناب مسیح عیسیٰ بن مریم سے متعلق جھگڑا کرے اور فرمان الٰہی: ﴿ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡعِلۡمِ ﴾ سے مراد یہ ہے کہ "جو میں نے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتادیا ہے کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہی ہے۔ اور ارشاد ربانی ﴿ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ ﴾ یعنی: ہم لعنت کی بددعا کریں کہ: ﴿ فَنَجۡعَل لَّعۡنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰذِبِينَ ﴿٦١﴾ ﴾ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس بارے میں جو بھی جھوٹا ہے ہم یا تم ان پر اللہ کی لعنت ہو۔([1])

(۴) جناب قتادہ رضی اللہ عنہ ﴿ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَل لَّعۡنَتَ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰذِبِينَ ﴿٦١﴾ ﴾ کی تفسیر کرتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تم سے مباہلہ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو اللہ کے کلمہ اور روح سے وجود میں آیا۔([2])

(۵) ابن زید رحمۃ اللہ علیہ اسی فرمان الٰہی کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ: ہم میں سے یا تم میں سے جو بھی جھوٹا ہے اس پر اللہ کی لعنت۔([3])

(۶) قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کسی دوسرے شخص کے مابین کچھ اختلاف رائے ہو گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی آیت تلاوت کی ﴿ تَعَالَوۡاْ نَدۡعُ أَبۡنَآءَنَا وَأَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ ﴾ اور رکن یمانی کی طرف رخ کر کے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔([4])

(۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: علاقہ نجران کے آٹھ عرب پادری (Father) رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے، جن میں ان کا سردار اور جانشین بھی تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ﴿ فَقُلۡ تَعَالَوۡاْ نَدۡعُ أَبۡنَآءَنَا وَأَبۡنَآءَكُمۡ ﴾ إلی قوله: ﴿ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ ﴾ یعنی یہ کہ ہم جھوٹے پر اللہ کی طرف سے لعنت پڑنے کی دعا کریں۔ تو انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور بنو قریظہ، بنو النضیر اور بنو قینقاع کے قبائل کا رخ کیا۔ ان سے صورتحال پر مشورہ چاہا تو انہوں نے ملاعنۃ ۔ مباہلہ۔ کرنے سے روکا اور صلح کر لینے کا مشورہ دیا۔ اور ان پر واضح کیا کہ یہ محمد وہی نبی ہے جس کا ذکر تورات میں ملتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ماہِ صفر میں ہزار (۱۰۰۰) جبے (عربی لباس) اور ماہ رجب میں دوسرے ہزار (۱۰۰۰) جبے اور کچھ درہم پیش کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔([5])

(۸) امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان الٰہی: ﴿ وَٱذۡكُر رَّبَّكَ فِي نَفۡسِكَ تَضَرُّعٗا وَخِيفَةٗ ﴾ الأعراف: ۲۰۵ کی تفسیر میں کہا کہ: میرے سامنے گڑ گڑا اور مجھ سے ڈر۔

مجاہد اور ابن جریج رحمہما اللہ کہتے ہیں: اللہ نے حکم فرمایا کہ انتہائی گڑ گڑاہٹ، کامل انابت اور پوری فروتنی وعاجزی سے اس کا ذکر کرو، اسے دلوں میں بسائے رکھو۔([6])

(۹) ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: الابتہال سے مراد ہے کہ رب سے مانگنے میں الحاح اور مکمل عاجزی۔([7])

---

[1] - تفسیر الطبری (۹۶/۳)
[2] - المصدر السابق
[3] - الدر المنثور (۲/ ۲۳۳)
[4] - المصدر السابق (۲۳۲/۲، ۲۳۳)
[5] - المصدر السابق (۲۳۲/۲)
[6] - تفسیر البغوی (۲۲۶/۹)
[7] - جامع الاصول (۴۸/۴)

ابتہال گڑگڑا کر دعا کرنے کے ثمرات

(۱)محبت ایزدی، اللہ سے مانگنے میں الحاح اصرار، اور مصائب و شدائد اور نہایت ناامیدی کے عالم میں خود کو اللہ کے سپرد کرنا۔

(۲)حاجت روائی کے لئے اپنے رب سے جڑے رہنا۔

(۳)اس میں نفس انسانی کے لئے راحت اور دل کی صفائی کا سامان ہے۔

(۴)مسلمان کی دعاؤں اور لجاجتوں کو اللہ کی طرف سے شرف قبولیت ملتا ہے۔(بشرطیکہ وہ ظالمانہ ظلم کی دعا نہ کرے)۔

(۵)عام حالات میں مانگنا "دعا" اور بحالتِ شدت و غم سوال کرنا "ابتہال" کہلاتا ہے۔

(۶)ہاتھ اٹھا کر پر خشوع دعائیں کرنا، مانگنے والے کے اخلاص اور اللہ عزوجل کی طرف سے قبولیت دعا پر یقین کی دلیل ہے۔

(۷)عاجزی بھری دعائیں، مشیت الٰہی کے مطابق، فوری قبولیت سے ہمکنار ہوا کرتی ہیں۔

(۸)دعا میں تضرع وانابت کے اثرات نفس پر بھی پڑتے ہیں اور دیگر اعضاء پر بھی۔ چنانچہ باوضوء ہو کر دعا کرنا بہتر ہے۔

(۹)گڑگڑا کر مانگی گئی دعا مصائب و آلام کا مداوا ہوتی ہے اور غم واندوہ کو دفع کر دیتی ہے۔

(۱۰)پر اصرار دعائیں بالآخر فتح و نصرت کی نوید لاتی ہیں اور دشمن کی پسپائی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

(۱۱)خشوع و خضوع والی دعائیں مجاہدین میں معنوی جذبات کو فروغ دیتی ہیں۔ بطور خاص جب قائد خود بھی اللہ کے سامنے گڑگڑانے والا اور نصرت الٰہیہ پر کامل یقین سے متصف ہو۔

الإتباع

(پیروی کرنا/ موافقت کرنا)

لغوی بحث

"إِتِّبَاعٌ"، "اِتَّبَعَ" کا مصدر ہے (ت ب ع) کے مادہ سے ماخوذ ہے، جو پیچھے چلنے اور پیروی کرنے کا معنی دیتا ہے۔ لہٰذا جب آپ کسی کے پیچھے پیچھے چلیں یا کوئی گزر رہا ہو اور آپ ان کے ساتھ ساتھ ہولیں تو کہیں گے: "تَبِعْتُ الْقَوْمَ تَبَعًا وَتَبَاعَةً" (ت) پر فتح کیساتھ۔ اور "تَبِعْتُ الشَّيْءَ" یعنی: میں اس کے پیچھے چلا اور "التَّابِعُ" کا معنی ہے پیچھے چلنے والا۔ اس کی جمع "تُبَّعٌ"، "تُبَّاعٌ" اور "تَبَعَةٌ" ہے اور "التَّبَعُ" اس کا اسم الجمع ہے۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: جب لوگ آگے نکل جائیں اور آپ پیچھے سے ان سے جا ملیں تو کہیں گے: "أَتْبَعْتُ الْقَوْمَ" یعنی میں ان سے جا ملا۔

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "أَتْبَعَ"، "إِتَّبَعَ" کی نسبت عمدہ تعبیر ہے کیوں کہ "الإِتِّبَاعُ" کا معنی ہے کہ کوئی چل رہا ہے اور آپ ان کے پیچھے فاصلے سے چل رہے ہیں جبکہ "أَتْبَعْتُهُ" کا مفہوم یہ ہے کہ آپ بلا فاصلہ اس کے ساتھ پیچھے پیچھے ہیں۔

اور "إِتَّبَعَ الْقُرْآنَ" یعنی قرآن کی اقتداء میں چلا اور اس کے مندرجات پر عمل پیرا رہا۔ چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث (مرفوعاً) مروی ہے کہ: یہ قرآن تمہارے لئے اجر کا باعث بھی ہے اور تمہارے اوپر بوجھ کا سبب بھی۔ چنانچہ قرآن کی اقتداء کرو، ایسا نہ ہو کہ قرآن تمہارا پیچھا کرے۔ پس: جو شخص قرآن کی پیروی کرتا رہا تو یہ اسے جنت کے باغات میں جا پہنچائے گا۔ اور جس نے قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا تو قرآن اسے گدی سے جکڑ کر جہنم میں دھکیل دے گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ: اسے اپنا پیشوا بنالو پھر اس کی تلاوت کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ ﴾ (البقرۃ: ۱۲۱) یعنی وہ اس کی کماحقہ پیروی کرتے ہیں ان کا مقصد ہے کہ: قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل سے ہرگز گریزاں مت رہو۔ اگر ایسا کرو گے تو گویا تم نے قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔

"تَابَعَ بَيْنَ الْأُمُوْرِ مُتَابَعَةً وَتِبَاعًا" اور اس نے معاملات کے درمیان متابعت کی یعنی اس نے کاموں کو مسلسل کیا اور کاموں کو ایک دوسرے کے پیچھے انجام دیا۔

"وَتَابَعَ عَمَلَهُ وَكَلَامَهُ: أَتْقَنَهُ وَأَحْكَمَهُ" اس نے اپنے کاموں میں متابعت کی۔ یعنی اس نے ان کو اچھے اور عمدہ انداز سے انجام دیا۔ اور اس نے اپنے کام اور اپنے کلام کو مسلسل جاری رکھا اور اسی معنی پر ابی واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اعمال کو درست کرنے کی کوشش کی تو آخرت کو حاصل کرنے کے سلسلے میں ہمیں دنیا میں زہد سے بڑھ کر کوئی عمل بہتر نہیں ملا۔

اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنی گفتگو میں متابعت کی اور وہ گفتگو کا "تَبِيْعٌ" ہے۔ تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنی گفتگو کو عمدہ اور شاندار انداز میں بیان کیا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں متابعت کر رہا ہے تو یہ معنی بھی ہوتا ہے کہ اسے بیان کر رہا ہے (اور وہ اپنی گفتگو کو مسلسل جاری بھی رکھے ہوئے ہوتا ہے)۔

اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص "مُتَتَابِعُ الْعِلْمِ" ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے علم کا کچھ حصہ اس کے ہی علم کے دوسرے حصوں سے ملتا جلتا ہے اور اس کے علم میں کوئی فرق نہیں (اور ٹکراؤ نہیں) ہے۔ (۱)

لغۃً "إتباع" یہ ہے کہ چلنے والے کے پاؤں کے نشانات کے پیچھے چلنا، پھر دوسروں کے کاموں کی طرح جو کام کئے جائیں ان کے لئے بھی اتباع کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں یہ معنی موجود ہیں: ﴿ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ ﴾ (التوبة: ۱۰۰) (ترجمہ) "اور جنہوں نے اچھائی کے ساتھ ان (صحابہ کرام) کی پیروی کی"۔ یعنی اچھائی کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلے اور اچھائی کے ساتھ ان کے منہج کو اپنایا۔ پھر جو احکامات کی پابندی کرتا ہے اور جو قائد و سردار کے کہنے کے مطابق عمل کرتا ہے اس کے لئے بھی اتباع کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ (۲)

اصطلاحی وضاحت

اتباع کی تعریف کرتے ہوئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اتباع یہ ہے کہ جو کچھ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے تو آدمی اس کی پیروی کرے۔ پھر اسے تابعین کے سلسلے میں اختیار حاصل ہے (کہ تابعین میں سے جس کی چاہے پیروی کرلے۔ اور جس کی چاہے پیروی نہ کرے۔)

اور امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پیروی محض اس کی کرنی چاہیے جس کے بارے میں دلیل ثابت ہو چکی ہو کہ اس کی پیروی کی جائے اور رسول محمد ﷺ اس سلسلے میں سب سے ہی اعلیٰ اور عمدہ اور بہترین محض ہیں۔ (۳)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک عنوان قائم کرتے ہیں: "بَابُ مَا أَبَانَ اللهُ لِخَلْقِهِ مِنْ فَرْضِهِ عَلَى رَسُوْلِهِ اتِّبَاعَ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ وَمَا شَهِدَ لَهُ بِهِ مِنَ اتِّبَاعِ مَا أُمِرَبِهِ وَأَنَّهُ هَادٍ لِمَنِ اتَّبَعَهُ". اس بات کو بیان کرنے والا باب کہ اللہ نے اپنی مخلوق کے لئے اس بات کو واضح کر دیا کہ انہوں نے اپنے رسول (محمد ﷺ) پر اس چیز (قرآن مجید) کی پیروی کو فرض کیا ہے جو کہ ان کی طرف وحی کی گئی ہے۔ اور اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی کہ ان کے رسول نے آپ کی پیروی کی جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور یہ کہ رسول محمد ﷺ اس شخص کی صحیح اور بہترین رہنمائی کرنے والے ہیں جس نے ان کی پیروی کی (یعنی جس نے سچے دل سے رسول ﷺ کی پیروی کی تو اسے ہدایت اور نجات حاصل ہو جائیگی)۔

اس کے بعد انہوں نے ان آیات کا تذکرہ کیا جو ان مذکورہ معانی پر دلالت کرتی ہیں۔ جن میں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی بھی شامل ہے ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ ٱتَّقِ ٱللَّهَ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١﴾ وَٱتَّبِعْ مَا يُوحَىٰٓ

---

۱ - لسان العرب لابن منظور (۱/ ۴۱۶، ۴۱۹) الصحاح (۳/ ۱۱۹۰) ومقاييس اللغة (۱/ ۳۶۲)

۲ - تفسير التحرير والتنوير (۷/ ۴۲۳)

۳ - أضواء البيان للشنقيطي (۷/ ۵۴۸)

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٢﴾ ﴾ (الأحزاب) (اے نبی! آپ اللہ کا تقویٰ اختیار کیجئے اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آنا، بے شک اللہ بڑے علم اور بڑی حکمت والا ہے، اور پیروی کریں اس چیز کی جو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے (یعنی اس قرآن مجید کی پیروی کیجئے جو کہ وحی کے ذریعے آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے) بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان کاموں سے پوری طرح باخبر ہے جن کو تم انجام دیتے ہو۔

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثُمَّ جَعَلْنَٰكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ ٱلْأَمْرِ فَٱتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (الجاثية) پھر ہم نے آپ کو دین کی ظاہر راہ پر قائم کر دیا ہے۔ لہٰذا آپ اسی کی پیروی کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے، جو کہ جانتے نہیں ہیں۔

پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اور جس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا حکم واضح طور پر موجود نہیں تھا اور ایسے معاملے کے بارے میں رسول ﷺ نے خود اپنی طرف سے کوئی فیصلہ کیا۔ تو وہ فیصلہ بھی رسول اکرم ﷺ نے محض اللہ کے حکم سے ہی کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرآن مجید میں بتایا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَٰطِ ٱللَّهِ ... ﴾ الشورى (اور [اے محمد ﷺ] بلا شبہ آپ سیدھے راستے کی طرف ہی راہنمائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے (سیدھے) راستے کی طرف) (۳)

اور اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی موجودگی کے باوجود بھی فیصلے فرمائے جن معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا کوئی واضح فیصلہ موجود نہیں تھا۔ اور اللہ نے ہم تمام مسلمانوں کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ ہم رسول ﷺ کے ان دونوں ہی طرح کے فیصلوں کی پوری طرح پیروی اور پابندی کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی فرمانبرداری کرنے کو خود اللہ کی فرمانبرداری کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بھی اللہ کے احکامات اور تعلیمات کے خلاف حکم نہیں دیتے۔ اور رسول کریم ﷺ کی پیروی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ایسی نافرمانی ہے جس کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کسی کا بھی کوئی عذر قبول اور برداشت نہیں کریگا۔ اور مذکورہ بالا آیات کی بنیاد پر یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کئے بغیر نجات کا حصول ناممکن ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی ارشاد گرامی ہے کہ: "لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لاَ نَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ".([1])

"میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے آرام دہ تکئے سے ٹیک لگایا ہوا ہو اور پھر اس کے پاس میرے فیصلوں (حدیثوں) میں سے کوئی فیصلہ آئے (میری حدیثوں میں سے اس کو کوئی حدیث سنائی جائے) جس میں میں نے کسی بات کا حکم دیا ہو یا میں نے کسی بات سے منع کیا ہو تو وہ کہے کہ میں تو اسے نہیں جانتا میں تو صرف اس کی ہی پیروی کروں گا جو کہ محض اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) میں ہی لکھا ہوا ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی احادیث اور سنتیں ہیں وہ دو طرح کی ہی ہیں۔

[1] - (صحيح) سنن أبي داؤد كتاب السنة باب في لزوم السنة رقم (٤٦٠٧)

ایک تو وہ احادیث اور سنتیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے عین مطابق ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کی نص کی اسی طرح پیروی کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں اتارا تھا۔

دوسری وہ احادیث اور سنتیں ہیں جن میں رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کی تشریح اور وضاحت کر دی ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نہایت مجمل اور مختصر انداز میں بیان کیا ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے دوسری طرح کی ان احادیث میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہ احکامات عمومی نوعیت کے ہیں۔ یا ان میں کوئی خصوصیت اور دیگر تفاصیل بھی پائی جاتی ہیں اور رسول اکرم ﷺ نے دوسری قسم کی ان احادیث میں اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ بندے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات پر کس طریقے سے عمل کر سکتے ہیں (جیسے نماز۔ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا محض حکم تو دیا مگر اس بات کی وضاحت نہیں فرمائی کہ نماز کس طریقے سے ادا کرنی ہے یہ وضاحت احادیث میں ہی موجود ہے۔ اسی طرح زکاۃ کا معاملہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کو ادا کرنے کا محض حکم تو دے دیا مگر یہ بالکل نہیں بتایا کہ زکاۃ کب دینی ہے کتنی دینی ہے، کتنے اونٹوں اور بکریوں کے مالک پر کتنے اونٹ اور بکریاں نکالنی ہیں۔ ان سب باتوں کی وضاحت محض احادیث میں ہی موجود ہے۔) اور احادیث کی ان دونوں قسموں اور صورتوں میں رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کو ہی مد نظر رکھا ہے (اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی ایک حدیث میں بھی کتاب اللہ کی مخالفت ہرگز نہیں کی) مجھے اس سلسلے میں اہل علم کے کسی بھی اختلاف کا علم نہیں ہے (یعنی تمام ہی اہل علم کا اس بات پر اجماع اور مکمل اتفاق رائے ہے) کہ رسول اکرم ﷺ سے ثابت شدہ تمام ہی احادیث تین طرح کی ہیں۔

تو اہل علم کا دو طرح کی احادیث پر تو پوری طرح اتفاق ہے، احادیث کی پہلی قسم: وہ احکامات جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کوئی نص نازل فرمائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سلسلے میں بالکل ویسی ہی حدیث ارشاد فرمائی جو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی بات کے مطابق تھی۔

احادیث کی دوسری قسم: جن معاملات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مختصر طور پر بیان کیا، تو آپ ﷺ نے اپنی احادیث میں ان آیات کا مطلب اور ضروری تفصیلات کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔

یہ دونوں احادیث کی وہ اقسام ہیں جن پر عمل کرنے کے سلسلے میں اہل علم کا بالکل بھی اختلاف نہیں ہے۔

اور تیسری قسم کی احادیث وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ ایسے معاملات پر اپنی حدیثیں بیان فرمائیں جن معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی بھی واضح دلیل موجود نہیں ہے تو ایسی احادیث کے بارے میں کچھ اہل علم نے کہا کہ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات پہلے ہی سے موجود تھی کہ میں محمد ﷺ کو اپنی رضا حاصل کرنے (اور عمدہ اور بہترین فیصلے کرنے کی صلاحیت سے نوازوں گا تو اس بناء پر خود اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسول محمد ﷺ کو یہ حق، اختیار اور صلاحیت عطا فرمائی کہ وہ (محمد ﷺ) ایسے معاملات کے بارے میں بھی اپنی احادیث بیان فرمادیں جن معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے واضح فیصلے موجود نہ بھی ہوں۔

اور کچھ اہل علم نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی جو بھی کوئی سنت (حدیث) بیان کی تو اس کی اصل اور بنیاد اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ضرور موجود ہے۔ جیسا کہ ان کی سنت (اور احادیث) نے نمازوں کی تعداد اور طریقہ بیان کیا تو محض قرآن میں نماز کے

فرض کیئے جانے کی بنیاد پر ہی بیان کیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت اور اسلام کی دیگر تعلیمات کے بارے میں جو بھی کچھ بیان کیا تو وہ محض اس بنیاد پر ہی بیان کیا کہ ان معاملات کی اصل اور بنیاد کتاب اللہ میں ضرور موجود تھی۔ کیوں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:﴿ لَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ﴾ النساء: ٢٩ (اور "اے مسلمانوں "تم لوگ آپس میں اپنے اموال کو ناجائز ذرائع (اور طریقوں) سے نہ کھاؤ۔ اور فرمایا:﴿ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ﴾ البقرة: ٢٧٥

اللہ نے خرید و فروخت حلال قرار دی ہے اور رباء کو حرام قرار دیا ہے۔

تو مختصر بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں بھی کسی بھی چیز یا معاملے کو حلال قرار دیا یا کسی دوسرے معاملے کو ناجائز اور حرام قرار دیا تو آپ نے ایسا محض اس لئے ہی کیا۔ کہ اس معاملے کی اصل اور بنیاد اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود تھی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازوں کی تعداد اور طریقے کو محض اس لئے بیان کیا کہ نماز کا حکم بنیادی طور پر اللہ کی کتاب میں آ چکا تھا۔

اور کچھ اہل علم نے یہ کہا کہ: بلکہ اس معاملے کے بارے میں بھی (جس کے بارے میں قرآن کا واضح فیصلہ موجود نہیں ہے) اللہ کی طرف سے محمد ﷺ پر وحی کی گئی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی سنت (اور احادیث) نے اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ہی ثابت کیا۔

اور کچھ اہل علم نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جس چیز کو بھی سنت قرار دیا تو در حقیقت اس کا سنت ہونا پہلے ہی ان کے دل و دماغ میں اللہ کی طرف سے ڈال دیا گیا تھا کہ یہ کام سنت ہے تو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن کے علاوہ ان کے دل و دماغ میں ڈال دیا گیا تو یہی ان کی سنت تھی۔

اگر اہل علم کے ان اقوال میں کسی بھی قول کو تسلیم کر لیا جائے مگر یہ بات تو سو فیصد ثابت شدہ ہے کہ جن معاملات کے بارے میں قرآن مجید کا واضح فیصلہ موجود نہیں ہے اور اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کی حدیث موجود ہے تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کو فرض قرار دے دیا ہے۔

اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کسی بھی ایسے شخص کا کوئی عذر (معذرت، حجت) قبول نہیں کرے گا۔ جس کو کسی معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ معلوم ہو گیا اور پھر بھی اس نے اس کی خلاف ورزی کی اور یہ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمام ہی لوگوں کو دین کے سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کی سنت اور احادیث کا پوری طرح محتاج بنا دیا ہے (یعنی دین کے احکامات اور مسائل جاننے کے لئے صرف قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ قرآن کے ساتھ ساتھ صحیح احادیث کی طرف لوٹنا اور ان سے راہنمائی حاصل کرنا بھی بے حد ضروری ہے)۔

یعنی صحیح احادیث میں کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں مکمل یگانگت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے لہٰذا ہمارے لئے صحیح اور ثابت شدہ احادیث کی پیروی کرنا ضروری ہے جو کہ ان احکامات اور مسائل کی تشریح اور وضاحت پیش کر رہی ہیں۔

جن احکامات کو قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے تو بعینہ اسی طرح ان معاملات میں بھی رسول اکرم ﷺ کی صحیح اور ثابت شدہ احادیث کی پیروی بے حد ضروری ہے اسی طرح ان معاملات میں بھی جن کا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں واضح فیصلہ موجود نہیں ہے۔ کیوں کہ رسول ﷺ کبھی بھی اللہ کی مرضی کے خلاف ہرگز فیصلہ صادر نہیں کر سکتے۔(۱)

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قرآن مجید ہی دراصل وہ کتاب ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور لوگوں کے مقام و مراتب کا تعین محض قرآن مجید کی پیروی سے ہی ہوگا (جو قرآن مجید پر جس قدر عمل کرے گا اسی قدر وہ دنیا اور آخرت میں خوش رہے گا۔ اور جو تم میں سے قرآن مجید کی تعلیمات سے جس قدر روگردانی کرے گا تو اسی قدر وہ دنیا اور آخرت میں ناکام اور پریشان ہو گا۔

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس شریعت اسلامی کو تمام ہی انسانوں پر حجت قرار دے دیا ہے۔ خواہ عمر میں بڑے ہوں یا چھوٹے، فرمانبردار ہوں یا نافرمان، نیک ہوں یا بد، کسی کو بھی اسلامی شریعت کی پابندی کرنے سے مستثنیٰ اور بالاتر قرار نہیں دیا۔

اسی طرح (اسلام سے پہلے جتنی بھی شریعتیں تھیں ان شریعتوں کو اللہ تعالیٰ نے محض اسی لئے ہی بنایا تھا تاکہ وہ شریعتیں ان تمام امتوں پر حجت ثابت ہوں۔ یہاں تک کہ جن پیغمبروں کو وہ شریعتیں دے کر بھیجا گیا تھا۔ تو خود ان پیغمبروں کے لئے بھی اپنی لائی ہوئی شریعتوں کے احکامات کی پابندی کرنا ضروری تھا۔

تو اس سلسلے میں آپ ہمارے نبی محمد ﷺ کی مثال دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ بھی اپنی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملات میں اپنی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ خواہ وہ کچھ خصوصی احکامات ہوں جو کہ ہمارے نبی ﷺ کے لئے ہی خاص تھے۔ یا ایسے عام (General) احکامات ہوں جس میں آپ اور آپ کی امت کے افراد سب ہی شامل ہیں۔

ہر حال میں اسلامی شریعت ہی کو نبی ﷺ اور آپ کی امت کے تمام افراد پر برتری اور حکمرانی حاصل ہے۔

اور اسلامی شریعت (قرآن اور صحیح احادیث) ہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشخبری تک پہنچنے کا سب سے بہترین راستہ ہے اور اسلامی شریعت ہی خیر و کامیابی اور اچھائی کی طرف بلانے والا سب سے عظیم راہنما اور قائد ہے۔

کیا آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور نہیں کرتے: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ﴾ الشوری: ۵۲ اور (اے محمد ﷺ) اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا۔ آپ نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔

تو محمد ﷺ ہی وہ پہلے انسان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور ایمان کے ذریعے ہدایت عطا کی پھر جس نے بھی ہدایت کے اس راستے میں محمد ﷺ کی پیروی کی تو اسے بھی ہدایت حاصل ہوئی۔ اور در حقیقت قرآن مجید ہی راہنمائی کرنے والی (اور ہدایت اور خیر کی طرف بلانے والی) کتاب ہے۔ اور نبی کریم ﷺ پر اترنے والی وحی، قرآن مجید کی تشریح اور وضاحت کرنے والی ہے۔ (یہاں

لفظ وحی میں نبی علیہ السلام کی صحیح احادیث بھی شامل ہیں) اور مخلوق قرآن مجید اور نبی کریم علیہ السلام کی صحیح احادیث دونوں سے ہی ہدایت اور راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

اور جب نبی کریم علیہ السلام کا دل و جسم اور ان کا ظاہر و باطن حق اور ہدایت کے نور سے علم و عمل کے ذریعے جگمگا اٹھا تو پھر رسول اللہ علیہ السلام ہی اس پوری امت کے لئے سب سے عظیم رہنمائی کرنے والے بن گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ پوری انسانیت میں سے ہمارے نبی مکرم محمد علیہ السلام کو ہی اس عظیم مقام و مرتبے کے لئے چنا اور منتخب کیا کہ ان کے پاکیزہ دل پر وحی کے نور کو نازل کیا جائے۔

جس وحی کے عظیم نور سے ہمارے نبی علیہ السلام کا دل و جسم جگمگا اٹھا اور ہمارے نبی مکرم محمد علیہ السلام کے اخلاق پوری ہی طرح قرآن کے عظیم سانچے میں ڈھل گئے یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ السلام کے بارے میں گواہی دے دی کہ ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝٤ ﴾ القلم "اے محمد! بلاشبہ آپ اخلاق کے عظیم درجہ پر فائز ہیں" اور یہ عظیم درجہ اس لئے حاصل ہوا کہ آپ علیہ السلام نے پوری طرح قرآن مجید یعنی وحی کی پابندی کی اور آپ نے اپنے علم و عمل کو مکمل طور پر قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق کر دیا۔ پھر آپ علیہ السلام کا عالم یہ تھا کہ جب وہ کسی بھی بات کا حکم دیتے تو خود ہی سب سے پہلے اس کی پابندی کرنے والے ہوتے۔ اور جب بھی کسی بات سے منع فرماتے تو سب سے پہلے اس سے گریز کرنے والے آپ ہی ہوتے۔ اور جب بھی کوئی نصیحت فرماتے تو سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے ہوتے۔ اور جب بھی کسی چیز سے ڈرانے والے ہوتے تو خود ہی سب سے پہلے اس سے ڈرنے والے ہوتے۔ اور جب بھی کبھی اللہ کی رحمت کی امید دلاتے تو خود ہی اللہ کی رحمت سے سب سے زیادہ امیدیں وابستہ کرنے والے ہوتے، اور محمد علیہ السلام پر اترنے والی شریعت خود ان پر ہی حکمرانی کرنے والی سب سے بڑی دلیل اور حجت بن گئی۔ اور ان کے لئے اس سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرنے والی بن گئی جس پر کہ وہ چلے۔ اور جب محمد علیہ السلام کے لئے رسول ہونے کے باوجود شریعت کی پیروی کرنا اور اس کی پابندی کرنا ضروری تھا۔ تو پھر باقی تمام ہی مخلوق (سارے ہی انسانوں اور جنوں) کے لئے تو زیادہ ہی ضروری ہے کہ وہ بھی محمد علیہ السلام پر اترنے والی شریعت (قرآن مجید اور صحیح احادیث) کی اور زیادہ ہی پابندی اور پیروی کریں۔ اور قرآن اور صحیح احادیث کو ہی اپنا قائد امام اور راہنما بنائیں۔ اور وہ قرآن اور صحیح احادیث ہی حق اور کامیابی کی منزل ہے۔ اور اب سارے ہی انسان جس قدر محمد علیہ السلام پر اترنے والی شریعت کی پابندی کرینگے اور جس قدر اپنے اقوال و افعال اور عقیدوں کو قرآن مجید اور صحیح احادیث کے مطابق بنائیں گے۔ تو اسی قدر انہیں عزت اور کامیابی حاصل ہو گی۔

تو جو بھی شخص جس قدر محمد علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت (قرآن اور صحیح احادیث) کی پیروی کرے گا تو اسی قدر اسے دنیا اور آخرت میں عزت، کامیابی اور اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ حاصل ہو گا۔ اور جو بھی شخص جس قدر قرآن اور صحیح احادیث کی پیروی کرنے میں کمی اور کوتاہی کرے گا تو اسی قدر اس شخص کی عزتوں کامیابیوں اور اس کے مقام و مرتبہ میں کمزوری واقع ہو جائے گی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی عزتوں اور کامیابیوں کو قرآن مجید اور صحیح احادیث پر عمل کرنے سے وابستہ اور مشروط کر دیا ہے۔ ([1])

[1] - الاعتصام (۲/ ۳۳۸، ۳۴۰)

ترک کردہ سنتوں کا حکم بھی عمل کردہ سنتوں جیسا ہے

جب آپ ﷺ کوئی عمل کرتے ہیں یا کوئی عمل ترک کرتے ہیں تو وہ ہمارے حق میں عبادت کی طرح ہے سوائے اس کے جس پر کوئی مخصوص دلیل آ جائے۔ اسی طرح جو افعال آپ ﷺ نے ترک کئے ہیں وہ بھی اسی حکم میں ہیں کیونکہ کسی عمل کو چھوڑنا اسی طرح ہے جس طرح کسی کام کو کرنا ہے آپ ﷺ شرعی احکام یا تو اپنے فعل سے لوگوں کو سکھایا کرتے تھے یا اپنے قول سے اسی طرح کچھ اعمال کو چھوڑ کر امت کو اس کے احکام کو آگاہ کرتے تھے یا صرف قول کے ذریعے اس فعل کے ترک کرنے کا حکم ذکر فرماتے۔

خلاصہ: ہر مسلمان پر اللہ رب العالمین کے منہج اور اس کی شریعت کی پیروی کرنا واجب ہے جس طرح شریعت کے احکام قرآن اور سنت نبوی میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ مسلمان کے ترقی کا انحصار اور کمال پن اس میں مضمر ہے کہ ان دو اصول سے شریعت اسلام سے مأخوذ کریں اس کا معنی یہ ہے ہر شخص کے لئے ایسا اسلام قبول کرنا ضروری ہے جس میں ہر فعل کے کرنے اور اس کو چھوڑنے میں صرف اللہ کی رضا مطلوب ہو۔

اگر اس کا معنی پیری کرنا ہے جیسا کہ سابقہ سطور میں گذرا ہے یہی وہ اتباع ہے جو آپ ﷺ کے صحابہ کرام کیا کرتے تھے کہ جو آپ ﷺ سے قرآن کی صورت میں اور نبوی فرامین ملے ان پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوئے۔

جو قرآن میں احکامات وارد ہوئے ہیں ان کی پیروی کرنا اچھے معاشرے کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس میں مکمل منہج حیات موجود ہے کیونکہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کوئی معاشرہ کن بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات اور جن کے ذریعے معاشرے کے افراد کے مابین جو بھی چیزیں واقع ہوتی ہیں ان سب پر محیط ہے۔

اور جو آپ ﷺ کی سنت ہے وہ قرآن کے احکامات کو مکمل کرنے کے لئے آئی ہے اسی لئے اللہ رب العالمین نے لوگوں کا اپنے رسول کی اتباع کو واجب قرار ٹھرایا اسی طرح امتِ محمدیہ پر دو چیزیں لازم ہوتی ہیں: ۱) جو آپ ﷺ نے فرمان جاری کئے ان کی پیروی کرنا۔ ۲) ان فرامین اور احکامات کو آگے پہنچانا۔

سنت رسول ﷺ سے مراد آپ کے اقوال، افعال اور جو آپ کے سامنے افعال یا اقوال کہے گئے اور آپ ﷺ ان پر خاموش رہے جن کو علمی زبان میں تقریرات کہتے ہیں ان سب کی اتباع کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

افعال رسول ﷺ: آپ ﷺ کے افعال کا کچھ حصہ ان احکامات کی توضیح اور تشریح پر مشتمل ہے جیسے نماز، روزہ، حج۔۔۔

اور کچھ افعال جو آپ ﷺ کا خاصہ ہیں اور کچھ افعال جن کا تعلق بشری عادات سے ہے جیسے لباس، کھانا، پینا یہ اعمال انسان کی اپنی فطرت کے مطابق ہی ان پر عمل کیا جائے گا۔

اتباع کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرنے پر دلالت کرتی ہے

محبت کرنے کے دو اصول ہیں: ۱) محبت کرنے والا۔ ۲) جس سے محبت کی جاتی ہے۔

جو محبت اللہ رب العالمین کے ساتھ کی جاتی ہے اس میں بندے کے ساتھ اللہ کی محبت بھی ثابت ہے اور بندے کی اللہ رب العالمین کے ساتھ بھی پہلا حصہ اس بات کا ثمرہ ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے سے حاصل ہوتا ہے جس کی تائید قرآن مجید کی اس

آیت میں آئی ہے: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران)

ترجمہ: "کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اللہ مغفرت، رحم کرنے والا ہے"۔

اسی لئے اس آیت کریمہ کو محبت والی آیت کہا گیا ہے۔

امام ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جب دلوں نے اللہ کے ساتھ محبت کرنے کا دعوی کیا تو اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ کو بطور آزمائش نازل فرمایا۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس نجران کے نصاری کا ایک وفد آیا اس موقع پر آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ ان سے کہا جائے اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو کہ ہم اللہ رب العالمین کے ساتھ محبت کرتے ہیں تو میری اتباع کرکے اس دعوی کو سچا اور ثابت کرو کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں جس طرح عیسی علیہ السلام تھے۔

کچھ اہل علم نے اتباع کی تفسیریوں کی ہے: اس کا معنی ہے فرمانبرداری کرنا اور اللہ کی محبت کا معنی ہے اللہ کے طرف سے انعامات اور مغفرت۔

سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی محبت علامت یہ ہے کہ بندہ قرآن سے محبت کرے قرآن کی محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے محبت کرے اور آپ ﷺ سے محبت کرنے کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سنت سے محبت کرے اور ان سب سے محبت کرنے کی علامت یہ ہے کہ انسان آخرت سے محبت کرے۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعوی کرتا ہے اور وہ آپ ﷺ کے راستے پر نہیں ہے تو وہ شخص جھوٹا ہے جب تک آپ ﷺ کی اتباع نہ کرے ہر فعل و قول میں۔

﴿ يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اتباع کرنے والے اور اللہ سے محبت کرنے والے شخص کو اس کی محبت سے بڑھ کر انعام حاصل ہوتا ہے وہ اللہ رب العالمین کی محبت اور یہ سب سے اعظم اور اتم درجہ ہے کہ انسان سے محبت کی جائے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیتِ کریمہ میں اس بات کی اشارہ ہے کہ اللہ رب العالمین اس بندے سے محبت کرتا ہے اور اس محبت کے جو فوائد و ثمرات ہیں وہ اسے حاصل ہوتے ہیں تو اس محبت کی علامت یہ ہے آپ ﷺ کی اتباع کی جائے اور اسی اتباع کا فائدہ اور ثمرہ یہ ہے کہ اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے پس جو شخص آپ ﷺ کی اتباع نہیں کرتا اس شخص کو اللہ کی محبت حاصل نہیں ہوتی یا یہ فرمایا: اللہ کی محبت حاصل ہی آپ ﷺ کی اتباع سے ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: آپ ﷺ کی اتباع وہ علامت ہے جس سے بندے کے دل کی سچائی نکھر کر آتی ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرتا ہے یا نہیں اور اسی اتباع کا ثمرہ اللہ رب العالین کی محبت کا حصول ہے۔

لفظ اتباع قرآن مجید میں

قرآن کریم میں لفظ اتباع مأمور اور منہی کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

منع کردہ کام: خواہشات، شیطان، برا گمان، کفار وغیرہ کی اتباع کرنا۔

مأمور کام: انبیاء کرام، وحی، شریعت، ہدایت اور نیک لوگوں کی پیروی کرنا۔

مزید دیکھئے: الأسوة الحسنة، الحکم بما أنزل الله، مجاهدة النفس، الاعتصام، الطاعة،

اور اس کے مدمقابل دیکھئے: اتباع الهوی، الابتداع، الغلو، القدوة السيئة، الإعراض، الحکم بغير بما أنزل الله.

وہ آیات جو اتباع پر دلالت کرتی ہیں

الف: اللہ رب العالمین کی اتباع کرنا

(۱) ﴿ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَهْدِيٓ إِلَى ٱلْحَقِّ ۚ قُلِ ٱللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِيٓ إِلَى ٱلْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّيٓ إِلَّآ أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ (یونس)

(۱) آپ کہئے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ حق کا راستہ بتاتا ہو؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی حق کا راستہ بتاتا ہے۔ تو پھر آیا جو ذات حق کا راستہ بتاتی ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بغیر بتائے خود ہی راستہ نہ سوجھے؟ پس تم کو کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو (۳۵)

(۲) ﴿ ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَٱغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا۟ وَٱتَّبَعُوا۟ سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٧﴾ ﴾ (غافر)

(۲) عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے (۷)

(۳) ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱتَّبَعُوا۟ ٱلْبَٰطِلَ وَأَنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّبَعُوا۟ ٱلْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَٰلَهُمْ ﴿٣﴾ ﴾ (محمد)

(۳) یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے (۳)

(٤) ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُۥ وَقُرْءَانَهُۥ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَٰهُ فَٱتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُۥ ﴿١٩﴾ ﴾ (القيامة)

(۴) (اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں (۱۶) اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے (۱۷) ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں (۱۸) پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے (۱۹)۔

(ب) رسول اللہ ﷺ، انبیاء ورسل علیہم السلام اور نیک بندوں کی اتباع

(٥) ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا ٱلْقِبْلَةَ ٱلَّتِي كُنتَ عَلَيْهَآ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ ٱلرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ ﴾ (البقرة)

(۵) ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو جائیں جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے، گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے (۱۴۳)

(۶) ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾ ﴾ (آل عمران)

(۶) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے (۱۹) پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اہل کتاب سے اور ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیا تم بھی اطاعت کرتے ہو؟ پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً ہدایت والے ہیں اور اگر یہ روگردانی کریں، تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ بھال رہا ہے (۲۰)

(۷) ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران)

(۷) کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)

(۸) ﴿ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ ﴾ (آل عمران)

(۸) مگر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا کفر محسوس کر لیا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہئے کہ ہم تابعدار ہیں (۵۲) اے ہمارے پالنے والے معبود ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے (۵۳)

(۹) ﴿ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾ ﴾ (آل عمران)

(۹) ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، اور مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے (۶۸)

(۱۰) ﴿ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾ ﴾ (آل عمران)

(۱۰) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے تم سب ابراہیم حنیف کے ملت کی پیروی کرو، جو مشرک نہ تھے (۹۵)

(۱۱) ﴿ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَىٰهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ ءَامَنُوا بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُۥ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ ﴾ (الأعراف)

(۱۱) جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں (۱۵۷) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر ایمان لاؤ جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آ جاؤ (۱۵۸)

(۱۲)﴿ يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾(الأنفال)

(۱۲) اے نبی تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں (۶۴)

(۱۳)﴿ لَّقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَٰجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ ﴾ (التوبة)

(۱۳) اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے (۱۱۷)۔

(۱۴)﴿ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِۦٓ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِۦ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّيٓ ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ ءَابَآءِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَآ أَن نُّشْرِكَ بِاللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾ ﴾(يوسف)

(۱۴) یوسف علیہ السلام نے کہا تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی تعبیر بتلادوں گا، یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے، میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے منکر ہیں (۳۷) میں اپنے باپ دادوں کے دین کا پابند ہوں یعنی ابراہیم و اسحاق اور یعقوب کے دین کا، ہمیں ہر گز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، ہم پر اور تمام اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں (۳۸)۔

(۱۵)﴿ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ ﴾ (یوسف)

(۱۵) آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں (۱۰۸)

(۱۶)﴿ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ ۖ فَمَن تَبِعَنِى فَإِنَّهُۥ مِنِّى ۖ وَمَنْ عَصَانِى فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾ ﴾ (ابراھیم)

(۱۶) اے میرے پالنے والے بے شک یہ معبود انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے (۳۶)

(۱۷)﴿ ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ ﴾ (النحل)

(۱۷) پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، جو مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۳)

(۱۸)﴿ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ ﴾ (الکھف)

(۱۸) اس سے موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے یہ نیک علم کو سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے (۶۶)

(۱۹) ﴿ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِى عَنكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى قَدْ جَآءَنِى مِنَ ٱلْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَٱتَّبِعْنِىٓ أَهْدِكَ صِرَٰطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ ﴾ (مریم)

(۱۹) جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہہ دیا کہ ابا جان آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں (۴۲) میرے مہربان باپ آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا (۴۳)

(۲۰)﴿ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَٰرُونُ مِن قَبْلُ يَٰقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِۦ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ ٱلرَّحْمَٰنُ فَٱتَّبِعُونِى وَأَطِيعُوٓا۟ أَمْرِى ﴿٩٠﴾ قَالُوا۟ لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَٰكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَٰهَٰرُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوٓا۟ ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِى ﴿٩٣﴾ ﴾ (طه)

(۲۰) اور ہارون علیہ السلام نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا اے میری قوم والو اس بچھڑے سے تو صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے، تمہارا حقیقی پروردگار تو اللہ رحمن ہی ہے، پس تم سب میری تابعداری کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ (۹۰) انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک تو ہم اسی کے مجاور بنے بیٹھے رہیں گے (۹۱) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اے ہارون انہیں گمراہ ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے تجھے کس چیز نے روکا تھا (۹۲) کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا (۹۳)

(۲۱)﴿ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا ٱلْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱتَّبِعُوا۟ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾ ٱتَّبِعُوا۟ مَن لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٢١﴾ ﴾ (یس)

(۲۱) اور ایک شخص (اس) شہر کے آخری حصے سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (۲۰) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں (۲۱)

(۲۲)﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ٱبْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوٓا۟ ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًۢا ۚ

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ ﴾ (الزخرف)

(۲۲)اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے(۵۷)اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو(۵۸) عیسیٰ علیہ السلام بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا(۵۹) اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے (۶۰) اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو، یہی سیدھی راہ ہے(۶۱)

(۲۳)﴿ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٧﴾ ﴾ (الحدید)

(۲۳)ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے درپے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کر دیا ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے ازخود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر اسے واجب نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی رضاجوئی کے، سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی، پھر بھی ہم نے ان میں سے جو ایمان لائے تھے انہیں ان کا اجر دیا اور ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں(۲۷)

(ب) ہدایت اور وحی منزل کی اتباع کرنا

(۲۴)﴿ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ ﴾(البقرة)

(۲۴)ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں(۳۸)

(۲۵) ﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾ ﴾(البقرة)

(۲۵)اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں۔(۱۷۰)

(۲۶)﴿ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ ﴾ (آل عمران)

(۲۶)کیا پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے درپے ہے، اس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹتا ہے؟ اور جس کی جگہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے(۱۶۲)

(۲۷)﴿ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾

﴿ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ ﴾ (آل عمران)

(۲۷)وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (۱۷۳) (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے (۱۷۴)

(۲۸)﴿ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾ ﴾

(۲۸)باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے (۱۲۵) (النساء)

(۲۹)﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ ﴾ (المائدة)

(۲۹)اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ آ چکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آ چکی ہے (۱۵) جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے (۱۶)

(۳۰)﴿ قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ ﴾ (الأنعام)

(۳۰)آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں، آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے؟ سو کیا تم غور نہیں کرتے (۵۰)

(۳۱)﴿ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ ﴾ (الأنعام)

(۳۱)آپ خود اس طریق پر چلتے رہئے جس کی وحی آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے (۱۰۶)

(۳۲)﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ (الأنعام)

(۳۲)اور یہ کہ یہ میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں

گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو(۱۵۳)

(۳۳)﴿ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ ﴾ (الأنعام)

(۳۳)اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو(۱۵۵)

(۳۴)﴿ اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ ﴾ (الأعراف)

(۳۴)تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو(۳)

(۳۵)﴿ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠٣﴾ ﴾ (الأعراف)

(۳۵)اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے؟ آپ فرما دیجئے کہ میں اس کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں(۲۰۳)

(۳۶)﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ ﴾ (یونس)

(۳۶)اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے، آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں(۱۵)

(۳۷)﴿ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾ ﴾ (یونس)

(۳۷)اور آپ اس کی اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے(۱۰۹)

(۳۸)﴿ فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ ﴾ (طہ)

(۳۸)تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر ہم تو تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے(۴۷)

(۳۹)﴿ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ ﴾

(۳۹)فرمایا، تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا(۱۲۳) (طہ)

(۴۰)﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ ﴾ (لقمان)

(۴۰)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اسی کی تابعداری کریں گے، اگرچہ شیطان انکے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو(۲۱)

(۴۱) ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٢﴾ ﴾ (الأحزاب)

(۴۱)اے نبی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آجانا، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے(۱) جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اس کی تابعداری کریں (یقین مانو) کہ اللہ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے(۲)۔

(۴۲)﴿ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ ﴾ (يس)

(۴۲)اور آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے(۱۰) بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور رحمن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر کی خوش خبریاں سنا دیجئے(۱۱)

(۴۳)﴿ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ ﴾ (الزمر)

(۴۳)جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں(۱۸)

(۴۴)﴿ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾ ﴾

(۴۴)اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو(۵۵) (الزمر)

(۴۵)﴿ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ ﴾ (غافر)

(۴۵)اور اس مومن شخص نے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو) تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا(۳۸)

(۴۶)﴿ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (الجاثية)

(۴۶)پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا، سو آپ اسی پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔

(۴۷)﴿ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٩﴾ ﴾

(۴۷)آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں تو

صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان آگاہ کر دینے والا ہوں(۹)۔ (الأحقاف)

(ج)مؤمنین کی اتباع کرنا

(۴۸)﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾ (التوبة)

(۴۸)اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے(۱۰۰)

(۴۹)﴿ وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ (لقمان)

(۴۹)اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کر دوں گا(۱۵)

وہ آیات جن میں لفظ الاتباع کسی اور معنی کے لئے وارد ہوا ہے

(۵۰)﴿ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْـَٔلْنِى عَن شَىْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ﴾ (الكهف)

(۵۰)اس نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ ہی چلنے پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں(۷۰)

(۵۱)﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ ﴾ (الكهف)

(۵۱)آپ سے ذوالقرنین کا واقعہ یہ لوگ دریافت کر رہے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں ان کا تھوڑا سا حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں(۸۳)ہم نے اسے زمین میں قوت عطا فرمائی تھی اور اسے ہر چیز کے سامان بھی عنایت کر دیے تھے(۸۴)وہ ایک راہ کے پیچھے لگا(۸۵)یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا اور اسے ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا اور اس چشمے کے پاس ایک قوم کو بھی پایا، ہم نے فرما دیا کہ اے ذوالقرنین یا تو تو انہیں تکلیف پہنچائے یا ان کے بارے میں تو کوئی بہترین روش اختیار کرے(۸۶)اس نے کہا کہ جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے، پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہ اسے سخت تر عذاب دے

گا(۸۷)ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لئے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے(۸۸)پھر وہ اور راہ کے پیچھے لگا(۸۹)یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ تک پہنچا تو اسے ایک ایسی قوم پر نکلتا پایا کہ ان کے لئے ہم نے اس سے اور کوئی اوٹ نہیں بنائی(۹۰)واقعہ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس کے پاس کی کل خبروں کا احاطہ کر رکھا ہے(۹۱)وہ پھر ایک سفر کے سامان میں لگا(۹۲)

(۵۲)﴿ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ ﴾(طٰہٰ)

(۵۲)جس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور اللہ رحمن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی سوائے کھسر پھسر کے تجھے کچھ بھی سنائی نہ دے گا(۱۰۸)

(۵۳)﴿ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ ﴾(الشعراء)

(۵۳)اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو نکال لے چل تم سب پیچھا کیے جاؤ گے(۵۲)فرعون نے شہروں میں اہلکاروں کو بھیج دیا(۵۳)کہ یقیناً یہ گروہ بہت ہی کم تعداد میں ہے(۵۴)اور اس پر یہ ہمیں سخت غضب ناک کر رہے ہیں(۵۵)اور یقیناً ہم بڑی جماعت ہیں ان سے چوکنا رہنے والے(۵۶)بالآخر ہم نے انہیں باغات سے اور چشموں سے(۵۷)اور خزانوں سے اور اچھے اچھے مقامات سے نکال باہر کیا(۵۸)اسی طرح ہوا اور ہم نے ان(تمام)چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا(۵۹)پس فرعونی سورج نکلتے ہی ان کے پیچھے چلے(۶۰)

(۵۴)﴿ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾ ﴾(القصص)

(۵۴)کہہ دے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی کی پیروی کروں گا(۴۹)پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو، بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا(۵۰)

(۵۵)﴿ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾(الدخان)

(۵۵)پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گنہگار لوگ ہیں(۲۲)ہم نے کہہ دیا کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا(۲۳)

(۵۶)﴿ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ﴿٨﴾ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ ﴾(النازعات)

(۵۶)جس دن کانپنے والی کانپے گی(۶)اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی(پیچھے پیچھے)آئے گی(۷)(بہت سے)دل اس دن دھڑکتے ہوں گے(۸)جن کی نگاہیں نیچی ہوں گی(۹)

وہ احادیث جو "الإتباع" پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِي ﷺ بِكِتَابٍ أَصَابَه مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَه النَّبِي ﷺ فَغَضِبَ فَقَالَ: أَمُتَهَوِّكُونَ فِيها يا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِها بَيضَاءَ نَقِيةً لَا تَسْأَلُوهمْ عَنْ شَيءٍ فَيخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوا بِه أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِه وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَوْ أَنَّ مُوسَى ﷺ كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَه إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي. (١)

(١) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اہل کتاب کی کتاب لے کر حاضر ہوئے جب نبی ﷺ کے سامنے اس کو پڑھا گیا تو غضبناک ہو گئے اور فرمایا: اے ابن الخطاب کیا تم (اپنے دین کے بارے میں) شک میں مبتلا ہو (کہ یہ ناقص ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔

٢- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِه كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَه فَقَالَ يا قَوْمِ إِنِّي رَأَيتُ الْجَيشَ بِعَينَي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَه طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِه فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مُهلَتِهمْ، وَفِي الْبُخَارِي: (عَلَى مَهْلِهِمْ)، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيشُ فَأَهلَكَهمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِه وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِه مِنْ الْحَقِّ. (٢)

(٢) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اور اس ہدایت کی مثال جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنی قوم کے پاس آئے اور کہے لوگو میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں۔ لہٰذا اس سے بچنے کی فکر کرو، قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات چپکے سے نکل گئے جبکہ دوسرے لوگوں نے جھٹلایا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے صبح کے وقت لشکر نے انہیں پالیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ یہ مثال میری اور مجھ پر نازل کئے گئے حق کی پیروی کرنے والے اور نہ کرنے والے لوگوں کی ہے۔

٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هذَا سَبِيلُ اللهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يمِينِه وَعَنْ شِمَالِه ثُمَّ قَالَ هذِه سُبُلٌ قَالَ يزِيدُ: مُتَفَرِّقَةٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْها شَيطَانٌ يدْعُو إِلَيه ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾ الأنعام.

(٣) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط (لکیر) کھینچا اور فرمایا کہ یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے اور چند خطوط اس کے دائیں اور بائیں جانب کھینچے اور فرمایا یہ راستے ہیں جن پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور وہ ان کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ترجمہ: "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو"۔ (٣)

---

١ - (حسن) إرواء الغليل رقم (١٥٨٩) مسند أحمد (٣/ ٣٨٧)

٢ - صحيح البخاري رقم (٦٤٨٢) صحيح مسلم كتاب الفضائل باب شفقته ﷺ على أمته ومبالغته في تحذيرهم مما يضرهم رقم (٢٢٨٣)

٣ - (حسن) مشكاة المصابيح رقم ([illegible]) مسند أحمد ([illegible])

٤- عَنْ أَبِي هرَيرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ دَعَا إِلَى هدًى كَانَ لَه مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَه لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيه مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَه لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيئًا. (١)

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو راہ ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا۔ اور (اس راہ پر) چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہو گا، اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہو گا اور (اس راہ پر) چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہو گا۔

٥- عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا أُلْفِينَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِه يأْتِيه الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِه أَوْ نَهيتُ عَنْهُ فَيقُولُ لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاه. (٢)

(۵) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (لوگو) میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اس کے پاس میرے ان احکامات میں سے جس کا میں نے حکم دیا یا جن سے میں نے منع کیا ہے، کوئی حکم آئے اور وہ یوں کہے میں تو (آپ کے اس حکم کو) نہیں جانتا ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا اسی پر عمل کر لیا (یعنی ہمارے لئے وہی کافی ہے)۔

٦- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه يقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِي ﷺ وَهوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهمْ إِنَّه نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهمْ إِنَّ الْعَينَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَه مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهمْ: إِنَّه نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهمْ: إِنَّ الْعَينَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يقْظَانُ فَقَالُوا: مَثَلُه كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيها مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِي دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يجِبْ الدَّاعِي لَمْ يدْخُلْ الدَّارَ وَلَمْ يأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا: أَوِّلُوها لَه يفْقَهها فَقَالَ بَعْضُهمْ: إِنَّه نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهمْ: إِنَّ الْعَينَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يقْظَانُ فَقَالُوا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرَّقَ بَينَ النَّاسِ. (٣)

(۶) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند فرشتے حاضر ہوئے جس وقت کہ آپ استراحت فرما رہے تھے بعض فرشتوں نے کہا یہ اس وقت سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا تمہارے اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایک مثال ہے وہ مثال بیان کرو تو بعض فرشتوں نے کہا وہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا نہیں صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے پھر وہ کہنے لگے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا پھر لوگوں کی دعوت کے لئے کھانا تیار کیا اب ایک شخص کو دعوت دینے کے لئے بھیجا پس جس شخص نے اس بلانے والے کے کہنے کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہو گا کھانا کھائے گا۔ پھر انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو تاکہ وہ سمجھ لیں تو بعض کہنے لگے یہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ پھر کہنے لگے وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں جس نے محمد

---

١ - صحيح مسلم كِتَاب الْعِلْمِ بَاب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيئَةً وَمَنْ دَعَا. . رقم (٢٦٧٤)

٢ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٦٠٥)، سنن أبي داود كِتَاب السُّنَّةِ بَاب فِي لُزُومِ السُّنَّةِ رقم (٣٩٨٩)

٣ - صحيح البخاري كِتَاب الاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَاب الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رقم (٧٢٨١)

ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی محمد ﷺ گویا اچھے کو برے سے الگ کرنے والے ہیں۔

٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رِجَالٌ يَجْتَهِدُونَ فِي الْعِبَادَةِ اجْتِهَادًا شَدِيدًا فَقَالَ ﷺ: تِلْكَ ضَرَاوَةُ الْإِسْلَامِ وَشِرَّتُه وَلِكُلِّ ضَرَاوَةٍ شِرَّةٌ وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُه إِلَى اقْتِصَادٍ وَسُنَّةٍ فَلِأُمٍّ مَا هو وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُه إِلَى الْمَعَاصِي فَذَلِكَ الْهَالِكُ. وَفِي رِوَايَة: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةٌ وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَة فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُه إِلَى سُنَّتِي فَقَدِ اهْتَدَى، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ.(١)

(٧) عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے ہوا کہ وہ عبادت میں بہت ہی زیادہ محنت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسلام کی ابتدائی گرمجوشی ہوتی ہے اور ہر گرمجوشی کے بعد ٹھنڈا پن آتا ہے، پس جس کا ٹھنڈا پن اعتدال، اور سنت کی طرف ہے تو اس کی ماں کامیاب ہوئی، اور جس کا ٹھنڈا پن گناہ کی طرف ہوا تو وہ ہلاک ہو گیا۔ ایک روایت میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر عمل میں ایک جذبہ ہوتا ہے اور ہر جذبہ کے بعد سستی ہوتی ہے پس جس کا ٹھنڈا پن میری سنت کی طرف ہے تو وہ ہدایت پر ہے، اور جس کا ٹھنڈا پن اس کے علاوہ ہے، تو وہ ہلاک ہو گیا۔

٨- عَنْ أَبِي هريرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ أُمَّتِي يدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يا رَسُولَ اللهِ: وَمَنْ يأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.(٢)

(٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون ہے جو انکار کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے گویا انکار کیا۔

٩- عَنْ أَبِي هريرَةَ رضي الله عنه عَنْ النَّبِي ﷺ قَالَ: مَا مِنَ الْأَنْبياءِ نَبِي إِلَّا أُعْطِي مِنْ الْآياتِ مَا مِثْلُه آمَنَ عَلَيه الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيا أَوْحَاه اللهُ إِلَي فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرُهمْ تَابِعًا يوْمَ الْقِيامَةِ.(٣)

(٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لا سکیں (بعد کے زمانہ میں ان کا تو اثر نہ رہا) اور مجھے جو چیزیں دی گئی ہیں وہ وحی ہے جو اللہ میری طرف بھیجتا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار بنسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے زیادہ ہوں گے۔

١٠- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما أَطُوفُ بِالْبَيتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيتُ ابْنَ فُلَانٍ يكْرَهه وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَينَا مِنْه رَأَيناه قَدْ فَتَنَتْه الدُّنْيا فَقَالَ وَأَينَا أَوْ أَيكُمْ لَمْ تَفْتِنْه الدُّنْيا ثُمَّ قَالَ رَأَينَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيتِ وَسَعَى بَينَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُولِه ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ

---

١ - مسند أحمد (٢/ ١٦٥)

٢ - صحيح البخاري كتاب الاعتصام بالكتاب والسنّة باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ رقم (٧٢٨٠)

٣ - صحيح البخاري كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب قول النبي ﷺ بعثت بجوامع الكلم رقم (٤٩٨١) صحيح مسلم رقم (١٥٢)

مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا. (۱)

(۱۰) وبرہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا میں جب حج کا احرام باندھ لوں تو طواف (قدوم) کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس طواف سے تمہیں کون روک سکتا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے فلاں کے فرزند کو دیکھا (ابن عباس کو) کہ وہ اس کو مکروہ جانتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ ہمارے محبوب ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں کہ دنیا نے ان کو غافل کر دیا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت فلاں کے طریقہ کار سے زیادہ بہتر ہے اور تابعداری کے زیادہ لائق ہے اگر تو اور (فلاں کے بارے میں) سچ بول رہا ہے۔

وہ احادیث جو "الإتباع" پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

۱۱- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. (۲)

(۱۱) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا۔

۱۲- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ: ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ. (۳)

(۱۲) مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان ہم عمر تھے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہے پھر نبی ﷺ کو محسوس ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہوں گے اور نبی نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے ہم نے نبی ﷺ کو سارا حال سنا دیا۔ آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے گھر والوں کو دین سکھاؤ اور بتاؤ۔ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لئے اذان دے، پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

۱۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا: كَذَا وَكَذَا لَكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. (۴)

(۱۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ کی خفیہ

---

۱ - صحيح مسلم كتاب الحج باب مَا يَلْزَمُ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ... رقم (۱۲۹۷)

۲ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۳۶۶۲) سنن الترمذي كِتَاب الْمَنَاقِب بَاب فِي مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كِلَيْهِمَا رقم (۳۵۹۵)

۳ - صحيح البخاري كتاب الْأَدَب بَاب رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ رقم (۶۰۰۸) صحيح مسلم رقم (۶۷۴)

۴ - صحيح مسلم كتاب النّكاح ... رقم (۱۴۰۱)

عبادت کا حال پوچھا (یعنی جو عبادت آپ گھر میں کرتے تھے) اور پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ میں کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا، کسی نے کہا میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا، کسی نے کہا میں بچھونے پر نہیں سوؤں گا۔ (جب آپ کو اس کی خبر ہوئی تو) پس نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء بیان کی اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسا ایسا کہتے ہیں؟ (اور میرا تو حال یہ ہے کہ رات کو) میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو میرے طریقہ سے بے رغبتی کرلے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔

١٤- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيرِ رضی اللہ عنہ حَدَّثَه أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِي: سَرِّحْ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيهِمْ فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيرِ: اسْقِ يَا زُبَيرُ ثُمَّ أَرْسِلْ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْه نَبِي اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: يَا زُبَيرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيرُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ (النساء) (١)

(۱۴) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس (مقام) حرہ کے موہرے میں جھگڑا کیا (حرہ، کالے نوکدار پتھر والی زمین کو کہتے ہیں) جس سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ بہتا رہے، زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، آخر سب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھگڑا کیا تو آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر تو اپنے (درختوں کو) پانی پلالے، پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے یہ سن کر انصاری غصہ میں آکر کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ زبیر آپ ﷺ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں (اس وجہ سے آپ نے ان سے رعایت کی ہے) یہ سن کر آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا: اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا پھر پانی کو روک لے، یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں اتری ہے کہ: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ بنالیں پھر جو فیصلہ آپ کردیں اس سے رنج نہ کریں اور کھلے دل سے مان لیں۔

١٥- عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَيبَانَ قَالَ أَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِي وَنَحْنُ بِعَرَفَةَ فِي مَكَانٍ يُبَاعِدُه عَمْرُو عَنْ الْإِمَامِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيكُمْ يَقُولُ لَكُمْ قِفُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ.

(۱۵) یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفہ میں ایسی جگہ کھڑے تھے عمرو (بن عبداللہ) امام سے دور تصور کرتے تھے کہ (اتنے میں) ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا: میں تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد (بن کر آیا) ہوں آپ نے یہ ہدایت دی ہے کہ: تم اپنی عبادت کی جگہ پر ہی ٹھہرے رہو (اسے دور تصور نہ کرو) اور تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہو۔ (٢)

١ - صحيح مسلم كتاب الفضائل باب وجوب اتباعه ﷺ رقم (٢٣٥٧)

٢ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٦٨١) سنن أبي داود كتاب المناسك باب موضع الوقوف بعرفة رقم (١٦٣٩)

١٦- عَنْ يزِيدُ بْنُ حَيانَ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَينُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيهِ قَالَ لَه حُصَينٌ لَقَدْ لَقِيتَ يا زَيدُ خَيرًا كَثِيرًا رَأَيتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيثَه وَغَزَوْتَ مَعَه وَصَلَّيتَ خَلْفَه لَقَدْ لَقِيتَ يا زَيدُ خَيرًا كَثِيرًا حَدِّثْنَا يا زَيدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ يا ابْنَ أَخِي وَاللهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيه ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يدْعَى خُمًّا بَينَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيه وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيها النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يوشِكُ أَنْ يأْتِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَينِ أَوَّلُهمَا كِتَابُ اللهِ فِيه الْهدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِه فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيه ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيتِي أُذَكِّرُكُمْ اللهَ فِي أَهلِ بَيتِي أُذَكِّرُكُمْ اللهَ فِي أَهلِ بَيتِي أُذَكِّرُكُمْ اللهَ فِي أَهلِ بَيتِي...) [1]

(۱۶) یزید بن حیان سے روایت ہے کہ میں اور حصین بن سبرۃ اور عمر بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا اے زید تم نے تو بڑی نیکیاں حاصل کی ہیں تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کی حدیث سنی، آپ کے ساتھ جہاد کیا آپ کے پیچھے نماز پڑھی تم نے بہت ثواب کمایا ہے۔ ہمیں کچھ حدیثیں بیان کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوں، زید نے کہا اے بھتیجے میری عمر بہت بڑھ گئی ہے بعض باتیں جن کو میں یاد رکھتا تھا زیادہ مدت گزرنے کی وجہ سے بھول گیا ہوں تو جو میں بیان کروں اس کو قبول کرو اور جو میں بیان نہ کروں اس کے لئے مجھے تکلیف نہ دو، پھر زید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بمقام خم جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے خطبہ سنانے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد کی اور تعریف بیان کی اور وعظ و نصیحت کی، پھر اس کے بعد فرمایا: اے لوگو بے شک میں بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کی طرف قاصد (موت کا فرشتہ) آئے اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں، میں تم میں دو بڑی بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامے رہو اور مضبوطی سے پکڑے رہو، غرض آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ (کہ ان کا خیال رکھنا)۔

١٧- عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَه مَعَه أَلَا يوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِه يقُولُ عَلَيكُمْ بِهذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيه مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوه وَمَا وَجَدْتُمْ فِيه مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوه أَلَا لَا يحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهلِي وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبُعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهدٍ إِلَّا أَنْ يسْتَغْنِي عَنْها صَاحِبُها وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيهِمْ أَنْ يقْرُوه فَإِنْ لَمْ يقْرُوه فَلَه أَنْ يعْقِبَهمْ بِمِثْلِ قِرَاه. [2]

(۱۷) مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سن لو مجھے کتاب (قرآن) دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث) بھی دی گئی ہے، ممکن ہے کوئی مال و دولت کے نشہ سے سرشار اپنے تخت پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تم اس قرآن کو لازم پکڑو اس میں تم جو حلال چیز پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اسے حرام قرار دو، سن لو پالتو گدھے تمہارے لئے حلال

[1] - صحيح مسلم باب مِنْ فَضَائِلِ عَلِي بْنِ أَبِي طَالِب رضي الله عنه كتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَة رقم (٢٤٠٨)
[2] - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٦٠٤) سنن أبي داود كتاب السُّنَّة بَاب فِي لُزُومِ السُّنَّة رقم (٣٩٨٨)

نہیں (اسی طرح) درندوں میں سے کچلی والے بھی (حلال نہیں) اور معاھد (ذمی) کی گری پڑی چیز بھی حلال نہیں۔ الا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے نیاز ہو جائے اور جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ٹھہرے تو اس کی ضیافت و اکرام ان پر فرض ہے اور اگر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو وہ اپنی مہمان نوازی کے بقدر ان سے لے سکتا ہے۔

۱۸- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَينا رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُه فَقَالَ: أَالْفَقْرَ تَخَافُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَتُصَبَّنَّ عَلَيكُمُ الدُّنْيا صَبًّا حَتَّى لَا يزِيغَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيهْ وَأَيمُ الله لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيضَاءِ لَيلُها وَنَهارُها سَوَاءٌ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ وَالله رَسُولُ الله ﷺ تَرَكَنَا وَالله عَلَى مِثْلِ الْبَيضَاءِ لَيلُها وَنَهارُها سَوَاءٌ. (۱)

(۱۸) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے اور ہم اس وقت تنگ دستی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے ڈر رہے تھے پس آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم تنگ دستی سے ڈر رہے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہارے اوپر دنیا ایسی بسائی جائے گی کہ جس کے دل میں ذرا سی بھی کجی ہو گی اس کی کجی اور بڑی ہو جائے گی اور اللہ کی قسم ہے کہ میں نے تمہیں ایسی شریعت پر چھوڑا ہے کہ اس کی رات اور دن برابر ہے۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا، آپ ہمیں ایسی روشن شریعت پر چھوڑ گئے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے۔

۱۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِالله رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيتُ النَّبِي ﷺ يرْمِي عَلَى رَاحِلَتِه يوْمَ النَّحْرِ وَيقُولُ: لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِه. (۲)

(۱۹) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ جمرہ عقبہ کو قربانی کے دن اپنی اونٹنی پر سے کنکریاں مار رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مناسک (اعمال) سیکھ لو، کیوں کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد میں حج کروں۔

۲۰- عَنْ أَبِي هرَيرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولِ الله ﷺ: دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَاءِهِمْ فَإِذَا نَهيتُكُمْ عَنْ شَيءٍ فَاجْتَنِبُوه وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْه مَا اسْتَطَعْتُمْ. (۳)

(۲۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیوں کہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں، پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق بجالاؤ۔

۲۱- عَنْ الْعِرْبَاضَ بْن سَارِيةَ رضی اللہ عنہ صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَينَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْها الْعُيونُ وَوَجِلَتْ مِنْها الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ يا رَسُولَ الله كَأَنَّ هذِه مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهدُ إِلَينَا فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى الله وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيا فَإِنَّه مَنْ يعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا. فَعَلَيكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهدِيينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِها وَعَضُّوا عَلَيها بِالنَّوَاجِذِ وَإِياكُمْ

---

۱ - (حسن) صحيح سنن ابن ماجة رقم (۵) سنن ابن ماجه كتاب الْمُقَدِّمَة بَاب اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ الله ﷺ رقم (۵)

۲ - صحيح مسلم كِتَاب الْحَجِّ بَاب اسْتِحْبَاب رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يوْمَ النَّحْرِ... رقم (۱۲۹۷)

۳ - صحيح البخاري كِتَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَاب الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ الله ﷺ رقم (۷۲۸۸)

وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. [1]

(۲۱) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر ایسا فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے اور دل ڈر گئے۔ کسی شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ الوداعی خطاب ہے۔ آپ ہمیں کیا نصیحت فرمانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے ڈر اور سمع وطاعت (اطاعت اور فرمانبرداری) کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ (امیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا اس وقت میری اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا اور اسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لینا نیز دین کے بارے میں نئے نئے کاموں سے اجتناب کرنا کیوں کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔

۲۲- قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِتَّهِمُوا الرَّأْيَ عَلَى الدِّينِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَرُدُّ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِرَأْيِي اِجْتِهادًا ، فَوَاللهِ مَا آلُو عَنْ الْحَقِّ وَذَلِكَ يوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ حَتَّى قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَرَانِي أَرْضَى وَتَأْبَى. [2]

(۲۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگوں کیا تم رائے کو دین سے زیادہ اہم قرار دیتے ہو؟ بے شک تم جانتے ہو کہ میں نے اپنی اجتہادی رائے سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ٹالا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں حق سے پہلو تہی کا جذبہ مطلق نہیں تھا اور یہ یوم ابو جندل (صلح حدیبیہ) کی بات ہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ میں نے ان کی بات مان لی۔ اور تم ابھی تک انکار کئے جارہے ہو پس میں بھی مان گیا۔

۲۳- عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاه وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيه. [3]

(۲۳) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اگر دین میں قیاس، رائے کی کچھ اہمیت ہوتی تو موزے کے نچلے حصہ پر مسح کرنا اوپر والے حصہ پر مسح کرنے سے بہتر ہوتا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں کے ظاہری (اوپر والے) حصہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۲٤- عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أُتِي بِدَابَّةٍ لِيرْكَبَها فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَه فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهرِها قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾﴾ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّه لَا يغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيلَ يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَي شَيءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيتُ النَّبِي ﷺ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يا رَسُولَ اللهِ مِنْ أَي شَيءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يعْجَبُ مِنْ عَبْدِه إِذَا قَالَ: اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يعْلَمُ أَنَّه لَا يغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيرِي. [4]

---

[1] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٦٠٧) سنن أبي داود كِتَاب السُّنَّةِ بَاب فِي لُزُومِ السُّنَّةِ رقم (٣٩٩١)

[2] – فتح الباري لابن حجر (١٣/ ٢٨٩)

[3] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٦٢) سنن أبي داود كِتَاب الطَّهارَةِ بَاب كَيفَ الْمَسْحُ رقم (١٤٠)

[4] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٢٦٠٢) سنن أبي داود كِتَاب الْجِهادِ بَاب مَا يقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ رقم (٢٢٣٥)

(۲۴)علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں پس جب انہوں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو فرمایا بسم اللہ "پھر جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے فرمایا: "الحمدللہ" پھر فرمایا: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هذَا وَمَا كُنَّا لَه مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ"، "وہ ذات پاک ہے جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم میں یہ صلاحیت نہیں تھی اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے"۔ پھر تین بار الحمد اللہ اور تین بار اللہ اکبر کہا پھر یہ کلمات پڑھے: "سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّه لَا يغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ"، "تیری ذات پاک ہے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا پس مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا"۔ پھر مسکرائے پس ان سے کسی نے پوچھا: اے امیر المومنین آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا پھر آپ مسکرائے تو میں نے بھی پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس وقت بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي "میرے گناہ معاف کر دے"۔ کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

۲۵- عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيرَانِ أَنْ يهلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِي صلى الله عليه وسلم وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِي الْحَنْظَلِي أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيرِه فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهمَا عِنْدَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم فَنَزَلَتْ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرْفَعُوٓاْ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِيِّ ﴾ إِلَى قَوْلِه ﴿ عَظِيمٌ ۝٣ ﴾ الحجرات: ٣ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيكَةَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيرِ: فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيه يعْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم بِحَدِيثٍ حَدَّثَه كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْه حَتَّى يسْتَفْهِمَه. (۱)

(۲۵)ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ قریب تھا کہ دو بہترین ہستیاں ہلاک ہو جائیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان دونوں کی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند ہو گئیں جبکہ بنی تمیم کا وفد حاضر ہوا تھا۔ ایک نے تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اشارہ کیا جو بنی مجاشع میں سے تھے اور دوسرے نے اس کے علاوہ کا نام پیش کیا۔ اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم تو میری مخالفت ہی کیا کرتے ہو فاروق اعظم نے جواب دیا نہیں نہیں آپ یہ خیال بھی نہ فرمایئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔۔۔۔" عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد تو عمر رضی اللہ عنہ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نرم کلامی کرتے تھے کہ آپ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔

۲۶- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم يقُولُ: لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيها فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ الله :وَالله لَنَمْنَعُهنَّ قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيه عَبْدُ الله فَسَبَّه سَبًّا سَيئًا مَا سَمِعْتُه سَبَّه مِثْلَه قَطُّ وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم وَتَقُولُ: وَالله لَنَمْنَعُهنَّ. (۲)

(۲۶)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: اگر تمہاری عورتیں تم سے مسجد جانے کی اجازت

---

۱ – صحيح البخاري كتَاب الاعْتصَام بالْكتَاب وَالسُّنَّة بَاب مَا يكْرَه منْ التَّعَمُّق وَالتَّنَازُع في الْعلْم... رقم (٤٨٤٥)

۲ – صحيح البخاري رقم (١٢٥٩) صحيح مسلم كتَاب الصَّلَاة بَاب خُرُوج النِّسَاء إلَى الْمَسَاجد إذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عليه فتْنَةٌ. رقم (١٢٥٩)

مانگیں تو انہیں منع نہ کیا کرو۔ بلال (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) نے کہا اللہ کی قسم ہم انہیں اجازت نہیں دینگے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنے بیٹے کو) بہت ہی زیادہ برا بھلا کہا اور فرمایا: کہ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ہم ضرور منع کریں گے۔

٢٧- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهَا كِتَابُ اللهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ. (١)

(۲۷) مطرف کہتے ہیں کہ مجھے عمران بن حصین نے بلوایا اس مرض میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی اور کہا میں تمہیں کچھ احادیث بتانا چاہتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہیں میرے بعد ان سے نفع دے اگر میں اس مرض سے نجات پا گیا یعنی زندہ رہا تو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر گیا تو چاہنا تو بیان کرنا پہلی بات یہ ہے کہ مجھ پر (فرشتوں) نے سلام کیا، دوسری یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا ہے (یعنی حج قران کیا ہے) اور پھر اس کے بارے میں نہ تو قرآن اترا اور نہ آپ نے اس جمع سے منع فرمایا اور اس شخص نے اس بارے میں اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا (یعنی عمر فاروق نے) مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی ہی پیروی لازم ہے۔

٢٨- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ. (٢)

(۲۸) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عورت کے املاص کے متعلق پوچھا گیا اور املاص اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کے پیٹ پر (جبکہ حاملہ ہو) مار دیا گیا ہو اور اس کا ناتمام (ادھورا) حمل گر گیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے پوچھا آپ لوگوں میں سے کسی نے نبی ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے سنی ہے پوچھا کیا حدیث ہے؟ میں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ ایسی صورت میں ایک غلام یا باندی تاوان کے طور پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب چھوٹ نہیں سکتے یہاں تک کہ تم نے جو حدیث بیان کی ہے اس کے بارے میں نجات کا کوئی ذریعہ لاؤ (یعنی شہادت گواہی)۔

٢٩- عَنْ ثُمَامِ بْنِ شُفَيٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ بِرُودِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا. (٣)

(۲۹) ثمامہ بن شفی کہتے ہیں کہ ہم فضالہ بن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین بمقام رودس میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کی موت واقع ہو گئی تو فضالہ بن عبید نے حکم دیا کہ اس کی قبر برابر کر دی جائے پھر فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قبروں کو برابر کیا کرو (یعنی ایک بالشت سے اوپر نہ کیا کرو)۔

١ - صحيح مسلم باب جواز التمتع كتاب الحج رقم (١٢٢٦)
٢ - صحيح البخاري كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب ما جاء في اجتهاد القضاة بما أنزل الله تعالى رقم (٧٣١٧) صحيح مسلم رقم (١٦٨٩)
٣ - صحيح مسلم كتاب الجنائز باب الأمر بتسوية القبر رقم (٩٦٨)

٣٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه أَنَّه رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَه: لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَه الْخَذْفَ وَقَالَ: إِنَّه لَا يُصَادُ بِه صَيْدٌ وَلَا يُنْكَى بِه عَدُوٌّ وَلَكِنَّها قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَآه بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَه: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّه نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِه الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [1]

(٣٠)عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا(انہوں نے بیان کیا کہ) نبی ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے ،اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا یا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو میں تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

٣١- قَالَ غُضَيفُ بْنِ الْحَارِثِ رضي الله عنه لِعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ لَمَّا قَالَ لَهُ: إِنَّا قَدْ جَمَعْنَا النَّاسَ عَلَى رَفْعِ الْأَيْدِي عَلَى الْمَنَابِرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعَلَى الْقَصَصِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهمَا أَمْثَلُ بِدَعِكُمْ عِنْدِي وَلَسْتُ مُجِيبُكُمْ إِلَى شَيْءٍ مِنْهمَا لِأَنَّ النَّبِي ﷺ قَالَ: مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِنَ السُّنَّةِ مِثْلُها فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ. [2]

(٣١)غضیف بن الحارث رضی اللہ عنہ نے عبد الملک بن مروان سے کہا جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے لوگوں کو جمعہ کے دن دعا کیلئے منبر پر ہاتھ اٹھانے اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد قصہ کہانی پر جمع کر دیا ہے تو غضیف نے کہا یہ دونوں کام میرے نزدیک بدعت کی بہترین مثال ہیں اور میں تمہارے ساتھ ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں کر سکتا کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس قدر کوئی قوم بدعات کرتی ہے اسی قدر ان سے سنت اٹھ جاتی ہے اس لئے سنت پر تمسک بدعات گھڑنے سے بہتر ہے۔

٣٢- عَنْ أَبِي هرَيرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا تُوُفِّي النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَه وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنْ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يقُولُوا لَا إِلَه إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَه إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَه وَنَفْسَه إِلَّا بِحَقِّه وَحِسَابُه عَلَى اللهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَينَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يؤَدُّونَه إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهمْ عَلَى مَنْعِه . فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللهِ مَا هوَ إِلَّا أَنْ رَأَيتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّه الْحَقُّ. [3]

(٣٢)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جنہوں نے کافر ہونا تھا وہ کافر ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے حالانکہ رسول

[1] – صحيح البخاري كتَاب الذَّبَائِحِ وَالصَّيدِ بَاب الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ رقم (٥٤٧٩) صحيح مسلم رقم (١٩٥٤)

[2] – (ضعيف) ضعيف الجامع رقم (٤٩٨٣) مسند أحمد (١٠٥/٤)

[3] – صحيح البخاري رقم ([illegible]) صحيح مسلم كتاب الْإِيمَانِ باب الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يقُولُوا لَا إِلَه إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ رقم (٢٠)

اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ "لا الہ الا اللہ" نہ کہہ لیں۔ پھر جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان کو بچالیا مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جائے گا) پھر اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں تو اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر وہ ایک عقال روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے نہ دینے پر بھی ضرور قتال کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ عزوجل نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینا لڑائی کے لئے کھول دیا ہے۔ تب میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔

٣٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ رضي الله عنها أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُه مِيرَاثَها مِنَ النَّبِي ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِه ﷺ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِي ﷺ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِي مِنْ خُمُسِ خَيبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هذَا الْمَالِ يعْنِي مَالَ اللهِ لَيسَ لَهُمْ أَنْ يزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيرُ شَيئًا مِنْ صَدَقَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي كَانَتْ عَلَيها فِي عَهدِ النَّبِي ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيها بِمَا عَمِلَ فِيها رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَشَهدَ عَلِي ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَحَقَّهمْ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَي أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. ([1])

(٣٣) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فئ کی صورت میں دی تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائیداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے آپ ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی طرح فدک کی جائیداد اور خیبر کے خمس کا بھی مطالبہ کیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ خود فرماتے تھے کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخرجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں گے۔ مگر انہیں یہ حق نہیں ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے صدقات جس حالت پر آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی رد بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمایا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپ ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

[1] - صحيح البخاري كتاب المناقب باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ومنقبة فاطمة عليها السلام رقم (٣٧١١، ٣٧١٢)

نبی علیہ السلام کی زندگی میں اتباع کے عملی نمونے

٣٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَه وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَه أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. (١)

(٣٤) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی انگوٹھی کو دیکھا اور سب نے انگوٹھیاں بنوالیں آپ نے فرمایا: میں سونے کی انگوٹھی استعمال نہیں کرونگا (آپ کی اتباع میں) صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

٣٥- عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ رَضِيَ اللهُ عَنهُما يصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِه قَالَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةٌ فَخُذُوا ذَاتَ الْيمِينِ فَوَاللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيةِ الَّتِي يهْبِطُ عَلَيهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِه رَاحِلَتُه فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوا خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَأَتْ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَا يسْأَلُونَنِي خُطَّةً يعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيتُهُمْ إِياهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيبِيةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يتَبَرَّضُه النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يلَبِّثْه النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوه وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِه ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يجْعَلُوه فِيه فَوَاللهِ مَا زَالَ يجِيشُ لَهُمْ بِالرِّي حَتَّى صَدَرُوا عَنْه فَبَينَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِي فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِه مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانُوا عَيبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهلِ تِهامَةَ فَقَالَ إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَي وَعَامِرَ بْنَ لُؤَي نَزَلُوا أَعْدَادَ مِياه الْحُدَيبِيةِ وَمَعَهُمْ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنْ الْبَيتِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ وَإِنَّ قُرَيشًا قَدْ نَهِكَتْهُمْ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ فَإِنْ شَاءُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيخَلُّوا بَينِي وَبَينَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهرْ فَإِنْ شَاءُوا أَنْ يدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيه النَّاسُ فَعَلُوا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيدِه لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَلَينْفِذَنَّ اللهُ أَمْرَه فَقَالَ بُدَيلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيشًا قَالَ إِنَّا جِئْنَاكُمْ مِنْ هذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاه يقُولُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَه عَلَيكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهاؤُهمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْه بِشَيءٍ وَقَالَ ذَوُو الرَّأْي مِنْهُمْ هاتِ مَا سَمِعْتَه يقُولُ قَالَ سَمِعْتُه يقُولُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَي قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَهلْ تَتَّهِمُونِي قَالُوا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهلَ عُكَاظَ فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَي جِئْتُكُمْ بِأَهلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّ هذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوها وَدَعُونِي آتِيه قَالُوا ائْتِه فَأَتَاه فَجَعَلَ يكَلِّمُ النَّبِي ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوًا مِنْ قَوْلِه لِبُدَيلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَي مُحَمَّدُ أَرَأَيتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنْ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهلَه قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ

١- صحيح البخاري كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ رقم (٧٢٩٨)

الْأُخْرَى فَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى وُجُوهًا وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ كَلِمَةً أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ غُدَرُ أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا وَاللهِ إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا (الرَّحْمَنُ) فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هِيَ وَلَكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاللهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونَنِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا قَالَ الْمُسْلِمُونَ سُبْحَانَ اللهِ كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَنْ أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ

إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِي ﷺ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِي ﷺ فَأَجِزْهُ لِي قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ قَالَ بَلَى فَافْعَلْ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا قَالَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هذَا نَبِيَّ اللهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا قَالَ أَيها الرَّجُلُ إِنَّه لَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَيس يعْصِي رَبَّه وَهو نَاصِرُه فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللهِ إِنَّه عَلَى الْحَقِّ قُلْتُ أَلَيسَ كَانَ يحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيتَ وَنَطُوفُ بِه قَالَ بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيه الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيه وَمُطَوِّفٌ بِه قَالَ الزُّهرِي قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِه قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللهِ مَا قَامَ مِنْهمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يقُمْ مِنْهم أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِي مِنْ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يا نَبِي اللهِ أَتُحِبُّ ذَلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهم كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَه وَدَعَا حَالِقَه فَحَلَقَه فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهمْ يحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهمْ يقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَاءَه نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى:﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٖ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ ﴾ (الممتحنة: ١٠) فَطَلَّقَ عُمَرُ يومَئِذٍ امْرَأَتَينِ كَانَتَا لَه فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهمَا مُعَاوِيةُ بْنُ أَبِي سُفْيانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيةَ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِي ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَه أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيشٍ وَهوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِه رَجُلَينِ فَقَالُوا الْعَهدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَه إِلَى الرَّجُلَينِ فَخَرَجَا بِه حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيفَةِ فَنَزَلُوا يأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَينِ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيفَكَ هذَا يا فُلَانُ جَيدًا فَاسْتَلَّه الْآخَرُ فَقَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّه لَجَيدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِه ثُمَّ جَرَّبْتُ بِه ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيه فَأَمْكَنَه مِنْه فَضَرَبَه حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يعْدُو فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآه لَقَدْ رَأَى هذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهى إِلَى النَّبِي ﷺ قَالَ قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ يا نَبِي اللهِ قَدْ وَاللهِ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيهمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللهُ مِنْهمْ قَالَ النَّبِي ﷺ وَيلُ أُمِّه مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَه أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّه سَيرُدُّه إِلَيهمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ قَالَ وَينْفَلِتُ مِنْهمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهيلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ فَجَعَلَ لَا يخْرُجُ مِنْ قُرَيشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهم عِصَابَةٌ فَوَاللهِ مَا يسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا فَقَتَلُوهمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهمْ فَأَرْسَلَتْ قُرَيشٌ إِلَى النَّبِي ﷺ تُنَاشِدُه اللهَ وَالرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ أَتَاه فَهوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِي ﷺ إِلَيهمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى:﴿ وَهُوَ ٱلَّذِى كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الفتح:٢٤)

حَتَّى بَلَغَ ﴿الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ (الفتح:٢٦) وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللهِ وَلَمْ يُقِرُّوا بِـ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ.[1]

(۳۵) مسور بن مخرمہ اور مروان روایت کرتے ہیں اور دونوں کے بیان سے ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق ہوتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر (مکہ) جارہے تھے، ابھی آپ راستے میں ہی تھے۔ فرمایا خالد بن ولید قریش کے (دوسو) سواروں کے ساتھ ہماری نقل وحرکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقام غمیم (یہ جگہ مکہ سے دو میل پر ہے) میں مقیم ہے (یہ قریش کا مقدمۃ الجیش ہے) اس لئے لوگو داہنی طرف ہو جاؤ، پس اللہ کی قسم خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش کو جلدی جلدی خبر دینے گئے۔ ادھر نبی ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اس گھاٹی پر پہنچے جس سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ کی سواری بیٹھ گئی صحابہ اونٹنی کو اٹھانے کے لئے حَل حَل کہنے لگے۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ قصواء (نبی کی اونٹنی کا نام) اَڑ گئی، آپ نے فرمایا: قصواء اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے، اسے تو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں (کے لشکر) کو (مکہ) میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کے گھر کی بڑائی ہو تو میں ان کا مطالبہ منظور کرلونگا۔ آخر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو اٹھ گئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی ﷺ صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا آپ نے پڑاؤ ڈالا لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے۔ انہوں نے پانی کو ٹھہرنے ہی نہیں دیا سب کھینچ ڈالا اب رسول کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں ڈال دو۔ بخدا تیر ڈالتے ہی پانی انہیں سیر اب کرنے کے لئے ابلنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیر اب ہو گئے لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ اپنی قوم خزاعۃ کے کئی آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ کے رہنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے محرم راز بڑے خیر خواہ تھے انہوں نے خبر دی کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے چھوڑ کر آرہا ہوں جنہوں نے حدیبیہ کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے ان کے ساتھ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے میں رکاوٹ ہوں گے لیکن آپ نے فرمایا: ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں اور واقعہ تو یہ ہے کہ (مسلسل) لڑائیوں نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت ان سے صلح کا معاہدہ کرلوں گا۔ اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام (کفار مشرکین عرب) کے درمیان نہ پڑیں پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں اور (اس کے بعد) وہ چاہیں تو اس دین (اسلام) میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں (جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی نہیں ہوتی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں میری پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میرا سر تن سے جدا نہیں ہو جاتا میں اس دین کے لئے برابر لڑتا رہوں گا یا پھر اللہ تعالیٰ اسے نافذ ہی فرمادے گا۔ بدیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش تک آپ کی یہ گفتگو میں پہنچاؤں گا، چنانچہ وہ واپس ہوئے اور قریش کے ہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی ﷺ) کے

[1] - صحيح البخاري كتاب الشروط باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط رقم ٢٧٣١، ٢٧٣٢)

یہاں سے آرہے ہیں اور ہم نے اسے ایک بات کہتے سنا اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے ہم اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم ہمیں اس شخص کی کوئی بات سناؤ۔ جو لوگ صاحب الرائے تھے انہوں نے کہا ٹھیک ہے جو کچھ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا میں نے اسے (آپ ﷺ کو) یہ کہتے سنا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا تھا سب بیان کر دیا۔ اس پر عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا اے قوم کے لوگوں !کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے سب نے کہا کیوں نہیں ضرور رکھتے ہیں۔ عروہ نے پھر کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہے عروہ نے پھر کہا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے کہا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھرانے اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا؟ قریش نے کہا کیوں نہیں (آپ کی باتیں درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو اب اس شخص (نبی ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے۔ اسے تم قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لئے جانے دو۔ سب نے کہا آپ ضرور جائیے چنانچہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو شروع کی، آپ نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ بدیل سے کہہ چکے تھے عروہ نے اس وقت کہا اے محمد بتاؤ اگر آپ نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی آپ غالب ہوئے) تو اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ لوگ یہی کریں گے۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے "امصص بظر اللات" "لات بُت کی شرمگاہ چوس لے" کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا ابھی تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا (حدیث کے راوی نے) بیان کیا کہ وہ نبی سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس کھڑے تھے۔ تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود (لوہے کی ٹوپی) پہنے۔ عروہ جب بھی نبی ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی تہی کو ان کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ مغیرہ بن شعبہ عروہ نے انہیں مخاطب ہو کر کہا اے دغاباز کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھے نہیں بچایا؟ اصل میں مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا اس کے بعد (مدینہ) آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے (تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) لیکن نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں رہا یہ مال تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں نہیں لے سکتا پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے پھر راوی نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو آپ کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا کسی کام کا اگر آپ نے حکم دیا تو اس کی بجاآوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش

کرتے آپ وضو کرنے لگتے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی تھی۔ آپ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ کے ساتھی نظر بھر کے آپ کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر جب عروہ اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگوں قسم ہے اللہ کی میں بادشاہوں کے درباروں میں بھی وفد لے کر گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی آپ ﷺ کے اصحاب آپ کی کرتے ہیں۔ قسم ہے اللہ کی اگر محمد نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ آپ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی ان کے دلوں میں آپ کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے تمہیں چاہیے کہ اسے قبول کر لو، اس پر بنو کنانہ کا ایک شخص بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو۔ لوگو۔ نے کہا تم بھی جا سکتے ہو جب یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قریب پہنچے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہ یہ فلاں شخص ہے ایک ایسی قوم کا فرد جو بیت اللہ کی قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں اس لئے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو صحابہ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ "سبحان اللہ" قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکا جائے اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکرز بن حفص نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو سب نے کہا تم بھی جا سکتے ہو جب وہ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ مکرز ہے بدترین شخص ہے۔ پھر وہ نبی سے گفتگو کرنے لگا ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا سہیل بن عمرو آ گیا معمر نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی نے (فرمایا نیک فالی کے طور پر) تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔ معمر نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح) کی ایک تحریر لکھ لو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل کہنے لگا رحمن کو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو "باسمك اللهم" جیسے پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہمیں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہیں لکھنا چاہیئے لیکن نبی نے فرمایا "باسمك اللهم " ہی لکھنے دو۔ پھر آپ نے لکھوایا یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے صلح نامہ کی دستاویز ہے سہیل نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپ کو کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے آپ تو صرف اتنا لکھئے کہ "محمد بن عبداللہ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں، خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو۔ لکھو جی "محمد بن عبداللہ" زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (نرمی اور رعایت) صرف آپ کے ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے ہی آپ بدیل رضی اللہ عنہ سے کہہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا۔ اس لئے نبی نے سہیل سے فرمایا: لیکن صلح کے لئے پہلی شرط یہ ہو گی کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ کے طواف کرنے کے لئے جانے دو گے۔ سہیل نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے ورنہ عرب کہیں گے کہ ہم مغلوب ہو گئے تھے (

اس لئے ہم نے اجازت دے دی) البتہ آئندہ سال کے لئے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا پھر سہیل نے لکھا کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجئے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپ اسے ہمیں واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کہا) سبحان اللہ (ایک شخص کو) مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جاسکتا ہے جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے آپہنچے وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے بھاگے تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا سہیل نے کہا اے محمد (علیہ السلام) یہ پہلا شخص ہے جس کے لئے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اسے واپس کر دیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: کہ ابھی تو ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کو) صلح نامہ میں لکھا بھی نہیں ہے (اس لئے جب صلح نامہ طے پا جائے گا اس کے بعد اس کا نفاذ ہونا چاہیے) سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم پھر میں کسی بنیاد پر بھی آپ سے صلح نہیں کروں گا نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا مجھ پر اس ایک کو دے کر احسان کر دو۔ اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں احسان بھی نہیں کر سکتا۔ نبی علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ نہیں تمہیں احسان کر دینا چاہیئے لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مکرز نے کہا کہ چلئے ہم اس کا آپ پر احسان کرتے ہیں مگر (اس کی بات نہیں چلی) ابو جندل نے کہا مسلمانوں میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا مجھے مشرکوں کے ہاتھوں میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو کچھ معاملہ ہوا ہے تم نہیں دیکھتے؟ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو راستے میں بڑی سخت اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا آخر میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا پھر اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور میرا وہی مددگار ہے میں نے کہا کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کرینگے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا نہیں (آپ نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا) آپ نے فرمایا کہ پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ ضرور پہنچو گے۔ اور ایک دن اس کا طواف کرو گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ابو بکر کیا حقیقت نہیں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب بلا شک و شبہ وہ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مددگار ہے پس ان کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو اللہ گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا نبی علیہ السلام ہم سے یہ بات نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے انہوں نے فرمایا یہ بھی صحیح ہے۔ لیکن کیا نبی علیہ السلام نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ ایک نہ ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے۔ اور اس کا طواف کریں گے۔ زہری نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد میں میں نے اپنی اس عجلت پسندی کی مکافات کے لئے نیک اعمال کیئے۔ پھر جب صلح حدیبیہ سے آپ فارغ ہو چکے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قربانی کر لو اور سر بھی منڈ والو۔ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ گواہ ہے صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا اور تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا جب کوئی نہ اٹھا تو ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں گئے اور ان سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے نبی علیہ السلام کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں

بلکہ اپنی قربانی کا جانور ذبح کر لیں اور اپنے حجام کو بلالیں جو آپ کے بال مونڈ دے چنانچہ نبی باہر تشریف لائے کسی سے کچھ نہیں کہا اور سب کچھ کیا اپنے جانور کی قربانی کر لی اور اپنے حجام کو بلوایا جس نے آپ کے بال مونڈے۔ جب صحابہ نے دیکھا تو وہ بھی ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج و غم میں ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ پھر نبی علیہ السلام کے پاس (مکہ سے) چند مومن عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ مُهَـٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ﴾ اے لوگوں جو ایمان لاچکے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لو ﴿ بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ ﴾ (الممتحنة: ۱۰) تک اس دن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی جو اب تک مسلمان نہیں ہوئی تھیں ان میں سے ایک نے تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ اس کے بعد رسول اللہ علیہ السلام مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ (مکہ سے فرار ہو کر) حاضر ہوئے وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں واپس لینے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا اور انہوں نے آکر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں واپس لے کر لوٹے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجور کھانے کے لئے اترے جو ان کے پاس تھی۔ ابو بصیری رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے فرمایا قسم اللہ کی تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، دوسرے ساتھی نے تلوار نیام سے نکال دی اس شخص نے کہا اللہ کی قسم نہایت عمدہ تلوار ہے میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اور اس طرح اپنے قبضہ میں کر لیا پھر اس شخص نے تلوار کے مالک کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد میں دوڑتا ہوا داخل ہوا نبی علیہ السلام نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ نبی علیہ السلام کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی مارا جاؤں گا۔ (اگر آپ لوگوں نے ابو بصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابو بصیر بھی آگئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے نبی علیہ السلام اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی آپ مجھے ان کے حوالے کر چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی نبی علیہ السلام نے فرمایا (تیری ماں کی خرابی) اگر اس کا کوئی ایک بھی مددگار ہوتا تو پھر لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب انہوں نے آپ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ پھر کفار کے حوالے کر دینگے اس لئے وہاں سے نکل گئے اور سمندر کے کنارے پر آگئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھر والوں سے (مکہ سے) چھوٹ کر ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ بھی ابو بصیر سے جا ملے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجائے مدینہ آنے کے) ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے یہاں (ساحل سمندر پر) چلا جاتا اس طرح سے ایک جماعت بن گئی اور اللہ گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جارہا ہے تو اسے راستے ہی میں روک کر لوٹ لیتے اور قافلے والوں کو قتل کر دیتے۔ اب قریش نے نبی کریم علیہ السلام کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست بھیجی کہ آپ کسی کو بھیجیں (ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس کہ وہ قریش کی ایذاء سے رُک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اور وہ ذات پروردگار جس نے روک دیا تھا تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے (یعنی جنگ نہیں ہو سکی تھی) وادی مکہ (حدیبیہ میں) بعد میں اس کے کہ تم کو غالب کر دیا تھا ان پر یہاں تک کہ بات جاہلیت کے دور کی بے جا حمیت تک پہنچ گئی تھی" ان کی حمیت

(جاہلیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معاہدے میں بھی) آپ کے لئے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا اسی طرح انہوں نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں لکھنے دیا اور آپ کے بیت۔ اللہ جانے سے مانع بنے۔ اتباع ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی دلیل ہے محبت کے دو طرف ہیں ایک محبت کرنے والا، دوسرا محبوب، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے بھی دو طرف ہیں ایک بندے کی اپنے رب کے ساتھ محبت اور دوسری رب کی اپنے بندے کے ساتھ محبت۔ بندے کی اپنے رب سے محبت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے اور دوسرا طرف اس اتباع کا پھل ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران) یعنی اے نبی کہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشش کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس وجہ سے اس آیت کو آیت المحبۃ کہا گیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے: جب دلوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت امتحان و آزمائش کے لئے نازل فرمائی۔ اس آیت کا معنی جیسا کہ طبری نے کہا ہے یہ ہے کہ " اے محمد ﷺ نجران کے نصاریٰ کے وفد کو کہہ دیں اگر تم یہ گمان رکھتے ہو کہ تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اپنی بات جو کہتے ہو ثابت بھی کر کے دکھاؤ۔ یعنی میری اتباع کے ذریعے، کیوں کہ تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح میں بھی تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اور بعض نے محبت کی تفسیر بندوں کی طرف سے اتباع اور اطاعت کی ہے۔ اور اللہ کی بندوں سے محبت کی تفسیر اس کی بخشش کے انعام سے کی ہے۔ یعنی بندے کی اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت ان کی اطاعت اور ان کے امر کی فرمانبرداری ہے اور اللہ کی بندوں کے ساتھ محبت اس کی طرف سے ان کے لئے بخشش ہے۔

اور سہل بن عبد اللہ نے کہا" اللہ کی محبت کی علامت قرآن کے ساتھ محبت ہے اور قرآن سے محبت کی علامت رسول اللہ کے ساتھ محبت ہے اور رسول اللہ کے ساتھ محبت کی علامت آپ کی سنت کے ساتھ محبت ہے اور اس ساری محبت کی علامت آخرت کے ساتھ محبت ہے۔ اور یہ آیت ہر اس شخص پر حقیقت میں جھوٹے ہونے کا حکم لگاتی ہے جو اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن محمدی طریقہ پر نہیں چلتا۔ یہاں تک کہ وہ محمدی شریعت اور دین نبوی کی اپنے سارے اقوال وافعال میں پیروی کرے۔

اور ﴿ يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴾ "اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا" سے مراد یہ ہے کہ تمہیں تمہارے رب کے ساتھ محبت کا بدلہ تمہاری طلب سے بھی زیادہ ملے گا یعنی تمہیں اس کی محبت حاصل ہوگی جو کہ تمہاری محبت سے بہت عظیم چیز ہے کیوں کہ بڑی بات یہ نہیں کہ تم کسی کے ساتھ محبت کرو بلکہ بڑی بات یہ ہے کہ تمہارے ساتھ محبت کی جائے۔

امام ابن قیم کہتے ہیں ﴿ يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴾ کے اندر محبت کی دلیل اور فائدہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ کی اتباع ہے اور اتباع کا فائدہ اللہ کی محبت کا حصول ہے۔ لہٰذا اگر پیروی نہیں ہے تو محبت بھی نہیں ہے۔

مزید کہتے ہیں: اللہ کی محبت حبیب کبریاء کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اتباعِ سنت بندے کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں سچائی کی دلیل ہے اور اس اتباع کا ثمر و فائدہ اللہ کی طرف سے محبت اور مغفرت کا حصول ہے۔

الاتباع کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو کہا اگر کوئی چیز قرآن مجید سے نہیں ملے تو اس پر فیصلہ کر اور کوئی ایسا مسئلہ ہے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو سنت رسول اللہ ﷺ میں دیکھ اور اس پر فیصلہ کر اور اگر کوئی ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے تو لوگوں کے اجماع کو دیکھ اور اس کے مطابق فیصلہ کر اور اگر ایسا مسئلہ آئے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول ﷺ میں اور نہ تم سے پہلے کسی نے اس کے متعلق کلام کیا ہے تو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر یا تو اپنی رائے سے اجتہاد کر اور اس پر فیصلہ کر چاہے تو پیچھے ہٹ جا اور میں تو فیصلہ کرنے سے پیچھے ہٹنا ہی تمہارے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔[1]

(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو چوما پھر کہا: میں جانتا ہوں تو پتھر ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں رسول ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو تجھے نہ چومتا۔[2]

(۳) ابو وائل نے کہا میں شیبہ کے پاس اس مسجد میں بیٹھا، اس نے کہا عمر رضی اللہ عنہ تمھاری جگہ میرے پاس بیٹھے اور کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کعبۃ اللہ میں جو سونا چاندی ہے سارا مسلمانوں کے اندر بانٹ دوں ۔ شیبہ نے کہا تو ایسا نہیں کر سکتا۔ عمر نے کہا کیوں؟ میں نے کہا تمہارے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا، عمر نے کہا وہی دو مرد ہیں جن کی پیروی کی جائے۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ)۔[3]

(۴) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا "آج رمل اور گھٹنے ننگے کیوں کئے جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر و کفار کو ختم کر دیا ہے؟ اس کے باوجود جو کام ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرتے تھے وہ چھوڑیں گے نہیں۔[4]

(۵) ابو الیاج الاسدی نے کہا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ، کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کام کے لئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ کہ کوئی بھی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر برابر کئے بغیر نہ چھوڑنا۔[5]

(۶) اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا، لوگوں کے پیچھے چلنے سے بچو کیونکہ انسان اہل جنت والے کام کرتا ہے پھر وہ اپنے متعلق اللہ کی تقدیر کی طرف پھر جاتا ہے اور پھر جہنمیوں والے کام کرنے لگتا ہے اور جہنمی بن کر مرتا ہے۔ اور بے شک کوئی شخص جہنمیوں کے کام کرتا ہے پھر اپنے متعلق اللہ کے علم کی طرف پھرتا ہے اور جنت کے کام کرنے لگتا ہے۔ آپ نے لوگوں کے پیچھے چلنا ہے تو ان کے پیچھے چلو جو گذر گئے ہیں زندہ لوگوں کے پیچھے نہیں (مرے ہوئے لوگوں سے مراد اللہ کے رسول اور اس کے صحابہ کرام ہیں)۔[6]

(۷) ابی بن کعب نے کہا سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے اور سنت کو لازم پکڑو کیوں کہ جو بھی شخص اللہ کے راستے اور سنت نبوی پر ہو اور اللہ کو یاد کرے اور خوف الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو گریں تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اور جو بھی شخص اللہ کے راستے

---

1 - سنن النسائي (٨/ ٢٣١) سنن الدارمي (١/ ٧١، ٧٢)
2 - صحيح البخاري رقم (١٥٩٧) صحيح مسلم رقم (١٢٧٠)
3 - صحيح البخاري رقم (٧٢٧٥)
4 - سنن أبي داؤد رقم (١٨٧٨) سنن ابن ماجة رقم (٢٩٥٢)
5 - صحيح مسلم رقم (٩٦٩)
6 - الاعتصام للشاطبي (٢/ ٣٥٨، ٣٥٩)

پر اور سنت نبوی پر ہو۔ اور رحمن کو یاد کرے اور پھر اس کے اللہ کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ تو اس کی مثال اس درخت کی مثال ہے جس کے پتے سوکھ گئے ہوں اور ابھی شاخوں پر موجود ہوں کہ اسے تیز ہوا لگے اور پھر وہ پتے گر جائیں ویسے ہی اس شخص کے گناہ جھڑ جائینگے۔

سبیل الٰہی اور سنت نبوی پر اعتدال اس سخت عبادت سے بہتر ہے جو اللہ کے راستے اور سنت نبوی کے خلاف ہو۔ لہٰذا دیکھو تمہارا عمل سخت ہو یا درمیانہ بہر حال انبیاء کرام کے منہج اور سنت کے مطابق ہو۔ (۱)

(۸) اور اسی طرح ابی بن کعب نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے کہا "کتاب اللہ کو امام بناؤ اور اس کے قضاء و حکم پر راضی رہو کیوں کہ یہی وہ چیز ہے جو کہ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے ہیں۔ جو کہ شفاعت کرنے والی اطاعت کئے جانے والی اور شاہد عادل ہے۔ اس کتاب کے اندر تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اور اس کے اندر تمہارے درمیان کے مسائل کا حکم و فیصلہ ہے اور تمہاری اور تم سے بعد والوں کی خبر ہے۔ (۲)

(۹) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے قراء کی جماعت سیدھے چلو تحقیق تم بہت آگے چلے گئے ہو پھر اگر تم دائیں اور بائیں مڑو گے تو بہت دور کے گمراہ بن جاؤ گے۔ (۳)

(۱۰) ابو ادریس خولانی نے کہا یزید بن عمیرہ جو کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ معاذ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی ذکر کی مجلس میں بیٹھتے تو کہتے اللہ فیصلہ کرنے والا انصاف کرنے والا ہے۔ تمہارے بعد فتنے آئیں گے جب مال کی بہتات ہو جائے گی اور اس کے اندر قرآن کھول دیا جائے گا پھر اس کو مومن و منافق، مرد و عورت چھوٹا بڑا غلام آزاد سب پڑھیں گے۔ پھر قریب ہو گا کہ کہنے والا کہے گا کہ میں نے قرآن پڑھا ہے لیکن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے پیچھے نہیں چلتے۔ یہ میرے پیچھے نہیں چلیں گے جب تک کہ ان کے لئے قرآن کو چھوڑ کر بدعات تیار کروں۔ لہٰذا تم بدعات سے بچنا کیوں کہ بدعات گمراہی ہیں۔ اور میں تمہیں عالم کی گمراہی سے خبردار کرتا ہوں کیوں کہ شیطان کبھی حکیم و عالم کی زبان سے بھی گمراہی کی بات کہہ سکتا ہے اور کبھی منافق بھی حق بات کہہ سکتا ہے۔

میں نے معاذ کو کہا: مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ عالم بھی گمراہی کی بات کر سکتا ہے اور منافق حق بات کہہ سکتا ہے۔ کہا ہاں کیوں نہیں، تو عالم کی ان مشہور باتوں سے بچ جن کے بارے میں کہا جائے کہ یہ کیا ہے؟ اور یہ بات تجھے اس عالم سے دور نہ کرے کیوں کہ ہو سکتا ہے وہ اس بات سے رجوع کر لے اور حق بات جب اس سے سنے تو قبول کر کیوں کہ حق پر نور ہوتا ہے۔ (۴)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾﴾ (الفرقان) ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنادے۔ کی تفسیر میں کہا ہے: ہمیں ہدایت کا امام بنادے تا کہ لوگ ہمارے ذریعے سے ہدایت حاصل کریں اور ہمیں گمراہی کے امام نہ بنانا۔ (۵)

---

۱ - حلية الأولياء (۱/ ۲۵۳،۲۵۲) أصول الأعتقاد (۱/ ۵٤)
۲ - الحلية (۱/ ۲۵۲)
۳ - صحيح البخاري رقم (۷۲۸۲)
٤ - (صحيح) صحيح سنن أبي داؤد رقم (٤٦۱۱)
۵ - صحيح البخاري رقم (۲۷٦۵)

(۱۲)ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت:﴿ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ﴾ (آل عمران: ۱۰۶)یعنی کچھ چہرے اس دن چمکتے ہوں گے توکچھ چہرے سیاہ ہونگے) کی اس تفسیر میں کہا ہے وہ لوگ جن کے چہرے چمکتے ہوں گے وہ اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل علم ہونگے۔ اور جن کے چہرے کالے ہونگے وہ اہل بدعت اور گمراہی والے ہونگے۔(۱)

(۱۳)اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ:عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر آئے اور اپنے بھتیجے حد بن قیس بن حصن کے پاس ٹھہرے اور حد بن قیس ان لوگوں میں سے تھا جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس ومشاورت میں بڑے اہل علم ہی ہوتے تھے بزرگ ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھتیجے کیا تیری بات امیر المومنین کے پاس چلتی ہے تاکہ تو میری ان سے ملاقات کرادے،اس نے کہا ہاں، میں تیری ان سے ملاقات کرادیتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے عیینہ کے لئے آنے کی اجازت لی اور جب وہ اندر گیا تو کہنے لگا اے ابن خطاب اللہ کی قسم تو نہ ہمیں بخشش وعطیہ دیتا ہے اور نہ ہمارے درمیان انصاف کرتا ہے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور اسے سزا دینے کا ارادہ کیا تو حد بن قیس نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے:﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ ﴾ (الأعراف) یعنی معافی کو اختیار کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر لے اور بے شک یہ جاہلوں کا کام ہے (جو اس نے بات کہی ہے)اللہ کی قسم جب اس نے یہ آیت پڑھی تو عمر اس سے آگے نہیں بڑھے اور عمر رضی اللہ عنہ قرآن کا حکم آنے پر رک جانے والے تھے۔(۲)

(۱۴)ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس آئے جس نے اپنے اونٹ کو نحر کرنے کے لئے بٹھادیا تھا تو اس کو کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر،اس کو کھڑا کر کے پاؤں باندھ کر نحر کر۔(۳)

(۱۵)امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ:ہم قرآن مجید کے اندر حضر اور خوف (یعنی حالت جنگ)کی نماز تو دیکھتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن کے اندر نہیں دیکھتے۔تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا:اے میرے بھائی کے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا جب کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔لہٰذا ہم ویسے ہی کریں گے جیسے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(۴)

(۱۶)امام نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حرم کے قریب آتے تو تلبیہ کہنا بند کردیتے اور ذی طوی مقام پر رات گذارتے پھر وہاں فجر کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔(۵)

(۱۷)ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا،تو انہوں نے کہا،کیا تجھے علم ہے کہ تیرا باپ اپنا جانشین نہیں منتخب کررہا ہے۔ابن عمر نے کہا میں نے قسم اٹھائی کہ اس بارے میں میں ان سے ضرور بات کروں گا۔پھر میں خاموش ہوگیا یہاں تک کہ صبح کو ان کے پاس گیا، لیکن آپ سے بات نہیں کی،میری حالت یہ تھی کہ قسم کی وجہ سے گویا میں پہاڑ اٹھارہا تھا۔پھر میں لوٹ آیا اور عمر

---

(۱) - أصول الاعتقاد (۱/ ۷۲)

(۲) - صحيح البخاري رقم (۷۲۸٦)

(۳) - صحيح البخاري رقم (۱۵۷۳) صحيح مسلم رقم (۱۲۵۹)

(۴) - مسند أحمد (۲/ ۹۵)

(۵) - صحيح البخاري رقم (۱۵۷۳) صحيح مسلم رقم (۱۲۵۹)

رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے مجھ سے لوگوں کا احوال پوچھا میں نے ان کو بتایا پھر میں نے کہا میں نے لوگوں سے ایک بات سنی ہے اور میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں وہ بات آپ کو بتاؤں۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ آپ اپنے بعد خلیفہ نہیں مقرر کر رہے۔ دیکھیں اگر آپ کے اونٹ یا بھیڑ بکریوں کا چرواہا انہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آجائے تو لازماً وہ مال ضائع ہو جائے گا۔ تو لوگوں کو سنبھالنا اور زیادہ اہم بات ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے مجھ سے موافقت کی اور پھر کچھ دیر کے لئے اپنا سر نیچے رکھ دیا میری طرف اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرے گا۔ اور اگر میں اپنا جانشین نہیں مقرر کر رہا تو رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہیں کیا تھا اور اگر مقرر کر دوں تو ابو بکر نے بھی مقرر کیا تھا۔ پس انہوں نے صرف رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں کریں گے، لہٰذا اپنا جانشین نہیں مقرر کریں گے۔([1])

(۱۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حج تمتع کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رخصت نازل فرمائی ہے۔ اور اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے تو لوگ ابن عمر کو کہتے تو اپنے والد کی مخالفت کیوں کرتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے حج تمتع سے روک دیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہیں کہتے ویل ہے تمہارے لئے، تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اگر عمر نے اس سے منع کیا ہے تو وہ اس سے بھلائی چاہتے تھے۔ یعنی چاہتے تھے کہ عمرہ الگ سے مکمل کیا جائے مگر تم اس کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا ہے کیا؟ رسول اللہ ﷺ کا زیادہ حق ہے کہ ان کی سنت کی پیروی کرو، یا عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کی پیروی کرنا زیادہ حق ہے۔ عمر نے تمہیں یہ تو نہیں کہا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں حرام ہے۔([2])

(۱۹) ابو موسیٰ اشعری نے اس آیت ﴿ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ ﴾ (البقرة:۱۲۱) یعنی اس (قرآن) کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں) کی تفسیر میں کہا جو قرآن کی پیروی کرے گا وہ اس کی وجہ سے جنت کے باغات میں اترے گا۔([3])

(۲۰) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک زمانہ ہم پر گذرا ہے کہ ہم فیصلہ و فتویٰ نہیں دیتے تھے اور ہم اس کے بھی نہیں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے فیصلہ کیا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہاں تک پہنچے ہیں۔ لہٰذا تم میں سے کسی کے پاس آج کے بعد کوئی مسئلہ آئے تو جو اللہ کی کتاب میں ہے اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ پھر اگر ایسا مسئلہ آئے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر جو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور اگر ایسا مسئلہ پیش آئے جو نہ قرآن مجید میں ہو اور نہ سنت نبوی میں ہو تو جو صالحین (یعنی خلفاء راشدین اور صحابہ کی جماعت) نے فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر ایسا مسئلہ در پیش آئے جو نہ قرآن و سنت میں ہو اور نہ صالحین میں سے کسی نے اس کا فتویٰ دیا ہو تو اپنے رائے سے اجتہاد کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے۔ کیوں کہ حلال اور حرام واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان میں شبہ والے چیزیں ہیں لہٰذا شک والی چیز کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کرے۔([4])

(۲۱) عبدالرحمن بن یزید نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے جمرۃ العقبۃ کو وادی کے پیٹ سے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔ انہیں کہا گیا کہ لوگ یہ کنکریاں بالائی طرف سے کھڑے ہو کر مارتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ اس

[1] - صحيح مسلم رقم (۱۸۲۳)
[2] - مسند أحمد (۲/ ۹۵)
[3] - تفسير ابن كثير (۱/ ۱٦٥)
[4] - سنن النسائي (۸/ ۲۳۰) سنن الدارمي (۱/ ۷۱)

کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جس پر سورۃ البقرۃ نازل ہوئی ہے۔(یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہاں سے کھڑے ہو کر کنکریاں ماری ہیں)۔ (۱)

(۲۲)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم آج فطرت پر ہو اور عن قریب بدعات گھڑ دگے اور تمہارے لئے بدعات گھڑی جائیں گی۔ لہٰذا جب تم بدعت دیکھو تو پہلے راستے پر آجانا(یعنی جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا)۔ (۲)

(۲۳)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اسلام پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرے جہاں بھی ان کے لئے اذان کہی جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں اور بلا شک یہ پانچ نمازیں ہدایت کے راستوں میں سے ہیں۔ اور اگر تم یہ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو گے جس طرح یہ جماعت سے پیچھے رہنے والا شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو بھی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اور مجھے یاد ہے کہ ان نمازوں سے وہ شخص پیچھے رہتا تھا جو منافق ظاہر نفاق والا ہوتا تھا۔ اور (بیمار) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لے آیا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ (۳)

(۲۴)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے اگر کوئی کسی کے طریقے پر چلنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس کے راستے پر چلے جو فوت ہو گیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام) کیوں کہ زندہ آدمی فتنہ سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ وہ(فوت ہونے والے) لوگ محمد ﷺ کے صحابہ کرام تھے جو اس امت میں افضل ترین لوگ تھے سب سے نیک دل سب سے گہرے علم والے کم تکلف والے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے چنا تھا لہٰذا ان کی فضیلت کو مانو اور ان کے نقش قدم اور سیرت پر چلو، کیوں کہ وہ صراط مستقیم پر تھے۔ (۴)

(۲۵)جبیر بن نفیر نے کہا میں شرحبیل بن سمط کے ساتھ ایک جماعت میں سترہ اٹھارہ میل دو ایک گاؤں میں گیا، وہاں انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی میں نے ان سے پوچھا(کہ دو رکعت کیوں پڑھی ہیں؟) تو کہا میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں تو ویسے ہی کرتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۵)

(۲۶)انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے یہ آیات پڑھیں: ﴿ فَأَنۢبَتۡنَا فِيهَا حَبّٗا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبٗا ﴾ إلی قوله ﴿ وَأَبّٗا ﴿٣١﴾ ﴾ (عبس) یعنی "وَأَبّٗا" تک، اور کہا یہ سب ہم جانتے ہیں لیکن یہ اَبّ کیا چیز ہے؟ پھر خود ہی لاٹھی (زمین پر) ماری جو کہ ان کے ہاتھ میں تھی اور کہا اللہ کی قسم یہ تکلف ہے جو اس کتاب میں واضح ہے اس پر عمل کرو۔ (۶)

---

[1] - صحیح مسلم رقم (١٢٩٦)

[2] - فتح الباري (١٣/ ٢٦٧)

[3] - صحیح مسلم رقم (٦٥٤)

[4] - إغاثة اللهفان (١/ ١٥٩)

[5] - صحیح مسلم رقم (٦٩٢)

[6] - فتح الباري (١٣/ ٢٨٥) صحیح البخاري رقم (٧٢٩٣)

(۲۷)امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے کہ سنت غلو اور اعراض کے درمیان ہے۔ پس اسی پر صبر کرو بے شک اہل السنۃ گذشتہ زمانے میں بھی کم تھے اور آنے والے وقت میں بھی کم ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو باغیوں اور سرکشوں کی سرکشی میں شامل نہیں ہوتے اور نہ اہل بدعۃ کے ساتھ بدعت میں شامل ہوتے ہیں بلکہ سنت پر صبر کرتے ہیں حتی کہ اپنے رب سے جا ملتے ہیں، سو تم ان شاء اللہ ان کی طرح ہی ہونا۔([1])

(۲۸)امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت:﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ ﴾ (آل عمران: ۳۱) کی تفسیر میں کہا: اللہ کی طرف سے ان کے ساتھ محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اتباع کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ کہا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی علامت اتباع رسول اللہ ﷺ ہے۔([2])

(۲۹)امام محمد بن سیرین نے کہا صحابہ کرام و تابعین کرام سمجھتے تھے کہ انسان جب تک حدیث پر عمل کر رہا ہے تو ہدایت پر ہے۔([3])

(۳۰)امام مجاہد نے کہا اس آیت:﴿ وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ ﴾ (الفرقان) ہمیں پرہیز گاروں کے لئے امام بنا) کی تفسیر میں کہا ہے: یعنی ایسے امام بنا کہ سلف صالحین کی اقتدا کریں اور پچھلے لوگ ہماری اقتداء کریں۔([4])

(۳۱)عباد بن عباد الخواص شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "عقل سے کام لو اور عقل ایک نعمت ہے۔ بعض عقلمندوں کا دل ایسی چیز سے استفادہ کرنے کے بجائے، جو ان کے لئے ضروری ہے۔ اس چیز کی گہرائی میں مشغول ہو جاتا ہے، جو ان کے لئے نقصاندہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس مفید چیز سے غافل ہو جاتے ہیں، کسی انسان کے بہتر عقل سے یہ بھی ہے، کہ ایسی باتوں میں غور و خوض کرنا چھوڑ دے جن کے اندر غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے کہیں اس کا عقل اس کے لئے وبال نہیں بن جائے۔ مثلاً کسی ایسے شخص سے مناظرہ و بحث کرنا جو اس سے اعمال صالحہ میں کم ہے یا ایسا شخص جس کا دل بس بدعات میں مشغول ہو اور اپنے دین میں ان لوگوں کی تقلید کرے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کم ہوں۔ یا اپنے رائے پر اکتفاء کرے اور ہدایت فقط اسی میں سمجھے، اور اس کے چھوڑنے کو گمراہی سمجھے، یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس نے یہ چیزیں قرآن سے اخذ کی ہیں۔ در حقیقت وہ قرآن کو چھوڑنے کی دعوت دے رہا ہو۔ کیا اس شخص سے پہلے قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے والے نہیں تھے جو اس کی محکم آیات پر عمل کرتے ہوں اور متشابہات پر ایمان لاتے ہوں جو کہ اس سے بڑھ کر شفاف راستے پر ہوں؟ اور قرآن اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا امام تھا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے امام تھے اور صحابہ کرام اپنے سے بعد کے لوگوں کے امام تھے۔ ایسے لوگ تھے جو مشہور اور مختلف علاقوں کی طرف منسوب تھے، باوجود اس کے کہ ان کے درمیان (بعض مسائل میں) اختلاف تھا پر گمراہوں پر رد کرنے میں متفق تھے۔ جبکہ اہل رائے اپنی رائے کی وجہ سے ایسی راہوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں جو کہ مختلف، اعتدال سے یکطرف، صراط مستقیم کی مخالف ہیں، اس لئے کہ انہیں ان کے دلائل نے گمراہی کی دور کی راہوں میں بھٹکا دیا اور اسی حال میں ان راہوں کے اندر نہایت افسوس کے ساتھ سوچتے رہے۔ جب بھی شیطان نے ان کے لئے بدعت

---

[1] - إغاثة اللهفان (۱/ ۷۰)
[2] - أصول الاعتقاد (۱/ ۷۰)
[3] - سنن الدارمي رقم (۱٤۰)
[4] - فتح الباري (۱۳/ ۲٤۸)

تیار کی تو وہ کسی دوسری بدعت و گمراہی کی طرف چلے گئے اس لئے کہ وہ سلف کے نقش قدم پر نہیں چلے۔ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے زیاد سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کون سی چیز اسلام کو گرائے گی؟ عالم کی گمراہی اور منافق کا قرآن کے ذریعے جدال و جھگڑا کرنا اور گمراہ کرنے والے رہنماء و حکمران۔([1])

(۳۲) میمون بن مہران نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی جھگڑا آتا تو قرآن مجید میں دیکھتے تھے پھر اگر اس میں اس کی دلیل پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے اور اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر دونوں میں نہ پاتے تو نکلتے اور مسلمانوں سے پوچھتے کہ میرے پاس اس طرح کا مسئلہ آیا ہے کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہو؟ پھر کبھی تو ان کے پاس سارے لوگ جمع ہو جاتے جو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے اللہ تعالیٰ کے لئے ساری تعریفیں ہیں جس نے ہمارے اندر ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے ہمارے نبی ﷺ کی احادیث کو یاد کیا ہے۔ پھر اس سے بھی عاجز آجاتے رسول اللہ ﷺ کی سنت میں سے کوئی فیصلہ پائیں تو بڑے اور اچھے لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کرتے پھر اگر ان کی رائے کسی معاملہ پر متفق ہو جاتی تو اس پر فیصلہ کرتے۔([2])

(۳۳) امام شعبی نے کہا میں قاضی شریح کے پاس آیا تو اس کے پاس مراد سے ایک شخص آیا ہوا تھا، جس نے کہا اے ابو امیہ (شریح) انگلیوں کی دیت کیا ہے؟ کہا دس دس اونٹ۔ اس نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ دونوں برابر ہو سکتی ہیں اس نے چھنگلی اور انگوٹھے کو ملا کر کہا، تو شریح نے کہا کیا تیرا کان اور ہاتھ برابر ہیں کان کو تو بال اور ٹوپی ڈھانپ دیتی ہے۔ اس کی بھی آدھی دیت ہے اور ہاتھ کی بھی آدھی دیت ہے، افسوس ہے تیرے لئے، سنت تمہارے قیاس پر مقدم ہے۔ لہٰذا (سنت کی) اتباع کر اور بدعات پر نہ چل اس لئے کہ جب تک تو حدیث پر عمل کرتا رہے گا، گمراہ نہیں ہو سکتا، پھر شعبی نے مجھے کہا، ہذلی (یعنی قبیلہ ہذیل والے) اگر تمہارا احنف قتل ہو جائے اور یہ بچہ بھی جو اپنی مہد میں ہے تو کیا دونوں کی دیت برابر (نہیں) ہو گی؟ میں نے کہا جی ہاں، کہا پھر قیاس کہاں رہ گیا۔([3])

(۳۴) خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے ہمارے لئے سنن کو جاری کیا ہے۔ ان پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تصدیق اور اس کی اطاعت کی تکمیل اور اس کے دین پر عمل کرنے کے لئے تقویت کا باعث ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان سنن کو تبدیل کر دے اور ان کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں غور و خوض کرے جو ان سنن پر عمل کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نصرت طلب کرے گا اس کی مدد کی جائے گی اور جو ان کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستے پر چلے گا اس کو اللہ تعالیٰ اُدھر ہی پھیر دے گا جدھر جارہا ہے اور اسے جہنم رسید کرے گا اور وہ بہت بری جگہ ہے۔([4])

(۳۵) ابو الصلت نے کہا ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز کو خط لکھ کر تقدیر کی بابت سوال کیا تو اس کے جواب میں عمر بن عبد العزیز نے لکھا اما بعد! میں تجھے اللہ سے ڈرنے اور اس کے امر میں اعتدال اختیار کرنے اور اس کے پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی اتباع کرنے اور اس چیز کو

---

[1] - سنن الدارمي (۱/ ۱٦٦)
[2] - سنن الدارمي (۱/ ۷۰)
[3] - سنن الدارمي (۱/ ۷۷)
[4] - إغاثة اللهفان (۱/ ۱٥۹)

چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں جو اہل بدعت نے اس کے بعد ایجاد کی ہے، جب آپ ﷺ کی سنت جاری تھی اور اس بدعت کے ایجاد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا تم سنت کو لازم پکڑو کیوں کہ سنت ہی تمہارے لئے اللہ کے حکم سے عصمت کا ذریعہ ہے۔ اور جان لو کہ لوگ جو بھی بدعت گھڑتے ہیں تو اس (کے باطل ہونے) کی پہلے ہی دلیل موجود ہوتی ہے۔

کیوں کہ سنت اس نے مقرر کی ہے جسے اس سنت کی مخالفت میں جو گمراہی، اور بیوقوفی اور بے فائدہ تشدد ہے اس کا علم تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کو) لہٰذا تو اپنے لئے اس چیز کو پسند کر جس کو صحابہ کرام نے پسند کیا ہے۔ کیوں کہ وہ علم پر کھڑے تھے اور فکر و بصیرت سے ہی (کسی عمل سے) روکتے تھے۔ اور بلا شک وہ معاملات کو سمجھنے میں سب سے زیادہ قوی اور جو فضیلت انہیں ملی تھی اس کے زیادہ مستحق تھے۔ اور اگر ہدایت وہ ہے جس پر تم لوگ ہو، تو پھر تم ان (سلف صالحین) سے آگے نکل گئے ہو اور اگر کہتے ہو کہ یہ مسائل بعد کی پیدائش ہیں تو ان کو ان لوگوں نے بنایا ہے جو کہ صحابہ کرام کے راستہ پر نہیں ہیں چلنے والے، اور ان کے راستے سے روگردانی کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام پہلے ہدایت پانے والے ہیں اور انہوں نے اس دین کے متعلق جو کہا ہے وہ کافی ہے اور جو اس کی وصف بیان کی ہے وہ شافی ہے اور جو بات ان کے (راستہ سے) کم ہے اس میں کوتاہی اور تفریط ہے اور جو بات ان سے اوپر ہے وہ زیادتی ہے۔ جن لوگوں نے ان سے کمی کی انہوں نے کوتاہی کی اور جنہوں نے زیادتی کی انہوں نے غلو کیا۔ جبکہ صحابہ کرام اس کے درمیان یعنی اعتدال پر صراط مستقیم پر تھے۔ تو نے مجھے خط لکھ کر تقدیر کی بابت سوال کیا ہے۔ تیرا بہر حال ایک عالم سے ہی سابقہ پڑا ہے۔ لہٰذا جان لو، کہ لوگوں نے جو بھی بدعت ایجاد کی ہے وہ اقرار بالقدر سے زیادہ واضح نہیں ہے۔ تقدیر کا تو زمانہ جاہلیت میں بھی ذکر تھا، اس کا ذکر اپنے کلام کے اندر کرتے تھے اور اپنے اشعار میں اور اس سے خود کو تسلی دیتے تھے جب ان کا کوئی نقصان ہو جاتا تھا۔ پھر اسلام نے بعد میں اس کی مزید تاکید کی، اور رسول اللہ ﷺ نے تقدیر کا ایک یا دو نہیں کئی احادیث کے اندر ذکر فرمایا ہے، اور آپ ﷺ سے مسلمانوں نے سنا اور اس کی بابت اپنی زندگی کے اندر بات کی (جس کو) ان کے فوت ہونے کے بعد روایت کیا گیا یعنی اس پر یقین رکھتے ہوئے اسے تسلیم کرتے ہوئے اور خود کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے کہ ایسی کوئی چیز نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے علم میں نہ ہو اور اس کی کتاب میں (لکھی نہ گئی) ہو، اس کے ساتھ ساتھ یہ رب تعالیٰ کی کتاب کی آیات محکمات میں (واضح بیان کی گئی) ہے اس سے انہوں نے حاصل کیا ہے اور سیکھا ہے۔ (۱)

(۳۶) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے کہا ہمارے پچھلے علماء کرام نے کہا ہے کہ سنت پر عمل کرنے میں ہی نجات ہے اور علم جلد ہی اٹھالیا جائے گا اور علم کی موجودگی دین و دنیا کی ثابت رہنے کی علامت ہے اور اس کے جانے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ (۲)

(۳۷) امام اوزاعی نے کہا، کہا جاتا ہے کہ پانچ چیزوں پر صحابہ کرام اور تابعین کرام قائم تھے۔ جماعت کے ساتھ رہنا سنت کی اتباع کرنا مساجد کو آباد کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ کرنا۔ (۳)

(۳۸) اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کہا ہم سنت کے ساتھ چلتے ہیں جدھر بھی لے جائے۔ (۴)

---

۱ - (صحيح) صحيح سنن أبي داؤد رقم (٤٦١٢)
۲ - سنن الدارمي (١/ ٥٨) رقم (٩٦)
۳ - أصول الاعتقاد (١/٦٤)
۴ - المصدر السابق

(٣٩)ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے کہا بلاشک سنن اور حق کی باتیں اکثر رائے کی خلاف ہوتی ہیں اس لئے مسلمانوں کے لئے سنت کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔([1])

(٤٠)امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حق کی راہ پر چلتے رہو اور اہل حق کی کمی کی وجہ سے اکیلائی محسوس نہ کرو۔([2])

(٤١)ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جہاں بھی جماعت کو لازم کرنے کا حکم ہے وہاں حق کو لازم کرنے اور اس کی اتباع کرنا مراد ہے اگرچہ حق کے ساتھ تمسک کرنے والے کم ہوں اور مخالف زیادہ ہوں۔([3])

(٤٢)ابوعثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو شخص سنت کو اپنے آپ پر نافذ کرے گا یعنی قول و عمل میں اس پر چلے گا، وہ ہی حکمت یعنی حق بات کہے گا اور جو ھوی (خواہش) کو اپنے قول و فعل پر حاکم بنائے گا وہ بدعت کے ساتھ بولے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ﴾ (النور:٥٤)۔([4])

(٤٣)ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو شخص اپنے افعال و احوال کو ہر وقت کتاب و سنت میں نہیں تولتا اور اپنی رائے کو غلط نہیں کہتا اس کا شمار (اہل و حق) لوگوں کے دفتر میں نہیں ہوگا۔([5])

(٤٤)ابوبکر ترمذی نے کہا: کوئی بھی شخص (سنت کے ساتھ) محبت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور کو ہمت کی تمام اوصاف سے متصف نہیں پائے گا۔ انہوں نے یہ صفت سنت کی اتباع کرنے اور بدعت سے اجتناب کرنے سے ہی حاصل کی ہے۔ کیوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ ہمت والے تھے۔([6])

(٤٥)امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کر لیتے اور پھر اسے بتایا جاتا کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہے تو ترک جاتے تھے۔([7])

(٤٦)امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بلاشک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والے اور آپ ﷺ کے طریقہ پر چلنے والے تھے، ان کی قرآن کے اندر مدح آئی ہے۔ اور ان کے پیشوا محمد ﷺ کی بھی اللہ تعالیٰ نے (وہاں پر) ثناء کی ہے اور آپ ﷺ کا خلق قرآن ہی تھا، فرمان الٰہی ہے ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝٤ ﴾ (القلم) یعنی تو بڑے اخلاق پر ہے۔ سو قرآن ہی کی در حقیقت اتباع کی جاتی ہے اور سنت اس کی تشریح کے لئے ہے۔ سنت پر عمل کرنے والا بھی حقیقت میں قرآن پر عمل کر رہا ہے اور صحابہ کرام اس بات میں سب سے آگے ہیں۔ لہٰذا جو بھی ان کی اقتداء کرے گا وہ اللہ کے فضل سے (جہنم سے) نجات پانے والے اور جنت میں داخل ہونے والے فرقہ سے ہوگا۔

---

[1] - فتح الباري (٤/ ٢٢٥)

[2] - الاعتصام (١/ ٣٤)

[3] - إغاثة اللهفان لابن القيم (١/ ٦٩)

[4] - الاعتصام (١/٩٦)

[5] - مدارج السالكين (٢/ ٤٦٤)

[6] - الاعتصام (١/٩٢)

[7] - إغاثة اللهفان (١/ ١٣٦)

یہی آپ ﷺ کے فرمان: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي، یعنی "فرقہ ناجیہ وہ ہے جو میرے اور صحابہ کرام کے راستے پر چلے گا" کا معنی ہے۔ سو کتاب اللہ اور سنت ہی صراط مستقیم ہے اور باقی اجماع وغیرہ ان ہی سے ماخوذ ہے۔[1]

(٤٧) اور شاطبی نے ہی کہا ہے کہ ہر مخالف کا کام ہے کہ دوسرے کو اپنے نظریہ کی دعوت دے۔ اسی وجہ سے مخالف کی طرف سے مخالفت ہوتی ہے اور موافق کی طرف سے موافقت ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اختلاف کرنے والوں کے درمیان عداوت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔[2]

(٤٨) سلف صالحین میں سے بعض نے کہا ہے "اگر تمہیں ایسا شخص نظر آئے جو بظاہر ہوا میں اڑے تو بھی (اسے کرامت سمجھ کر) دھوکہ میں نہ آنا، یہاں تک کہ اسے دیکھو کہ وہ امر و نہی اور حدود الٰہی کی حفاظت میں کیسا ہے۔[3]

اتباع کے فوائد

(١) اتباع (اللہ کے ساتھ) کامل محبت کی دلیل اور بندے کے لئے محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(٢) اتباع سے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

(٣) اتباع فلاح (یعنی دنیا و آخرت میں کامیابی) اور ہدایت اور توبہ کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔

(٤) اتباع ہی سے تائید الٰہی اور نصرت (زمین میں) کنٹرول و قوت اور فلاح حاصل ہوتی ہے۔

(٥) اتباع سے ہی بندے کو دنیا و آخرت میں سعادت اور حیات طیبہ حاصل ہوتی ہے۔

(٦) اتباع سے نفسانی خواہش اور انا پرستی سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔

(٧) اتباع میں ہی گمراہی سے امن و سلامتی کی ضمانت ہے اس لئے کہ متبوع (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) معصوم عن الخطاء ہیں۔

(٨) اعتراض و تنقید سے نجات حاصل ہوگی۔

(٩) صاحب اتباع ہدایت کے امام ہو سکتے ہیں اور ان کے کثرت تابعین کی وجہ اجر بھی بڑھ سکتا ہے۔

(١٠) رسول اللہ ﷺ کی ان کاموں میں اتباع کرنا جن کو آپ ﷺ نے نہیں کیا اس کا حکم بھی ان افعال کا سا ہے جو آپ ﷺ نے کئے ہیں۔

(١١) اقتداء فقط ان صالحین اور متقین کی کرنی چاہئے جو کہ قرآن کو پڑھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں (فقط ان کاموں میں جو کہ قرآن و سنت کے کسی طرح بھی خلاف نہیں ہیں)

(١٢) اور جھوٹوں اور کرسی کے طالبان کی اقتداء جائز نہیں ہے جو کہ قرآن تو پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔

---

[1] - الاعتصام للشاطبي (٢/ ٢٥٢)

[2] - الاعتصام للشاطبي (١/ ٢٣)

[3] - إغاثة اللهفان لابن القيم (١/ ١٢٤)

الاجتماع

(سمیٹ لینا/ متفق ہونا/ اکھٹا کرنا)

لغوی بحث

"جَمَعَ الشَّيْءَ" کا معنی ہے مختلف چیزوں کو باہم ملانا۔ جمع کا اصل معنی پیوست کرنا اور ملانا ہے۔

ابن فارس کہتے ہیں: جیم، میم، عین، ملنے اور اکھٹے ہونے کے معنی میں ہے۔ کہا جاتا ہے: "جَمَعْتُ الشَّيْءَ جَمْعاً" میں نے اس چیز کے اجزاء کو اکھٹا کیا، اور "تَجَمَّعَ الْقَوْمُ" کا معنی ہے کہ لوگ ادھر ادھر سے جمع ہو گئے اور باہم مل گئے۔ "إجتَمَعَ" تفرق کے مقابل میں استعمال ہوتا ہے۔

"جَمَعَ أَمْرَهُ، وأَجْمَعَهُ وَأَجْمَعَ عَلَيْهِ" کا معنی یہ ہے کہ اپنے کام کا پختہ ارادہ کر لیا گویا کہ اس نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے اکھٹا کیا (اپنا دل اس پر جما لیا)۔ عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے: "أَجْمِعْ اَمْرَكَ وَلاَ تَدَعْهُ مُنْتَشِراً"، یعنی "اپنا کام سمیٹ لو کام کو بکھرا ہوا نہ چھوڑو" اور کہا جاتا ہے: "أجمَعتُ الشَّيءَ" جس کا معنی ہے میں نے اس چیز کو اکھٹا کر دیا اور "جَمَّعَ النَّاسُ تَجمِيعًا" کا معنی ہے لوگ جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہوئے اور جمعہ کی نماز ادا کر لی۔ "جَمَّعَ" میں میم اس لئے مشدد (شد کے ساتھ) آیا کہ کثرت (زیادہ جمع ہونے) پر دلالت کرے۔

اور "فَلاَةٌ مُجْمِعَةٌ وَمُجَمِّعَةٌ" اس میدان کو کہا جاتا ہے جس میں لوگ اکھٹے ہوتے ہیں۔ "أَجْمَعَ الْقَوْمُ" کا معنی ہے لوگ متفق ہو گئے۔ "أَجْمَعَ الرَّأْيُ وَالْأَمْرُ" کا معنی ہے کہ کام کا عزم اور پختہ ارادہ کر لیا۔[1]

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ سورۂ آل عمران کی آیت: ﴿ وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ ﴾ (آل عمران:۱۰۳) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اکھٹے اور متفق رہنے کا حکم دیا اور تفرقہ ڈالنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی فرقہ بازی اور اختلاف کی ممانعت اور اتفاق و اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن یہ امت تفرقہ بازی اور اختلافات کی شکار ہوئی جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گی جو سارے فرقے آگ (دوزخ) میں جائیں گے صرف ایک فرقہ آگ سے بچے گا اور وہ صرف وہی لوگ ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج پر ہوں۔[2]

اصطلاحی وضاحت

اجتماع کی جو لغوی تعریف ہے اسی کو شریعت کی اصطلاح میں اجتماع کہا جاتا ہے (یعنی مسلمانوں کا باہم مل جانا اور الگ الگ ہونے سے بچنا)۔ شریعت میں اجتماع اور اتفاق صرف اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت پر قائم ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ آل عمران کی آیت ﴿ وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے باہم مل کر رہنے اور متحد رہنے کا حکم دیا ہے اور فرقہ بندی سے منع کیا ہے کیونکہ فرقہ بندی ہلاکت اور تباہی

---

[1] - معجم مقاييس اللغة لابن فارس (٩/ ٤٨)، معجم متن اللغة لاحمد رضا (١/ ٥٦٨)

[2] - عمدة التفسير لاحمد شاكر ([illegible])، الجامع لأحكام القرآن للقرطبي (٤/ [illegible])

ہے جبکہ اتفاق واتحاد نجات کا راستہ ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس آیت میں "حَبْلِ اللّٰهِ" (اللہ کی رسی) سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے۔ ([1])

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (فرقہ فرقہ نہ بنو) کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی خواہشات اور الگ الگ مفادات کے پیچھے چلتے ہوئے مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو۔ اس لئے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کے درمیان جوڑ پیدا کیا اور تم اس کی نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے"۔

لیکن اس آیت سے فروعی اور اجتہادی مسائل میں اختلاف کی حرمت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں اختلاف کے باوجود محبت اور اتفاق رہتا ہے۔ اور اس آیت میں جس اختلاف اور تفرقہ بازی سے منع کیا گیا ہے تو وہ اختلاف ہے جس کے ہوتے ہوئے محبت اور الفت نہیں رہتی۔

فروعی مسائل میں اختلاف کرنے سے شریعت کے باریک باریک مسائل سامنے آتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جو نیا مسئلہ یا کوئی حادثہ پیش آتا اس کے حکم کے متعلق دلائل سے استنباط کرتے اور استنباط میں اکثر ایک دوسرے سے اختلاف بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور متحد و متفق رہنے والے تھے۔ ([2])

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اتفاق و اتحاد کا حکم دیا ہے اور فرقہ بندی سے منع کیا ہے۔ اس طرح کئی احادیث میں اختلاف وافتراق سے منع کیا گیا ہے۔ اور اتفاق و اتحاد کا حکم دیا گیا ہے اور مسلمان جب متحد اور متفق رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غلطیوں سے بچنے کی ضمانت دی ہے اور اختلاف وافتراق کی صورت میں غلطیوں اور گمراہیوں کے شکار ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ امت اختلاف اور فرقہ بندی کی شکار ہوگئی۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت تہتر گروہوں میں بٹے گی۔ سب فرقے آگ میں جائیں گے صرف میری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) تابعداری کرنے والی اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلنے والی جماعت جنت میں جائے گی اور آگ سے بچے گی۔ ([3])

مفسر ابو حیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو دین میں تفرقہ ڈالنے اور اختلاف کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسے یہود و نصاریٰ کو منع کیا گیا تھا اور اس چیز کو ایجاد کرنے سے منع کیا گیا ہے جس سے مسلمانوں کی جمعیت اور اتفاق کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کی اجتماعیت اس سے ختم ہوتی ہے۔ ([4])

اتفاق اور اجتماعیت کے فوائد اور اسلام کا اس پر زور دینا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اگر ایک مسجد کا مقرر امام ہو وہ نماز پڑھائے اور کچھ لوگ بعد میں آئیں جن سے جماعت نکل گئی

---

[1] - تفسير القرطبي (۱۵۹/٤)

[2] - تفسير قرطبي (۱۵۹/٤)

[3] - حاشية تفسير ابن كثير (۳۹۷/۱)

[4] - البحر المحيط (۲۱/۳)

ہے تو وہ اپنی اپنی نماز (اکیلے اکیلے) پڑھ لیں دوسری جماعت نہ کرائیں۔ اگرچہ دوسری جماعت ان کے لئے جائز ہے۔ لیکن ان کی دوسری جماعت مجھے اس لئے ناپسند ہے کہ ہم سے پہلے سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے بلکہ بعض سلف نے اس کو معیوب جانا ہے"۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں جنہوں نے دوسری جماعت کو ناپسند کیا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہے کیونکہ اس کے جواز سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے جو لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے وہ جماعت کے وقت مسجد نہیں آئیں گے بلکہ جماعت ختم ہونے کے بعد آکر اپنی جماعت کروائیں گے جس سے مسلمانوں میں اختلاف اور توڑ پیدا ہو گا۔([1])

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی کے مذکورہ بالا قول کے متعلق کہتے ہیں کہ امام شافعی کا یہ قول بہت اہم اور عظیم قول ہے۔ جو اسلام کے مقاصد کے متعلق ان کی گہری نگاہ، ثاقب فہم اور ہوشیار عقل کو واضح کرتا ہے۔

اسلام کا اولین ہدف اور سب سے عظیم اور اہم مقصد مسلمان کو ایک بات پر جمع کرنا اور ان کے دلوں کو ایک مقصد پر متفق کرنا اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کی صفوں کو متحد کرنا ہے۔ اس اہم مقصد کے حصول کی روحانی تربیت کے لئے مسلمانوں کا نماز میں اکھٹا (جمع) ہونا اور نماز سے پہلے اپنے صفوں کو درست اور سیدھا رکھنا بڑا اہم ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُم اَو لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَينَ وُجُوهِكُم" ترجمہ: "تم اپنی صفوں کو ضرور برابر (سیدھا) کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا"۔

اس چیز کا احساس صرف ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کی عقل کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ اور فہم کے لئے روشن کر دیا ہو اور جن کو دین کی باریک اور قیمتی موتیوں کو نکالنے کی اللہ تعالیٰ نے صلاحیت دے رکھی ہو۔ جیسے امام شافعی اور ان جیسے دیگر ائمہ دین ہیں۔

مسلمان اپنی آنکھوں سے اپنی نمازوں کی جماعت میں اختلاف کے برے اثرات دیکھ چکے ہیں اور اپنی صفوں میں اختلاف کا خود مشاہدہ کر چکے۔ مگر جس کے حواس ناکارہ ہو چکے ہیں اور جس کی آنکھوں پر تاریکی چھائی ہوئی ہے وہ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔

بہت سی مساجد میں آپ دیکھیں گے کہ کچھ لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے بلکہ جماعت سے الگ رہتے ہیں ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم مسجد کے امام سے زیادہ اچھی نماز پڑھیں گے اور عین سنت کے مطابق نماز پڑھنے والے امام کی اقتداء میں ہم نماز ادا کریں گے۔ ایسے لوگ اگر اپنے دعوے میں سچے بھی ہوں تو انہوں نے اپنی اصل نماز کو ضائع کر دیا کیونکہ انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ امام بعض مسنون و مندوب نماز کے اعمال کو ادا نہیں کرتا، اس لئے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے انکار کر لیا لیکن یہ سوچنے کی زحمت نہ کی کہ جماعت کی کتنی اہمیت ہے اور مسلمانوں کی جماعت میں توڑ پیدا کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

بعض لوگ آپ کو ایسے بھی نظر آئیں گے جو مسلمانوں کی مساجد سے کنارہ کشی کرتے اور اپنی الگ الگ مساجد بنا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کی وحدت کو توڑ کر ان کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے فرقہ بندی سے بچنے اور اتحاد کی توفیق کا سوال کرتے ہیں اللہ ہمیں ایک بات پر جمع ہونے کی توفیق دے دے بے شک وہ سننے والا ہے۔

---

[1] - کتاب الام (١٣٦/١، ١٣٧)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا اس حدیث سے کوئی تعارض نہیں، جس میں ہے کہ ایک صحابی مسجد میں داخل ہوا جبکہ جماعت ہو چکی تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو اس شخص پر صدقہ کرے؟ یعنی اس کے ساتھ جماعت کروا لے۔ ایک صحابی کھڑا ہوا اور اس آدمی کے ساتھ نماز پڑھی۔۔۔ کیونکہ اس آدمی سے جماعت کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی تھی۔ اسی جماعت میں سے اس کے ایک مسلمان بھائی نے اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ کر اس پر صدقہ کیا حالانکہ اس نے اپنی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تھی گویا کہ اس نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ شخص روحانی اور دلی طور پر جماعت کے ساتھ ہے اور یہ جماعت سے محروم نہیں ہوا۔

اور جو لوگ عام مسلمانوں کی جماعت کے بعد اپنی جماعت کرواتے ہیں تو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ایک الگ گروہ ہیں وہ نماز کے لئے نکلتے بھی دوسروں سے الگ ہیں اور نماز پڑھتے بھی دوسرے مسلمانوں سے الگ ہیں۔

ایک مسجد میں ایک نماز کی دوسری جماعت کو مطلق طور پر جائز سمجھنے سے مسلمانوں میں ایک تو سستی پیدا ہو گئی دوسرا اس سے ہر جامع مسجد میں انتہائی قبیح بدعت پیدا ہو گئی جیسا ازھر کی جامع مسجد میں حسین رضی اللہ عنہ کی طرف جو مسجد منسوب ہے اس میں اور اس کے علاوہ مصر و دیگر ممالک میں لوگوں نے ایک مسجد کے دو یا دو سے زیادہ امام مقرر کیے ہوئے ہیں جامع مسجد ازھر میں ایک امام قبلہ قدیمہ کے نام سے ہے اور دوسرا قبلہ جدیدہ کے نام سے۔ نیز مسجد حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

ہم نے مسجد حسین اور مسجد ازہر میں دیکھا کہ شافعیوں کا امام فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھاتا ہے تو حنفیوں کا ایک اور امام ہے جو فجر کی نماز روشنی میں پڑھاتا ہے اور بہت سے احناف علماء اور طلباء وغیرہ مسجد میں شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے اپنے امام کا انتظار کرتے ہیں تاکہ اس کی اقتداء میں روشنی میں نماز پڑھیں۔ شافعی مسلک کے اماموں کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور لوگ مسجد میں ہوتے ہیں اور نماز کا وقت بھی ہو چکا ہوتا ہے لیکن ان کے پیچھے یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ ان مسجدوں میں اور دیگر کئی مسجدوں میں ہم نے دیکھا کہ ایک وقت کی نماز کی کئی جماعتیں کروائی جاتی ہیں۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ اچھا کام کرتے ہیں جبکہ یہ سب گناہ گار ہیں بلکہ ہم نے سنا ہے کہ پہلے حرم مکہ میں بھی چار امام مقرر کئے گئے تھے۔ جو چار مسالک کے ائمہ سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ہم نے وہ زمانہ نہیں دیکھا تھا۔ ہم نے شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں حج کیا ہے اور ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے ہی اس بدعت کو ختم کر کے سب لوگوں کو حرم شریف میں ایک مقرر امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر جمع کیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علماء اسلام کو توفیق دے کہ وہ پوری دنیا کی مساجد سے اس بدعت کا خاتمہ کریں۔ یہ اسی کی مہربانی اور مدد سے ہو گا وہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔ (۱)

وہ آیات جو اجتماعیت کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(۱) ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ۚ وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَاۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

---

۱ – سنن الترمذی بتحقیق أحمد شاکر (۱/ ٤٣١)

ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ آل عمران

(١) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا (۱۰۲) اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ (۱۰۳) تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

وہ آیات جو اجتماعیت پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

(٢) ﴿ لَّا خَيْرَ فِى كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَىٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَٰحٍۭ بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ﴾ النساء

(٢) ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے، اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے (۱۱۴) جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اُسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے (۱۱۵)

(٣) ﴿ وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦١﴾ وَإِن يُرِيدُوٓا۟ أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ ٱللَّهُ ۚ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ الأنفال

(٣) اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً وہ بہت سننے جاننے والا ہے (٦١) اگر وہ تجھ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے آپ کی تائید کی ہے (٦٢) ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے زمین میں جو کچھ ہے آپ اگر سارا بھی خرچ کر ڈالیں تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتے یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے (٦٣)

(٤) ﴿ إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ ﴾ الأنبياء

(٤) یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے، اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو (٩٢) مگر لوگوں نے آپس میں اپنے دین میں فرقہ بندیاں کر لیں، سب کے سب ہماری ہی طرف لوٹنے والے ہیں (٩٣)

(٥) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ ﴾ المؤمنون

(٥) اے پیغمبر حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں (٥١) یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو (٥٢)

(٦) ﴿ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَٱتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ ٱلَّذِينَ فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ ﴾ الروم

(٦) (لوگو) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ (٣١) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے (٣٢)

وہ احادیث جو اجتماعیت پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.[١]

(١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن پر سے کوئی دنیا کی سختی دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اس پر اپنے قرض کا تقاضہ اور سختی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہے گا، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا۔ اور جو شخص حصول علم کے لئے کسی راستے پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں اللہ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لئے جمع ہوں تو ان پر اللہ کی سکینت اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس رہنے والوں (یعنی فرشتوں) میں کرتا ہے اور جس کا نیک عمل سست ہو تو اس کا خاندان (نسب) اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (یعنی کچھ کام نہ آئے گا)

٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.[٢]

---

[١] - صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر رقم (٢٦٩٩)

[٢] - صحيح مسلم كتاب الزكاة باب فضل إخفاء الصدقة رقم (١٠٣١)

(۲)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول: انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرا: وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا: ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھے دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی اللہ کی ہی محبت ہے۔ پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا، ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔

۳- عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ، أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ. (۱)

(۳) وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اصحاب نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم جدا جدا (الگ الگ) کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس اپنے کھانے پر اکھٹے ہو جایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو تمہارے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔

٤- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنْ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنْ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ. (۲)

(٤)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہوگا لیکن وہ یثرب مدینہ منورہ ہے۔ اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کے لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی، یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فتح دی اور مسلمان سب اکھٹے ہوئے میں نے اسی خواب میں گائیں بھی دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کیے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

٥- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ الشَّرِّ مَخَافَةَ

[1] – (حسن) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٣٢٨٦) سنن ابن ماجه كِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَاب الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (٣٢٧٧)
[2] – صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ رقم (٣٦٢٢) صحيح مسلم رقم (٢٢٧٢)

أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ: نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ فَقُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ.[1]

(٥) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگ رسول اللہ ﷺ سے بھلی باتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں اس ڈر سے پوچھتا تھا کہ کہیں فتنے میں نہ پڑ جاؤں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم جاہلیت اور شر میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ شر ہو گا؟ آپ نے فرمایا: "جی ہاں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہو گا؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، لیکن اس (خیر) میں فساد ہو گا۔ میں نے کہا: وہ فساد کیسا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر چلنے کی بجائے دوسرے راستے پر چلیں گے اور میری ہدایت ورہنمائی کے بجائے اور راہ اختیار کریں گے ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بری بھی۔ میں نے عرض کی کہ پھر اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ جو ان کی بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: وہ ہم میں سے ہوں گے، اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس زمانے کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو۔ میں نے کہا کہ اگر جماعت اور امام نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: تم سب فرقوں سے علیحدگی اختیار کر لینا، اگر چہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں اور مرتے دم تک اسی حال پر رہو۔

٦- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ مِنَ الْغَنَمِ.

(٦) ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی بستی یا صحراء و جنگل میں تین آدمی (اکھٹے) ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کرتے ہوں تو ان پر شیطان غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تم جماعت کو لازم پکڑو کیوں کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو (باقی بکریوں سے) الگ ہو۔[2]

٧- عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ.[3]

(٧) عَرْفَجَةَ رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے اور تمہارا ایک امیر پر اتفاق ہے

---

[1] – صحیح مسلم كتاب الْإِمَارَة بَاب وُجُوبِ مُلَازَمَةِ جماعَةِ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ رقم (١٨٤٧)

[2] – (حسن) صحیح سنن أبي داود رقم (٥٤٧) سنن أبي داود كتاب الصَّلَاة بَاب في التَّشْدِيد في تَرْك الْجَمَاعَة رقم (٤٦٠)

[3] – صحیح مسلم كتاب [illegible]

اور وہ (شخص) تمہارے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتا ہو تو اس کو قتل کر ڈالو۔

٨- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ. (١)

(٨) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔

٩- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمْ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنْ الْغَافِلِينَ. (٢)

(٩) عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ سے سنا آپ اپنے منبر کی لکڑیوں پر فرمارہے تھے لوگ جمعہ چھوڑ دینے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

١٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ. (٣)

(١٠) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا، گھر اور بازار میں نماز پڑھنے کی نسبت بیس سے زیادہ درجہ فضیلت رکھتا ہے کیوں کہ جب تم میں سے کوئی شخص صرف نماز پڑھنے کے لئے اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں داخل ہوتا ہے تو مسجد میں پہنچنے تک اس کے ہر قدم کے بدلے میں ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد وہ جتنی دیر نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اس کو نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے اور فرشتے تمہارے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے جب تک وہ شخص (وضو توڑ کر) فرشتوں کو ایذا نہ دے، فرشتے کہتے رہتے ہیں "یا اللہ اس پر رحم فرما یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس کی توبہ قبول فرما"۔

١١- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى فَأَبْعَدُهُمْ وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ الَّذِي يُصَلِّيهَا ثُمَّ يَنَامُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فِي جَمَاعَةٍ. (٤)

(١١) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو اس کی طرف سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے پھر وہ جو اس سے بھی دور سے چل کر آتا ہے اور جو شخص باجماعت نماز (پڑھنے) کا منتظر رہتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ اس شخص سے کہیں زیادہ اجر کا مستحق ہے جو (جماعت کے بغیر ہی) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

---

١ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢١٦٦) سنن الترمذي كتاب الفتن باب ما جاء في لزوم الجماعة رقم (٢٠٩٢)

٢ - صحيح البخاري رقم (٦٤٧) صحيح مسلم كتاب الجمعة باب التغليظ في ترك الجمعة رقم (٨٦٥)

٣ - صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة رقم (٦٤٩)

٤ - صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد رقم (٦٦٢)

۱۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ. (۱)

(۱۲)عبد الرحمن بن ابی عمرۃ کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور اکیلے بیٹھ گئے میں ان کے پاس جا بیٹھا انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا(یعنی ایسا ثواب پائے گا)اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔

۱۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً. (۲)

(۱۳)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

وہ احادیث جو اجتماعیت پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

۱٤- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللهُ بِي وَيَقُولُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنَّه لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ: أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

(١٤)عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین فتح کیا اور غنیمت تقسیم کی اور مؤلفۃ القلوب(کمزور ایمان والوں) کو مال دیا تو آپ کو خبر پہنچی کہ انصار بھی اسی طرح مال طلب کرنا چاہتے ہیں جس طرح لوگوں کو ملا ہے، تب رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے انصار کی جماعت کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی؟ اور تنگ دست تھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی کر دیا؟ اور تم آپس میں اختلاف وانتشار کا شکار تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ ایک جگہ جمع کر دیا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ نہایت احسان کرنے والے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو کہ ایسا کہو اور ایسا ایسا کام ہو(آپ نے کئی چیزوں کا ذکر کیا عمرو-راوی- کہتے ہیں میں انہیں بھول گیا)۔ پھر فرمایا: کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ اپنے گھر لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھر جاؤ، پھر فرمایا: انصار استر کے مانند ہیں(یعنی جس طرح بنیان جسم سے لگا ہوتا ہے یعنی خاص لوگ ہیں)اور باقی

۱ - صحيح البخاري رقم (٦٥١) صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة رقم (٦٦٢)
۲ - صحيح البخاري رقم (٦٤٥) صحيح مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد رقم (٦٥٦)

لوگ ابرہ کی مانند ہیں (یعنی بنسبت انصار کے ہم سے دور ہیں جیسے ابرہ بدن سے دور ہوتا ہے) اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی میں جاؤں گا اور میرے بعد تم کو لوگ پیچھے رکھیں گے (یعنی دوسروں کو مال دیں گے اور تم کو محروم رکھیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر ملاقات کرو۔[1]

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ. [2]

(۱۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتوں سے خوش اور تین باتوں سے ناخوش ہوتا ہے (پہلی) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس میں کسی کو شریک نہ کرو (دوسری و تیسری) سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو (اور پھوٹ میں نہ پڑو یعنی قرآن و حدیث پر عمل کرو) اور ناخوش ہوتا ہے بے فائدہ و فضول باتوں اور فضول سوال کرنے سے اور مال کو ضائع کرنے سے۔

۱۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ...) وَفِيْهِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللهِ...) [3]

(۱۶) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہیں کیا پھر لوگوں میں دسویں سال اعلان کیا۔۔۔ اسی حدیث میں آگے چل کر یہ الفاظ ہیں (میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (وہ ہے) اللہ کی کتاب۔۔۔)

۱۷- عَنْ مَالِكِ بن أنس أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ.

(۱۷) مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک اللہ کی کتاب دوسری اس کے نبی ﷺ کی سنت۔[4]

۱۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِينَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفَ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ

[1] - صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاة بَاب إِعْطَاء الْمُؤَلَّفَة قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّر مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ رقم (۱۰۶۱)

[2] - صحيح مسلم كِتَاب الْأَقْضِيَة بَاب النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ رقم (۱۷۱۵)

[3] - صحيح مسلم كِتَاب الْحَجِّ بَاب حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ رقم (۱۲۱۸)

[4] - (حسن) سلسلة الصحيحة (۱۷۶۱) موطأ مالك كِتَاب الْجَامِعِ بَاب النَّهْيِ عَنْ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ رقم (۸۹۹)

سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ.(١)

(١٨)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں مقام جابیہ میں خطبہ دیا، اور کہا میں تمہارے درمیان اس طرح کھڑا ہوں جس طرح نبی ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور پھر جو ان کے بعد آئیں (یعنی تابعین) اور پھر جو ان کے بعد آئیں (یعنی تبع تابعین) پھر جھوٹ خوب عام ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک شخص قسم طلب کئے بغیر قسم کھائے گا، اور گواہی طلب کئے بغیر گواہی دے گا۔ خبردار ہرگز کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ بیٹھے کیوں کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جماعت کو لازم پکڑو، اور تفرقہ نہ کرو۔ بے شک شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے۔ دو سے ایک کی نسبت دور ہوتا ہے، جس کو جنت کی خوشبو حاصل کرنی ہے تو وہ اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کرے اور جس کو اس کی نیکی اچھی لگے اور گناہ برا لگے تو پس وہ مومن ہے۔

١٩- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. (٢)

(١٩)جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام ہمیشہ قائم رہے گا، قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی خاطر جہاد کرتی رہے گی۔

٢٠- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا.

(٢٠)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ایماندار (دوسرے) ایماندار کے لئے عمارت کی مانند ہے گویا عمارت کے ایک حصے نے دوسرے حصے کو مضبوط کیا ہوا ہے۔(٣)

٢١- عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.

(٢١)نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمانداروں کی آپس میں رحم کرنے، محبت اور شفقت کرنے کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، جیسے (جسم کا) کوئی حصہ بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام جسم بیدار رہتا ہے اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔(٤)

٢٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. (٥)

(٢٢)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کر لیا تھا

---

١ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢١٦٥) سنن الترمذي كتاب الْفِتَنِ بَاب مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ رقم (٢٠٩١)

٢ - صحيح مسلم كتاب الْإِمَارَةِ بَاب قَوْلِهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ رقم (١٩٢٢)

٣ - صحيح البخاري رقم (٦٠٢٦) صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ رقم (٢٥٨٥)

٤ - صحيح البخاري رقم (٦٠١١) صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ رقم (٢٥٨٦)

٥ - صحيح البخاري كتاب الْأَذَانِ بَاب وُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ رقم (٦٤٤)

کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص کو کہوں وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر ان کے گھروں سمیت جلادوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انہیں مسجد میں ایک اچھے قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھر ہی مل جائیں گے تو یہ عشاء کی جماعت کے لئے مسجد میں ضرور حاضر ہو جائیں۔

اجتماعیت کے متعلق علماء و مفسرین کے اقوال و آثار

(۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! اطاعت اور اجتماع (اجتماعیت) کو لازم اختیار کرو، کیوں کہ یہی دو چیزیں اللہ کی رسی ہیں جس کو پکڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔[1]

(۲) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ویسے ہی فیصلہ کرو جس طرح پہلے کرتے تھے۔ بے شک میں اختلاف کو پسند نہیں کرتا، یہاں تک کہ لوگ ایک جماعت ہو جائیں اور مجھے اس حال میں موت آئے جیسے میرے ساتھیوں (یعنی خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرام) کو موت آئی ہے۔ اسی لئے ابن سیرین کہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ سے عام طور پر جو مرویات ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ (یعنی ثابت نہیں ہیں)۔[2]

(۳) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت: ﴿ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا ﴾ کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رسی جماعت ہے۔[3]

(۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ: صراط مستقیم کے پاس شیطان موجود رہتے ہیں جو کہ پکار کر کہتے ہیں: اے اللہ کے بندے ادھر آؤ یہ ہے راستہ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں۔ لہٰذا تم اللہ کی رسی کو پکڑو اور اللہ کی رسی قرآن ہے۔[4]

(۵) سماک بن الولید حنفی جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے اور ان سے پوچھا کہ "آپ حکمرانوں کے متعلق کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے صدقات میں ہم پر زیادتی کرتے ہیں (یعنی زبردستی زیادہ وصول کر لیتے ہیں) کیا ہم ان کو اپنے صدقات وزکوۃ دینا بند کر دیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، نہیں۔ جماعت کے ساتھ رہو کیوں کہ پچھلی امتیں اپنے افتراق کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئیں۔ کیا تو نے فرمان الٰہی نہیں سنا ﴿ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ ﴾ (آل عمران: ۱۰۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور جدا جدا نہ ہونا۔[5]

(۶) ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت ﴿ وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً ﴾ "اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو تم ایک دوسرے کے دشمن تھے" کی تفسیر میں مروی ہے یعنی تم ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لایا پھر تمہیں ملا دیا اور تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی اور تمہاری جماعت کو اس پر جمع کر دیا اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔[6]

---

[1] - الدر المنثور للسيوطي (۲/ ۲۸۵)
[2] - صحيح البخاري رقم (۳۷۰۷)
[3] - الدر المنثور للسيوطي (۲/ ۲۸۵)
[4] - المرجع السابق
[5] - المرجع السابق
[6] - المرجع السابق

(۷)ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت ﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے (عبادات وغیرہ کو) خالص کرتے ہوئے۔ ﴿ وَلَا تَفَرَّقُواْ ﴾ یعنی اخلاص پر چلتے ہوئے ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھو اور اخلاص کی بنیاد پر اخوت قائم کرو۔[1]

(۸)ابن زید نے اس آیت ﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ ﴾ میں "اللہ کی رسی" سے اسلام مراد لیا ہے (یعنی اسلام پر جمع ہو جاؤ)۔[2]

(۹) کسی شاعر نے کہا ہے:

تَـأْبَى الـرِّمَـاحُ إِذَا اجْتَمَـعْنَ تَكَسُّـراً
وَإِذَا افْـتَـرَقْـنَ تَكَسَّـرَتْ أَفْـرَادَا

نیزے جب اکٹھے ہوتے ہیں تو ٹوٹنے سے جواب دے دیتے ہیں
اور جب جدا جدا ہوتے ہیں تو ٹوٹ جاتے ہیں

(۱۰)ابو الاحوص سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم دیکھتے تھے کہ نماز سے وہی شخص پیچھے رہتا تھا جو ظاہر اُ منافق ہوتا تھا یا بیمار شخص۔ جب کہ مریض دو آدمیوں کے سہارے (جماعت کے ساتھ) نماز کے لئے آتا تھا۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں (اور ان میں سے) نماز کو اس مسجد میں ادا کرنا جہاں اذان دی جاتی ہے (بھی ہے)۔[3]

(۱۱)امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز کی حفاظت میں، خاص طور پر فجر اور عشاء میں، صبح و شام ملنے والوں کے درمیان محبت کا بندوبست ہے اور یہ کہ وہ اپنے دن کا خاتمہ اجتماعیت سے کریں اور اسی طرح اس کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر۔[4]

(۱۲)امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مسلمان فرشتوں کی طرح مل کر صفیں بنا کر کھڑے ہوں۔[5]

(۱۳)سالم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہا میں نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے فرمایا: میرے پاس ابو درداء رضی اللہ عنہ آئے، وہ غصہ میں تھے۔ میں نے کہا: غصہ کیوں کر رہے ہو؟ کہا: اللہ کی قسم میں امت محمدیہ کے اندر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے سوا کوئی بھی عمل (مسنون طریقہ کے مطابق) نہیں دیکھ رہا۔[6]

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ صورتحال جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں تھی پھر ہماری حالت ان کے مقابلہ میں کیا ہو سکتی ہے؟۔[7]

---

[1] – المرجع السابق
[2] – المرجع السابق
[3] – صحيح مسلم رقم (٦٥٤)
[4] – فتح الباري (٢/ ١٥١)
[5] – المرجع السابق
[6] – المرجع السابق
[7] – فتح الباري (٢/ ١٦٢)

اجتماعیت کے فوائد

(۱)اجتماعیت امت کے ذاتی صحیح فہم کی حفاظت کے لئے کار آمد ہے جو کہ فکر و سلوک کے اتحاد اور صحیح اسلامی اساس پر بحث و نظر کے اسلوب کے لئے معاون ہے۔

(۲)اجتماعیت اسلامی معاشرہ کو چیلنجوں کا سامنا کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

(۳)اجتماعیت اجتماعی رابطے کے لئے اسلامی طرز و مثال کے ساتھ معاون ہوتی ہے۔

(۴)اجتماعیت اسلامی معاشرہ کے لئے فکری اور ثقافتی تقلید سے نجات حاصل کرنے کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جو کہ صحیح فہم ذاتی کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۵)اجتماعیت مسلمان کے ضمیر کو صحیح قالب میں ڈھالنے کے لئے معاون ہوتی ہے۔ اس کی تجدید تہذیب کی طاقت کو بڑھاتی ہے اور انسانی تہذیب اور ثقافت کے لئے بہترین اسلامی طرز کو پیش کرتی ہے۔

(۶)اسلام کے عظیم آثار کو مسلمان کے لئے واضح کرنے میں مفید ہوتی ہے جس سے اس کو قوت، عزت اور شان و شوکت حاصل ہوتی ہے۔

(۷)عقیدہ و اخلاق وغیرہ کے حقیقی مفہوم کو امت کے لئے ثابت کرنے میں مفید ہوتی ہے جن سے بالآخر ایک ایسی حقیقی اسلامی ثقافت اور تہذیب پیدا ہوتی ہے جو کہ ایک اسلامی معاشرے کے خوابوں کی تعبیر ہوتے ہیں۔

(۸)الفت و محبت اور عدل و انصاف اور ان سارے عوامل کو ادا کرنے میں معاون ہوتی ہے جن سے اسلامی معاشرے میں باہمی رابطہ پیدا ہوتا ہے۔

(۹)اسلامی ثقافتی ورثے اور عربی زبان کی حفاظت ہوتی ہے (جو کہ قرآن کی زبان ہے) اور اس کا استمرار رہتا ہے۔

(۱۰)قبائلی عصبیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اجتماعی دینی اصول کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو کہ ساری اقوام و قبائل کے لئے کشادہ ہوں۔

(۱۱)مل کر کھانے اور دیگر نیکی کے کام کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۲)اجتماعیت سے وہ اصل مقصد حاصل ہوتا ہے، جس کی اسلام نے باجماعت نماز، جمعہ اور نماز صبح میں ترغیب دی ہے (یعنی ایک دوسرے کے مسائل سے باخبر ہونا وغیرہ)

(۱۳)اجتماعیت ہی سے مسلمانوں کے درمیان الفت اور تعارف حاصل ہوتا ہے اور اسی سے محبت پیدا ہوتی ہے، بھائی چارہ بنتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون بڑھتا ہے۔

(۱۴)اجتماعیت سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے اور اس عقیدہ سے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے ان کی روحانیت بلند ہوتی ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہو، اُسے اللہ تعالیٰ کی مدد کا پختہ یقین ہوتا ہے۔

(۱۵)اجتماعیت فرد، خاندان اور معاشرے بلکہ سارے عالم اسلامی کے لئے نئی قوت بنتی ہے۔

(۱۶)اجتماعیت دشمنوں کو خوفزدہ کرتی ہے اور ان کے دلوں کے اندر رعب ڈالتی ہے پھر وہ اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت سے

ڈرتے ہیں اور اجتماع ہی سے مسلمانوں کو قوت و دبدبہ حاصل ہوتا ہے۔

(۱۷)بیشک اپنی صفوں میں اتحاد اور یک زبانی دونوں امت کی بقاء، ریاستی استقلال اور دعوتی کامیابی کے لئے مضبوط بنیاد ہیں۔

(۱۸)اجتماعیت اخلاق فاضلہ کے وسائل میں سے ہے اور یہ فرد کے اندر اچھے ماحول میں گھل مل جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ انسان کی فطرت سے ہے کہ وہ اس ماحول سے متاثر ہوتا ہے جس میں رہ رہا ہے، جہاں وہ زندگی گزار رہا ہے، اس ماحول کے اخلاق و عادات اور طرز زندگی سے متاثر ہوتا ہے۔

(۱۹)اجتماعیت کے ساتھ رہنے سے انسان کے اندر شوق و مقابلہ کا جذبہ بڑھتا ہے۔

(۲۰)اجتماعیت افراد کے اندر جذبہ ترقی کو اجاگر کرتی ہے اور اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کی رغبت میں اشتعال پیدا کرتی ہے اور یہ تحریک اجتماعیت ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

(۲۱)فرد کا اجتماعیت کے ساتھ رہنا اس کے لئے گندے اخلاق و عادات سے بچنے کے لئے ایک بنیادی رکاوٹ ہے، اسے خوف رہے گا کہ اگر اس کی ان قبیح صفات کا دوسروں کو پتہ چل گیا تو اسے اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجتماعیت کا جرائم و اخلاقی کمزوریوں کے سدباب میں ایک فعال کردار ہے۔

(۲۲)اجتماعیت خصوصاً صالحین اور با اخلاق افراد کے ساتھ مل کر رہنے سے انسان اس جماعت کے اخلاق کو اپناتا ہے اور ان کی تقلید کرتا ہے اور ان کے اخلاق کو اختیار کرتا ہے اور پھر ان اخلاق کے دفاع کے لئے جواں مردی دکھلاتا ہے۔

(۲۳)اجتماعیت کتنی ہی نفسیاتی بیماریوں اور پریشانی کی مؤثر دواء ہے۔ کیوں کہ انسان کے جماعت کے ساتھ رہنے سے پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر جب اسے پتہ ہو کہ تکلیف کے وقت اس کے مسلمان بھائی اسے اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ پس انسان اکیلا ہے تو کم (یعنی کمزور) ہے اور جماعت کے ساتھ ہے تو زیادہ (قوت و ہمت والا) ہے۔

(۲۴)اور آخر میں یہ بات سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا کبھی محروم اور بدبخت نہیں ہوگا۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کے حصول کا سبب ہوتا ہے۔

(۲۵)جماعت کے ساتھ رہنے میں شیطان کے لئے دھتکار اور مایوسی اور غم و غصہ ہے اس لئے کہ وہ ایک یا دو کو پھسلانے کی کوشش کرتا ہے جب تین ہو (جو کہ جمع کی کم از کم تعداد ہے) تو شیطان ایسا نہیں کرتا۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے۔

الإحتساب

(شمار کرنا/کفایت کرنا/کافی ہونا/گمان کرنا)

لغوی بحث

احتساب مصدر ہے اس کا فعل ماضی "احتَسَبَ" ہے۔(ح س ب) کے مادہ سے لیا گیا ہے۔لغت میں اس کے کئی معانی ہیں جن میں سے شمار کرنا اور کفایت کرنا، کافی ہونا بھی ہیں۔(۱)

پہلا معنی (شمار کرنا) عرب یوں استعمال کرتے ہیں: "حَسِبتُ الشَئَ أحْسُبُهُ حَسْبًا وُحُسْبَاناً" یعنی میں نے اس چیز کو شمار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں بھی اسی طرح مصدر استعمال ہوا ہے: ﴿ ٱلشَّمْسُ وَٱلْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝٥ ﴾ (الرحمن).

اور "حَسَبُ" (اعلیٰ نسب) بھی اسی سے ماخوذ ہے۔اس لئے کہ اعلیٰ نسب میں بندے کے آباءواجداد کی شرافت اور بزرگی شمار ہوتی ہے۔اسی طرح کہا جاتا ہے "احْتَسَبَ فُلاَنٌ إبْنَهُ" یعنی فلاں آدمی نے اپنے بیٹے کو اپنے لئے (اجر وثواب کا باعث) شمار کیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے اپنے فوت شدہ بیٹے کو اللہ کے ہاں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں میں شمار کیا۔

اس میں سے اسم "حِسْبَةٌ" یعنی اجر یا "إحْتِسَابُ الأَجْرِ" یعنی اجر شمار کرنا ہے اور "فُلاَنٌ حَسَنُ الحِسْبَةِ بِالْأَمْرِ" اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے جو بہتر تدبیر (Planning) کرنے والا ہو۔یہ بھی اسی (شمار کرنے) سے ماخوذ ہے کیونکہ جو ہر چیز کی تعداد اور مقدار کو اور اس کی مناسب جگہ ومحل اور درستگی اور غلطی کو جانتا ہو وہی بہترین تدبیر کر سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ کے ہاں اپنے لئے کوئی چیز/عمل اجر شمار کرنے کے لئے کہا جاتا ہے "أحْتَسِبُ بِكَذَا أجْراً عِنْدَ اللهِ" اور حدیث میں ہے: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إيْمَاناً وَإحْتِسَاباً" (۲) یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب تلاش کرنے کے لئے روزہ رکھا۔۔۔

تو "اِحْتِسَابٌ" بھی "حَسَبَ" سے ماخوذ ہے جیسا "اِعْتِدَادٌ، عَدَّ" سے ماخوذ ہے اور جو شخص اپنے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اس کے بارے میں "اِحتَسَبَ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ عمل کرتے وقت وہ اپنے عمل کو اپنی نیکیوں میں شمار کرتا ہے۔

اور لفظ "حِسْبَةٌ" اجر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ احتساب سے ماخوذ اسم ہے جیسا "اِعْتِدَادٌ" سے "عِدَّةٌ" ماخوذ ہے اور "حِسْبَةٌ" کی جمع "حِسَبٌ" ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ (الطلاق:۳) کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں تھا یعنی "حَسِبَ يَحْسَبُ" سے ہے جو گمان کے معنی میں ہے۔اور یہ بھی ہو

۱- اس مادہ کا ایک اور معنی بھی ہے خاص ایک رنگ پر دلالت کرتا ہے جیسے کہا جاتا ہے: جَمَل أحْسَبُ و ناقة حَسْبَاء یعنی سیاہی مائل بھورے رنگ والا اونٹ یا اونٹنی۔
دیکھئے: مقاييس اللغة (۶۱/۲) الجمهرة لابن دريد (۲۲۱/۱) لسان العرب (۳۱۶/۱)

۲- صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنْ الْإِيمَانِ رقم (۳۷)

سکتا ہے "حَسَبْتُ اَحْسُبُ" سے ماخوذ ہو یعنی شمار کرنے اور حساب میں لانے کے معنی میں ہو۔ تو معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس نے اپنے لئے رزق شمار بھی نہیں کیا ہو گا۔

ازھری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حساب کو معاملات میں اس لئے حساب کہا جاتا ہے کہ اس میں وہ مقدار معلوم کی جاتی ہے جو کفایت کرتی ہے اور ضرورت سے زائد نہیں ہے۔ اور "اِحْتَسَبَ فُلاَنٌ اِبنًا لَهُ" کا معنیٰ ہے فلاں شخص نے اپنے بیٹے کے غم کو اللہ تعالیٰ کی ان آزمائشوں میں سے شمار کیا جن پر صبر کرنے سے اجر ملتا ہے۔(۱)

اور دوسرے معنی "الكِفَايَةُ" (کفایت کرنا/کافی ہونا) میں لفظ احتساب کا استعمال اس طرح ہے کہ عرب کہتے ہیں: "أَحْسَبَنِي الشَّيئُ" یعنی یہ چیز میرے لئے کافی ہو گئی۔ اسی طرح "أَعْطَى فَأَحْسَبَ" کا معنیٰ ہے کہ اس نے مجھے اتنا زیادہ دیا کہ میں نے کہا میرے لئے یہ کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾ (الأنفال) کی تفسیر میں فراء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور آپ کی تابعداری کرنے والے کافی ہیں"۔(۲)

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ کے لئے اور آپ کے تابع داروں کے لئے اللہ کافی ہے۔(۳)

اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما والی حدیث جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا تھا "يُحْسِبُكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ"(۴)، اس کے بارے میں ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم ہر مہینے کے تین روزے رکھو۔ اگر "يُحْسِبُكَ" کی بجائے "بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ" (باء کے ساتھ) ہو تا تو اس کا معنی ہو تا کہ تین روزے ایک مہینے میں تمہارے لئے کافی ہیں اس میں باء زائدہ ہوتی۔ احساب کفایہ کے معنی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام الحَسِيْب ہے جو کافی کے معنی میں ہے اور یہ فعیل مفعل کے معنی میں ہے اور "أَحْسَبَنِي الشَّئُ" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کہ میرے لئے یہ چیز کافی ہو گئی۔

"أَحْسَبْتُهُ" (ہمزہ کے ساتھ) اور "حَسَّبْتُهُ" (شد کے ساتھ) دونوں کا معنی ہے کہ میں نے اس کو اتنا دیا جس پر وہ خوش ہوا اور کہا کہ بس میرے لئے یہ کافی ہے۔(۵)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ فَزَادَهُمْ إِيمَٰنًا وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ ﴾ (آل عمران:۱۷۳) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے یہ احساب سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی کفایۃ ہے ایک شاعر کہتا ہے:

فَتَمْلَأُ بَيْتَنَا أَقِطاً وَسَمْناً

۱- مقاييس اللغة (۲/٤) النهاية لابن الاثير (۱/۳۸۲) لسان العرب لابن منظور (۱/۳۱٤، ۳۱۵)

۲- لسان العرب (۱/۳۱۲)

۳- تفسير القرطبي (۷/٤۳) پہلا معنی حسن بصری سے نقل کیا گیا اور دوسرا شعبی اور ابن زید سے۔

٤- صحيح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَاب النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ رقم (۹٦۳) بلفظ : بحسبك

۵- النهاية لابن الاثير (۱/۳۸۱) لسان العرب (۱/۳۱۲)

وَحَسْبُكَ مِنْ غِنىً شِبَعٌ وَرِيُّ

آپ ہمارے گھر کو تو پنیر اور گھی سے بھر رہے ہیں اور خود تمہاری بے حاجتی اتنی ہے کہ صرف اپنی بھوک مٹانے اور پیاس بجھانے کو کافی سمجھتے ہیں۔(۱)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں نقل ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا تھا ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾﴾ اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقین میں سے بعض نے یا عبد القیس کے ایک قافلے نے جو ابوسفیان کے پاس سے گزرے، بعض لوگوں نے کہا ﴿إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا۟ لَكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۷۳) یعنی قریش تمہارے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾﴾ (آل عمران)۔(۲)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾﴾ (التوبة) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس کا معنی ہے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کے پاس آپ دین حق لے کر آئے ہیں اگر یہ منہ پھیر لیں اور آپ کی لائی ہوئی نصیحت کو قبول نہ کریں تو ان سے کہہ دیں کہ میرے لئے میرا رب کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی مدد اور نصرت پر میرا اعتماد ہے کیونکہ میرے مخالفین کے مقابلے میں وہی اللہ میری مدد کرتا ہے اور وہ بہت بڑے عرش کا مالک ہے۔

اصطلاحی وضاحت

امام کفوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: احتساب یہ ہے کہ انسان اللہ کی طرف سے آئی ہوئی آزمائش پر خوشی اور دل کے اطمینان کے ساتھ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ثواب کی امید رکھے۔(۳)

ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: احتساب اعمال صالحہ میں اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اجر و ثواب کو پیش نظر رکھنے اور اللہ کے حکم کے لئے سر تسلیم خم کرنے اور اس کی آزمائشوں پر صبر کرنے کو کہا جاتا ہے یا خالص اجر و ثواب کی نیت سے کوئی نیک کام شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق بجالانے کو احتساب کہا جاتا ہے۔(۴)

احتساب کا جو معنیٰ امام کفوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اسے اس معنی میں لیا جائے یا جو دو معنی امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کئے ہیں کہ انسان تکالیف پر صبر کر کے اجر کی امید رکھے یا نیک عمل کر کے اجر کی امید رکھے) ان دونوں معنوں میں لیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھنا اور اس کی مدد و نصرت پر اعتماد و بھروسہ کرنا جیسے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے سمجھ میں آتا ہے۔ یہ بھی احتساب کی ایک قسم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جانا اور اس میں سے اپنے حصے کو اپنے لئے کافی سمجھنا بھی احتساب کی ایک قسم ہے جیسا کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ﴾ (التوبة: ۵۹) "اگر یہ لوگ اس

---

(۱) تفسير القرطبي (۴/ ۲۷۹، ۲۸۲)
(۲) تفسير الطبري (۷/ ۵۶)
(۳) الكليات للكفوي (۵۷)
(۴) النهاية (۱/ ۳۸۲)

پر راضی ہو جاتے جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کیا ہے اور رسول نے ان کو دیا ہے اور کہتے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے"، کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔(١)

اس تمام تفصیل سے یہ ثابت ہوا کہ احتساب کے تین معانی ہیں:

(١) تکالیف اور مصیبتوں پر صبر اور خاص کر جوان بیٹوں کی جدائی اور فوتگی پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھنا۔

(٢) نیک اعمال (جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے بجالانا۔ جیسا کہ رمضان کے روزوں کے بارے میں ہے "مَنْ صَامَ رَمْضَانَ إِيْمَانًا وَإِحْتِسَابًا..." ترجمہ: جس نے ایمان اور اجر کے امید سے رمضان کے روزے رکھے (اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کئے جائیں گے) اسی طرح تمام نیکیوں میں اللہ سے اجر کی امید رکھنا۔

(٣) اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے مصائب، مشکلات، آزمائش اور خوف وغیرہ میں مدد و نصرت کے لئے کافی سمجھنا۔ اس تیسری قسم کے احتساب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا وہ کم ہو یا زیادہ۔

وہ آیات جو احتساب کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(الف) وہ آیات جن میں احتساب کا معنی ہے: کہ (اللہ کافی ہے)

(١) ﴿ ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا۟ لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَـٰنًا وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ ﴾

(١) وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (١٧٣) (آل عمران)

(٢) ﴿ وَإِن يُرِيدُوٓا۟ أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ ٱللَّهُ ۚ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ ﴾ (الأنفال)

(٢) اگر وہ آپ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ آپ کے لئے کافی ہے اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے آپ کی تائید کی ہے (٦٢)

(٣) ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ حَسْبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾ (الأنفال)

(٣) اے نبی آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں (٦٤)

(٤) ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ سَيُؤْتِينَا ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ ﴿٥٩﴾ ﴾ (التوبة)

(٤) اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی، ہم تو اللہ کی ذات سے ہی توقع رکھنے والے ہیں (٥٩)

(٥) ﴿ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ ﴾ (التوبة)

(٥) پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے (١٢٩)

١- تفسير القرطبي (١٦٧/٨)

(٦)﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ ﴾

(٦)اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناًوہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں(٣٨) (الزمر)

(ب) وہ آیات جن میں احتساب کا معنی ہے: مصیبتوں پر صبر کرنا

(٧)﴿ الَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا۟ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ (البقرة)

(٧)جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں (١٥٦)ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (١٥٧)

(٨)﴿ وَلَا تَهِنُوا۟ فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا۟ تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾ ﴾ (النساء)

(٨)ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ نہ رہو اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو امیدیں انہیں نہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے(١٠٤)

(٩)﴿ وَالَّذِينَ صَبَرُوا۟ ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا۟ الصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّٰتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ ءَابَآئِهِمْ وَأَزْوَٰجِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ ۖ وَالْمَلَٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الرعد)

(٩)اور وہ اپنے رب کی رضامندی کو حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں، اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں، ان ہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے(٢٢)ہمیشہ رہنے کے باغات، جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے آباء واجداد اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے(٢٣) کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے کیا ہی اچھا(بدلہ) ہے اس دار آخرت کا(٢٤)

(ت) وہ آیات جن میں احتساب کا معنی ہے: نیک عمل کرتے وقت اجر کی نیت کرنا اور اللہ کی رضا حاصل کرنا

(١٠)﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾ ﴾ (البقرة)

(١٠)اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے(٢٠٧)

(١١) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أُو۟لَٰٓئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ ٱللَّهِ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ ﴾

(١١)البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے(٢١٨)۔ (البقرة)

(١٢) ﴿ وَمَثَلُ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمُ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَـَٔاتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ ﴾ (البقرة)

(١٢)ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو، اور زور دار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے(٢٦٥)

(١٣)﴿ لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَىٰهُمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا۟ مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ ٱللَّهِ ۚ وَمَا تُنفِقُوا۟ مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾ ﴾ (البقرة)

(١٣)انہیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا آپ کے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے اس کا فائدہ خود پاؤ گے، تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب کے لئے ہی خرچ کرنا چاہیئے تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا، اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا(٢٧٢)

(١٤) ﴿ لَّا خَيْرَ فِى كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَىٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَٰحٍۭ بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ ﴾ (النساء)

(١٤)ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے(١١٤)

(١٥) ﴿ وَيَٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَمَآ أَنَا۠ بِطَارِدِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ۚ إِنَّهُم مُّلَٰقُوا۟ رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّىٓ أَرَىٰكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٩﴾ ﴾ (هود)

(١٥)اے میری قوم! میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا ثواب تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے نہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں، انہیں اپنے رب سے ملنا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کر رہے ہو(٢٩)۔

(١٦)﴿ يَٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱلَّذِى فَطَرَنِىٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ ﴾ (هود)

(١٦)اے میری قوم میں تم سے اس کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے(٥١)۔

(۱۷)﴿ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ ٱلنَّبِيِّۦنَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ
زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ
أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ ﴾ (الاسراء)

(۱۷) آسمانوں وزمین میں جو بھی ہے آپ کا رب سب کو بخوبی جانتا ہے ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر بہتری اور برتری دی ہے اور داؤد کو زبور ہم نے عطا فرمائی ہے (۵۵) کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں (۵٦) جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے (۵۷)

(۱۸)﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ
أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٩﴾ ﴾ (الشعراء)

(۱۸) قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا (۱۰۵) جبکہ ان کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں (۱۰٦) سنو میں تمہاری طرف اللہ کا امانتدار رسول ہوں (۱۰۷) پس تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور میری بات ماننی چاہئے (۱۰۸) میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے (۱۰۹)

(۱۹)﴿ كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ
أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾ ﴾ (الشعراء)

(۱۹) قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۲۳) جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۱۲۴) میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں (۱۲۵) پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۲٦) میں اس پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا ثواب تو تمام جہان کے پروردگار کے پاس ہی ہے (۱۲۷)

(۲۰)﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ ﴾

(۲۰) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۴۱) ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (۱۴۲) میں تمہاری طرف اللہ کا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۴۳) تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانا کرو (۱۴۴) (الشعراء)

(۲۱)﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾
وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦٤﴾ ﴾ (الشعراء)

(۲۱) قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا (۱٦۰) ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟ (۱٦۱) میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں (۱٦۲) پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱٦۳) میں تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے (۱٦۴)

(۲۲)﴿ كَذَّبَ أَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٨٠﴾ ﴾ (الشعراء)

(۲۲) ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا(۱۷۶) جبکہ ان سے شعیب علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر خوف نہیں؟(۱۷۷) میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں(۱۷۸) اللہ کا خوف کھاؤ اور میری فرمانبرداری کرو(۱۷۹) میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا، میرا اجر تمام جہانوں کے پالنے والے کے پاس ہے(۱۸۰)

(۲۳) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَٰبَ ٱللَّهِ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَٰرَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ ﴾ (فاطر)

(۲۳) جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی(۲۹)

(۲٤)﴿ يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ ﴾ (الإنسان)

(۲٤) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے(۷) اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو(۸) ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکرگزاری(۹)

(۲۵)﴿ وَسَيُجَنَّبُهَا ٱلْأَتْقَى ﴿١٧﴾ ٱلَّذِى يُؤْتِى مَالَهُۥ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُۥ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ﴿١٩﴾ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿٢١﴾ ﴾ (الليل)

(۲۵) اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہوگا(۱۷) جو پاکی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال دیتا ہے(۱۸) کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو(۱۹) بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لئے(۲۰) یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا(۲۱)

(ج) وہ آیات جن میں احتساب کا لفظ گمان وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے

(۲٦)﴿ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مَا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُۥ مَعَهُۥ لَٱفْتَدَوْا۟ بِهِۦ مِن سُوٓءِ ٱلْعَذَابِ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا۟ يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾ ﴾ (الزمر)

(۲٦) اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تو بھی بدترین سزا کے بدلے میں قیامت کے دن یہ سب کچھ دے دیں، اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا(۴۷)۔

(٢٧)﴿ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَخْرَجَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ مِن دِيَـٰرِهِمْ لِأَوَّلِ ٱلْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا۟ ۖ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَأَتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا۟ ۖ وَقَذَفَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِى ٱلْمُؤْمِنِينَ فَٱعْتَبِرُوا۟ يَـٰٓأُو۟لِى ٱلْأَبْصَـٰرِ ﴿٢﴾ ﴾ (الحشر)

(٢٧) وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ (سنگین) قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچالیں گے، پس ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آپڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا، اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے) پس اے آنکھوں والو!!! عبرت حاصل کرو (٢)

(٢٨)﴿ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا۟ ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا۟ ٱلشَّهَـٰدَةَ لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِۦ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَـٰلِغُ أَمْرِهِۦ ۚ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا ﴿٣﴾ ﴾ (الطلاق)

(٢٨) پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو کسی قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کر لو اور اللہ کی رضامندی کے لئے ٹھیک گواہی دو، یہی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے (٢) اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا، اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے (٣)

وہ احادیث جو احتساب پر دلالت کرتی ہیں

(الف) نیک کاموں میں اجر کی امید رکھنے کے بارے میں وارد شدہ احادیث

١- عَنْ أُبَيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ احْتِسَابًا خَرَجَ مِنَ الذُّنُوبِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.[١]

(١) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض کیا ہے، اور میں نے قیام اللیل (تراویح) کو سنت قرار دیا ہے۔ پس جس شخص نے بھی اس میں ایمان کی حالت میں اور اجر کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور قیام اللیل (تراویح) پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا ہے۔

٢- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً.[٢]

---

[١] - مسند أحمد (٣/٦٦٠) وقال محققه أسناده (صحيح)

[٢] - صحيح مسلم كتاب الزكاة باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين رقم (١٠٠٢)

(۲)ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو مسلمان ثواب کی امید رکھتے ہوئے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ میں شمار کیا جائے گا (یعنی جس طرح صدقہ کرنے پر ثواب ہوتا ہے اسی طرح اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کرنا اجر کا باعث ہے)۔

٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ علیہ السلام قَالَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّه يَرْجِعُ مِنْ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. ([1])

(۳)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے، نماز اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہو گا جیسے احد کا پہاڑ، اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ علیہ السلام قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. ([2])

(٤)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے (اللہ پر) ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس شخص نے شب قدر کا قیام (اللہ پر) ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(ب) اجر کی امید رکھتے ہوئے مصیبتوں پر صبر کرنے کے بارے میں وارد شدہ احادیث

٥- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَرْسَلَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ علیہ السلام إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ... ([3])

(٥)اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام کی ایک صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر پہنچائی کہ میرا ایک بیٹا فوت ہو گیا ہے، اس لئے آپ تشریف لائیں۔ آپ نے انہیں سلام کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی سارا مال ہے جو لے لیا وہ اسی کا ہے اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے اس لئے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو۔۔۔

٦- عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضی اللہ عنہ يَقُولُ أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ علیہ السلام فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ: وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ. ([4])

[1] – صحيح البخاري كتاب الإيمان باب اتباع الجنائز من الإيمان رقم (٤٧) صحيح مسلم رقم (٩٤٥)
[2] – صحيح البخاري رقم (٣٨) صحيح مسلم باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، كتاب صلاة المسافرين وقصرها رقم (٧٦٠)
[3] – صحيح البخاري كتاب الجنائز باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم يعذب الميت ببعض رقم (١٢٨٤) صحيح مسلم رقم (٩٢٣)
[4] – صحيح البخاري كتاب المغازي باب فضل من شهد بدرا رقم (٦٥٥٠)

(٦)حمید (طویل) نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہوگئے، وہ اس وقت نو عمر تھے تو ان کی والدہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرلوں گی، اور صبر پر ثواب کی امیدوار رہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کے لئے کیا کرتی ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: کیاتم حوش میں ہو؟ جنت ایک ہی نہیں بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (حارثہ رضی اللہ عنہ) جنت الفردوس میں ہے۔

٧- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ لِي ذَلِكَ. (١)

(٧)ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں (خطبہ دینے کو) کھڑے ہوئے اور ان سے بیان کیا: تمام اعمال میں افضل (عمل) اللہ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے گناہ مجھ سے مٹا دیئے جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کی راہ میں صبر کرتے ہوئے اور خالص نیت کے ساتھ مارا جائے اور تو (دشمن کے) سامنے رہے پیٹھ نہ پھیرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تونے کیا کہا؟ وہ بولا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تو صبر کرتے ہوئے اور خالص نیت کے ساتھ مارا جائے اور تیرا منہ سامنے ہو پیٹھ نہ پھیرے (تو تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے) مگر قرض معاف نہیں ہوگا کیونکہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی بتایا ہے۔

٨- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ لَا يَرْضَى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا أُمِرَ بِهِ بِثَوَابٍ دُونَ الْجَنَّةِ. (٢)

(٨)عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی محبوب ترین چیز واپس لے لیتا ہے (یعنی بینائی) اور وہ بندہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرتا ہے اور جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کا بدلہ دیئے بغیر راضی نہیں ہوتا۔

٩- عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ فِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلَاةُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ مِنْ الرَّمْضَاءِ وَيَقِيكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ قَالَ أَمَ وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا حَتَّى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ

١ – صحيح مسلم كتاب الإمارة باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين رقم (١٨٨٥)

٢ – (حسن) صحيح سنن النسائي [illegible] رقم (١٨٧١)

ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ.(1)

(۹)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے کہ انصار میں سے ایک شخص تھا اس کا گھر مدینہ کے سب گھروں سے زیادہ مسجد سے دور تھا اور اس کی کوئی جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے نہ پاتی تھی (یعنی ہر نماز میں پہنچتے تھے) تو مجھے ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ کاش تم ایک گدھا خرید لو کہ تمہیں گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے متصل ہو مجھ پر اس کی یہ بات گراں گزری تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی، آپ نے ان کو بلوایا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی وہی کہا جو مجھ سے کہا تھا اور کہا کہ میں اپنے قدموں کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک تم کو اجر ملے گا جس کے تم امیدوار ہو۔

١٠- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: ابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ.(2)

(۱۰)ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم اگر تو مصیبت کے آغاز میں صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو میں تیرے لئے جنت کے سوا کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوں (یعنی تجھے ضرور جنت میں داخل کروں گا)۔

١١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ.(3)

(۱۱)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا وہ مومن بندہ جس کی محبوب ترین چیز میں واپس لے لوں لیکن وہ اس پر ثواب کی نیت سے (صبر و رضا کا مظاہرہ کرے) اس کے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی اور بدلہ نہیں ہے۔

وضاحت: بچہ، بیوی، والدین وغیرہ یہ سب انسان کے لئے محبوب ترین چیزیں ہیں۔

١٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيهَا فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ أَيْ رَبِّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهُ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتُمْ لَأَفْتِنَنَّهُ لَكُمْ قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا

1- صحيح مسلم كتاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَاب فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ رقم (٦٦٣)

2- (حسن) صحيح سنن ابن ماجة رقم (١٥٩٧) سنن ابن ماجه كِتَاب مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ رقم (١٥٨٦)

3- صحيح البخاري كِتَاب [illegible] ٢٤)

صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءُوا بِهِ فَقَالَ دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِي قَالَ فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ وَقَالُوا نَبْنِي لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا أَعِيدُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوا وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهِ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِي فَمِهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا قَالَ وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَهِيَ تَقُولُ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَهُنَاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ فَقَالَتْ حَلْقَى مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ فَقُلْتَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ وَمَرُّوا بِهَذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا قَالَ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ وَإِنَّ هَذِهِ يَقُولُونَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. ([1])

(۱۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سوائے تین بچوں کے کسی نے گود میں بات نہیں کی ایک عیسیٰ علیہ السلام ادوسرا جریج کا ساتھی۔ جُریج ایک عابد تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اسی میں رہتا تھا (ایک دن) وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے آواز دی کہ اے جُریج تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ میری ماں پکار رہی ہے اور میں نماز میں ہوں (یعنی میں نماز کو جاری رکھوں یا اپنی ماں کو جواب دوں؟) آخر وہ نماز میں ہی رہا تو اس کی ماں واپس چلی گئی پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا اے جُریج وہ بولا اے اللہ میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں، آخر وہ نماز میں ہی رہا پس وہ واپس چلی گئی پھر اس کی ماں تیسرے دن آئی اور بلایا لیکن جُریج نماز میں ہی رہا تو اس کی ماں نے کہا یا اللہ اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ چھنال (فاحشہ زانی) عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے) پھر بنی اسرائیل نے جُریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا شروع کیا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی سے مثال دی جاتی تھی وہ بولی اگر تم کہو تو میں جُریج کو فتنہ میں ڈالوں۔ پھر وہ عورت جُریج کے سامنے گئی لیکن جُریج نے اس کی طرف خیال بھی نہ کیا۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانے میں آکر پناہ لیا کرتا تھا اور اس کو اپنے سے صحبت کرنے کا موقع دیا تو اس نے اس عورت سے صحبت کی وہ حاملہ ہو گئی جب بچہ جنا تو بولی کہ یہ بچہ جُریج کا ہے لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے۔ اس کو نیچے اتارا اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور اس کو مارنے لگے۔ وہ کہنے لگا تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تجھ سے ایک بچہ کو جنم دیا ہے جُریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جُریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آکر اس کے پیٹ کو ایک ٹھوسا دیا اور بولا کہ اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ جُریج کی طرف دوڑے اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم

[1] – صحيح البخاري رقم (٣٤٣٦) صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب تَقْدِيمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى التَّطَوُّعِ بِالصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا رقم (٢٥٥٠)

تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنائے دیتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں جیسا تھا ویسا ہی پھر مٹی سے بنادو تو لوگوں نے بنا دیا (تیسرا) بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ اتنے میں ایک بہت عمدہ جانور پر خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یا اللہ میرے بیٹے کو اس سوار کی طرح بنادے یہ سنتے ہی اس بچے نے ماں کی چھاتی چھوڑی اور سوار کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح نہ کرنا اتنی بات کہہ کر پھر چھاتی سے لگ گیا اور دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں (اس وقت) نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنی انگلی کو چوس کر دکھایا کہ وہ لڑکا اسی طرح دودھ پینے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے وہ کہتی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا اللہ مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو ماں نے کہا کہ او سر منڈے! جب ایک شخص اچھی صورت کا نکلا اور میں نے کہا کہ یا اللہ میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا کہ یا اللہ مجھے ایسا نہ کرنا اور لونڈی جسے لوگ مارتے جارہے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا تو تو نے کہا کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے؟) بچہ بولا وہ سوار ایک ظالم شخص تھا میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح کرنا۔

وہ احادیث جو احتساب پر معنوی دلالت کرتی ہیں

١٣- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ.

(١٣) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح کو قبض کیا ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے لختِ جگر کو لے لیا؟ وہ اقرار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ جواب میں کہتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کے کلمات کہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ میرے بندے کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (١)

١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِابْنٍ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَشْتَكِي وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْهِ قَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً قَالَ لَقَدْ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ. (٢)

(١٤) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت اپنا بچہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے نبی

١ - (حسن) صحيح سنن الترمذي رقم (١٠٢١) سنن الترمذي كتاب الجنائز باب فضل المصيبة إذا احتسب رقم (٩٤٢)

٢ - صحيح مسلم كتاب البر والصلة والآداب باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه رقم (٢٦٣٦)

ﷺ اس کے لئے (درازیٔ عمر کی) دعا کیجئے کیونکہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں اور اس کے اوپر ڈرتی ہوں (کہ یہ بھی نہ مر جائے) آپ نے فرمایا: تو نے جہنم کے بچاؤ کے لئے ایک مضبوط آڑ بنالی ہے۔

١٥- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ مَنْ هَذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا وَاللهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارٍ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَسْأَلُهُ و وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ. ([1])

(١٥) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ آئیں تھیں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی (کہ اس دوران) عمر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اسماء بنت عمیس ان کے پاس موجود تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسماء کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو حبشہ کے ملک گئیں تھیں اور اب سمندر کا سفر کر کے آئیں ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے یہ سن کر انہیں غصہ آگیا اور کہنے لگیں اے عمر اللہ کی قسم ہرگز نہیں تمہیں غلطی لگی ہے تم تو رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ آپ تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایک دور دراز دشمنوں کی زمین حبشہ میں تھے اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں تھیں اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک کہ تمہاری یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر نہ کرلوں اور ہم کو ایذائیں دی جاتی تھی اور ہمیں ہر وقت خوف رہتا تھا۔ عنقریب میں رسول اللہ ﷺ سے ذکر کروں گی اور ان سے پوچھوں گی اور اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ میں (اپنی بات سے پھر دوں گی) اور نہ اس میں زیادتی کروں گی۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا نبی اللہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس اس طرح کہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی دو ہجرتیں ہوئیں (ایک مکہ سے حبشہ کو اور دوسری حبشہ سے مدینہ کو)۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ گروہ در گروہ میرے پاس آتے اور اس حدیث کو سنتے تھے اور دنیا میں کوئی چیز ان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے زیادہ خوشی کی تھی اور نہ اتنی بڑی

[1] – صحيح البخاري رقم (٤٢٣٠) وصحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جعفر بن أبي طالب وأسماء بنت عميس... رقم (٢٥٠٣)

تھی۔ (جتنی کہ یہ حدیث تھی)

١٦- عَنْ صُهَيْبٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. (١)

(١٦) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سواء کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو (اس پر اللہ کا) شکر کرتا ہے تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)

١٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَتْ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنْ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ. (٢)

(١٧) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ (آپ سے فائدہ اٹھانے والے) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لئے بھی کوئی دن خاص فرمادیں۔ تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا۔ اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور (مناسب) احکام سنائے۔ جو کچھ آپ نے ان سے فرمایا تھا اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ تم میں سے جو عورت (اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا اگر دو (بچے بھیج دے) آپ نے فرمایا: ہاں اور دو (کا بھی یہی حکم ہے)۔

١٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنْ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا. (٣)

(١٨) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا۔

١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنْ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

(١٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ کسی کے اگر تین بچے مر جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ سوائے قسم پوری کرنے کے لئے۔ (٤)

١ - صحيح مسلم كتاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَاب الْمُؤْمِنُ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ رقم (٢٩٩٩)
٢ - صحيح البخاري كتاب الْعِلْمِ بَاب هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ رقم (١٠١) صحيح مسلم رقم (٢٦٣٣)
٣ - صحيح البخاري رقم (٢٨٤٠) صحيح مسلم كتاب الصِّيَامِ بَاب فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِمَنْ يُطِيقُهُ بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيتِ حَقٍّ رقم (١١٥٣)
٤ - صحيح البخاري رقم [illegible] (٢٦٣٢)

وضاحت: قسم پوری کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ... ﴿٧١﴾ ﴾ (مریم) تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا، سورۂ مریم) (یعنی پل صراط سے) اور قسم سے یہ آیت مراد ہے: ﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ﴾ (مریم) تیرے پروردگار کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کر کے ضرور ضرور جہنم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے۔

٢٠- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ} إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ {اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ ...) ([1])

(٢٠) ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ (اس وقت) وہ کلمات کہے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے (بلاشبہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور بلاشبہ ہم آخرت میں اللہ کی جانب جانے والے ہیں اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر و ثواب عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما چنانچہ اللہ اس کو اس سے بہتر بدل عطا کرتا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے (دل میں) کہا ابو سلمہ سے بہتر کون مسلمان ہے؟ یہ پہلا خاندان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی پھر بھی میں نے یہ کلمات کہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عوض رسول اللہ ﷺ کا بدل عطا فرمایا۔

٢١- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. ([2])

(٢١) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جس مسلمان کو کوئی تھکاوٹ، درد، فکر، غم، تکلیف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس (مسلمان) کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی میں احتساب کے عملی نمونے

٢٢- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ فَوْقَ اللِّحَافِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ إِنَّا كَذَلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ الصَّالِحُونَ إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ.

(٢٢) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ کو بخار کی شدت تھی میں نے اپنا ہاتھ آپ کے اوپر رکھا تو بخار کی (تپش) گرمی کی شدت لحاف (چادر) کے اوپر سے بھی مجھے محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو اتنا سخت

[1] - صحيح مسلم كتاب الجنائز باب ما يقال عند المصيبة رقم (٩١٨)

[2] - صحيح البخاري كتاب المرضى باب ما جاء في كفارة المرض رقم (٥٦٤١، ٥٦٤٢)

بخار؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارا (انبیاء کا) یہی حال ہے کہ ہماری تکلیف دگنی ہوتی ہے اور اجر دگنا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کن لوگوں پر سب سے سخت مصیبت آتی ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء پر میں نے کہا پھر کن پر آپ ﷺ نے فرمایا نیک لوگوں پر اور بعض ان میں سے فقیری میں مبتلا ہوتے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس چادر اوڑھنے کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور ان میں سے بعض مصیبتوں پر اس طرح خوش ہوتے تھے کہ جس طرح تم کو مالداری سے خوشی ہوتی ہے۔ (١)

٢٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضي الله عنه وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ.(٢)

(٢٣) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف ـــ لوہار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ) کو دودھ پلانے والی (عورت) آیا کے خاوند تھے نبی ﷺ نے ابراہیم کو گود میں لے لیا اور پیار کیا اور گلے لگایا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے یہاں گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے: یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ابن عوف یہ تو رحمت ہے۔ پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

٢٤- عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ دَمِيَتْ إِصْبَعُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْمَشَاهِدِ فَقَالَ: هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ. (٣)

(٢٤) جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کسی جنگ میں انگلی زخمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا بس تو ایک انگلی ہے جو زخمی ہوگئی تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔

٢٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

(٢٥) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں (اب بھی) رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ایک پیغمبر کا حال بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے کہہ رہے تھے اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ (٤)

---

١ - (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٤٠٢٤) سنن ابن ماجه كتاب الْفِتَنِ بَاب الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ رقم (٤٠١٤)

٢ - صحيح البخاري كتاب الْجَنَائِزِ بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ رقم (١٣٠٣) صحيح مسلم رقم (٢٣١٥)

٣ - صحيح البخاري رقم (٦١٤٦) صحيح مسلم كتاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَاب مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ رقم (١٧٩٦)

٤ - صحيح البخاري رقم (٣٤٧٧) صحيح مسلم كتاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَاب غَزْوَةِ أُحُدٍ رقم (١٧٩٢)

احتساب کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے اعمال کا محاسبہ کرو۔ کیوں کہ جو شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرے گا اس کے لئے اس کی نیکیوں کا اور احتساب کا بھی اجر لکھا جائے گا۔[1]

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس مسلمان کے دو بیٹے ہوں اور وہ ان کا روزانہ احتساب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھولے گا اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ کھولے گا۔[2]

(۳) خبیب رضی اللہ عنہ کو جب بنو حارث بن عامر بن نوفل نے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: جب میں مسلمان ہو کر قتل ہوتا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس کروٹ اللہ کے لئے گرتا ہوں، اور یہ اللہ کی ذات کے لئے ہے اور وہ اگر چاہے تو بکھرے ہوئے اعضاء میں بھی برکت ڈال دے۔[3]

(۴) امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا رب روز جزاء کو بات کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا۔ الحدیث۔[4] اس حدیث کے بعد کہا: یہاں جو اہل خراسان میں سے ہے وہ اس حدیث کے اظہار میں ثواب کی نیت رکھے، کیوں کہ جہمیہ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں (یعنی وہ قیامت کے دن رؤیت باری تعالیٰ اور اس کے ساتھ کلام کے منکر ہیں)۔[5]

(۵) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ ﴾ (البقرة: ۱۵۶) کی تفسیر میں کہا ہے: یعنی جان اور اہل و مال میں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں "انا للہ" یعنی ہماری جانیں اور گھر اور ہمارے مال اللہ ہی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے ساتھ کرتا ہے اس میں ہمارے ساتھ ظلم نہیں کرتا (وانا الیہ راجعون) یعنی قیامت کے دن جب نیکوکار کو ثواب اور گناہ گار کو سزا ملے گی۔[6]

(۶) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: یعنی وہ اس قول سے اپنی مصیبت میں تسلی حاصل کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی ملکیت ہیں۔ وہ اپنے بندوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن ذرہ برابر بھی (نیکی) ضائع نہیں ہو گی۔ اس بات سے ان کے اندر یہ پختہ اعتراف پیدا ہو گیا کہ وہ اسی کے بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔[7]

(۷) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت: ﴿ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ۝١٥٦ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ

[1] - لسان العرب (۱/ ۳۱۵)
[2] - الأدب المفرد للبخاري (ص:٤)
[3] - صحيح البخاري رقم (۳۹۸۹)
[4] - صحيح البخاري رقم (۷۵۱۲) صحيح مسلم رقم (۱۰۱٦)
[5] - سنن الترمذي (٤/ ٢٤١٥)
[6] - تفسير الماوردي (۱/ ۲۱۰)
[7] - تفسير ابن كثير (۱/ ۱۹۸)

صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ (البقرة) کی تفسیر میں روایت کیا ہے: جو اللہ تعالیٰ کے اوپر تین چیزیں یعنی صلوۃ، رحمت اور ہدایت کو واجب کر سکتا ہے تو کر لے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا کوئی چارہ نہیں لہٰذا جو شخص اللہ کے اوپر حق کو واجب کرتا ہے کسی حق کے ساتھ، تو اللہ اس کے لئے اس چیز کو واجب کر دیتا ہے اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کو پورا پورا دینے والا پائے گا۔ (۱)

احتساب کے فوائد

(۱) احتساب وہ راستہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضامندیوں تک پہنچاتا ہے۔

(۲) احتساب کمال ایمان اور حسن اسلام کی دلیل ہے۔

(۳) احتساب سے جنت حاصل ہوگی اور جہنم سے نجات ملے گی۔

(۴) احتساب سے دنیاو آخرت میں سعادت حاصل ہوتی ہے۔

(۵) نیکی کے کاموں میں احتساب نیکیوں کو اللہ کی رضامندی کے لئے خالص بنادیتا ہے پھر ان نیکیوں کا بدلہ جنت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۶) تکلیف دہ کاموں میں احتساب (یعنی ثواب کی امید رکھنے) سے ان کاموں کے اندر صبر پر اجر دوگنا ہو جاتا ہے۔

(۷) احتساب انسان کو ریاء کے شبہ سے بچاتا ہے اور اپنے رب پر بھروسے کو بڑھاتا ہے۔

(۸) مصائب اور تکلیف دہ کاموں میں احتساب غم کو دور کرتا ہے، سرور و خوشی لاتا ہے اور جس چیز کو انسان پکڑ و عذاب سمجھتا ہے اس کو نعمت میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(۹) نیکی کے کاموں میں محتسب کو ٹھنڈی آنکھوں والا اور خوش دل بنادیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے رب کے پاس نیکیاں جمع کرتا رہتا ہے

(۱۰) احتساب اللہ کی قضاء و تقدیر پر رضامندی کی اور اللہ کے بارے میں نیک گمان کی دلیل ہے۔

---

(۱) – الدر المنثور (۱/ ۳۷۷، ۳۷۸)

الاحسان

(نیکی کرنا/نیک سلوک کرنا)

لغوی بحث

احسان برائی کے مقابل میں آتا ہے اس کا اسم فاعل "مُحْسِنٌ" ہے اور امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اسم فاعل "مِحْسَانٌ" ہے۔

اعمال میں سے مَحَاسِنُ (اچھائیاں) مَسَاوِيء (برائیوں) کے مدمقابل ہیں۔ اللہ تعالی کے فرمان: ﴿ وَيَدْرَءُونَ بِٱلْحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ ﴾ (الرعد: ۲۲) کا مطلب یہ ہے ان لوگوں سے اگر کوئی بری بات کرتا ہے تو یہ اچھی باتوں سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور حَسَّنْتُ الشَّيْء تَحسِيناً کا معنی ہے: میں نے اس چیز کو خوبصورت اور حسین کر دیا اور أَحْسَنْتُ إِلَيْهِ یا أَحْسَنْتُ بِهِ کا معنی ہے: میں نے اس سے احسان کیا۔

ازھری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الہیثم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ کے اس فرمان: ﴿ وَقَدْ أَحْسَنَ بِيٓ إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ ٱلسِّجْنِ ﴾ (یوسف: ۱۰۰) کے متعلق فرمایا کہ اس کا معنی ہے: یقینا میرے رب نے میرے ساتھ احسان کیا۔ (بِی کا معنی إِلَیَّ کا ہے)۔ (۱)

اصطلاحی وضاحت

احسان کا اصطلاحی معنی سیاق وسباق کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ جب ایمان اور اسلام کے ساتھ احسان کا لفظ ذکر ہو تو اس سے مراد اچھی اطاعت اور عبادت کرتے ہوئے اپنے اوپر اللہ کی نگرانی پر پختہ یقین رکھنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جب احسان کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی ایسی بندگی کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ لیکن جب احسان کا لفظ مطلقا ذکر ہو جائے تو اس سے مراد اچھا کام کرنا ہے اور حَسَنَ ایک وصف ہے جو حُسْن سے لیا گیا ہے۔ جیسا کہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جس سے مراد وہ عمل ہے جو دنیا میں قابل تعریف ہو اور آخرت میں باعث اجر وثواب ہو۔ (۲)

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: لفظ احسان کا اطلاق تین چیزوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔

(۱) کسی چیز کا طبیعت اور مزاج کے موافق ہونا۔ اس کے مقابل میں قبح ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا طبیعت کے موافق نہ ہونا۔

(۲) کسی چیز کا اپنے کمال تک پہنچنا۔ جس کا مقابل قبح نقصان کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ علم کمال ہے تو جہل نقصان ہے۔

(۳) کسی چیز کا قابل تعریف ہونا۔ اس کے مقابل میں قابل مذمت چیز ہوتی ہے۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: احسان ظاہری اسلام ہے جسے اندرونی ایمان سیدھا اور قائم رکھتا ہے اور اللہ کی نگہبانی پر یقین رکھنا اس کی تکمیل کرتا ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس کام کا کرنا مناسب ہوتا ہے اسے کرنے کو احسن کہتے ہیں۔

---

(۱) - لسان العرب (۸۷۷/۱) طبع دار المعارف

(۲) - التعریفات للجرجاني (ص: ۹۱)

٭احسان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کسی اور کے ساتھ اچھائی کرنا۔

(۲) اپنے عمل میں اچھائی کرنا جیسا کہ اچھا اور نفع بخش علم حاصل کرنا اور اچھا عمل و کردار اپنانا۔

علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: لوگ اپنے علم اور اپنے عمل سے یاد کئے جاتے ہیں۔

امام کفوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: احسان انسان کا ہر وہ کام ہے جو اس انسان کے علاوہ کسی کو نفع دے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ۔ اس طرح جس کو اس شخص نے نفع دیا وہ اس نفع کے ساتھ بنفسہ (اچھی حالت والا) بن گیا۔ تو اِحْسَانٌ (جو کہ فعل اَحسَنَ کا مصدر ہے) پہلے معنی کے اعتبار سے اس کا ہمزہ تعدیت کے لئے ہے جس کا معنی ہے کسی اور کو اچھا کر دینا۔ یا اس اچھائی کرنے کی وجہ سے اچھائی کرنے والا خود اچھا بنا تو اس میں ہمزہ (صَیْرُوْرَۃ: ہو جانا) کے لئے ہے جس کا معنی ہے خود اچھا بن جانا۔ ([1])

(الف) احسان کی حقیقت

جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے احسان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی ایسی بندگی کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس میں نبی ﷺ نے اچھی اطاعت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ جو اللہ کو اپنے اوپر نگران تصور کرتا ہے وہ اچھا عمل کرتا ہے اور اپنے عمل میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اللہ نے بھی احسان کا حکم دیا اور فرمایا: ﴿ ۞ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَـٰنِ ﴾ (النحل:۹۰) بے شک اللہ انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ نے احسان کرنے والوں کا اجر و ثواب بھی زیادہ رکھا ہے۔ اس کا مصداق یہ فرمان الٰہی ہے: ﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَـٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَـٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ (الرحمن) جو دنیا میں احسان کرتا ہے آخرت میں اس کا یہی بدلہ ہے کہ اس کے ساتھ احسان کیا جائے۔

احسان اور انعام میں فرق یہ ہے کہ احسان اپنے ساتھ کی جانے والی اچھائی کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ اچھائی کرنے کو بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: أَحْسَنْتُ إِلَىٰ نَفْسِي میں نے اپنے ساتھ احسان کیا۔ اور انعام اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ اچھائی کو ہی کہا جاتا ہے۔

فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: لفظ احسان دونوں طرح مستعمل ہے کسی اور کے ساتھ اچھائی کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اپنے عمل میں اچھائی پیدا کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسان بہترین علم حاصل کرے یا بہترین عمل کرے۔

احسان انعام کی نسبت عام ہے، احسان بندگی کا سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ ہے کیونکہ یہ ایمان کا مغز اور ایمان کی روح اور اس کی تکمیل ہے اور ایمان کے تمام درجات اس میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَـٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَـٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ الرحمن اچھائی کا بدلہ اچھائی ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی ایسی بندگی کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

---

[1] - كشاف اصطلاحات (٢/٤١٢)، والتوقيف على مهمات التعاريف للمناوي (٤٠)، والمفردات للراغب (١١٩)

نیت اور ارادے میں احسان، اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ تمام اغراض ومقاصد کی ملاوٹ سے پاک کرتا ہے اور انسان میں ایسی پختگی لاتا ہے جس میں کوئی سستی اور کمزوری نہ ہو اور اس کو تمام کدورتوں سے بچاتا ہے اور اپنی کیفیات میں احسان یہ ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے اور غلط سمت کی طرف بڑھ جانے سے انہیں بچایا جائے۔(1)

تو احسان کا عمومی معنی یہ ہے کہ مستحق لوگوں کے ساتھ ایسے شخص کا اچھا سلوک کرنا جس پر وہ اچھائی فرض اور لازم نہ ہو اس کو احسان کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ یہ سلوک اور اچھائی ہوتی ہے وہ اسے پسند کرتا ہے اور جس نے یہ کیا ہے اس پر اس کا کرنا لازم نہ تھا۔

(ب) احسان کے درجات

احسان کے کئی درجے ہیں جو کہ سب مذکورہ بالا مفہوم کے تحت آتے ہیں سب سے اعلیٰ درجہ اللہ کے معاملے (اس کی عبادت) میں احسان ہے۔ جس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے مشہور حدیث میں کی ہے: الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ...

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی ایسی بندگی کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ کر رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد دوسرا درجہ اللہ کے لئے نوافل ادا کرنے کے ذریعے اس کی قربت حاصل کرنا ہے۔

اس کے بعد احسان کے باقی درجات آتے ہیں ان میں احسان کا تعلق نیت اور ارادے سے ہوتا ہے یا عمل سے۔ نیت میں احسان کی بہت اہمیت ہے کیونکہ نیت کو مکمل طور پر پاک اور خالص کرنا ضروری ہے۔

مخلوق کے ساتھ معاملات میں احسان وہ ہے جو شرعی حقوق اور واجبات کے علاوہ ہو۔ اس میں تمام اچھے اقوال اور اچھے افعال حقوق اور واجبات کے علاوہ ہوں۔ صرف وہ مستثنیٰ ہیں جن کے ساتھ شریعت کے حکم کے تحت احسان کرنا حرام کر دیا گیا ہے۔ ان سے احسان نہیں کرنا چاہیے باقی تمام مخلوقات کے ساتھ احسان کرنا چاہیے۔

احسان کا ادنیٰ درجہ وہ ہے جو بخاری و مسلم کی حدیث میں منقول ہے کہ ایک بدکار عورت نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی شدت کی وجہ سے زبان نکالے ہوئے گیلی زمین چاٹ رہا تھا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کنویں میں لٹکایا اور اس میں پانی بھر کر کتے کو پلایا جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے اس بدکار عورت کو بخش دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان مقرر فرمایا ہے۔ جب تم قتل کرتے ہو تو احسان (اچھے طریقے) سے قتل کرو اور جب ذبح کرتے ہو تو احسان (اچھے طریقے) سے ذبح کرو۔(2)

مل کر زندگی گزارنے اور معاملات اور آداب سارے احسان کی طرف لوٹتے ہیں۔ یعنی سب کی بنیاد احسان ہے اور کسی پر اپنے واجب الاداء حقوق سے درگزر کرنا بھی احسان ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ﴿ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ ﴾ (آل عمران) ترجمہ: اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اللہ (ایسے) احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(3)

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احسان کے تین درجے ہیں:

1- لسان العرب لابي منظور (١٣/١١٥،١١٧) بصائر ذوي التمييز (٢/٤٦٥)

2-رواه مسلم باب الأمر بإحسان الذبح رقم (٥١٦٧)

3- التحرير والتنوير (١٤/٢٥٥-٢٥٦)

پہلا درجہ - نیت اور قصد میں احسان کرنا

یعنی نیت کو علم کے ساتھ درست کرنا۔ اور عزم کے ساتھ مضبوط کرنا اور کیفیت کے لحاظ سے اسے صاف اور خالص رکھنا۔

دوسرا درجہ - اپنی کیفیات میں احسان کرنا

یعنی اپنی کیفیات کا خیال رکھنا اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے انہیں چھپا کر رکھنا اور انہیں درست طریقے سے ثابت کرنا۔
ایمانی کیفیات کے خیال رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اصل ایمانی کیفیت کو بدلنے سے بچایا جائے۔ اس لئے کہ دل کی کیفیت بادل کے چلنے کی طرف بہت جلد بدل جاتی ہے۔ اور کیفیت ایمانی کی دیکھ بھال یہ ہے کہ انسان ہمیشہ وفاداری سے کام لے اور بے وفائی سے بچے۔

تیسرا درجہ - اوقات میں احسان

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نگرانی اور نگہبانی کو ہمیشہ مد نظر رکھا جائے اور کسی وقت بھی اس سے غفلت نہ برتی جائے۔ اور اپنے ارادے اور قصد میں اللہ کے سوا کسی اور کو نہ شامل کیا جائے یعنی ہمیشہ دل کا تعلق اللہ کے ساتھ رہے اس سے ہٹا کر کسی اور کے ساتھ دل نہ لگایا جائے۔ (1)

(ت) احسان کا تربیتی مقام اور مرتبہ

عصر حاضر کے ایک عالم کا کہنا ہے کہ احسان تربیت کے عناصر میں سے ایک مضبوط ترین عنصر ہے۔ جو ہمیں اللہ کے فرمان ﴿ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ (البقرة) ترجمہ: احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ سے معلوم ہوتا ہے۔

احسان کرنا دراصل اپنی اعلیٰ شکل میں اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے کہ اس کے مقابل میں "الإِسَاءَةُ" (برائی) ہے جو جہل، کمزوری، کوتاہی اور دیگر اس طرح کے اوصاف (جو اللہ کے لئے ناممکن ہیں) کی وجہ سے وجود میں آتی ہے۔ اللہ ان نقصانات اور عیوب سے پاک ہے۔ وہ اپنی صنعت اور عظیم کائنات کو بنانے کے متعلق فرماتا ہے: ﴿ صُنْعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِىٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ إِنَّهُۥ خَبِيرٌۢ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ (النمل) اللہ کی کاریگری ایسی ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط کر دیا ہے بے شک وہ اللہ تم جو کچھ کرتے ہو اس کی خوب خبر رکھنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو چیلنج کیا ہے کہ میری کائنات کی بناوٹ میں کوئی عیب اور نقص تلاش کر کے دکھاؤ۔ (لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا) فرمایا: ﴿ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَـٰوَٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِى خَلْقِ ٱلرَّحْمَـٰنِ مِن تَفَـٰوُتٍ ۖ فَٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ ٱلْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴿٤﴾ ﴾ (الملك) تم اس مہربان ذات کے اشیاء کو پیدا کرنے میں کوئی کمی بیشی (کمزوری اور نقصان) نہیں دیکھو گے پس تم اپنی نگاہ لوٹاؤ، کیا تم کوئی کمزوری اور نقص دیکھتے ہو۔ پھر بار بار اپنی نظر گھماؤ، تمہاری نظر بے مراد تھکی ہوئی تمہاری طرف واپس لوٹے گی۔ سبحان اللہ وہ کیسا خالق ہے۔

﴿ ٱلَّذِىٓ أَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهُۥ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ ٱلْإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾ ﴾ السجدة
اس نے ہر چیز کو بہترین کر کے پیدا کیا ہے اور انسان کی پیدائش کی ابتدا اس نے مٹی سے کی ہے۔

---

(1)- مدارج السالکین (۲/۴۸۰)

اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو زمین پر پھیلایا اور ان کے ساتھ زندگی کا ایک پیغام منسلک کر دیا انہیں اس بات کا پابند بنایا کہ وہ اللہ والے بنیں اور اپنے اعمال اچھے اور بہترین کر دیں۔ تاکہ کمال کے درجے پر فائز ہوں لیکن جب ان کے کمزور مزاج ان پر غالب آگئے اور اس کی وجہ سے اس مقام پر نہ پہنچ سکے تو بار بار کوشش کر کے نقص اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ محنت کر کے اپنے اعمال کے ذریعے جہاں تک استطاعت ہو کمال کے درجے پر پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو مقرر فرمایا ہے([1]) یہاں تک کہ بے زبان جانوروں کے ساتھ بھی احسان کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے بکری کے گردن پر پاؤں رکھا تھا اور چھری تیز کر رہا تھا بکری اس شخص پر نظر جمائے ہوئے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے اس کو لٹانے سے پہلے اپنی چھری تیز کیوں نہیں کی؟ کیا تم اس بکری کو دُوہری موت مارنا چاہتے ہو؟ ([2])

احسان ہر مسلمان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنا وقت بے فائدہ ضائع نہ کرے اور اپنی کوشش اور محنت فائدہ مند کاموں میں صرف کرے۔ صحابی رسول شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر کسی فائدے کے ایک چڑیا کو مار ڈالا قیامت کے دن وہ چڑیا بلند آواز سے اللہ کے سامنے فریاد کرے گی کہ اے میرے رب فلاں شخص نے مجھے بغیر کسی فائدہ کے (عبث) قتل کیا تھا۔([3])

ماجد کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انسانیت کی بقا اور اس کی ترقی جس کا جھنڈا اسلامی تربیت کا فلسفہ اٹھاتا ہے۔ اس کو حقیقی شکل دینے کے لئے عدل اور احسان دونوں ایک مضبوط بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ عدل قائم کرنے میں انسانیت کی بقاء ہے اور احسان میں انسانیت کی ترقی مضمر ہے اس لئے کہ احسان یعنی کسی کو کچھ دینا یا کسی پر احسان کرنا بغیر کسی بدلہ لینے کے اور بغیر کسی شکریہ کے مطالبہ کرنے کے انسانیت کے تعلقات مضبوط کرنے اور آپس میں تعاون بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔([4])

(ج) مسلمانوں کی ترقی کے اہم ترین اسباب میں سے ایک سبب احسان ہے

احسان ہر مسلمان سے اس کے متعلقہ عمل کو بہتر انداز میں انجام دینے کا تقاضا کرتا ہے ایسا بہتر انداز سے بجالانا جیسا کہ اس کو اس بات کا یقینی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور میرے اس عمل سے وہ مکمل طور پر آگاہ ہے۔ اس طریقے سے مضبوط اور بہتر عمل کرنے سے قوموں کو ترقی ملتی ہے اور معاشرہ پستیوں سے بلندیوں کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔([5])

---

[1]- دیکھئے حدیث نمبر (٤)

[2]- (صحیح) صحیح الترغیب والترهیب رقم (١٠٩٠)

[3]- المحاور الخمسة للقرآن الكريم الترغيب والترهيب رقم (٣/ ٢٠٤) قال المنذري: الحديث صحيح على شرط البخاري

[4]- فلسفه التربية الاسلامية (ص: ١٤٤)

[5]- المحاور الخمسة للقرآن الكريم (١٩٢)

(ر) اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان کرنا

جب بندہ غور و فکر کرتا ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ میں جن نعمتوں میں زندگی بسر کر رہا ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کا احسان ہے۔ اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ تو اللہ اس پر اپنی مہربانی اور احسانات اور بڑھاتا ہے۔ اور اس کو مزید نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح غور و فکر کرنے کے بعد انسان اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ جو تکلیف اور مصیبت مجھے ملتی ہے یہ میرے اپنے کئے ہوئے گناہوں کی وجہ سے ہے تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو تکلیف اور شر کے اسباب اس سے ہٹ جاتے ہیں اور یہ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے خیر اور برکت بڑھتی رہتی ہے اور اس سے شر اور مصیبتیں دفع ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ اور تقریر میں الحمد للہ سے ابتداء کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے پھر فرماتے تھے نَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت کو بجالانے میں مدد مانگتے ہیں اور اس سے اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرتے ہیں پھر فرماتے تھے وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا یعنی نفس میں جو شر ہوتا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور اپنے عمل کی سزا یا اس کے برے انجام سے پناہ مانگتے تھے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شر نفس کے اندر ہی ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان برے اعمال اور گناہ کرتا ہے پھر جب انسان عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے برے عمل اور اس عمل کے برے انجام سے پناہ مانگتا ہے۔ تو اس میں انسان نے اللہ سے اس کی اطاعت کرنے کے لئے اور اطاعت کے اسباب کے لئے تعاون کا مطالبہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ گناہوں اور گناہوں کے برے انجام سے پناہ مانگ لی۔

پس انسان جب اس بات کو سمجھ جائے کہ اس کو جو نعمت اور خوشی و راحت ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو اس کو تکلیف ملتی ہے وہ اس کے اپنے نفس کی طرف سے ہے تو ایسا انسان اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہوں اور ان کے برے انجام سے پناہ بھی مانگتا ہے۔

(ز) حسنہ اور احسان میں فرق

فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "حَسَنَه" ہر اس نعمت کو کہا جاتا ہے جو انسان تک پہنچ کر اس کو خوش کر دے چاہے وہ اس کے مال میں ہو یا جان میں یا کیفیات اور زندگی کے احوال میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا۟ هَٰذِهِۦ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ﴾ (النساء:۷۸) اگر ان کو کوئی خوشحالی (نعمت) ملتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

یہاں "حَسَنَه" سے مراد بارشیں زمین کی پیداوار ملک وسعت و فراوانی اور لڑائیوں میں کامیابی وغیرہ ہے اور احسان دو طرح سے استعمال ہوتا ہے: ایک کسی اور پر کوئی انعام کرنا دوسرا اپنے عمل میں اچھائی لانا۔

علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: لوگ اپنے اعمال سے یاد کئے جاتے ہیں۔([1])

حَسَنَه اور إِحْسَان دونوں میں تعلق واضح ہے وہ یہ کہ جو شخص خالص اللہ کی توحید کا عقیدہ رکھتا ہے اور اسی اللہ کے لئے عبادت کرتا ہے تو یہ اس کے اپنے نفس کے ساتھ احسان ہے۔ یا کسی اور کے ساتھ اپنے قول و فعل کے ذریعے احسان کرتا ہے تو دونوں کا

---

[1]- بصائر ذوي التمييز (۲/۴۶۵)

نتیجہ یہ ہے کہ اس کو آخرت میں حسنیٰ (جنت) مل جاتی ہے۔ تو حسنہ اور احسان دونوں حسن سے ماخوذ ہیں جو دنیا میں اگر کسی کو ملے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اگر آخرت میں کسی کو ملے تو وہ بھی ہمیشہ خوش رہے گا۔

(د) حَسَنَة کے کئی معانی ہیں

(۱) توحید اور اس سے ملنے والا فائدہ جنت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَـٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَـٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ (الرحمن) عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنیٰ کیا ہے کہ جو لا الہ الا اللہ پڑھ لے اس کا بدلہ جنت کے سوا کوئی ہے؟

ابن زید کہتے ہیں اس کا معنیٰ ہے کہ جو دنیا میں اچھا عمل کرتا ہے اس کا یہی بدلہ ہے کہ آخرت میں اس کے ساتھ احسان کیا جائے۔ (1)

(۲) حَسَنَة کا معنیٰ اللہ کی مدد اور غنیمت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ﴾ (آل عمران: ۱۲۰) اگر تمہیں کوئی خوشی پہنچے تو وہ ان (منافقوں) کو غمزدہ کر دیتی ہے۔

یہ اس احسان کا پھل ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے فرمایا: ﴿ وَأَنفِقُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۳) حَسَنَة کا ایک معنیٰ بارشوں کی کثرت زمین کا زرخیز ہونا ہے دراصل یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان اور مہربانی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔ فرمایا: ﴿ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ ﴾ (القصص: ۷۷)

ترجمہ: اچھائی کر جیسا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، یعنی زمین کی پیداوار اور مالی فراوانی تجھے اللہ نے دی ہے تو تم بھی اللہ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرو۔

(۴) حَسَنَة کا ایک معنیٰ عافیت اور بیماریوں اور آفتوں سے محفوظ رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ﴾ (الرعد: ٦)

ترجمہ: یہ لوگ عافیت سے پہلے آپ سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر نیک ہو یا برا مومن ہو یا کافر سب پر اس کے احسان کا نتیجہ ہے کہ فوراً عذاب نہیں بھیجتا

(۵) حَسَنَة کا ایک معنیٰ اچھی بات کہنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَا تَسْتَوِى ٱلْحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُ ۚ ٱدْفَعْ بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ﴾ (فصلت)

ترجمہ: اچھی بات اور بری بات برابر نہیں ہو سکتی آپ اس طریقے سے جواب دیں جو بہتر ہو۔

یہ برائی کرنے والے سے بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود اس سے درگزر کرنا ہے جو احسان کا تقاضا ہے اس طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ موجود ہے فرمایا: ﴿ وَٱلْكَـٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ ﴾ (آل عمران)

---

(1) تفسیر القرطبي (۱۸۲/۱۷) اس کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پہلے احسان کے مراتب میں گزر چکا ہے۔

ترجمہ: جو اپنے غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں (ایسے) احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

(٦) حَسَنَة کا ایک معنی اچھائی اور نیکی کا کام کرنا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ﴾ (الأنعام:١٦٠)

ترجمہ: جو ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس گنا بدلہ ملے گا۔

یہ اپنے نفس سے اچھائی کرنے کا نتیجہ ہے کہ اپنے نفس کو ان نعمتوں کا مستحق بنایا جن کا اللہ نے احسان کرنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے فرمایا ﴿ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ﴾ (الإسراء:٧)

ترجمہ: اگر تم اچھائی کرو گے تو وہ تمہارے اپنے فائدے کے لئے ہے۔

اسی طرح فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِى جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ ءَاخِذِينَ مَآ ءَاتَىٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ ﴾ الذاریات ترجمہ: بے شک پرہیز گار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے جو اللہ ان کو عطا کرے گا وہ لے رہے ہوں گے۔ یقیناً یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) احسان کرنے والے تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ محسنین کا معنی ہے کَانُوا مُحْسِنِيْنَ فِي أَعْمَالِهِمْ یعنی اپنے اعمال میں اچھائی اور احسان کرنے والے تھے۔ ([1])

حَسَنَة کے ان تمام معانی سے واضح ہوتا ہے کہ حَسَنَة اور احسان میں بنیادی تعلق اور ربط موجود ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جن جن معنوں میں حَسَنَة کا لفظ استعمال ہوا ہے احسان کے ساتھ اس کا ضرور ربط اور تعلق ہوگا۔ ([2])

اگر احسان درخت کی حیثیت رکھتا ہے تو حَسَنَة اس کے پھل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اگر احسان کا درخت پھل دینے والا ہے تو اس کا ثمرہ حَسَنَة ذائقہ دار اور خوبصورت پھل ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔ ([3])

(ذ) احسان کا مقام و مرتبہ

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ الفاتحۃ ترجمہ: یا اللہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اس آیت میں بندگی اور اللہ کے سامنے عاجزی کے مرتبے بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک مرتبہ احسان کا ہے اور احسان ایمان کا مغز اور اس کی روح اور ایمان کا کمال درجہ ہے باقی تمام درجے اس میں جمع ہیں اللہ تعالیٰ کا کلام اس پر شاہد ہے۔ فرمایا ﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ الرحمن ترجمہ: احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ اس لئے کہ احسان حقائق کے تمام اقسام کا مجموعہ ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی ایسی بندگی کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

سورۂ رحمٰن کی مذکورہ بالا آیت میں پہلے احسان سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور دوسرے احسان سے مراد جنت ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کلمہ توحید کا اقرار کرے اور محمد رسول اللہ

---

[1] -تفسير القرطبي (١٧، ٣٥)

[2] -نزهة الاعين النواظر (٢٥٩، ٢٦٠)

[3] -مدارج السالكين (٢/ ٤٧٩)

علیہ السلام کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرے۔ اس کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ نبی کریم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے مذکورہ بالا آیت کریمہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے (اس آیت میں) کیا فرمایا؟ صحابہ کرام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ السلام زیادہ جانتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت مبارکہ میں) یہ فرمایا ہے کہ جس پر میں اپنا احسان کر کے اس کو عقیدۂ توحید اپنانے کی توفیق دے دوں تو اس کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ (جب عقیدۂ توحید کی توفیق اللہ کی طرف سے ملتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ رکھنا در حقیقت اللہ کا احسان ہے تو) اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہونا چاہئے اس کو اپنے اوپر نگہبان و نگران سمجھتے ہوئے اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے اس سے محبت اور اس کی صحیح پہچان اور اس کے لئے اخلاص اپنے دل میں رکھنا چاہئے اور ایمان کے مسائل میں اس کے لئے مخلص ہونا چاہیئے۔

(س) احسان اور انعام میں فرق

انعام کسی اور پر کوئی مہربانی کرنا اور کسی کے ساتھ احسان کرنے کو کہتے ہیں اور احسان عام ہے اپنے نفس کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنے کو بھی کہا جاتا ہے اور اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ احسان اور نیکی کرنے کو بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نیت میں نیکی کا جذبہ رکھنا اور عمل و کردار میں احسان اور اچھائی (بہتری) پیدا کرنے کو بھی احسان کہا جاتا ہے۔

(ش) احسان اور عدل میں فرق

احسان، عدل سے بہتر اور اعلیٰ ہے اس لئے کہ عدل یہ ہے کہ انسان کا جو حق بنتا ہے وہ لے اور جو اس پر کسی کا حق بنتا ہے وہ دے۔

اور احسان یہ ہے کہ انسان کا جو حق بنتا ہے اس سے زیادہ دے تو احسان عدل سے بڑھ کر ہے۔ عدل کی کوشش کرنا فرض ہے تو احسان کی کوشش کرنا نفل اور افضل ہے دونوں کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَـٰنِ﴾ (النحل: ۹۰) ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاملات سنبھالنے کے لئے عدل اور انصاف ضروری ہے کہ ایک دوسرے کیساتھ انصاف کیا جائے۔ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عدل کی وضاحت کیجئے، محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بہت اچھا! آپ نے تو ایک عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا، عدل کی وضاحت یہ ہے: چھوٹوں کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ، بڑوں کے ساتھ بیٹے کی طرح، ہم عمر اور ہم مثل لوگوں کے ساتھ بھائی کی طرح اور عورتوں کے ساتھ بھی اسی طرح، اور لوگوں کو ان کے جرم کے مطابق سزا دو۔ لیکن غصے کی حالت میں ایک کوڑا درّہ بھی کسی کو نہ مارو ورنہ تجاوز کرنے والوں میں سے شمار ہو جاؤ گے۔

یہ تو عدل کی تعریف ہے۔ اور جو فضل (احسان) ہے تو اس کی تعریف اور ہے اور اس کی تعریف تقریباً وہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے اخلاق میں سب سے اعلیٰ اور بہتر اخلاق نہ بتلاؤں؟ (وہ یہ ہیں) کہ جو تجھ سے تعلق جوڑے اس سے تعلق جوڑو اور جو تجھے محروم کر دے اسے دے دو، یہی احسان ہے۔ (1)

[1] -المحاور الخمسة في القرآن والحديث (ص: ۱۹۲)

(ھ) دائرۂ اسلام میں احسان کا وسیع ہونا اور اس کے الگ الگ درجات:

احسان کے متعلق آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں غور وفکر کرنے سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ احسان اور عدل انسانیت کے آپس میں اعلیٰ معیار کا رشتہ ترتیب دیتا ہے اور احسان کا یہ دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں انسان کا اپنا نفس اس کا گھرانہ اس کے رشتہ دار اقرباء پھر انسانی معاشرہ سب داخل ہیں۔

(۱) اپنے نفس کے ساتھ احسان:

یہ احسان کے دائروں میں سے سب سے پہلا دائرہ ہے۔ جو اللہ کے لئے عبادت میں اخلاص اور اس کی پوری اطاعت پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ ﴾ (الإسراء:۷)

ترجمہ: اگر تم اچھائی کروگے تو یہ تمہارے اپنے فائدے کے لئے ہے اور اگر برائی کروگے تو بھی تمہارا اپنا نقصان ہے۔

دوسرا دائرہ والدین کے احسان پر مشتمل ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: : ﴿ ۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ ﴾ (الإسراء: ۲۳)

ترجمہ: تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی (اللہ) کی بندگی کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ ([1])

(۳) رشتہ دار و اقرباء کے ساتھ احسان کرنا ہے:

اس میں نسبی قرابت دار اور ہمسائے سب داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ترغیب دی ہے فرمایا: ﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَٰقَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ ﴾ (البقرۃ: ۸۳) ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہیں کروگے اور اپنے والدین کے ساتھ اور قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کروگے۔

اسی طرح کتاب ھذا (الاحسان) میں آیت (۲۰) دیکھئے، حدیث شریف میں بھی ہمسایہ اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِماً" اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھے طریقے سے ہمسائیگی رکھو تو تم کامل مسلمان بنوگے۔۔۔ ([2])

احسان کا چوتھا دائرہ پچھلے دائروں سے زیادہ وسیع ہے:

اس لئے کہ اس میں وہ پورا معاشرہ اور سوسائٹی داخل ہے جس میں انسان زندگی گزارتا ہے، اور اس میں احسان بنیادی طور پر کمزور طبقے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسے یتیم، مسکین، مسافر اور ان جیسے دیگر محتاج۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ ﴾ (النساء)

---

[1] -اس موضوع پر مزید تفصیل کے لئے زیر نظر کتاب میں آیت نمبر (۲۰، ۱۷، ۲۲) اور احادیث نمبر (۱، ۱۵) ملاحظہ کیجئے۔

[2] -دیکھئے کتاب ھذا میں حدیث نمبر (۱۶) اسی طرح حدیث نمبر (۷) بھی ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قریبی ہمسائے کے ساتھ اور دور کے ہمسائے کے ساتھ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور جو تمہارے ہاتھوں کے نیچے (تمہارے تحت ہیں) ان کے ساتھ۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور اپنی بڑائی بیان کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

احسان کا پانچواں دائرہ پچھلے دائروں سے بہت زیادہ پھیلا ہوا اور وسیع تر ہے۔ جو انسانی تعلقات پر مشتمل ہے حتی کے عقیدے میں مخالف لوگوں کے ساتھ بھی اس دائرے کا تعلق ہے۔ وہ یہ کہ ان سے درگزر کیا جائے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴾ المائدة

ترجمہ: ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کر دی اور ان کے دل ہم نے سخت کر دیئے یہ باتوں کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں ان کو جو نصیحت کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ وہ بھلا بیٹھے اور آپ ہمیشہ انکی خیانتوں سے آگاہ ہوتے رہیں گے سوائے (ان میں سے) تھوڑے سے لوگوں کے، پس آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان سے منہ موڑیئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ [1]

ان پانچ دائروں کے ساتھ ہم ایک اور دائرہ بھی ملا سکتے ہیں جو ان پانچوں سے زیادہ وسیع ہے اور وہ زندگی میں ہر چیز کے ساتھ احسان کرنے کا دائرہ ہے۔ چاہے وہ نباتات ہوں یا حیوان یا جمادات، قرآن کریم میں اس طرح اشارہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾ الأعراف

ترجمہ: اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ کرو اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو یقینا اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں سے قریب ہے۔ اسی طرح وہ حدیث بھی ملاحظہ کیجئے کہ اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان مقرر فرمایا ہے حدیث نمبر (۴)۔

قرآن کریم میں احسان کے بیان کردہ مقامات

احسان کے وہ مقامات جو اپنے عام معنی کے اعتبار سے مطلوب ہیں ان کی قرآن اور سنت مطہرہ نے بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ اور یہ اتنے ہیں کہ ان کا شمار اور کا احاطہ بہت مشکل ہے اس لئے کہ ہم سے ہر حال اور ہر وقت احسان کرنا مطلوب ہے لیکن بعض اہم ترین مقامات درج ذیل ہیں۔

(۱) پیش آنے والے مشکلات کا صبر سے مقابلہ کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ ﴾ هود

ترجمہ: اور آپ صبر کریں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

(۲) مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ﴾ البقرة: ۱۷۸

---

[1] ماجد الکیلانی نے اپنی کتاب فلسفة التربية الاسلامية (ص: ۱٤۱) میں ان پانچ دائروں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ: پس جس قاتل کے لئے اس کے مقتول مسلمان بھائی کی طرف سے کچھ درگزر کی گئی (قصاص لینا معاف کیا گیا) ہے تو (مقتول کے وارث) اچھے طریقے سے دیت کا مطالبہ کریں اور (قاتل) اچھے طریقے (احسان) کے ساتھ دیت ادا کردے۔

(۳) جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو یا طلاق دینے کا ارادہ ہو ان سے احسان کرنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ ﴾…﴿ مَتَٰعًۢا بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ ﴾ البقرة

ترجمہ: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دو مجامعت سے پہلے۔۔۔ ان کو فائدہ دو عُرف کے مطابق یہ حق ہے احسان کرنے والوں پر۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌۢ بِإِحْسَٰنٍ ۗ ﴾ البقرة: ۲۲۹

ترجمہ: طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا بیوی کو اچھے طریقے سے رکھنا ہے اور یا احسان کے ساتھ اسے الگ کرنا (چھوڑنا) ہے۔

(۴) لڑائی اور جہاد میں احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُوا۟ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ﴾ العنکبوت: ٦٩

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ہمارے راستے میں جہاد کیا ہم ان کو ضرور اپنے راستوں کی راہنمائی کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا ﴿ وَأَنفِقُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ البقرة

ترجمہ: اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شیخ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس آیت میں احسان ایک اور معنی میں ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بخل کرنے سے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو ناپسند کرنے سے قومیں اپنا اصل پیغام الٰہی نہیں بچا سکتی۔ اس کے لئے جنگوں اور لڑائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور لڑائیوں اور جنگوں کے لئے پہلے بھی اور جدید دور میں بھی زیادہ مال کی ضرورت پڑتی ہے۔ مسلمان کے لئے اس حقیقت سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نہ ان کا دین بچ سکتا ہے اور نہ ان کے ممالک اور ان کے علاقے آزاد اور محفوظ رہ سکتے ہیں جب تک یہ لڑائی اور جنگ کے لئے وسیع پیمانے پر اپنا مال خرچ نہ کریں او جب تک لڑائی میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بھرپور تیاری نہ کریں۔ احسان کی حقیقت اور اس کے دائرے کی وسعت کے بارے میں دیگر آیات بھی شاہد ہیں، جن میں یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ انسان پوری پامردی اور آخری سانس تک اللہ کی رضا کے لئے لڑتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِىٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٤٧﴾ فَـَٔاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ ٱلْـَٔاخِرَةِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾ ﴾ آل عمران

ترجمہ: ان کی بات یہی ہوتی ہے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو اور ہمارے معاملات میں ہماری زیادتیوں کو بخش دے اور ہمارے قدم جما دے اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما، ان لوگوں کو اللہ نے دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کا بہترین بدلہ بھی۔

اللہ تعالیٰ (ایسے) احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔([1])

(۵) احسان کا پانچواں مقام اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کر کے اپنے غصے کو پی لینا: بخل اور حرص کو چھوڑ دینا اور اپنی ذات کے لئے بدلہ لینے کا جذبہ دل سے نکال دینا ہے۔

اس کی طرف قرآن کریم ان الفاظ سے اشارہ کرتا ہے ﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَـٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ ﴾ آل عمران

ترجمہ: وہ لوگ جو راحت او تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے غصے کو پینے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں اللہ (ایسے) احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت میں برائی کرنے والے سے در گزر کرنے کو بھی احسان میں شامل کیا گیا ہے۔

شیخ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غصے کو پی لینا بلند درجہ ہے لیکن قدرت کے باوجود در گزر کرنا اس سے بھی اعلیٰ درجہ ہے جو احسان کا درجہ ہے۔([2])

(۶) آپس میں بات چیت اور ثقافتی تعلقات میں احسان کرنا:

قرآن کریم نے یہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ﴿ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا۟ ٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَـٰنَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ ﴾ الإسراء: ٥٣

ترجمہ: میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات کرے جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان ان کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے۔

(۷) مسلمانوں کا اہل کتاب کے ساتھ بات چیت (گفتگو) میں احسان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَلَا تُجَـٰدِلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ العنكبوت: ٤٦

ترجمہ: اور اہل کتاب سے صرف اس طریقے سے بحث مباحثہ کرو جو سب سے بہتر ہو۔

(۸) اختلافات اور بحث مباحثے کے وقت احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وَلَا تَسْتَوِي ٱلْحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُ ۚ ٱدْفَعْ بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ فصلت: ٣٤

ترجمہ: اچھائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی آپ اس طریقے سے دفاع کریں جو سب سے بہتر ہو۔

(۹) یتیموں اور کمزوروں کے ساتھ معاملات میں احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ الأنعام: ١٥٢

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو سب سے بہتر ہو۔

(۱۰) سیاسی اور جنگی معاملات میں احسان کرنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ قُلْنَا يَـٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا

[1]- المحاور الخمسة (١٩٣)

[2]- المحاور الخمسة (١٩٣)

فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ﴾ الکھف: ۸٦ - ۸۸

ترجمہ: ہم نے کہا اے ذی القرنین یا تو ان کو عذاب دے دے یا ان میں اچھا سلوک اپنائے، ذوالقرنین نے کہا جس نے ظلم کیا اس کو ہم عذاب دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا پس وہ اس کو سخت عذاب دے گا، اور جو ایمان لائے اور اچھا عمل کرے سو اس کے لئے بہترین بدلہ ہے۔

(۱۱) اجتماعی اور انفرادی تعلقات میں اور خاص طور پر ایک دوسرے کو تحفہ اور سلام پیش کرتے ہوئے احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا۟ بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوهَآ ﴾ النساء: ۸٦

ترجمہ: جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے اچھا بدلہ دو یا صرف اسی طرح کا بدلہ لوٹا دو۔

(۱۲) اقتصادی تعلقات اور لین دین میں احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ نے قارون کے قصے کا تذکرہ کیا جس میں ہے﴿ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ ﴾ القصص: ۷۷

ترجمہ: اور اچھائی کر جیسے اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ اچھائی کی ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ وَأَنفِقُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ البقرۃ

ترجمہ: اللہ کے رستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت میں انفاق (جو کہ اقتصادی احسان کا ایک مظہر ہے) اور ہلاکت (معاشرے کی تباہی) دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا کیونکہ دونوں میں مکمل تعلق موجود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جیسا کہ بعض محققین نے کہا ہے کہ جن معاشروں کی بنیاد گرانی۔۔۔ اور ذخیرہ اندوزی پر ہو ان معاشروں میں طبقاتی نظام جنم لیتا ہے اور اندورنی طور پر خانہ جنگی پر لوگ مجبور ہو جاتے ہیں جس سے عالمی لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں دونوں طبقے تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتے ہیں۔ سرمایہ دار طبقہ۔۔۔ ایک طرف سے۔۔۔ علیحدگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان میں محبت ختم ہو جاتی ہے اور منافقت ان میں عام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس طبقہ میں خوف اور بدامنی پھیل جاتی ہے۔

اور جو کہ کمزور اور غرباء کا طبقہ ہے تو اس کو بھی کئی خطرناک معاملات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن میں سے چند ایک قابل ذکر یہ ہیں ایک طرف ذخیرہ اندوز سرمایہ دار طبقے کا ان کو مجبور کرنا اور ان کے ساتھ بغض وحسد کرنا۔ دوسری طرف ان کی اپنی بربادی اور نقصان کا خطرہ ان کو لاحق رہتا ہے۔ اور آخر میں یہ طبقہ جرم اور بغاوت پر اتر آتا ہے۔ ان اجتماعی آفتوں کا وجود ان دونوں طبقوں کے لئے ہلاکت ہے جس کی طرف مذکورہ بالا آیت نے اشارہ کیا ہے اور اس سے ڈرایا ہے اور احسان اور انفاق کے ذریعے اس ہلاکت کے علاج کی دعوت دی ہے۔([1])

مختصراً اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ احسان ہر فرد اور معاشرے اور حکومت کی مکمل زندگی پر مشتمل ہے۔ اور اس وقت تک درست

[1] -فلسفة التربية الاسلامية (ص: ۱۸۳)

تربیت قائم نہیں ہو سکتی جب تک ہم دلوں میں احسان کا پودا نہ لگائیں۔ جبکہ احسان کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کے اسباب میں سے ہے۔
احسان نیتوں اور ارادوں اور عبادات پر بھی مشتمل ہے۔ جیسے کے اقوال و افعال پر مشتمل ہے۔ صرف یہ نہیں بلکہ احسان کا لفظ تمام مخلوقات (حیوان ہو جماد، یا نبات) سب کو شامل ہے۔
مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الایمان، الاسلام، العبادة، الاخلاص، الانفاق، برالوالدین، البر، حسن المعاشرة، حسن المعاملة، التوىٰ، السخاء، اسماحة ،الصدقة، الزكاة، العدل، العفو، الكلم الطيب.
اس کے مقابل میں دیکھئے: الاساءة، الاذى، سوء المعاملة، سوء الخق، الشح، حقوق الوالدين، الكنز، التفريط والافراط، الاعراض، اتباع الهوى، المن بالعطية، البخل، الغش.

وہ آیات جو الاحسان کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(الف) الاحسان اللہ کی صفت ہے

(۱)﴿ صِبْغَةَ ٱللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُۥ عَٰبِدُونَ ﴿١٣٨﴾ ﴾ البقرة
(۱) اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ سے اچھا رنگ کس کا ہو گا؟ ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔
(۲)﴿ أَيْنَمَا تَكُونُوا۟ يُدْرِككُّمُ ٱلْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِى بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا۟ هَٰذِهِۦ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا۟ هَٰذِهِۦ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰٓؤُلَآءِ ٱلْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ ۖ وَمَآ أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ ﴾ النساء
(۲) تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں میں ہو، اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے، انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔ تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے، ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔
(۳)﴿ أَفَحُكْمَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ﴾ المائدة
(۳) کیا یہ لوگ پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟
(٤)﴿ وَأَوْرَثْنَا ٱلْقَوْمَ ٱلَّذِينَ كَانُوا۟ يُسْتَضْعَفُونَ مَشَٰرِقَ ٱلْأَرْضِ وَمَغَٰرِبَهَا ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ٱلْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ بِمَا صَبَرُوا۟ ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُۥ وَمَا كَانُوا۟ يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ ﴾ الأعراف
(۴) اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے، اس سرزمین کے پورب پچھم (مشرقوں اور مغربوں) کا مالک بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ، بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون کے اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے، سب کو درہم برہم کر دیا۔

(۵)﴿ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۱۰۰) ﴾ يوسف

(۵)اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدے میں گر گئے، تب کہا کہ اباجی یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا، اس نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا اس اختلاف کے بعد جو شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا تھا، میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔

(٦)﴿ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ (۷) ﴾ السجدة

(٦)جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔

(۷)﴿ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ (۱۲۵) ﴾ الصافات

(۷)کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟۔

(۸)﴿ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٦٤) ﴾ غافر

(۸)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنا دیا، اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، پس بہت ہی برکتوں والا ہے سارے جہان کا پرورش کرنے والا۔

(۹)﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۲) خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (۳) ﴾ التغابن

(۹)اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے سو تم میں سے بعض تو کافر ہیں اور بعض ایمان والے ہیں، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔

(ب) الاحسان انبیاء کرام اور نیک لوگوں کی صفت ہے

(۱۰)﴿ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ (۲۳٦) ﴾ البقرة

(۱۰)اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کئے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو، خوشحال اپنے انداز سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے، بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے۔

(۱۱)﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا (۱۲۵) ﴾

(۱۱)باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔ النساء

(۱۲)﴿ وَدَخَلَ مَعَهُ ٱلسِّجْنَ فَتَيَانِۖ قَالَ أَحَدُهُمَآ إِنِّيٓ أَرَىٰنِيٓ أَعْصِرُ خَمْرًاۖ وَقَالَ ٱلْءَاخَرُ إِنِّيٓ أَرَىٰنِيٓ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ ٱلطَّيْرُ مِنْهُۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِۦٓۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾ ﴾ یوسف

(۱۲)اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا ہے، اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں آپ اس کی تعبیر بتایئے، ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیتے ہیں۔

(۱۳)﴿ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى ٱلْعَرْشِ وَخَرُّوا۟ لَهُۥ سُجَّدًاۖ وَقَالَ يَٰٓأَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُءْيَٰىَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّاۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِيٓ إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ ٱلسِّجْنِ وَجَآءَ بِكُم مِّنَ ٱلْبَدْوِ مِنۢ بَعْدِ أَن نَّزَغَ ٱلشَّيْطَٰنُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِيٓۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾ یوسف

(۱۳)اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدے میں گر گئے، تب کہا کہ اباجی یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا، اس نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا اس اختلاف کے بعد جو شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا تھا، میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور وہ بہت علم و حکمت والا ہے۔

(١٤) ﴿ الٓمٓ ﴿١﴾ تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٢﴾ هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ ﴿٣﴾ ﴾ لقمان

(۱۴)الم(۱)یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں(۲)جو نیکو کاروں کے لئے رہبر اور (سراسر) رحمت ہے۔

(١٥)﴿ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰۗ وَإِلَى ٱللَّهِ عَٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ ﴾ لقمان

(۱۵)اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی وہ نیکو کار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے۔

(١٦)﴿ وَبَٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰٓ إِسْحَٰقَۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِۦ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ ﴾ الصافات

(۱۶)اور ہم نے ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں، اور ان دونوں کی اولاد میں بعضے تو نیک بخت ہیں بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔

(ت) احسان کا اللہ نے حکم دیا ہے

(١٧)﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَٰقَ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ ﴾

(۱۷)اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔ البقرۃ

(۱۸)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ ٱلۡحُرُّ بِٱلۡحُرِّ وَٱلۡعَبۡدُ بِٱلۡعَبۡدِ وَٱلۡأُنثَىٰ بِٱلۡأُنثَىٰۚ فَمَنۡ عُفِيَ لَهُۥ مِنۡ أَخِيهِ شَيۡءٞ فَٱتِّبَاعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَٰنٖۗ ذَٰلِكَ تَخۡفِيفٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٞۗ فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٞ ﴿١٧٨﴾ ﴾ البقرة

(۱۸) اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہئے، تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے، اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔

(۱۹)﴿ ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٖۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَأۡخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ شَيۡـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيمَا ٱفۡتَدَتۡ بِهِۦۗ تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَعۡتَدُوهَاۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ ﴾ البقرة

(۱۹) یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لئے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں۔

(۲۰)﴿ وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ ﴾ النساء

(۲۰) اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔

(۲۱)﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٖ فَحَيُّواْ بِأَحۡسَنَ مِنۡهَآ أَوۡ رُدُّوهَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾ ﴾ النساء

(۲۱) اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

(۲۲)﴿ قُلۡ تَعَالَوۡاْ أَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمۡ عَلَيۡكُمۡۖ أَلَّا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗاۖ وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَوۡلَٰدَكُم مِّنۡ إِمۡلَٰقٖ نَّحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَإِيَّاهُمۡۖ وَلَا تَقۡرَبُواْ ٱلۡفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَۖ وَلَا تَقۡتُلُواْ ٱلنَّفۡسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلۡحَقِّۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥۚ وَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ وَٱلۡمِيزَانَ بِٱلۡقِسۡطِۖ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۖ وَإِذَا قُلۡتُمۡ فَٱعۡدِلُواْ وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبَىٰۖ وَبِعَهۡدِ ٱللَّهِ أَوۡفُواْۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ ﴾ الأنعام

(۲۲) آپ کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ

کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحق ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغت کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو، اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے، تا کہ تم یاد رکھو۔

(۲۳) ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَٰنِ وَإِيتَآئِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ ﴾ النحل

(۲۳) اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو (۹۰)

(۲۴) ﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ ﴾ الإسراء

(۲۴) اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔

(۲۵) ﴿ وَقُل لِّعِبَادِى يَقُولُوا۟ ٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ ﴾ الإسراء

(۲۵) اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(۲۶) ﴿ وَٱبْتَغِ فِيمَآ ءَاتَىٰكَ ٱللَّهُ ٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ ٱلْفَسَادَ فِى ٱلْأَرْضِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ ﴾ القصص

(۲۶) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے۔

(۲۷) ﴿ وَلَا تُجَٰدِلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِلَّا ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَٰحِدٌ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٤٦﴾ ﴾ العنكبوت

(۲۷) اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو، مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی، ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں۔

احسان کرنے والوں کی عاقبت

(الف) اللہ رب العالمین کی معیت احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور یہ شرف کے لئے کافی ہے)

(۲۸) ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوا۟ وَّٱلَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ﴾ النحل

(۲۸) یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

(۲۹) ﴿ وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُوا۟ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ﴾ العنکبوت

(۲۹) اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔

(ب) اللہ رب العالمین کا احسان کرنے والوں کے ساتھ محبت کرنا (اور یہ بہترین جزاء ہے)

(۳۰) ﴿ وَأَنفِقُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ البقرۃ

(۳۰) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اچھا سلوک و احسان کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۳۱) ﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ ﴾

(۳۱) جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ آل عمران

(۳۲) ﴿ فَـَٔاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ ٱلْـَٔاخِرَةِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾ ﴾ آل عمران

(۳۲) اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(۳۳) ﴿ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَٰقَهُمْ لَعَنَّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَٰسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ ۙ وَنَسُوا۟ حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَٱعْفُ عَنْهُمْ وَٱصْفَحْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴾ المائدۃ

(۳۳) پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرما دی اور ان کے دل سخت کر دیئے کہ وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں، اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے، ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تجھے اطلاع ملتی رہے گی، ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں پس تو انہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۳۴) ﴿ لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓا۟ إِذَا مَا ٱتَّقَوا۟ وَّءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ثُمَّ ٱتَّقَوا۟ وَّءَامَنُوا۟ ثُمَّ ٱتَّقَوا۟ وَّأَحْسَنُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾ ﴾ المائدۃ

(۳۴) ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں، اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتا ہے۔

(ج) دنیا و آخرت میں احسان کی جزاء

(۳۵)﴿ وَإِذْ قُلْنَا ٱدْخُلُوا۟ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةَ فَكُلُوا۟ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَٱدْخُلُوا۟ ٱلْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا۟ حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَٰيَٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ ﴾البقرة

(۳۵)اور جب ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں جاؤ اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو اور دروازے میں سجدے کرتے ہوئے گزرو، اور زبان سے حطة کہو ہم تمہاری خطائیں معاف فرمادیں گے اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ دیں گے۔

(۳۶)﴿ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُۥٓ أَجْرُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ ﴾ البقرة

(۳۶)سنو جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی۔

(۳۷)﴿ ٱلَّذِينَ ٱسْتَجَابُوا۟ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ مِنۢ بَعْدِ مَآ أَصَابَهُمُ ٱلْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ مِنْهُمْ وَٱتَّقَوْا۟ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ ﴾ آل عمران

(۳۷)جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے۔

(۳۸) ﴿ وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَٱلصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ ٱلْأَنفُسُ ٱلشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ ﴾ النساء

(۳۸)اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔

(۳۹)﴿ فَأَثَٰبَهُمُ ٱللَّهُ بِمَا قَالُوا۟ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَآءُ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾ المائدة

(۳۹)اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی وجہ سے ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔

(٤٠)﴿ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ ﴾ الأنعام

(۴۰)اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

(٤١)﴿ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا وَٱدْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾

(۴۱)اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔ الأعراف

(٤٢)﴿ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ ﴾ الأعراف

(۴۲)اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے اور جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید بر آں اور دیں گے۔

(٤٣)﴿ لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩١﴾ ﴾ التوبة

(۴۳)ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت ور حمت والا ہے۔

(٤٤)﴿ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ ﴾ التوبة

(۴۴)اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے، یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

(٤٥) ﴿ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾ ﴾ یونس

(۴۵)جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید بر آں بھی اور انکے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(٤٦)﴿ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ ﴾ هود

(۴۶)آپ صبر کرتے رہیے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(٤٧)﴿ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ ﴾ یوسف

(۴۷)اور جب (یوسف عَلَیْہِ السَّلام) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا، ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(٤٨)﴿ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾

(۴۸)اسی طرح ہم نے یوسف (عَلَیْہِ السَّلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں ہم نیکو کاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ یوسف

(٤٩)﴿ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ ﴾ یوسف

(۴۹)انہوں نے کہا کیا (واقعی) تو ہی یوسف (عَلَیْہِ السَّلام) ہے، جواب دیا کہ ہاں میں یوسف (عَلَیْہِ السَّلام) ہوں اور یہ میرا بھائی ہے تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے، اللہ تعالیٰ کسی نیکو کار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(۵۰)﴿ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ ﴾ النحل

(۵۰)اور پرہیز گاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اچھے سے اچھا جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے، اور کیا ہی خوب پرہیز گاروں کا گھر ہے۔

(۵۱)﴿ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ﴿٧﴾ ﴾ الإسراء

(۵۱)اگر تم نے اچھے کام کیے تو خود اپنے ہی فائدہ کے لئے، اور اگر تم نے برائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لیے، پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے بندوں کو بھیج دیا تاکہ) وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور پہلی دفعہ کی طرح پھر اسی مسجد میں گھس جائیں اور جس جس چیز پر قابو پائیں توڑ پھوڑ کر جڑ سے اکھاڑ دیں۔

(۵۲) ﴿ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾ ﴾ الكهف

(۵۲)روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔

(۵۳)﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ ﴾ الكهف

(۵۳)یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔

(۵۴)﴿ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ﴾ الكهف

(۵۴)یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچ گیا اور اسے ایک دلدل کے چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا اور اس چشمے کے پاس ایک قوم کو بھی پایا ہم نے فرمادیا کہ اے ذوالقرنین یا تو تو انہیں تکلیف پہنچائے یا ان کے بارے میں کوئی بہترین روش اختیار کرے۔ اس نے کہا کہ جو ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی اب سزا دیں گے، پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہ اسے سخت تر عذاب دے گا (۸۷) ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لئے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔

(۵۵)﴿ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ ﴾ الحج

(۵۵)اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے، اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریئے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنادیجئے۔

(۵۶)﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ الأحزاب

(۵۶)اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو(یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں۔

(۵۷)﴿ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ ﴾ الصافات

(۵۷)یقیناتو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

(۵۸)﴿ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ ﴾

(۵۸)اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات باقی رکھی۔ کہ موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو۔ بے شک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلے دیا کرتے ہیں۔ الصافات

(۵۹)﴿ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ ﴾ الصافات

(۵۹)ہم نے (الیاس علیہ السلام) کا ذکر خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا۔ کہ الیاس پر سلام ہو۔ ہم نیکی کرنیوالوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(۶۰)﴿ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ ﴾ الزمر

(۶۰) کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

(۶۱)﴿ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ الزمر

(۶۱)ان کے لئے ان کے رب کے پاس(ہر) وہ چیز ہے جو یہ چاہیں گے نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور جو نیک کام انہوں نے کیے ہیں ان کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

(۶۲)﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ ﴾ فصلت

(۶۲)اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جایگا جیسے دلی دوست۔

(۶۳)﴿ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ ﴾ الأحقاف

(۶۳)اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تا کہ ظالموں کو ڈرائے اور نیک کاروں کو بشارت ہو۔

(٦٤) ﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ ءَاخِذِينَ مَآ ءَاتَىٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ ﴾ الذاریات

(۶۴) بے شک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور جنتوں میں ہوں گے۔ ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہوں گے وہ اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے۔

(٦٥) ﴿ هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَٰنِ إِلَّا الْإِحْسَٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ الرحمن

(۶۵) احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔

(٦٦) ﴿ وَفَوَٰكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُوا۟ وَاشْرَبُوا۟ هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ ﴾ المرسلات

(۶۶) اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ (اے جنتیوں) کھاؤ، پیو مزے سے اپنے کیے ہوئے اعمال کے بدلے۔ یقینا ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

وہ احادیث جو احسان پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنْ اللهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ أَفَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنْ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. [1]

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا ثواب چاہتا ہوں آپ نے پوچھا: تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ بولا کہ دونوں زندہ ہیں تو آپ نے پوچھا تو اجر و ثواب چاہتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی ساتھ نیک سلوک کر۔

٢- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهَا. [2]

(۲) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب (ایک) بندہ مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام عمدہ ہو (یقین و خلوص کے ساتھ) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جو اس نے (اسلام لانے) سے پہلے کئے معاف فرما دیتا ہے۔ اور اب اس کے بعد کے لئے بدلا شروع ہو جاتا ہے (یعنی ایک نیکی کے عوض دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک (ثواب) اور ایک برائی کا اسی برائی کے مطابق (بدلا دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس برائی سے بھی در گزر کرے (اور اسے بھی معاف فرما دے)۔

٣- عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَّاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ. [3]

---

[1] – صحيح البخاري رقم (٥٩٧٢) صحيح مسلم كتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَة وَالْآدَاب بَاب بِرِّ الْوَالِدَيْن وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِه رقم (٢٥٤٩)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب حُسْنُ إِسْلَامِ الْمَرْءِ رقم (٤١) صحيح مسلم رقم (١٢٩)

[3] – صحيح البخاري رقم (٩٧) صحيح مسلم كتَاب الْإِيمَان بَاب وُجُوب الْإِيمَان بِرِسَالَة نَبِيِّنَا مُحَمَّد ﷺ رقم (١٥٤)

(۳)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا: تین قسم کے آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا۔ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور پھر میرا زمانہ پائے اور مجھ پر بھی ایمان لائے میری پیروی کرے اور مجھے سچا مانے گا تو اس کا دوہرا ثواب ہے۔اور ایک اس غلام کو جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی،اس کو دوہرا ثواب ہے۔اور ایک شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو۔پھر اچھی طرح اس کو کھلائے اور پلائے اس کے بعد اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کا بھی دوہرا ثواب ہے۔

٤- عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ.[1]

(۴)شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے میں نے رسول اللہ علیہ السلام سے دو باتیں یاد رکھیں ہیں۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے حتی کہ جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو۔اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیئے کہ تم میں سے کوئی ذبح کرنا چاہے وہ چھری کو اچھی طرح تیز کرے اور اپنے جانور کو آرام دے۔

٥- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ عليه السلام فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.[2]

(۵)عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے یہاں ایک عورت (اور) اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں وہ مانگنے آئی تھیں۔اس عورت نے میرے پاس سے سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ پایا۔میں نے اسے وہ کھجور دے دی اور اس نے وہ کھجور اپنی دونوں لڑکیوں کو تقسیم کر کے دے دی پھر اٹھ کر چلی گئی اس کے بعد نبی علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔

٦- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ عليه السلام فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.[3]

(۶)سلیمان بن عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی علیہ السلام کو حجۃ الوداع کے خطبے میں فرماتے ہوئے سنا آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و تذکیر کی اس کے بعد فرمایا سنو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اس لئے کہ وہ تمہارے پاس

[1] – صحيح مسلم كِتَاب الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنْ الْحَيَوَانِ بَاب الْأَمْرِ بِإِحْسَانِ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ وَتَحْدِيدِ الشَّفْرَةِ, رقم (١٩٥٥)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ رقم (٥٩٩٥) صحيح مسلم رقم (٢٦٢٩)

[3] – (حسن) صحيح سنن الترمذي رقم (١١٦٣)، سنن الترمذي كِتَاب الرَّضَاعِ بَاب مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا رقم (١٠٨٣)

قیدی ہیں، تم ان سے اس (ہمبستری اور اپنی عصمت اور تمہارے مال کی حفاظت وغیرہ) کے علاوہ اور کچھ اختیار بھی نہیں رکھتے۔ (اور جب وہ اپنا یہ فرض ادا کر رہی ہوں تو پھر ان کے ساتھ بد سلوکی کا جواز کیا ہے؟) ہاں اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر تمہیں انہیں سزا دینے کا حق ہے) پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے علیحدہ چھوڑ دو اور انہیں مارو۔ لیکن اذیت ناک مار نہ ہو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری اختیار کر لیں تو ان کے لئے کوئی اور راستہ مت ڈھونڈو۔ (یعنی طلاق وغیرہ دینے کا مت سوچو) یاد رکھو جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے (اسی طرح) تمہاری بیویوں کا حق تم پر ہے۔ پس تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر ایسے لوگوں کو نہ روندنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے لوگوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے (چاہے وہ کوئی اجنبی مرد یا عورت ہو یا بیوی کے محارم واقارب میں سے ہو) سنو اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ ان کی پوشاک اور خوراک میں اچھا سلوک کرو (یعنی طاقت کے مطابق) یہ چیزیں احسن طریقے سے انہیں مہیا کرو۔

۷- عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ أَنْ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ. [1]

(۷) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے نیکی کی ہے یا بدی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے پڑوسی سے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو واقعی تو نے اچھا کام کیا ہے اور جب تو ان سے سنے وہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے غلط اور برا کیا تو واقعی تو نے برا کیا ہے۔

۸- عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ. [2]

(۸) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانے میں کیئے ہیں کیا ان کا مواخذہ ہم سے ہو گا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہو گا (یعنی اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مواخذہ ہو گا۔

۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ ﷺ ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ ﴾ (لقمان: ٣٤) الْآيَةَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ. [3]

---

[1] - (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم : (٤٢٢٣) سنن ابن ماجه كِتَاب الزُّهْد بَاب الثَّنَاء الْحَسَنِ رقم : (٤٢١٣).

[2] - صحيح البخاري كِتَاب اسْتِتَابَة الْمُرْتَدِّينَ وَقِتَالِهِمْ بَاب إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رقم (٦٩٢١) صحيح مسلم رقم (١٢٠)

[3] - صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَان بَاب سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ رقم (٥٠) صحيح مسلم (٩)

(۹)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن نبی ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر، اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو پھر یہ سمجھو کہ وہ دیکھ رہا ہے پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں تمہیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور سیاہ اونٹوں کو چرانے والے (دیہاتی لوگ رفتہ رفتہ) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے کہ وہ کب آئے گی (آخر آیت تک) پھر پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا آپ نے فرمایا: کہ اسے واپس بلا کر لاؤ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا: کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

۱۰- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ فَقُلْتُ مَا أَجْوَدَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جِئْتَ آنِفًا قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ يُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ.

(۱۰)عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کی ڈیوٹی سونپی گئی تھی۔ میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے رہنے کی جگہ لے کر آیا، تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا: جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے، اپنے دل اور منہ کی توجہ کے ساتھ اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی، میں نے کہا آپ نے کیا عمدہ بات فرمائی، اس پر میرے سامنے ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی، میں نے غور سے دیکھا تو وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ میں تجھے دیکھ رہا تھا تو ابھی ابھی آیا ہے (لہٰذا یہ بھی سن لے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا تھا جو کوئی تم میں سے اچھی طرح پورا وضو کرے پھر کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور بھیجے ہوئے رسول ہیں، تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائے۔[1]

وضاحت: پورا وضو کرنے سے مراد تمام اعضاء کو اچھی طرح سنت کے مطابق دھوئے۔

---

[1] – صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء رقم (۲۳٤)

۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنْ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً. (۱)

(۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت میں جو بھی داخل ہو گا اسے اس کا جہنم کا ٹھکانا دکھا دیا جائے گا کہ اگر نافرمانی کی ہوتی (تو وہاں اسے جگہ ملتی) تاکہ وہ اور زیادہ شکر کرے اور جو بھی جہنم میں داخل ہو گا اسے اس کا جنت کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا اگر اچھے عمل کئے ہوتے (تو وہاں جگہ ملتی) تاکہ اس کے لئے حسرت و افسوس کا باعث ہو۔

۱۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (۲)

(۱۲) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات سے تین روز قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کوئی آدمی نہ مرے مگر اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھ کر (یعنی خاتمہ کے وقت اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ اپنے مالک کے فضل و کرم کی امید رکھے اور اپنی نجات اور مغفرت کا گمان رکھے)۔

۱۳- عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ أَتَاهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَلِيلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ حَتَّى خِفْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا مَا دَعَوْتُمْ اللهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ. (۳)

(۱۳) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورۃ تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجرین آئے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے کسی قوم کو اس قوم سے زیادہ مال خرچ کرنے والی اور باوجود کم مال ہونے کے زیادہ ہمدردی کرنے والی نہیں دیکھا جن میں ہم نے اقامت اختیار کی، انہوں نے ہمارے اخراجات کی ذمہ داری لی اور ہمیں منفعت میں شریک کیا ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں تمام اجر و ثواب یہ لوگ ہی نہ سمیٹ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بشرطیکہ تم ان کے لئے دعائیں کرتے رہو اور ان کا شکریہ ادا کرتے رہو۔

۱٤- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنْ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ. (٤)

(۱۴) عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اچھے انداز سے وضو کرتا ہے نیز خشوع خضوع اور رکوع وغیرہ درست کرتا ہے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفّارہ ہو جاتی ہے جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ کفارہ زمانہ بھر حاصل ہوتا رہے گا۔

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي

---

[1] – صحيح البخاري كِتَاب الرِّقَاقِ بَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ رقم (٦٥٦٩)

[2] – صحيح مسلم كِتَاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَاب الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ رقم (٢٨٧٧)

[3] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٤٨٧) سنن الترمذي كِتَاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ بَاب مِنْهُ رقم (٢٤١١).

[4] – صحيح مسلم بَاب فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ, كِتَاب الطَّهَارَةِ قم (٢٢٨)

قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أَبُوكَ.(1)

(۱۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: کہ تمہاری ماں ہے، پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے، انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہے، انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارا باپ ہے۔

١٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ. (2)

(۱۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ تو پرہیز گاری اختیار کر (یعنی حرام سے بچ) سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا اور قناعت کر سب سے زیادہ شاکر تو ہو گا اور تو لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو مومن ہو جائے گا اور جو تیرا ہمسایہ ہو اس سے نیک سلوک کر تو تو مسلمان ہو گا اور زیادہ مت ہنس کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

وہ احادیث جو احسان پر معنوی دلالت کرتی ہیں

١٧- عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتَرَكَ عِيَالًا فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلَى عِيَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ فَاقْضِ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَدَّيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِينَارَيْنِ ادَّعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ. (3)

(۱۷) سعد بن اطول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ، میرا بھائی فوت ہو گیا اور اس نے ترکہ میں تین سو دینار اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے ارادہ کیا کہ (یہ دینار) ان پر خرچ کروں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے آگاہ کیا کہ تیرا بھائی قرض کی وجہ سے محبوس ہے (یعنی جنت میں داخل ہونے سے روکا گیا ہے) پس اس کا قرض ادا کر اس نے بیان کیا میں نے اس کا قرض ادا کر دیا ہے اب صرف ایک عورت باقی رہ گئی ہے جس نے دو دینار کا دعویٰ کیا ہے جبکہ اس کے پاس ثبوت نہیں ہے آپ نے فرمایا اسے دے دے وہ سچ کہتی ہے۔

١٨- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَعْقِلُوا مَعَاقِلَهُمْ وَأَنْ يَفْدُوا عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ.

(۱۸) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک کتاب لکھی (جس میں یہ تھا) کہ وہ لوگ آپس میں دیات لینے دینے کا سلسلہ جاری رکھیں اور اپنے قیدیوں کو اچھے طریقے سے آزاد کروائیں اور مسلمانوں میں اصلاح کرتے رہیں۔(4)

١٩- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ

---

1 - صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ رقم (٥٩٧١) صحيح مسلم رقم (٢٥٤٨)

2 - (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٤٢١٧) سنن ابن ماجه كِتَاب الزُّهْدِ بَاب الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى (٤٢٠٧)

3 - (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٢٤٣٣) سنن ابن ماجه كِتَاب الْأَحْكَامِ بَاب أَدَاءِ الدَّيْنِ عَنْ الْمَيِّتِ رقم (٢٤٢٤)

4 - (صحيح) دفاع عن الحديث النبوي رقم (٥) مسند أحمد رقم (٢٤٤٣)

ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا. (۱)

(۱۹) ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ان سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تھا، تو انہوں نے کہا کہ جب تمہیں ضرورت ہو (اور تمہیں سواری نہ ملے) اس پر اس طرح سوار ہو کہ اسے تکلیف نہ ہو۔

۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوجَلَّ...) (۲)

(۲۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی اس نے اسے اٹھالیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی، پھر فرمایا: کہ شہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں طاعون میں مرنے والے، پیٹ کے عارضے (ہیضے وغیرہ) میں مرنے والے اور ڈوب کر مرنے والے اور جو دیوار وغیرہ کسی بھی چیز سے دب کر مر جائے اور اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے۔

۲۱- عَنْ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَلَقَّتْ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنْ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ لَا قَالُوا تَذَكَّرْ قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنْ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَجَوَّزُوا عَنْهُ. (۳)

(۲۱) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے گذشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آئے اور پوچھا کہ تونے کچھ اچھے کام بھی کیئے ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں فرشتوں نے کہا یاد کر تو اس نے کہا ہاں میں اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ وہ مالدار لوگوں کو (جو ان کے مقروض ہوں) مہلت دے دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں اور محتاجوں کو معاف کر دیا کریں اور اللہ رب العالمین نے بھی یہی فرمایا ہے۔

۲۲- عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمَا فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ. (۴)

(۲۲) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہوگئی تھی، واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لئے کہہ رہا تھا، اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم میں یہ نہیں کروں گا، آخر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا: کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کون ہیں؟ کہ وہ اچھا کام نہیں کرینگے۔ اس صحابی نے عرض کیا میں ہی ہوں یارسول اللہ ﷺ میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

---

۱ - صحيح مسلم كِتَاب الْحَجِّ بَاب جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنْ احْتَاجَ إِلَيْهَا رقم (۱۳۲٤)

۲ - صحيح البخاري كِتَاب الْأَذَانِ بَاب فَضْلِ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ رقم (۲٤۷۲) صحيح مسلم رقم (۱۹۱٤)

۳ - صحيح مسلم كِتَاب الْمُسَاقَاةِ بَاب فَضْلِ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ رقم (۱۵٦۰) صحيح البخاري رقم (۲۰۷۷)

٤ - صحيح مسلم كِتَاب الْمُسَاقَاةِ بَاب اسْتِحْبَابِ الْوَضْعِ مِنْ الدَّيْنِ رقم (۱۵۵۷) صحيح البخاري رقم (۲۷۰۵)

۲۳- عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِي رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنْ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ. [1]

(۲۳)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا اگر اس کے پاس صدقہ (دینے کو کچھ) نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: پھر وہ اپنے ہاتھ سے کام کرے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ خیرات کرے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا وہ یہ کام نہ کرے؟ آپ نے فرمایا: کسی ضرورت مند، مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر وہ یہ کام بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا: نیکی کا حکم دے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا: برائی سے رک جائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

۲٤- عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ.

(۲۴)حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی، بھلائی صدقہ ہے۔[2]

۲٥- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحْقِرَنَّ مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ. [3]

(۲۵)ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان اور نیکی کو کم مت سمجھو، اگرچہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ وضاحت: یعنی اپنے بھائی سے خوشنما چہرے سے ہنس کر ملاقات کرے۔

۲٦- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ اسْتَجَارَ بِاللهِ فَأَجِيرُوهُ وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ. [4]

(۲۶)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے اللہ کی پناہ طلب کرے تم اسے پناہ دے دو، اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اس کا سوال پورا کرو، اور جو شخص تمہیں دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرو، اور جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کے احسان کا بدلہ دو، اگر تم بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں دعا کرو یہاں تک کہ تم محسوس کرو کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔

۲۷- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ. [5]

(۲۷)اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ احسان کیا جائے وہ احسان کرنے والے سے کہے (جزاک اللہ خیراً) اللہ تجھے بہتر بدلہ عطا کرے تو اس نے تعریف کی حد کر دی۔

---

[1] – صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَاب بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنْ الْمَعْرُوفِ رقم (۱۰۰۸)

[2] – صحيح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَاب بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنْ الْمَعْرُوفِ رقم (۱۰۰۵) صحيح البخاري رقم (۶۰۲۱)

[3] – صحيح البخاري رقم (۶۰۲۱) صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ رقم (۱۰۰۵)

[4] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (۲۵۶۷) سنن النسائي كِتَاب الزَّكَاةِ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رقم (۲۵۲۰)

[5] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۲۰۳۵) سنن الترمذي كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوفِ رقم (۱۹۵۸)

نبی ﷺ کی زندگی میں احسان کے عملی نمونے

۲۸- عَنْ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا قَالَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيبَهُ قَالَ فَيَجِيءُ مِنْ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي فَقَالَ مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ فَقَالَ اللهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي قَالَ فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ قَالَ فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمْ اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا هَذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنْ اللهِ أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا قَالَ فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنْ النَّاسِ.[1]

(۲۸) مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے اور (فاقہ وغیرہ) کی تکلیف سے ہماری آنکھوں اور کانوں کی قوت جاتی رہی، ہم اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سامنے پیش کرتے تھے لیکن ہمیں کوئی قبول نہیں کرتا تھا آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں آپ نے فرمایا: ان کا دودھ دوہو، ہم تم سب پیئں گے، پھر ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور ہم سب میں سے ہر ایک اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ چھوڑ دیتے آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر آپ مسجد میں آتے نماز پڑھتے پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اس کو پیتے ایک رات جس میں میں اپنا حصہ پی چکا تھا شیطان نے مجھے بھڑکایا شیطان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو انصار کے پاس جاتے ہیں وہ آپ کو تحفہ دیتے ہیں اور جو آپ کو ضرورت ہے مل جاتا ہے۔ آپ کو اس ایک گھونٹ کی کیا ضرورت ہوگی؟ آخر میں آیا اور

---

[1] - صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ إِيثَارِهِ رقم (۲۰۵۵)

وہ دودھ پی گیا۔ جب دودھ پیٹ میں سما گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ دودھ نہیں ملنے کا تو اس وقت شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا تیری خرابی ہو تو نے کیا کام کیا؟ تو نے رسول اللہ ﷺ کا حصہ پی لیا۔ اب آپ آئیں گے اور دودھ کو نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی، میں نے ایک چادر اوڑھی، جب اس کو پاؤں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور جب سر ڈھانپتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور مجھے نیند بھی نہ آئی اور میرے ساتھی سو گئے اور انہوں نے یہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ آئے اور معمول کے مطابق سلام کیا پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد دودھ کے پاس آئے برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں نے سمجھا کہ اب آپ بددعا کر رہے ہیں اور میں تباہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کھلا اس کو جو مجھے کھلائے اور پلا اس کو جو مجھے پلائے یہ سن کر میں نے اپنی چادر کو مضبوط باندھا اور چھری لی اور بکریوں کی طرف چلا کے جو ان میں سے موٹی ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کروں، دیکھا تو اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ پھر دیکھا تو اور بکریوں کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے میں نے آپ کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں وہ دودھ نہ دھوتے تھے اس میں میں نے دودھ دوہا یہاں تک کہ اوپر تک جھاگ آگیا (اتنا زیادہ دودھ نکلا) اور میں نے اس کو لے کر آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اپنے حصے کا دودھ رات کو پیا یا نہیں؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ دودھ پیجئے آپ نے پی کر مجھے دیا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اور پیجئے آپ نے اور پیا پھر مجھے دیا جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ سیر ہو گئے اور ان کی دعا میں نے لے لی ہے میں ہنسا۔ یہاں تک کہ خوشی کے مارے زمین پر گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مقداد تو نے کوئی بری بات کی وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا حال ایسا ہوا اور میں نے ایسا قصور کیا۔ آپ نے فرمایا: اس وقت کا دودھ (جو خلاف معمول اترا) اللہ کی رحمت تھی تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتایا ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا دیتے کہ وہ بھی یہ دودھ پیتے؟ میں نے عرض کی کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا کلام دے کر بھیجا ہے کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں جب آپ نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی اور میں نے آپ کے ساتھ حاصل کی تو کوئی بھی اس کو حاصل کرے۔

۲۹- عُثْمَانَ رضي الله عنه يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّا وَاللهِ قَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَكَانَ يَعُودُ مَرْضَانَا وَيَتْبَعُ جَنَائِزَنَا وَيَغْزُو مَعَنَا وَيُوَاسِينَا بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ...) [1]

(۲۹) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں: اللہ کی قسم ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضر اور سفر میں رہے ہیں وہ ہمارے ساتھ غزوات میں بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ کبھی تھوڑے سے اور کبھی زیادہ سے مدد بھی کیا کرتے تھے۔

[1] – مسند أحمد (۱/ ۷۰). وقال الشيخ أحمد شاكر أسناده صحيح

احسان کے متعلق علماء و مفسرین کے اقوال و آثار

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ ایسی چیزیں ہیں جو کہ سورای کے لئے تیار کئے سیاہی مائل گھڑوں سے بہتر ہیں۔ لایعنی بات نہ کر کیوں کہ یہ فضول ہے اور اس میں تیرے بارے میں جھوٹ سے بھی میں بے خطر نہیں ہو سکتا اور با مقصد بات بھی وہاں کر جو اس کی جگہ ہے کیوں کہ بعض با مقصد بات کرنے والے غیر مناسب موقع پر بات کرتے ہیں پھر تکلیف میں پڑ جاتے ہیں۔ اور سنجیدہ و بردبار سے جھگڑا نہ کر کہیں تجھ پر غصہ نہ کرے اور نہ جاہل سے کہ وہ تجھے تکلیف دے۔ اور تیرا مسلمان بھائی جب تجھ سے غائب ہو تو اس کو اس طرح یاد کر کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے بھی یاد کرے اور اس کی وہ چیز درگذر کر جو تو چاہتا ہے کہ تمہیں درگذر کرے اور اس شخص کی طرح عمل کر جو سمجھتا ہے کہ اسے احسان کا اچھا بدلہ دیا جائے گا اور جرم کی سزا دی جائے گی۔ (۱)

(۲) امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایمان دعویٰ اور خواہش کا نام نہیں بلکہ ایمان وہ چیز ہے جو لوگوں کے دلوں اندر داخل ہو جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔ جو بات اچھی کرتا ہے اور عمل برا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بات (یعنی زبانی کلمہ اور ایمان کے دعویٰ) کو رد کر دے گا۔ (۲)

(۳) عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جب وہ (اپنے گھر کے اندر) محصور تھے۔ پھر کہا بے شک تم مسلمانوں کے امیر ہو اور آپ پر جو مصیبت آن پڑی ہے وہ ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور ہمیں باغی امام نماز پڑھاتا ہے۔ لیکن ہم اس میں حرج محسوس کرتے ہیں۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نماز لوگوں کا سب سے احسن عمل ہے لہٰذا جب لوگ اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ ملکر اچھا کام کر اور جب برا کام کریں تو برائی میں ان سے الگ رہو۔ (۳)

(۴) عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے اور شہید ہونے سے کچھ دن پہلے مدینہ منورہ کے اندر دیکھا تھا، آپ جناب حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے تھے۔ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں نے کیا کیا؟ کیا تم ڈرتے ہو کہ تم زمین پر وہ بوجھ ڈال رہے ہو کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ ان دونوں نے کہا ہم نے زمین پر وہ بوجھ ڈالا ہے جس کو وہ اٹھا سکتی ہے، اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھنا کہیں تم نے زمین پر وہ بوجھ ڈالا ہو کہ وہ اٹھا نہیں سکتی ہو۔ ان دونوں نے کہا نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی دی تو میں اہل عراق کی بیواہوں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی شخص کی کبھی محتاج نہیں ہونگی۔ عمرو بن میمون نے کہا پھر عمر رضی اللہ عنہ پر چار راتیں ہی نہیں گزری تھیں کہ وہ زخمی ہو گئے۔ جب وہ زخمی ہوئے اس صبح کی نماز کے وقت اس کے اور میرے درمیان فقط عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ جب دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تھے تو کہتے برابر ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ جب ان کے اندر خلل نہ پاتے تو آگے بڑھتے اور اللہ اکبر کہتے، اور وہ کبھی سورۃ یوسف یا سورۃ النحل پڑھتے اور یہ پہلی رکعت میں، یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے پھر اس دن انہوں نے اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ میں نے انہیں کہتے

---

۱ - كتاب الصمت لابن أبي الدنيا (٢٦٤، ٢٦٥)

۲ - اقتضاء العلم العمل للبغدادي (٤٣)

۳ - صحيح البخاري رقم (٦٩٥)

ہوئے سنا مجھے کتے نے قتل کر دیا۔ کہا کاٹ دیا جب مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نے انہیں خنجر مارا پھر علج (قوم کے وہ غلام) دو طرفی چھری کو پھیرنے لگا، دائیں بائیں جس شخص سے بھی گذرتا تھا اس کو زخمی کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا جن میں سے سات لوگ فوت ہو گئے پھر جب اس کو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دیکھا تو اس پر ٹوپی والا کرتہ پھینک دیا۔ پھر جب اس علج نے سمجھ لیا کہ اب وہ پکڑا جائے گا تو خود کو قتل کر دیا، اور عمر نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کیا (یعنی امامت کے لئے) پس جو عمر کے قریب تھا اس نے یہ سارا کچھ دیکھ لیا جبکہ کونے والوں کو پتہ نہیں تھا بس انہیں جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی لہٰذا وہ سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ پھر عبدالرحمن بن عوف نے ہلکی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا لوگوں نے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس دیکھ مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ کچھ اِدھر اُدھر پھر کر آئے اور کہا مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے قتل کیا ہے کہا، کیا اس دستکار نے؟ کہا ہاں، عمر نے کہا اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے تو اس کے لئے اچھائی کا حکم کیا تھا۔ اللہ کے لئے ہی ساری تعریفیں ہیں کہ جس نے میرا موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کیا جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ اے ابن عباس تو اور تیرے باپ چاہتے تھے کہ مدینہ کے اندر علوج غلام بڑھیں (اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ علوج غلام ہوتے تھے) ابن عباس نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غلط کہہ رہے ہو۔ کیا اس کے بعد تم انہیں قتل کرو گے جب وہ تمہاری زبان بولنے لگے ہیں اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہیں اور تمہاری طرح حج کر رہے ہیں۔ پھر انہیں ان کے گھر کی طرف لے جایا گیا اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے اور ایسا لگ رہا تھا کہ لوگوں کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ پھر کوئی کہنے لگا کہ وہ خطرہ سے باہر ہیں اور کوئی کہنے لگا کہ ہم ڈر رہے ہیں ان کے بارے میں۔ اور اسی روایت میں ہے کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے بعد کے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے ساتھ اچھائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کا حق پہچانے اور ان کی حرمت کی حفاظت کرے اور اسے میں انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو مدینہ منورہ کے پہلے باسی ہیں اور مہاجرین کے آنے سے بھی پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ ان کے اچھے سے اچھی بات کو قبول کیا جائے اور برے سے درگذر کیا جائے اور میں اسے دیگر شہروں کے باسیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے معاون اور دفاع کرنے والے ہیں اور مال اور خراج جمع کرنے والے اور دشمن کے لئے قہر ہیں۔ ان سے زکوٰۃ لیتے وقت ان کا فاضل مال بھی ان کی رضامندی کے بغیر نہ لیا جائے۔ اور میں اسے اعراب کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ وہ اصلی عرب اور اسلام کی بنیاد اور قوت ہیں ان سے ان کے اچھے مال میں سے نہیں لیا جائے بلکہ ہلکا مال لیا جائے، وہ مال ان کے فقراء کے اندر لوٹایا جائے۔ اور میں اسے اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور رسول اللہ ﷺ کے ذمہ کو پورا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ عہد کو پورا کیا جائے اور ان کے پیچھے قتل کیا جائے۔ اور ان کو ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے۔[1]

(۵) علی بن عمرو نے کہا عبید اللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے شام سے حجاز کی طرف لوٹتے وقت ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ پھر اپنے غلاموں سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے اس جگہ ان کے لئے اتنا کھانا نہ پایا جو کہ ان کے لئے کافی ہو، کیوں کہ اس جگہ سے زیاد بن ابی سفیان یا عبید اللہ بن زیاد ایک بڑی جماعت کے ساتھ گذرا تھا جو کچھ وہاں تھا ختم کر دیا تھا۔ پھر عبید اللہ نے اپنے منشی کو کہا کہ اس صحراء میں جاؤ شاید تجھے

[1] – صحيح البخاري رقم (۳۷۰۰)

کوئی چرواہا مل جائے یا کوئی خیمہ ملے جہاں دودھ یا کھانا ہو، پھر منشی چلا اور اس کے ساتھ غلام بھی تھے یہاں تک وہ ایک خیمہ کے اندر بیٹھی ایک بڑھیا کے پاس آئے۔ اسے کہا، کیا تیرے پاس کھانا ہے ہم تجھ سے وہ خریدنا چاہتے ہیں؟ بڑھیا نے کہا بیچنے کے لئے تو میرے پاس کھانا نہیں ہے لیکن میرے پاس جو کھانا ہے وہ میری اور میرے بیٹوں کی ضرورت کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا تیرے بیٹے کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ اپنے ریوڑ میں ہیں اور یہ ان کے لوٹنے کا وقت ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ تو نے ان کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے کہا روٹی ہے جو کہ چولہے کے گرم کوئلوں کے اندر رکھ کر ان (بیٹوں) کا انتظار کر رہی ہوں۔ انہوں نے پوچھا اس کے علاوہ اور کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں سخاوت کر کے آدھی روٹی دے دیں۔ اس نے کہا آدھی تو نہیں دوں گی لیکن اگر ساری روٹی لینا چاہو تو لے سکتے ہو۔ انہوں نے پوچھا تو آدھی روٹی نہیں دے رہی اور ساری روٹی کیوں سخاوت کر رہی ہے۔ اس نے کہا آدھی چیز دینا عیب ہے اور ساری چیز دینا فضیلت ہے۔ اس لئے میں وہ چیز نہیں دے سکتی جو مجھے ذلیل کرے اور وہ چیز دے رہی ہوں جو مجھے عزت دے۔ ان لوگوں نے وہ گرم روٹی اٹھائی اور اس عورت نے یہ بھی نہیں پوچھا وہ کون ہیں اور وہ کہاں سے آئے ہیں۔ پھر جب وہ روٹی لے کر عبید اللہ کے پاس آئے تو ان کو اس بڑھیا کا قصہ سنایا تو وہ حیران ہوئے اور کہا ابھی ابھی جاؤ اور اس بڑھیا کو میرے پاس لے آؤ، وہ گئے اور کہا، ہمارے بڑے کے پاس چلو۔ اس نے تمہیں بلایا ہے (یعنی احسان کا بدلہ چکانے کے لئے)۔ [1]

(۶) کسی شاعر نے کہا: لوگوں پر احسان کر کہ ان کے دلوں کو غلام بنالو کب سے احسان انسان کو غلام بنا رہا ہے۔ [2]

احسان کے فوائد

(۱) احسان کا عظیم فائدہ ہے جو کہ معاشرہ کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور اسے خرابی اور ہلاکت سے بچانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اقتصادی کمزوری کی وجہ سے پیدا ہونے والی اجتماعی آفات سے بچاؤ کی شکل میں بھی۔ یہ احسان وہ مقیاس ہے جس سے انسان کے زندگی کے ساتھ تعلق میں کامیابی کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور یہ تعلق بڑا آزمائش والا ہے۔

(۳) احسان کرنے والا اللہ کی معیت (یعنی نصرت و امداد) میں ہوتا ہے اور جس شخص کو اللہ کی نصرت و تائید حاصل ہو اسے نہ تو نقصان ہوگا، اور نہ تکلیف کا خوف ہوگا۔ (آیت نمبر: ۲۸، ۲۹)

(۴) احسان کرنے والا اپنے احسان کی وجہ سے اللہ کی محبت حاصل کرتا ہے۔ (آیت نمبر: ۳۰، ۳۴)

(۵) اور اللہ عزوجل جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو لوگوں کے ہاں محبوب بنا دیتا ہے اور اس لئے محسنین لوگوں کے محبوب ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے گرد جمع رہتے ہیں ان کا دفاع کرتے ہیں جب بھی ان کو کوئی خطرہ ہوتا ہے۔

(۶) احسان کرنے والوں کے لئے آخرت میں اجر عظیم ہے، جہاں وہ خوف و غم سے امن میں ہوں گے۔ (آیت نمبر: ۳۶، ۳۹، ۶۳)

(۷) احسان کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے زمین میں کنٹرول و سلطنت حاصل ہوتا ہے۔ (آیت نمبر: ۴۸، ۶۰)

(۸) احسان کرنے والے اللہ کی رحمت کے قریب ہوتے ہیں۔ (آیت نمبر: ۴۱)

---

[1] - المنتقى من مكارم الأخلاق للخرائطي (۱۳۷، ۱٤۱)

[2] - ديوان "عنوان الحكم" للبستي

(۹)احسان کرنے والے کے لئے دنیاو آخرت کی بھلائی اور خیر کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ (آیت نمبر:۶۳،۵۵)

(۱۰)احسان معاشرتی ترقی کا وسیلہ ہے جس طرح عدل نوع انسانی کی حفاظت کا وسیلہ ہے تو احسان انسانی ترقی و کامیابی کا ذریعہ ہے اس لئے کہ احسان سے ایک دوسرے کے ساتھ روابط بڑھتے ہیں اور تعاون عام ہوتا ہے۔

(۱۱)احسان عمر، مال، اہل میں برکت کا باعث ہے۔

(۱۲)احسان خشیت الٰہی اور اللہ کے خوف کو بیدار کرتا ہے۔ جس طرح یہ رحمت الٰہی میں امید بڑھاتا ہے۔

(۱۳)احسان دلوں کے اندر کے میل، غلط فہمی اور بدگمانی کو ختم کرتا ہے۔

(۱۴)احسان انسان کے لئے خود پسندی کو ترک کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ احسان میں نیت خالص ہوتی ہے۔

(۱۵)احسان انسان کے لئے علم کا راستہ آسان کرتا ہے اور اس کے لئے حکمت کے چشمے بہا دیتا ہے۔

(۱۶)برائی کے بدلے میں نیکی کرنا (جو کہ احسان کی صورتوں میں سے ہے) انسان کے درمیان دشمنیوں کو ختم کرتا ہے۔ اور ان کو گہری دوستی اور مہربانی محبت میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس سے فتنوں کی آگ بجھ جاتی ہے اور جھگڑوں کے اسباب ختم ہو جاتے ہیں جبکہ برائی کے مقابلے میں برائی کرنے سے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں فتنوں کی آگ بھڑک اٹھتی ہے لڑائی جھگڑے کے اسباب بڑھنے لگتے ہیں اور انسانیت پستی کی گہرائیوں میں گر پڑتی ہے اور اس کی بقاء خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ (آیت نمبر:۶۲)

(۱۷)جب احسان کے ساتھ اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کیا جائے تو اس سے اس مضبوط کڑے (سہارے) کو پکڑنے کا فائدہ ہوتا ہے کہ جس سے دنیا و آخرت کی بھلائی کی امید ہوتی ہے۔ یعنی احسان کرنے والا اپنے لئے یہی کوشش کرتا ہے کہ وہ اللہ کی مضبوط رسی کے اس کڑے کو پکڑے جو کہ ٹوٹ نہ سکتا ہو۔ (آیت نمبر:۱۵)

(۱۸)احسان کی بعض اقسام کے خاص فوائد ہیں جن سے محسن کو دنیا و آخرت کی عام بھلائی اور خیر نصیب ہوتا ہے۔ مثلاً:

(الف) آدمی اپنے وضوء اور خشوع (نماز میں خوف الٰہی) اور رکوع حسن طریقے سے کرے تو یہ اس کے گزشتہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور جب تک یہ اچھائی جاری رہتی ہے گناہ مٹتے رہتے ہیں۔ (دیکھیں حدیث ۱۴)

(ب) انسان کا اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان یعنی اچھائی کرنا اس کے حسن اسلام کی سچی نشانی ہے۔ (دیکھیں حدیث، ۲،۱۶)

(ج) بندہ اگر اپنی بیٹیوں کی تربیت احسن طریقے سے کرتا ہے اور ان کی ضروریات زندگی کو صحیح طور پر ادا کرتا ہے تو یہی بیٹیاں جہنم سے اس کے لئے آڑ بن جائینگی۔ (دیکھیں حدیث ۵)

(د) عورتوں کے ساتھ احسان کرنے یعنی ان کی پوشاک و کھانے وغیرہ اور دوسری ضروریات احسن طریقے سے پوری کرنے سے خاندان کے اندر میل جول، ربط اور اندرون خانہ سکون و اطمینان رہتا ہے۔ (دیکھیں حدیث ۶)

الإخاء

(اخوت / بھائی چارہ)

لغوی بحث

لغت میں "أَخٌ" سگے بھائی کو کہتے ہیں جو آپ کے ساتھ والد یا والدہ میں شریک ہو یعنی آپ جس والد سے پیدا ہیں اس کا والد بھی وہی ہو یا آپ جس والدہ سے پیدا ہیں اس کی والدہ بھی وہی ہو تو یہ شخص آپ کا "أَخٌ" (بھائی) ہے۔ اور کبھی دوست کو بھی "أَخٌ" (بھائی) کہا جاتا ہے۔

"أَخٌ" کی جمع "إِخْوَةٌ" اور "إِخْوَانٌ" دونوں طرح آتی ہے۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: تمام بصرہ والے کہتے ہیں کہ: نسب کے بھائی ہوں تو ان کی جمع کے لئے "إِخْـــوَةٌ" آتا ہے اور دوستی کے بھائی ہوں تو ان کی جمع کے لئے "إِخْوَانٌ" آتا ہے۔ جب دوستوں کے حوالے سے کوئی بات کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے: "رَجُلٌ مِـنْ إِخْـوَانِي وَأَصْـدِقَائِي" اور اگر رشتے کے بھائیوں کے متعلق بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے: "إِخْـوَتِي" (ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ بصرہ والوں کا یہ فرق غلط ہے۔ دوست ہوں یا رشتے کے بھائی ہوں دونوں کی جمع "إِخْوَانٌ" اور "إِخْوَةٌ" مستعمل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ الحجرات: ١٠ "بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔

اس آیت میں "أَخٌ" کی جمع "إِخْوَةٌ" ہے جبکہ یہاں نسب کے بھائی مراد نہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَٰنِكُمْ ﴾ النور: ٦١ "یا تمہارے بھائیوں کے گھر سے ---" یہاں پر "أَخٌ" کی جمع "إِخْوَانٌ" ہے جبکہ اس سے نسب کے بھائی مراد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمْ ﴾ الأحزاب: ٥ "تمہارے بھائی اور دوست ہیں"۔ (یہاں "إِخْوَان" غیر نسبی بھائی دینی بھائی کی جمع کے لئے استعمال ہوا ہے)۔

اور "أَخٌ" کی مؤنث "أُخْتٌ" ہے جو مذکر کی بناوٹ سے جدا ہے اور اس کے آخر میں تا واؤ کی جگہ ہے اس لئے کہ اصل میں "أَخْوٌ" تھا۔ یہ تاء تانیث کی نہیں۔ اور "أُخْتٌ" کی جمع "أَخَوَاتٌ" ہے۔

بعض نحو کے علماء کہتے ہیں کہ: "أَخٌ" کو "أَخٌ" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ارادہ وہی ہوتا ہے جو اس کے بھائی ("أَخٌ") کا ہوتا ہے اور "أَخٌ" اصل میں "وَخَى" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قصد (اس نے قصد کیا) تو واؤ ہمزہ میں بدل کر "أَخَى" بنا۔

کہا جاتا ہے: "آخَى الرَّجُلَ مُوَاخَاةً وَإِخَاءً وَوِخَاءً" یعنی آدمی نے بھائی چارہ قائم کیا اس کا مصدر "مُؤَاخَاةً إِخَاءً" اور "وِخَاءً" ہے اور اکثر اس کا فعل ماضی "وَاخَاهُ" استعمال کرتے ہیں ابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "بَينِي وَبَينَهُ أَخُوَّةٌ وَإِخَاءٌ" اور "آخَيتُهُ" "فَاعَلْتُهُ" کے وزن پر دونوں استعمال کئے جاسکتے ہیں جس کا معنی میرا اور اس کا آپس میں بھائی چارہ ہے۔ یا میں نے اس سے بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ اور "تَأَخَّيْتُ أَخًا" کا معنی ہے میں نے بھائی بنالیا۔

حدیث میں ہے:" أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آخَى بَيْنَ المُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَار "جس کا معنی ہے کہ نبی علیہ السلام نے مہاجرین اور انصار کو اسلام اور ایمان کے بھائی چارے سے آپس میں جوڑ دیا"آخَى"کا معنی ہے اپنے لئے بھائی بنانا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"لَوكُنتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَّخَذتُ ابَا بَكرٍ خَلِيلًا وَلٰكِن أُخُوَّةُ الإِسلَامِ" "اگر میں کسی کو قریبی دوست بناتا تو میں ابو بکر کو اپنا قریبی دوست بنالیتا لیکن ان سے میرا اسلامی بھائی چارہ ہے۔

اور"تَآخَّى الرَّجُلَ"کا معنی ہے آدمی نے اپنے لئے بھائی بنایا یا کسی کو بھائی کہہ دیا۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:"أَخٌ"ایک ایسا نام ہے جس سے مساوی اور برابری مراد ہے۔

اصل میں تعارف کے وقت نسب کے بھائی کو"أَخٌ"کہا جاتا ہے۔ اور عاریۃً دوست کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس پر کوئی قرینہ دلالت کرنے والا ہو۔ اور"تَأَخَّيتُ الشَّيْءَ"کا معنی ہے میں نے اس چیز کو تلاش کیا (ڈھونڈ لیا)۔ (۱)

اصطلاحی وضاحت

ایک ماں باپ سے پیدا ہونے والوں یا صرف یا ایک ماں یا صرف ایک باپ سے پیدا ہونے والوں کے لئے اور رضاعت میں شرکت کرنے والوں کے لئے لفظ"إِخَـاءٌ"استعمال ہوتا ہے اور عاریۃً ایک دوسرے کے ساتھ ایک دین میں ایک قبلہ یا ایک فن یا ایک کاروبار میں یا دوستی و محبت میں یا کسی اور چیز میں آپس میں شرکت کرنے والوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت:﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ کے متعلق لکھا ہے کہ: مومنین کی آپس میں محبت اور مشترکہ دعوت اسلامی کی وجہ سے آپس میں بھائی ہیں۔ (۲)

نبی کریم ﷺ نے اعلی اور ادنی درجے کے لوگوں کا آپس میں بھائی چارہ قائم کیا تاکہ ادنی آدمی اعلی کے ساتھ دوست بن جائے اور اعلیٰ ادنی کے ساتھ تعاون حاصل کرے۔ اس سے نبی ﷺ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے کی وجہ ظاہر ہوتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ علی رضی اللہ عنہ کے بچپن سے ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ پھر یہ بھائی چارہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد بھی برقرار رہا۔ اسی طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھائی چارہ اس وجہ سے تھا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (تو ان کا بھائی چارہ اسلام آنے کے بعد بھی برقرار رہا)۔ (۳)

امام کفوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:"أَخٌ" (بھائی) ہر وہ شخص ہے جو آپ کے ساتھ ایک باپ یا ماں میں یکجاں ہو اور"إِخْـوَةٌ" (بھائی) نسب کے بھائی کو بھی کہا جاتا ہے اور ہم مثل یا کسی چیز میں آپس میں شریک افراد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: بھائی اس کو کہا جاتا ہے جو اپنے بھائی کے ساتھ ایک ہی پیدا ہونے کی جگہ (باپ کی پشت یا ماں کے رحم) سے کسی بھی ایک طریقے سے پیدا ہوا ہو۔

۱- لسان العرب (۲۳۱۹/۱٤) نزهة الأعين النواظر (۱۳۱)

۲- فتح الباري (۳۱۷/۷) المفردات للراغب (۱۳) الكليات للكفوي (٦۳) التوقيف على مهمات للمناعي (٤۱)

۳- فتح الباري (۳۱۸/۷)

قرآن کریم میں بھائی چارہ کا تذکرہ

مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ: قرآن کریم میں لفظ "أَخٌ" پانچ معنوں میں وارد ہوا ہے:

(۱) ماں باپ سے پیدا ہونے والے سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں یا ماں اور باپ میں سے کسی ایک سے پیدا ہونے والے سب آپس میں بھائی کہلاتے ہیں۔ لفظ "أَخٌ" قرآن میں اس معنی میں بھی مستعمل ہے جیسے سورۂ نساء میں ہے: ﴿ فَإِن كَانَ لَهُۥٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ ﴾ النساء: ۱۱ سورۂ مائدہ میں ہے: ﴿ فَطَوَّعَتْ لَهُۥ نَفْسُهُۥ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُۥ ﴾ المائدة: ۳۰ ان دونوں آیتوں میں لفظ "أَخٌ" ایک ماں باپ سے یا صرف ایک باپ یا ایک ماں سے پیدا ہونے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۲) جو ایک قبیلے کے لوگ ہوں ان کے لئے "أَخٌ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ﴾ الأعراف: ۶۵ اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: ﴿ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ﴾ الأعراف: ۷۳ سورۂ ہود میں اس طرح فرمایا: ﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ﴾ هود: ۸۴

ان آیتوں میں "أَخٌ" (بھائی) ایک قبیلے والے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۳) ایک دین اور ایک ساتھ چلنے والے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا سورۂ آل عمران میں ہے: ﴿ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا ﴾ "سورۂ حجرات میں ہے: ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ الحجرات: ۱۰ "

(۴) محبت اور دوستی کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے سورۂ حجر میں ہے: ﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِى صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَٰنًا ﴾ الحجر: ۴۷ "اور ہم ان (جنتیوں) کے سینوں سے کینہ نکال دینگے یہ آپس میں بھائی بھائی ہونگے"۔

(۵) ساتھی کے معنی میں آیا ہے جیسا کہ سورۂ ص میں ہے: ﴿ إِنَّ هَٰذَآ أَخِى لَهُۥ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً ﴾ ص: ۲۳ "یہ میرا ساتھی ہے اس کی ۹۹ بکریاں ہیں"۔(۱)

تو "إِخْـــوَةٌ" (بھائی ہونا) مذکورہ بالا معانی میں سے کسی بھی معنی میں لیا جائے بہر حال یہ انسان کا مزاج ہے کہ وہ محبت کرتا ہے اور اس سے محبت کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اسی محبت اور تعلق کی وجہ سے انسان کسی کا تعاون حاصل کر سکتا ہے اور خود دوسرں سے تعاون کر سکتا ہے۔ اور اپنی غیر موجودگی میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے کا پیغام دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔

اور انسانوں کے درمیان محبت پیدا کرنے کا سب سے اہم ذریعہ یہی بھائی چارہ ہے اس لئے کہ بھائی چارے سے دل میں ایک دوسرے کے لئے اخلاص اور دل کی صفائی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی اخلاص اور سچی محبت انسان کو وفاداری اور ایک دوسرے کی حفاظت وحمایت پر مجبور کرتی ہے۔(۲)

اور دین میں بھائی چارہ قائم کرنے کا سب سے مضبوط اور سب سے اہم سبب ہے۔ جو دینی تعلیمات کی بنیاد پر معاشرے کی اصلاح کے لئے محبت کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیتا ہے۔ اور لوگوں کو دینی تعلیمات پر جمع کرتا ہے۔

۱- نزهة الاعين النواظر (۱۳۲)

۲- أدب الدنيا والدين (۱۶۲)

بھائی چارہ دو طریقوں سے قائم ہوتا ہے

(۱) اتفاقی طور پر دو بندوں میں بھائی چارہ قائم ہوتا ہے وہ اس طرح کہ مزاج عادات نظریات اور خیالات کے لحاظ سے دونوں ایک دوسرے سے متفق ہوتے ہیں اور اس کے بھی کئی اسباب ہیں۔

(ا) فطری طور پر ایک دوسرے سے مزاج میں مشابہت کی وجہ سے محبت ہوتی ہے۔ دونوں کے مزاج میں جتنی مماثلت ہوتی ہے اتنی ان کی آپس میں محبت ہوگی۔ اگر مماثلت زیادہ ہے تو محبت بھی زیادہ ہوگی اور اگر مماثلت کم ہے تو محبت بھی کم ہوگی۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ روحیں ایک جگہ جمع کی ہوئی لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانے وہ آپس میں جڑ جاتی ہیں (مزاج میں) اور جو ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے وہ مزاج میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ (تو روحوں کی آپس میں پہچان سے مزاج میں موافقت ہوتی ہے اور روحوں کی آپس میں پہچان نہ ہونے سے مزاج بھی مختلف ہوتے ہیں)

(ب) افکار و نظریات میں موافقت کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہے جس سے عادات و کردار میں بھی دونوں ایک جیسے بن جاتے ہیں۔

(ج) کسی سے ہمیشہ یا کبھی کبھار میل جول رکھنے اٹھنے بیٹھنے اور تعلق رکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ دل لگ جاتے ہیں اور آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے فراخدلی ہوتی اور ان کی آپس میں محبت کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

(د) جب افراد کے دلوں میں نفسیاتی رکاوٹیں نہ ہوں اور دلوں میں ایک دوسرے کے لئے فراخدلی ہو اور ایک دوسرے کے لئے نیتوں میں اخلاص کا جذبہ بھی ہو تو اس سے سچی محبت اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔

(ر) کبھی ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو اس سے بھی محبت اور اخوت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ بھائی چارے کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

(ز) کبھی آپس میں محبت نہیں ہوتی لیکن ایک دوسرے کے سلوک و کردار سے متاثر ہو کر بھرپور بھائی محبت اور مضبوط چارہ قائم ہوتا ہے۔

(ھ) بعض اوقات کسی کی ذاتی اچھائیاں اور اس کے اچھے اخلاق اس کے ساتھ ایک طرح کا بھائی چارہ قائم کر دیتے ہیں جو اس کے احترام و تعظیم کی شکل میں ہوتا ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سے بھائی چارہ قائم کرنے کا قصد اور ارادہ ہو (انسان کی نیت اور ارادے سے بھائی چارہ قائم ہوتا ہے) اور اس طرح اخوت (بھائی چارے) کے دو اسباب ہیں:

(۱) یا تو انسان کسی کی خوبیاں اور اچھے اوصاف دیکھتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میں اس سے تعلق اور دوستی قائم کر لوں۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ خوبیاں انسان میں حقیقتاً موجود ہوں صرف بناوٹی نہ ہوں اس لئے کہ بناوٹی خوبیوں کی وجہ سے قائم ہونے والی محبت اور اخوۃ ختم ہو جاتی ہے بلکہ بناوٹی اچھائیوں والا شخص خود بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

(۲) اور یا انسان کو خطرہ ہو کہ میں تنہا ہوں تو مجھے نقصان ہے مشکل وقت میں میری مدد کرنے والا اور مجھے مشکل سے نکالنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ کسی کو دوست اور بھائی بنانے کا محتاج ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کسی سے بھائی چارہ اور دوستی قائم کرتا ہے۔

بہر حال بھائی چارہ قائم کرنے کے اسباب اور وجوہات جو بھی ہوں انسان کو چاہیئے کہ وہ جس سے بھائی چارہ قائم کرتا ہے اس کے حالات اور کردار کو دیکھے اور اس میں مندرجہ ذیل اوصاف تلاش کرے اگر یہ اوصاف اس میں پائے جائیں تو اس سے بھائی چارہ قائم کرلے۔

بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے انسان میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے چاہئیں

(۱) انسان دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کیونکہ دین اسلام کی تعلیمات چھوڑنے والا اپنی جان کا دشمن ہے تو اس سے تعلق اور بھائی چارہ قائم کرنے سے کسی کے نفع کی امید نہیں کی جاسکتی۔

(۲) آدمی صحیح عقلمند ہو معاملات کی درست پہلو کی طرف راہنمائی کرتا ہو اور بے عقل شخص کے ساتھ دوستی اور محبت قائم رہ سکتی ہے نہ اس کے ساتھ رہنے والے میں کوئی استقامت ہوتی ہے۔

(۳) آدمی اچھے اخلاق اچھے کردار کا مالک ہو بھلائی کو پسند کرنے والا اور اس کا حکم دینے والا ہو۔ شر سے نفرت کرتا ہو اور دوسروں کو شر سے روکنے والا ہو۔ اس لئے کہ شریر آدمی کی دوستی اور اخوت سے دشمنی سرکشی اور اخلاق کی خرابی پیدا ہوتی ہے اور ایسی دوستی میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو لوگوں کے ساتھ دشمنی کا سبب بنے اور انسان کے لئے ملامت اور رسوائی کا ذریعہ ہو۔ کیونکہ دوست اپنے دوست کے نقش قدم پر چلتا ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ آپس میں اخوت کرنے والے ایک دوسرے کی طرف جھکاؤ رکھنے والے ہوں اور آپس میں اخوت کا شوق بھی ہو۔ اس لئے کہ اس طرح دوستی اور بھائی چارہ بہت پختہ ہوتا ہے۔ پھر جب بھائی چارہ قائم ہو جائے تو بھائیوں کے آپس میں ایک دوسرے پر کچھ حقوق اور واجبات ہوتے ہیں جیسے بے ہودہ باتوں سے باز رہنا۔ ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی کا جذبہ رکھنا اور وقت بوقت ضروری طور پر ایک دوسرے سے ملاقات کرنا اس طرح دیگر اعمال جن سے بھائیوں میں محبت بڑھتی ہے اور تعلق میں پختگی آتی ہے۔ یہ سب اس اجتماعی اخوت کو ثابت کرنے کے اسباب ہیں۔ جو اسلام کے پیغام کے مقاصد کے حصول میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور اس بارے میں کئی آیات اور احادیث وارد ہیں۔ (۱)

مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل اوصاف کا مطالعہ کیجئے

الإجتماع، الإعتصام ،الإستعانة، الإغاثة، الألفة، الإيثار، الإخلاص، تفريج الكربات، التعاون على البر والتقوىٰ، التعارف، التناصر، صلة الرحم، المواساة، المعاتبه، حسن العشرة، حسن المعاملة، حسن الخلق، حسن الظن۔

اور اس کے مقابل دیکھئے

الإساءة، الإعراض، التخاذل، التعاون على الاثم والعدوان، البغض، التنازع، القسوة، قطيعة الرحم، الهجر، سوء الخلق، سوء المعاملة، سوء الظن، التفرق .

---

(۱) ... الدنيا والدين (١٦٢، ١٧٥)

وہ آیات جو اخاء کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(الف) نسبی بھائی

(۱)﴿ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ﴾ الأنعام

(۱)اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے انکو مقبول بنایا اور ہم نے انکو راہ راست کی ہدایت کی۔

(۲)﴿ وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ مُوسَىٰٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ ٱلْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥ مِن رَّحْمَتِنَآ أَخَاهُ هَٰرُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ ﴾ مريم

(۲)اس قرآن میں موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) کا ذکر بھی کر، جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا۔ ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے ندا کی اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا۔ اور اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبی بنا کر عطا فرمایا۔

(ب) دینی بھائی چارہ

(۳) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ الحجرات

(۳) اے ایمان والو بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

(۴)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ۖ ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾ ﴾ البقرة

(۴)اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہئے، تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہو گا۔

(۵)﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ ٱلْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ ٱلْمُفْسِدَ مِنَ ٱلْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾ ﴾ البقرة

(۵)لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن انکا گناہ انکے نفع سے بہت زیادہ ہے، آپ سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ تو آپ کہہ دیجئے

حاجت سے زائد چیز، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام صاف صاف تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے، تاکہ تم سوچ سمجھ سکو۔ دنیا اور آخرت کے امور کو اور آپ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ انکی خیر خواہی بہتر ہے، تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

(٦)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَآءٗ فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا وَكُنتُمۡ عَلَىٰ شَفَا حُفۡرَةٖ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَاۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ﴿١٠٣﴾ ﴾ آل عمران

(٦) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے، اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(٧)﴿ ٱشۡتَرَوۡاْ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ ثَمَنٗا قَلِيلٗا فَصَدُّواْ عَن سَبِيلِهِۦٓۚ إِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرۡقُبُونَ فِي مُؤۡمِنٍ إِلّٗا وَلَا ذِمَّةٗۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُعۡتَدُونَ ﴿١٠﴾ فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَإِخۡوَٰنُكُمۡ فِي ٱلدِّينِۗ وَنُفَصِّلُ ٱلۡأٓيَٰتِ لِقَوۡمٖ يَعۡلَمُونَ ﴿١١﴾ ﴾ التوبة

(٧) انہوں نے اللہ کی آیتوں کو بہت کم قیمت پر بیچ دیا اور اس کی راہ سے روکا بہت برا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ یہ تو کسی مسلمان کے حق میں کسی رشتہ داری کا یا عہد کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، یہ ہیں ہی حد سے گزرنے والے۔ اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں، تو تمہارے دینی بھائی ہیں، ہم تو جاننے والوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں۔

(٨)﴿ مَّا جَعَلَ ٱللَّهُ لِرَجُلٖ مِّن قَلۡبَيۡنِ فِي جَوۡفِهِۦۚ وَمَا جَعَلَ أَزۡوَٰجَكُمُ ٱلَّٰٓـِٔي تُظَٰهِرُونَ مِنۡهُنَّ أُمَّهَٰتِكُمۡۚ وَمَا جَعَلَ أَدۡعِيَآءَكُمۡ أَبۡنَآءَكُمۡۚ ذَٰلِكُمۡ قَوۡلُكُم بِأَفۡوَٰهِكُمۡۖ وَٱللَّهُ يَقُولُ ٱلۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِي ٱلسَّبِيلَ ﴿٤﴾ ٱدۡعُوهُمۡ لِأٓبَآئِهِمۡ هُوَ أَقۡسَطُ عِندَ ٱللَّهِۚ فَإِن لَّمۡ تَعۡلَمُوٓاْ ءَابَآءَهُمۡ فَإِخۡوَٰنُكُمۡ فِي ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمۡۚ وَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٞ فِيمَآ أَخۡطَأۡتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوبُكُمۡۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمًا ﴿٥﴾ ﴾ الأحزاب

(٨) کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے، اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو انہیں اللہ نے تمہاری (سچ مچ کی) مائیں نہیں بنایا، اور نہ تمہارے لے پالک لڑکوں کو (واقعی) تمہارے بیٹے بنایا ہے، یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہ (سیدھی) راہ سجھاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے، پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو، اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(۹) ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ ﴾ الحجرات

(۹)(یادرکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۱۰) ﴿ وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلْإِيمَـٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ نَافَقُوا۟ يَقُولُونَ لِإِخْوَٰنِهِمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَـٰذِبُونَ ﴿١١﴾ ﴾ الحشر

(۱۰) اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔ کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم جلا وطن کیے گئے تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں۔

(ت) قبائلی بھائی چارہ

(۱۱) ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ ﴾ الشعراء

(۱۱) قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان کے بھائی نوح (عَلَيْهِ السَّلَام) نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں۔

(۱۲) ﴿ كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ ﴾

(۱۲) عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟۔ میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ الشعراء

(۱۳) ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَـٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ ﴾

(۱۳) ثمودیوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟۔ میں تمہاری طرف اللہ کا امانت دار پیغمبر ہوں۔ تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا کرو۔ الشعراء

(۱٤) ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ ﴾ الشعراء

(۱٤) قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی لوط (عَلَيْهِ السَّلَام) نے کہا کیا تم اللہ کا خوف نہیں رکھتے؟۔(۱۵) ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَـٰلِحًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ ﴾ النمل

(۱۵) یقیناً ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو پھر بھی وہ دو فریق بن کر آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔

(۱٦) ﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَـٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱرْجُوا۟ ٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ ﴾

(۱٦) اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب (عَلَيْهِ السَّلَام) کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگوں اللہ کی عبادت کرو قیامت کے دن کی توقع رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ العنکبوت

(۱۷)﴿ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ ﴾ الأحقاف

(۱۷)اور عاد کے بھائی کو یاد کرو، جبکہ اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کی عبادت نہ کرو بے شک میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں۔

(۱۸)﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ﴿١٢﴾ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ﴿١٣﴾ ﴾ ق

(۱۸)ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور رس والوں نے اور ثمود نے۔ اور عاد نے اور فرعون نے اور برادران لوط نے۔

(ج) مودۃ اور محبت کا بھائی چارہ

(۱۹)﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾ ﴾ الحجر

(۱۹)پرہیز گار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا)سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ(۴۶)ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

(د) دوستی کا بھائی چارہ

(۲۰)﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ ﴾ الأحزاب

(۲۰)اللہ تعالیٰ تم میں سے انہیں (بخوبی) جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آجاتے ہیں۔

(۲۱)﴿ وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ ﴾ ص

(۲۱)اور کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی (بھی) خبر ملی؟ جبکہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں آگئے۔ جب یہ (جناب) داؤد (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، پس یہ ان سے ڈر گئے، انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم دو فریق مقدمہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے۔ (سنیئے) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک بھی مجھ کو دے دے اور مجھ پر بات میں بڑی سختی برتتا ہے۔

وہ آیات جو اخاء کے متعلق معنوی دلالت کرتی ہیں

(٢٢)﴿ وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـًٔاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ ﴾ النساء

(٢٢)اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔

(٢٣) ﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذۡ أَخۡرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ثَانِيَ ٱثۡنَيۡنِ إِذۡ هُمَا فِي ٱلۡغَارِ إِذۡ يَقُولُ لِصَٰحِبِهِۦ لَا تَحۡزَنۡ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَاۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيۡهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٖ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلسُّفۡلَىٰۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِيَ ٱلۡعُلۡيَاۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ التوبة

(٢٣)اگر تم ان (نبی) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس جناب باری تعالیٰ نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

(٢٤)﴿ يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعۡبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسۡمَآءٗ سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلۡطَٰنٍۚ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۚ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ﴿٤٠﴾ يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا فَيَسۡقِي رَبَّهُۥ خَمۡرٗاۖ وَأَمَّا ٱلۡأٓخَرُ فَيُصۡلَبُ فَتَأۡكُلُ ٱلطَّيۡرُ مِن رَّأۡسِهِۦۚ قُضِيَ ٱلۡأَمۡرُ ٱلَّذِي فِيهِ تَسۡتَفۡتِيَانِ ﴿٤١﴾ ﴾ يوسف

(٢٤)اے میرے قید خانے کے ساتھیو کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟۔ اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے قید خانے کے رفیقو تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہو جائے گا، لیکن دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے، تم دونوں جس کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اس کام کا فیصلہ کر دیا گیا۔

وہ احادیث جو اخاء پر دلالت کرتی ہیں

۱- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ أَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قُلْتُمْ؟ فَقُلْنَا دَعَوْنَا لَهُ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَأَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ شَكَّ شُعْبَةُ فِي صَوْمِهِ وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ إِنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. (۱)

(۱)عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ کرادیا(انہیں بھائی بھائی بنادیا) پس ان میں سے ایک تو شہید ہو گیا۔اور دوسرا بھی تقریباً ایک ہفتہ کے بعد فوت ہو گیا۔تو ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے کون سی دعا کی ہم نے کہا ہم نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی ہے:"اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَأَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ" (الٰہی اسے بخش دے اور اسے اپنے ساتھی سے ملادے)پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شہید کی نمازوں کے بعد ایک ہفتہ تک اس نے جو نمازیں پڑھیں ہیں وہ کہاں گئیں اس کے بعد جو اس نے روزے رکھے ہیں وہ کہاں گئے۔(شعبہ کو روزوں کے بارے میں شک ہوا ہے)اور اس نے شہید کے بعد جو عمل کئے ہیں وہ کہاں گئے؟ بے شک ان دونوں کے درمیان درجہ و مقام کے اعتبار سے اس طرح فرق ہے جس طرح زمین و آسمان کے درمیان(فرق ہے)۔

۲- عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمْ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ. (۲)

(۲)ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان اور ابو درداء رضی اللہ عنہما میں(ہجرت کے بعد)بھائی چارہ کرایا تھا ایک مرتبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے گئے تو(ان کی عورت)ام الدرداء کو بہت خستہ حال میں دیکھا۔ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام درداء نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں،اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہوگے راوی نے بیان کیا کہ پھر وہ کھانے میں شریک ہوگئے۔(اور نفلی روزہ توڑ دیا)رات ہوئی تو ابو درداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے اٹھے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر (تھوڑی دیر بعد)اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے

۱- (صحیح) صحيح سنن أبي داود رقم (٢٥٢٤) سنن أبي داود كتاب الجهاد باب في النور يرى عند قبر الشهيد رقم (٢١٦٢)

۲- صحيح البخاري كتاب الصوم باب من أقسم على أخيه ليفطر في التطوع ولم ير عليه قضاء إذا كان أوفق له رقم (١٩٦٨)

فرمایا کہ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ اس لئے ہر حق والے کے حق کو ادا کرنا چاہیئے۔ پھر آپ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا: سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ المَدِيْنَة فَرَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ ذَلِكَ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنْ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ.[1]

(۳) جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ آیا تو میں نے ایک ایسی شخصیت کو دیکھا کہ لوگ اس کی بات قبول کرتے ہیں وہ جو بات کرتا ہے لوگ اسے قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے دو مرتبہ کہا کہا (آپ ﷺ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول ﷺ) آپ ﷺ نے فرمایا: علیک السلام نہ کہو کیونکہ علیک السلام تو میت کا سلام ہے بلکہ السلام علیکم کہو وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تم اسے پکارو تو وہ تم سے تکلیف دور کر دے اور اگر قحط سالی کا شکار ہو جاؤ اور اس ذات باری تعالیٰ سے دعا کرو تو وہ تمہارے لئے کھیتیاں اگا دے، اور تم کہیں بنجر زمین (جہاں درخت ہو نہ پانی) یا بیاباں میں ہو تو تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اس ذات سے دعا کرو تو وہ اس کو (سواری) لوٹا دے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی مجھے کوئی وصیت فرمائیں: آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کو گالی نہ دینا وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، غلام، اونٹ یا بکری وغیرہ کو گالی نہیں دی، آپ ﷺ نے فرمایا: بھلائی کے کسی کام کو حقیر نہ جاننا، اور اگر تم اپنے بھائی سے بات کرو تو ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ کیونکہ یہ بھی نیکی ہے۔ اور اپنا ازار (شلوار وغیرہ) نصف پنڈلی تک اونچا رکھو اگر ایسا نہ کر سکو تو ٹخنوں تک اوا پنی تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچاؤ کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی شخص تمہیں گالی دیتا ہے اور تیرے عیب کو جو وہ جانتا ہے بیان کرے تو تم اس کے جو عیب جانتے ہو بیان نہ کرو کیونکہ اس کا وبال (نقصان) اسی کو ہو گا۔

٤- عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ.[2]

(۴) مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے محبت کرلے تو وہ اسے بتائے کہ میں اس (یعنی تم) سے محبت کرتا ہوں۔

---

[1] - (صحیح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٠٨٤) سنن أبي داود كتاب اللباس باب ما جاء في إسبال الإزار رقم (٣٥٦٢)

[2] - (صحیح) صحيح سنن أبي داود رقم (٥١٢٤) سنن أبي داود كتاب الأدب باب إخبار الرجل الرجل بمحبته إياه رقم (٤٤٥٩)

٥- عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ لَمْ يَقُلْ عِيسَى بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ: وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ(١)

(٥)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفیں برابر کرو کندھوں کو ملاؤ صفوں کے درمیان خالی جگہ نہ چھوڑو اور اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ، (عیسیٰ نے بایدی اخوانکم کا ذکر نہیں کیا) اور فرمایا: شیطان کے لئے خالی جگہیں نہ چھوڑو جس نے صف کو جوڑا (ملایا) اللہ اسے (اپنی رحمت) سے ملائے گا، جس نے صف کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کریگا۔

وضاحت: ابوداؤد نے بیان کیا کہ نرم ہونے کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص صف میں شامل ہونا چاہے تو صف میں موجود ہر شخص (کو چاہیے) کہ وہ اپنے کندھے نرم کرے تاکہ وہ صف میں شامل ہو سکے۔

٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ.(٢)

(٦)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے دوسرے گاؤں میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا، جب وہ وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا کہ تو کہاں جارہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے، میں اس کو دیکھنے جارہا ہوں، فرشتے نے کہا کہ اس کا تیرے اوپر کوئی احسان ہے جس کو نبھانے کے لئے تو اس کے پاس جارہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ نہیں اس کا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے، میں صرف اس کو اللہ کے لئے دیکھنا چاہتا ہوں تو فرشتہ نے کہا کہ پس میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول (قاصد) ہوں اور اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے جس طرح تو اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔

٧- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ.(٣)

(٧)انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت پیدا کی (یعنی بھائی بھائی بنایا)۔

٨- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ.

(٨)عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ ﷺ کا بھائی ہوں، (تو آپ عائشہ سے کیسے نکاح کریں گے) نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے رشتہ سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا میرے لئے حلال ہے۔(٤)

٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ

١ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٦٦٦) سنن أبي داود كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف رقم (٥٧٠)
٢ - صحيح مسلم كتاب البر والصلة والآداب باب في فضل الحب في الله رقم (٢٥٦٧)
٣ - صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله عنهم رقم (٢٥٢٨)
٤ - صحيح البخاري كتاب النكاح باب تزويج الصغار من الكبار رقم (٥٠٨١)

مَرْيَمَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ قَالُوا كَيْفَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ. (١)

(۹)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عیسیٰ بن مریم سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں سب سے زیادہ نزدیک ہوں لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پیغمبر ایک باپ کے بیٹوں کی طرح ہیں ان کی مائیں الگ الگ ہیں۔ ان کا دین ایک ہی ہے اور میرے اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں ہے۔

وضاحت: ادھر ایک باپ کے بیٹوں سے تشبیہ دینا مراد ہے۔

١٠- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ. (٢)

(۱۰)انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم مظلوموں کی تو مدد کر سکتے ہیں لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ نے فرمایا: کہ اس کا ظلم سے ہاتھ پکڑلو (یہی اس کی مدد ہے)۔

١١- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ. (٣)

(۱۱)ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے (قوت بیانیہ بڑھ کر رکھتا ہے) تو میں جو کچھ میں سنتا ہوں اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں۔ پھر اگر میں اس کو اس کے بھائی کا حق چرب زبانی (غلطی سے) دلادوں تو وہ دوسرا (حلال نہ سمجھے) یعنی اس کو نہ لے کیونکہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔

١٢- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ.

(۱۲)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا اے کافر تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ اگر وہ (شخص) ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا تو ٹھیک اور (اگر وہ ایسا نہیں) تو یہ کلمہ اس کے اپنے اوپر لوٹ جائے گا (یعنی وہ کافر ہو جائے گا)۔ (٤)

١٣- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنْ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ

---

١ - صحيح البخاري رقم (٣٤٤٣) صحيح مسلم كِتَاب الْفَضَائِلِ بَاب فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام رقم (٢٣٦٥)

٢ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا رقم (٢٤٤٤) صحيح مسلم رقم (٢٨٨٨)

٣ - صحيح البخاري رقم (٢٦٨٠) صحيح مسلم كِتَاب الْأَقْضِيَةِ بَاب الْحُكْمِ بِالظَّاهِرِ وَاللَّحْنِ بِالْحُجَّةِ رقم (١٧١٣)

٤ - صحيح البخاري رقم [illegible] (٦٠)

الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ. (۱)

(۱۳)ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا صدقہ ہے اور تیرا اچھے کاموں کا حکم دینا صدقہ ہے، اور تیرا بری باتوں سے روکنا صدقہ ہے اور تیرا کسی شخص کی ایسے علاقے میں رہنمائی کرنا صدقہ ہے جہاں اس کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تیرا کسی کم نظر والے شخص کی مدد کرنا صدقہ ہے، اور تیرا راستے سے پتھر، کانٹے اور ہڈی کو دور کرنا صدقہ ہے، اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔

۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. (۲)

(۱٤)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا البتہ وہ شخص جس کی اس کے بھائی کے ساتھ دشمنی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں (تین مرتبہ فرمایا)۔

۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ ﷺ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عليه السلام لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ ﷺ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عليه السلام فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِدْرِيسَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا إِدْرِيسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عليه السلام فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا عِيسَى ابْنُ

---

۱ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۱۹٥٦) سنن الترمذي كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَة باب مَا جاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوف رقم (۱۸۷۹)

۲ - صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَة وَالْآدَاب باب النَّهْيِ عَنْ الشَّحْنَاءِ وَالتَّهَاجُرِ رقم (۲٥٦٥)

مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عليه السلام فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ...) (١)

(۱۵)انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے لئے میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ (مکرمہ) میں تھا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ بعد ازاں اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا پھر وہ سونے کی ایک طشتری (برتن) لائے جس میں ایمان اور حکمت تھا اور اسے میرے دل میں داخل کر دیا پھر (سینے کے) سوراخ کو ملا دیا بعد ازاں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمانوں کی جانب لے گئے جب میں آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان پر پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے نگران سے کہا کہ (دروازہ) کھول لو۔ اس نے دریافت کیا کون ہے؟ جبرئیل نے بتایا میں جبرئیل ہوں۔ نگران فرشتے نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نگران فرشتے نے دریافت کیا کیا ان کی جانب پیغام بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل نے اثبات میں جواب دیا جب دروازہ کھل گیا تو ہم آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان پر چلے گئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور (اس کی آل اولاد میں سے) کچھ لوگ اس کی دائیں جانب اور کچھ لوگ بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے جب وہ اپنی دائیں جانب نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب وہ اپنی بائیں جانب نظر اٹھاتا تو رونے لگتا۔ اس نے کہا صالح پیغمبر اور صالح بیٹے کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے ان میں سے دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں اور جب وہ بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے جایا گیا جبرائیل نے نگران فرشتے سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا اس کے نگران نے بھی وہی بات کہی جو پہلے آسمان کے نگران نے کہی تھی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے آسمانوں میں آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ان کی منازل اور مقامات کا تفصیلی احوال ذکر نہیں کیا صرف آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملنے کا ذکر فرمایا، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام پر گذرے تو انہوں نے فرمایا: کہ آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا: آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

١٦- عَنْ صَفْوَانَ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ) وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَأَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَنْزِلِهِ فَلَمْ أَجِدْهُ وَوَجَدْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ أَتُرِيدُ الْحَجَّ الْعَامَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعُ اللهَ لَنَا بِخَيْرٍ فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُولُ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ...

---

(١) - صحيح البخاري رقم (٣٤٩) صحيح مسلم كتاب الإيمان باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات رقم (١٦٣)

(۱۶)صفوان (اور وہ صفوان بن عبد اللہ بن صفوان تھے) ان کے نکاح میں درداء رضی اللہ عنہا تھیں انہوں نے کہا کہ میں (ملک) شام میں آیا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مکان پر گیا۔ لیکن وہ نہیں ملے اور ام درداء رضی اللہ عنہا ملیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو میرے لئے دعا کرنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے (عدم موجودگی میں) قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ معین ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے (عدم موجودگی میں) دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تمہیں بھی یہی ملے۔ پھر میں بازار کو نکلا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی روایت کیا۔ (۱)

۱۷- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ. (۲)

(۱۷)انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبد الرحمن بن عوف ہجرت کر کے آئے تو نبی ﷺ نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرایا تھا سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے آدھا قبول کر لیں۔ لیکن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پنیر اور گھی میں نفع ملا چند دنوں کے بعد انہیں نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپ نے فرمایا: عبد الرحمن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ انہیں مہر میں تم نے کیا دیا؟ انہوں نے بتایا کہ ایک گٹھلی برابر سونا نبی ﷺ نے فرمایا: اب ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔

۱۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ. (۳)

(۱۸)انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک (علم حاصل کرنے کے لئے) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوسرا بھائی روزی کماتا تھا روزی کمانے والے نے اپنے بھائی کے بارے میں نبی ﷺ کے پاس شکایت کی کہ وہ کوئی کام نہیں کرتا آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ تجھے اس کے سبب رزق مل رہا ہے۔

۱۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا فَقَالَ وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ

۱- صحيح مسلم كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ بَاب فَضْلِ الدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ رقم (۲۷۳۳)

۲- صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رقم (۳۹۳۷) صحيح مسلم رقم (۱٤۲۷)

۳- (صحيح)، صحيح سنن الترمذي رقم (۲۳٤۵) سنن الترمذي كِتَاب الزُّهْدِ بَاب فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللَّهِ رقم (۲۲٦۷)

فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلْ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ. (۱)

(۱۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو (دینی) بھائی تھے جو کہ محنت وکوشش کے لحاظ سے برابر تھے لیکن ان میں سے ایک خطاکار تھا اور دوسرا انتہائی عبادت گزار۔ عبادت گزار اس دوسرے شخص کو گناہ کرتے دیکھتا تو وہ اسے باز رہنے کی تلقین کرتا رہتا اس نے ایک روز اسے گناہ کرتے دیکھا تو کہا باز آجا اس (خطاکار) نے کہا مجھے (میرے حال) پر چھوڑ دو میرے رب کی قسم کیا آپ مجھ پر نگران مقرر کئے گئے ہیں؟ پس اس نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں بخشے گا یا اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ ان دونوں کی روحیں قبض کی گئی تو وہ اللہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس مجتہد (عبادت گزار) سے فرمایا: کیا تم میرے متعلق زیادہ جانتے تھے یا تم اس چیز پر غالب تھے جو میرے ہاتھ میں تھی؟ گناہ گار سے فرمایا: جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا۔ دوسرے کے متعلق فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایک بات کہہ کر اپنی دنیا و آخرت تباہ کر لی۔

۲۰- عَنْ عَمْرٍو وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ كَانَ يُخَابِرُ قَالَ عَمْرٌو فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ تَرَكْتَ هَذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمْرُو أَخْبَرَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا إِنَّمَا قَالَ يَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا.

(۲۰) عمرو اور طاؤس کے بیٹے سے روایت ہے کہ طاؤس وہ جو مخابرہ کرتے تھے (یعنی زمین کو بٹائی پر دیتے تھے) تو عمرو (راوی طاؤس) کہتے ہیں کہ میں نے ان (طاؤس) سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن اگر تم مخابرہ چھوڑ دو تو بہتر ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع کیا ہے۔ تو طاؤس نے کہا کہ اے عمرو مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں زیادہ جاننے والا تھا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دے دے تو معین اجرت (کرایہ) لے کر دینے سے بہتر ہے۔ (۲)

۲۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنْ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (۳)

(۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، نہ خرید و فروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ دو، نہ باہم بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو (یعنی اعراض اور بے رخی) اور نہ تمہارا ایک دوسرے

---

۱ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (۴۹۰۱) سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ الْبَغْيِ رقم (۴۲۵۵)

۲ – صحيح مسلم كِتَاب الْبُيُوعِ بَاب الْأَرْضِ تُمْنَحُ رقم (۱۵۵۰)

۳ – صحيح البخاري رقم (۶۰۶۴) صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ... رقم (۲۵۶۴)

کے سودے پر سودا کرے اور اے اللہ کے بندو تم بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے حقیر گردانے اور نہ اس کو (مدد کے وقت) بے سہارا چھوڑے، تقوی یہاں ہے اور آپ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تین مرتبہ یہی بات فرمائی پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ایک شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر تصور کرے۔ ہر مسلمان کا خون اس کا مال اور اس کی عزت، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

۲۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ. (۱)

(۲۲) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی بھلائی کو ہر گز حقیر نہ جاننا اگرچہ تیرا اپنے بھائی سے خندہ روئی ملنا ہی ہو (یعنی اسے بھی معمولی نیکی نہ سمجھنا)۔ وضاحت: وجہ طلق کا معنی ہشاش بشاش ہنستا ہوا چہرہ ہے۔

۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلْ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ إِنَاءَهَا. (۲)

(۲۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال تجارت نہ بیچے۔ کوئی شخص نجش (یعنی خرید و فروخت میں بولی بڑھا کر) ایک دوسرے سے دھوکہ نہ کرے، اور نہ اپنے بھائی کی لگائی ہوئی قیمت پر بھاؤ بڑھائے نہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پیغام نکاح کی موجودگی میں اپنا پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت (کسی مرد سے) اپنی (اسلامی) بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے، (جو اس مرد کے نکاح میں ہو) تاکہ اس طرح اس کا حصہ بھی خود لے لے۔

۲٤- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (۳)

(۲٤) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللهُ لَهَا. (٤)

(۲۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح نہ بھیجے (یعنی جب تک پیغام منگنی ختم نہیں ہو جاتا دوسرا شخص اس جگہ پیغام منگنی نہیں بھیج سکتا) اور نہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور کسی عورت سے اس کی پھوپھی کے یا اس کی خالہ کے عقد نکاح میں ہوتے ہوئے (بھتیجی یا بھانجی سے) نکاح نہ کیا جائے۔ اور کوئی عورت اپنی بہن

---

۱ - صحيح مسلم كتاب الْبِرّ وَالصِّلَة وَالْآدَاب بَاب اسْتِحْبَاب طَلَاقَة الْوَجْه عِنْدَ اللِّقَاء رقم (۲٦۲٦)
۲ - صحيح البخاري كتاب الشُّرُوط بَاب مَا لَا يَجُوزُ مِنْ الشُّرُوط فِي النِّكَاحِ رقم (۲۷۲۳) صحيح مسلم رقم (۱٥۱٥)
۳ - صحيح البخاري كتاب الْأَدَب بَاب الْهِجْرَة رقم (٦۰۷۷) صحيح مسلم رقم (۲٥٦۰)
٤ - صحيح مسلم كتاب النِّكَاح بَاب تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا فِي النِّكَاحِ رقم (۱٤۰۸)

(یعنی پہلی بیوی) کی طلاق کا مطالبہ اس نیت سے نہ کرے کہ اس کے حصہ کا رزق بھی اسے مل جائے بلکہ اس کی موجودگی میں نکاح کرے کیونکہ اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کی تقدیر میں ہے۔

۲۶- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِرْفَقَهُ أَنْ يَضَعَهُ عَلَى جِدَارِهِ. (۱)

(۲۶) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی دیوار پر شہتیر (لکڑی وغیرہ) رکھنے سے منع نہ کرے۔

۲۷- عَنْ أَنَسٍ كُنْتُ جَالِساً وَرَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لاَ يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ قَالَ أَنَس: فَخَرَجْتُ أَنَا وَالرَّجُلُ إِلَى السُّوْقِ فَإِذَا سِلْعَة تُبَاعُ فَسَاوَمْتُهُ فَقَالَ: بِثَلاَثِيْنَ، فَنَظَرَ الرَّجُل فَقَالَ: قَدْ أَخَذْتُ بِأَرْبَعِيْن فَقَالَ صَاحِبُهَا: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى هَذاَ وَأَنَا أُعْطِيْكَهَا بِأَقَلّ مِنْ هَذاَ ثُمَّ نَظَرَ أَيْضاً فَقَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا بِخَمْسِيْنَ فَقَالَ صَاحِبُهَا: مَا يَحْمِلُك عَلَى هَذَا وَأَنَا أُعْطِيكَهَا بِأَقَلّ مِنْ هَذَا قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْل: لاَ يُؤْمِنُ عَبْد حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِه وَأَنَا أَرَى أَنَّهُ صَالِح بِخَمْسِيْنَ.

(۲۷) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اس وقت تک کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اور میرے وہی بھائی بازار کی طرف گئے وہاں ایک سامان بکنے کے لئے رکھا ہوا تھا وہ شخص اس کا ریٹ تیس لگا رہا تھا۔ تو دوسرے شخص نے کہا میں نے چالیس میں خرید لیا۔ تو بیچنے والے نے کہا آپ کو کیا ہوا میں نے تمہیں تیس میں دیا آپ نے چالیس میں لیا؟ پھر اس نے سامان کی طرف دیکھ کر کہا میں نے یہ پچاس میں خرید لیا، پھر بیچنے والے نے وہی الفاظ دہرائے خریدنے والے نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ آپ فرمارہے تھے اس وقت تک کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور میں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ مال پچاس کا ہے۔ (۲)

۲۸- عَنْ الْمَعْرُورِ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمْ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ. (۳)

(۲۸) معرور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زبدہ (ایک شہر کا نام) میں ملا وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی (اسی طرح کا) جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص یعنی غلام کو برا بھلا کہا تھا اور اس کی ماں کی غیرت دلائی (یعنی گالی دی) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ معلوم کر کے مجھ سے فرمایا اے ابو ذر! تو نے اسے ماں کے نام سے غیرت دلائی ہے۔ بے شک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے، (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بناپر)

---

۱ – مسند أحمد رقم (۲۳۰۷) وقال الشيخ أحمد شاكر إسناده (صحيح) في التعليق المسند رقم (۲۳۰۷)

۲ – مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب لا يؤمن عبد حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه (۱/ ۵۱) صحيح البخاري رقم (۱۳) صحيح مسلم رقم (۴۵)

۳ – صحيح البخاري كتاب الْإِيمَانِ بَاب الْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا رقم (۳۰) صحيح مسلم رقم (۱۶۶۱)

انہیں تمہارے قبضے میں کر دیا ہے تو جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھاتا ہے، اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو آپ پہنتا ہے اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لئے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

٢٩- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ﴾ (آل عمران: ١٦٩) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.(١)

(٢٩) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب غزوہ احد میں تمہارے بھائیوں کو سعادت شہادت نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا۔ وہ جنت کی نہروں پر ورود مسعود کرتی ہیں۔ اور عرش کے سایہ میں معلق سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتی ہیں۔ پس جب انہیں من پسند کھانے اور مشروب اور راحت وسکون کے لئے رہائش میسر ہوئی تو انہوں نے کہا "ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو کون بتائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے، تاکہ وہ جہاد سے پہلو تہی نہ کریں، اور لڑائی کے وقت پیچھے نہ ہٹیں، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا" میں تمہارے متعلق انہیں بتا دیتا ہوں" اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا ﴾ (آل عمران: ١٦٩) (جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دئے جائیں تو تم انہیں مردہ تصور نہ کرو"۔

٣٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ عَلِيٌّ بِابْنَةِ حَمْزَةَ فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عَلِيٌّ ابْنَةُ عَمِّي وَأَنَا أَخْرَجْتُهَا وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا عِنْدِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي وَكَانَ زَيْدٌ مُؤَاخِيًا لِحَمْزَةَ آخَى بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِزَيْدٍ أَنْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَاهَا وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَهِيَ إِلَى خَالَتِهَا. (٢)

(٣٠) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آپ ﷺ مکہ سے نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نکلتے وقت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنے ساتھ لے گئے۔ تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے متعلق علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم کے درمیان کشمکش ہوئی۔ اور آپ ﷺ کے پاس آئے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور میں ان کو ساتھ لے کر آیا ہوں، اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے، اور زید رضی اللہ عنہ کی حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اخوت قائم تھی، ان دونوں کے درمیان اخوت آپ ﷺ نے قائم کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! زید رضی اللہ عنہ کو، آپ میرے مولیٰ ہیں اور اس بچی کے مولیٰ ہیں، اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ میرے بھائی ہیں اور میرے دوست ہیں، اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ میں میری شباہت پائی جاتی ہے اور آپ کے اخلاق میرے اخلاق کی طرح ہیں، اور وہ بچی اپنی خالہ کے پاس رہے گی۔

---

١ - (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٢٥٢٠)، سنن أبي داود كتاب الجهاد باب في فضل الشهادة رقم (٢١٥٨)

٢ - مسند أحمد (١/٢٣٠) وقال الشيخ أحمد شاكر إسناده صحيح

٣١- حَدَّثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه بِالرَّحَبَةِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ قَدْ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ عَلَى الْإِيمَانِ قَالُوا مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (1)

(٣١) علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمانے لگے: یہ واقعہ رحبہ نامی جگہ پر ذکر کیا، فرمانے لگے حدیبیہ کے موقع پر ہماری طرف کچھ مشرک لوگ آئے ان میں سہیل بن عمرو اور کچھ بڑے سردار بھی تھے۔ تو کہنے لگے اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف ہمارے بیٹے اور ہمارے بھائی اور ہمارے غلام اور جن کے پاس دین کی سمجھ نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے مال اور ہمارے ساتھ جو زیادتی کی ہے اس کی وجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں لہٰذا آپ انہیں ہمیں واپس لوٹا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان کو دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں دین سمجھا دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے اہل قریش! رک جاؤ، ورنہ اللہ رب العالمین تمہاری طرف ایسے آدمی کو مسلط کرے گا جو تمہاری گردنوں کو تلوار کے ساتھ اڑائیں گے۔ اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پرکھ لیا ہوگا۔ اہل قریش نے کہا، وہ کون ہے؟ اے اللہ کے رسول!۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اے اللہ کے رسول وہ کون ہے؟ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا وہ کون ہے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ چپل کو صحیح کرنے والا، اور آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو چپل دی تھی کہ وہ صحیح کریں، پھر علی رضی اللہ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہے تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

٣٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَـٰنَكُمْ﴾ (البقرة: ١٤٣) الْآيَةَ. (2)

(٣٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اللہ کے رسول ہمارے وہ بھائی جو فوت ہو گئے اس حال میں کہ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَـٰنَكُمْ﴾ ترجمہ: اللہ آپ کے ایمان (نماز) ضائع نہیں کرے گا"۔

٣٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي... (3)

(٣٣) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

---

1 - سنن الترمذي كتاب الْمَنَاقِب بَاب مَنَاقِب عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب رضي الله عنه رقم (٣٦٤٨) وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح غريب

2 - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٩٦٤) سنن الترمذي كتاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ رقم (٢٨٩٠)

3 - صحيح البخاري رقم (٣٦٥٦) صحيح مسلم كتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ بَاب مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه رقم (٢٣٨٣)

٣٤- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ: مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ.(١)

(٣٤)جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا، اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھ لو۔

٣٥- عَنْ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(٢)

(٣٥)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت دور فرمائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

٣٦- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَيَقُولُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ أَحَدُهُمَا وَكَانَ يَقُولُ لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ مِنَ الْمَعْرُوفِ سِتٌّ يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَنْصَحُهُ إِذَا غَابَ وَيَشْهَدُهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيَتْبَعُهُ إِذَا مَاتَ وَنَهَى عَنْ هِجْرَةِ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.(٣)

(٣٦)ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ وہ اس کو ذلیل کرتا ہے۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ دو محبت کے بعد الگ نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ان دونوں میں سے کسی نے کوئی گناہ کیا ہو گا۔ اور یہ فرمایا کرتے تھے مسلمان کے اپنے بھائی پر چھ حقوق ہیں، جب وہ چھینک دے تو اس کو دعا دے، (یعنی چھینک کا جواب دے) جب بیمار ہو تو اس کی تیمار داری کرے، جب وہ غائب ہو تو اس کے لئے اچھائی سوچے، اور جب اس سے ملے تو سلام کرے، اور جب اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب وہ فوت ہو تو اس کے جنازہ کی پیروی کرے۔ اور آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ ناراض نہ ہو۔

٣٧- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(٤)

(٣٧)ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے عرض (عزت) کا دفاع کرتا ہے اللہ اس کے چہرے کو قیامت کے دن آگ سے دور رکھے گا۔

١ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِب بَاب مَوْتُ النَّجَاشِيِّ رقم (٣٨٧٧)

٢ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ رقم (٢٤٤٢) صحيح مسلم (٢٥٨٠)

٣ -(صحيح) صحيح الترغيب والترهيب رقم (٣٤٩٥) مسند أحمد رقم (٥٣٥٧)

٤ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (١٩٣١) سنن الترمذي كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي الذَّبِّ عَنْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ رقم (١٨٥٤)

٣٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمْ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمْ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.

(۳۸)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن پر سے کوئی دنیا کی سختی دور کرے تو اللہ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اس پر تقاضا اور سختی نہ کرے اپنے قرض کے لئے) اللہ اس پر آسانی کرے گا دنیا اور آخرت میں اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب ڈھانکے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے عیب ڈھانپے گا۔ اور اللہ بندے کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا اور جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے راہ چلے (یعنی دینی علم خالص اللہ کے لئے) اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دے گا اور جو لوگ جمع ہوں کسی اللہ کے گھر میں اللہ کی کتاب پڑھیں اور ایک دوسرے کو پڑھائیں تو ان پر اللہ کی رحمت اترے گی۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لے گی اور فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور اللہ ان لوگوں کا ذکر کرے گا اپنے پاس رہنے والوں میں (یعنی فرشتوں میں) اور جس کا عمل کوتاہی کرے تو اس کا خاندان (نسب) کچھ کام نہ آئے گا۔[1]

٣٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ.[2]

(۳۹)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن مومن کا آئینہ ہے۔ مومن مومن کا بھائی ہے۔ اس کے مال کا (نقصان ہوتا تو بچاؤ کرتا ہے) اور مقدور بھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔

٤٠- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ أَخَاهُ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ الْجُمُعَةَ؟ قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا.[3]

(۴۰)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا یہ جمعہ کے لئے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جمعہ اور غیر جمعہ سب کے لئے یہی حکم ہے۔

٤١- عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِشُهَدَاءِ أُحُدٍ هَؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَلَسْنَا يَا رَسُولَ اللهِ بِإِخْوَانِهِمْ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَلَى وَلَكِنْ لَا أَدْرِي مَا تُحْدِثُونَ بَعْدِي فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ أَئِنَّا لَكَائِنُونَ بَعْدَكَ.[4]

---

[1] - صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر رقم (٢٦٩٩)

[2] - (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٩١٨) سنن أبي داود كتاب الأدب باب في النصيحة والحياطة رقم (٤٢٧٢)

[3] - صحيح البخاري كتاب الجمعة باب لا يقيم الرجل أخاه يوم الجمعة ويقعد في مكانه رقم (٩١١)

[4] - موطأ مالك كتاب الجهاد باب الشهداء في سبيل الله رقم (٨٧٦)

(۴۱)ابو النضر جو عمر بن عبید کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں مجھ تک یہ بات پہنچی کہ آپ ﷺ نے شہدائے احد کے لئے یہ کہا کہ میں ان پر گواہی دیتا ہوں، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم اسی طرح اسلام لائے جس طرح وہ اسلام لائے، جہاد کیا جس طرح انہوں نے جہاد کیا، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جی ہاں لیکن میں نہیں جانتا کہ میرے بعد آپ کیا کرنے والے ہیں۔ اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زارو قطار رونے لگے پھر کہا کیا ہم آپ کے بعد بھی ہونگے؟

٤٢- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا اسْتُطِيرَ أَوْ اغْتِيلَ قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلَ حِرَاءٍ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ الْقُرْآنَ قَالَ فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ...)[1]

(۴۲)ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لیلۃ الجن کو تم میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ (یعنی جس رات آپ ﷺ نے جنوں سے ملاقات فرمائی) انہوں نے کہا نہیں۔ لیکن ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ گم ہو گئے ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑوں کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ لیکن آپ ﷺ نہ ملے ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کو جن اڑا لے گئے یا کسی نے چپکے سے مار ڈالا۔ اور رات ہم نے نہایت برے طور سے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ حراء (جبل نور پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے بیچ میں ہے) کی طرف سے آرہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! رات کو آپ ﷺ ہمیں نہیں ملے، جبکہ ہم نے آپ ﷺ کو تلاش بھی کیا لیکن نہ مل سکے۔ آخر ہم نے برے طور سے رات کاٹی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔ پھر ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ان کے نشان اور ان کے انگاروں کے نشان بتلائے جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ چاہا آپ ﷺ نے فرمایا اس جانور کی ہر ہڈی جو اللہ کے نام پر کاٹی جائے وہ تمہاری خوراک ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پر ہو جائے گی۔ اور ہر ایک اونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہڈی اور مینگنی سے استنجا مت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔

٤٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَلَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عليه السلام إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾﴾ (الصافات) وَقَوْلُهُ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾ (الأنبياء:٦٣) وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنْ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرَكِ وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِي اللهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ اللهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ فَدَعَا

[1] - صحيح مسلم كتاب الصلاة باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن رقم (٤٥٠)

بَعْضَ حَجَبَتِهِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللهُ كَيْدَ الْكَافِرِ أَوْ الْفَاجِرِ فِي نَحْرِهِ وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.([1])

(۴۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا، دو ان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تھے۔ ایک تو ان کا (بطور توریہ کے) فرمانا کہ "میں بیمار ہوں" اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ "بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوب صورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہ علیہا السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لئے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے سارہ علیہا السلام کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لئے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کرو، میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، سارہ علیہا السلام نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے بلکہ یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہ علیہا السلام کے لئے اس نے ہاجرہ علیہا السلام کو خدمت کے لئے دیا۔ جب سارہ آئیں تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا، اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد! اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (ہاجرہ علیہا السلام) ہیں۔

وہ احادیث جو اخاء پر معنوی دلالت کرتی ہیں

٤٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ.

(۴۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روحوں کے جھنڈ جھنڈ ہیں۔ پھر جنہوں نے ان میں سے ایک دوسرے کی پہچان کی تھی وہ دنیا میں بھی دوست ہوتی ہیں۔ اور جو وہاں الگ الگ تھیں یہاں بھی الگ رہتی ہیں۔([2])

٤٥- عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ

[1] - صحيح البخاري كتاب أحاديث الأنبياء باب قول الله تعالى { واتخذ الله إبراهيم خليلا } رقم (٣٣٥٨) صحيح مسلم رقم (٢٣٧١)

[2] - صحيح مسلم كتاب البر والصلة والآداب باب الأرواح جنود مجندة رقم (٢٦٣٨)

ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً.(1)

(۴۵)ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک اور بد دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تو تجھے یونہی دے گا(تحفہ کے طور پر سونگھنے کے لئے) یا تو اس سے خرید لے گا یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا بری بو تجھ کو سونگھنی پڑے گی۔

٤٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.(2)

(۴۶)انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسری یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت رکھے، تیسری یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

٤٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.(3)

(۴۷)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات شخص ایسے ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا(یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ایک تو منصف حاکم جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے(خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال وغیرہ) دوسرا وہ جوان جو اللہ کی راہ میں عبادت کیساتھ بڑھا ہو، تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور دل اس کا مسجد میں لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو کہ محبت کریں آپس میں اللہ کے لئے ملیں اور اسی کے لئے جدا ہوں۔ پانچواں جو ایسا متقی مرد ہو کہ اسے کوئی عورت حسب و نسب والی مالدار، زنا کے لئے بلائے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں(اور زنا سے باز رہے)، چھٹا وہ شخص جو صدقہ دے ایسا چھپا کر کہ رکھے کہ داہنے کو نہ خبر ہو کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا(اور یہ تصحیف ہے صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا)، ساتواں وہ شخص جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اس کے آنسو ٹپک پڑیں(یعنی اللہ کی محبت یا خوف سے)۔

٤٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ.(4)

(۴۸)ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صرف مومن کو ساتھی بنا(اس کی صحبت اختیار کر) اور تمہارا کھانا صرف متقی کھائے۔

---

1 - صحيح البخاري رقم (٢١٠١) صحيح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِينَ وَمُجَانَبَةِ قُرَنَاءِ السُّوءِ رقم (٢٦٢٨)

2 - صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ رقم (١٦) صحيح مسلم رقم (٤٣)

3 - صحيح البخاري رقم (٦٦٠) صحيح مسلم كتاب الزَّكَاةِ بَاب فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ رقم (١٠٣١)

4 - (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٨٣٢) سنن أبي داود كتاب الْأَدَبِ بَاب مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالِسَ رقم (٤١٩٢)

٤٩- عَنْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمْ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ.(١)

(٤٩)معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے جو اللہ کے لئے محبت کرے ان کے لئے (قیامت کے دن)نور کے منبر ہونگے۔ جن پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔

٥٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ.(٢)

(٥٠)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "انسان اپنے ساتھی کے طور طریقے پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے"۔

٥١- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. (٣)

(٥١)ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے ساتھ ایک عمارت کے حکم میں ہے کہ ایک کو دوسرے سے قوت پہنچتی ہے اور آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتلایا۔

نبی ﷺ کی زندگی میں اخاء کے عملی نمونے

٥٢- عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ لِي: لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ. فَقَالَ: كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ عَاصِمًا بَعْدُ بِالْمَدِينَةِ فَحَدَّثَنِيهِ وَقَالَ أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ.(٤)

(٥٢)عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا:"میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں بھول نہ جانا"۔ پس آپ ﷺ نے ایسا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کلمہ کے بدلہ میں دنیا بھر کی چیزیں مل جاتیں تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی (جتنی اس کلمہ سے ہوئی) شعبہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ میں عاصم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے حدیث بیان کی تو فرمایا:"پیارے بھائی ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا۔

٥٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَاعِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ يَارَسُولَ اللهِ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَعَجِبْنَا لَهُ. وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ.

١ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٣٩٠) سنن الترمذي كتاب الزهد باب ما جاء في الحب في الله رقم (٢٣١٢)

٢ – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٨٣٣) سنن أبي داود كتاب الأدب باب من يؤمر أن يجالس رقم (٤١٩٣)

٣ – صحيح البخاري كتاب المظالم والغصب باب نصر المظلوم رقم (٢٤٤٦) صحيح مسلم رقم (٢٥٨٥)

٤ – (ضعيف) ضعيف سنن أبي داود رقم ([illegible]) سنن أبي داود كتاب الصلاة باب الدعاء رقم ([illegible])

(۵۳)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے اپنے لئے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے نبی ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک اختیار دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں جس نے سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کیا وہ صرف ایک ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے، مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔[1]

٥٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا: أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا.[2]

(۵۴)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا سلام ہو تم پر یہ مسلمانوں کا گھر ہے اور ہم اللہ چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء فضلاء سے ملنے کی) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیسے پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ ﷺ نے نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا بے شک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے۔ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر۔ خبر دار رہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے۔ جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں دین کو بدل دیا تھا۔ اور کافر ہو گئے تھے۔ (یا ان کی حالت بدل گئی تھی۔

[1] – صحيح البخاري كتاب الْمَنَاقب بَاب هجْرَة النَّبِيّ ﷺ وَأَصْحَابه إِلَى الْمَدِينَة رقم (٣٩٠٤) صحيح مسلم رقم (٢٣٨٢)

[2] – صحيح مسلم كِتَاب الطَّهَارَة بَاب اسْتِحْبَاب إِطَالَة الْغُرَّة وَالتَّحْجِيل فِي الْوُضُوء رقم (٢٤٩)

بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے۔)تب میں کہوں گا جاؤ دور ہو دور ہو۔

٥٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي دَارِي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَى بَعْضَ حُجَرِ نِسَائِهِ فَدَخَلَ ثُمَّ أَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَيْهَا فَقَالَ: هَلْ مِنْ غَدَاءٍ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ فَأُتِيَ بِثَلَاثَةِ أَقْرِصَةٍ فَوُضِعْنَ عَلَى نَبِيٍّ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُرْصًا فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَخَذَ قُرْصًا آخَرَ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ أَخَذَ الثَّالِثَ فَكَسَرَهُ بِاثْنَيْنِ فَجَعَلَ نِصْفَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَنِصْفَهُ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ: هَلْ مِنْ أُدُمٍ؟ قَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ قَالَ: هَاتُوهُ فَنِعْمَ الْأُدُمُ هُوَ.[1]

(٥٥)جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے اور مجھے اشارہ کیا میں آپ ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر ہم چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی کسی بی بی کے حجرے پر پہنچے اور اندر گئے پھر مجھے اجازت دی تو اس بی بی نے پردہ کیا آپ ﷺ نے پوچھا کچھ کھانا ہے۔گھر والوں نے کہا ہاں پھر تین روٹیاں آپ ﷺ کے سامنے لائی گئیں۔اور چھال کی ایک دستر خوان پر رکھی گئیں۔رسول اللہ ﷺ نے ایک روٹی لی اس کو اپنے سامنے رکھا پھر دوسری روٹی لی اس کو میرے سامنے رکھا پھر تیسری روٹی لی اس کے دو ٹکڑے کئے آدھی اپنے سامنے رکھی اور آدھی میرے سامنے پھر فرمایا کچھ سالن ہے لوگوں نے کہا نہیں سرکہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ سرکہ تو بہتر سالن ہے۔

اخوت کے متعلق آثار اور علماء ومفسرین کے اقوال:

(۱)عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تین چیزیں تیرے لئے تیرے بھائی کی محبت کو صاف اور شفاف بناتی ہیں۔یہ کہ جب بھی تو اس سے ملے تو اسی کو سلام کہے اور اس کے لئے مجلس میں جگہ بنائے اور جو اس کو اپنا پسندیدہ نام ہے اس کے ساتھ اس کو پکارے۔[2]

(۲)اور انہوں نے کہا "مسلمان "بھائیوں سے تقویٰ کے حساب سے اخوت رکھ اور اپنی بات صرف اس کو سنا جو اس کو سننا چاہتا ہے اور اپنی ضرورت فقط اس کے سامنے رکھ جو اس کو پورا کرنا چاہتا ہے۔اور جو لوگ زندہ ہیں ان جیسا ہونے کی تمنا دیسی کر جیسی تمنا مردوں کی طرح ہونے کی کرتے ہو۔اور اپنے معاملات میں فقط ان لوگوں کے ساتھ مشورہ کر جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔[3]

(۳)اور انہوں نے کہا جب اللہ تمہیں کسی مسلمان شخص کے ساتھ محبت سے نوازے تو اس کو لازم پکڑو۔[4]

(۴)اور کہا تین چیزیں تیرے لئے تیرے مسلمان بھائی کی محبت کو خالص کریں گی، یہ کہ اس کو سلام کرنے میں پہل کر اور اس کو اس کے پسندیدہ نام سے پکار اور مجلس کے اندر اس کے لئے کشادگی کر یعنی بیٹھنے کے لئے جگہ بنا اور انسان کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ لوگوں پر اس بات پر غصہ کرے جو خود اس کے اندر موجود ہو۔یا لوگوں کو تو اس کی غلطی نظر آتی ہو جبکہ خود اس کو نظر نہ آئے۔یا اپنے مسلمان بھائی کو مجلس میں لایعنی سبب سے تکلیف دے (یعنی خواہ مخواہ)۔[5]

---

[1] – صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب فَضِيلَةِ الْخَلِّ وَالتَّأَدُّمِ بِهِ رقم (٢٠٥٢)

[2] – آداب العشرة (١٦)

[3] – كتاب الإخوان لابن أبي الدنيا (١٢٦)

[4] – المنتقى من مكارم الأخلاق (١٥٩)

[5] – كتاب الجامع لأبي زيد القيرواني (١٩٥)

(۵)اور کہا سچے (مسلمان) بھائیوں کے ساتھ رہو کیوں کہ وہ آسانی کے وقت میں اچھے ہوتے ہیں اور آزمائش اور تنگی کے وقت میں استعداد اور سامان ضرورت ہوتے ہیں۔([1])

(٦)امام حسن بصری نے کہا جناب عمر رضی اللہ عنہ اپنے ایک مسلمان بھائی کو کبھی کبھی رات کو یاد کرتے اور کہتے ہائے ہائے رات کتنی لمبی ہو گئی ہے۔ پھر جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سویرے اس کے پاس جاتے اور جب دونوں ملتے تو جناب عمر رضی اللہ عنہ اس کو معانقہ کرتے (یعنی گلہ ملتے)۔([2])

(٧)علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں حسن نیت نہیں رکھتا وہ اس کے اچھے کاموں کو نہیں سراہتا۔([3])

(٨)ابو حیان تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ایک ایسا کپڑا دیکھا گیا جو لگ رہا تھا کہ بہت زیادہ پہنا گیا تھا پھر آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو کہا یہ کپڑا میرے خلیل اور خالص دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے لئے خیر خواہی کی تو اللہ نے بھی اس کے ساتھ خیر خواہی کی۔([4])

(٩)عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو صالح طہمان نے کہا کہ مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ پھر میں اس کے پاس دار القضا میں گیا اور کہا عباس رضی اللہ عنہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، ہاں اپنے کام سے فارغ ہو کر آرہا ہوں۔ راوی نے کہا پھر وہ ان کے پاس آئے اور کہا اے ابو الفضل (یعنی عباس) تم فلاح پاؤ۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم بھی فلاح پاؤ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا پیغام دینے والا شخص میرے پاس آیا اور میں دار القضا (یعنی عدالت) میں تھا۔ پھر میں فارغ ہو کر آیا ہوں۔ آپ کا کیا مسئلہ ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مگر مجھے پتہ چلا ہے، کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے شکایت کرنے کا ارادہ کیا ہے، جبکہ علی رضی اللہ عنہ آپ کے چچا کا بیٹا اور آپ کا دینی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی طرح صحابی ہے (یا آپ کا ہم زلف ہے) عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا بالکل صحیح۔ قسم ہے اللہ کی اگر علی رضی اللہ عنہ چاہے تو سارے لوگوں سے زیادہ (میرے) قریب (یعنی اہم مشیر) ہو سکتا ہے۔ راوی کہتا ہے پھر عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ ابو الفضل (یعنی عباس) آپ کو بلا رہے ہیں۔ پھر جب علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بارے میں مسلمانوں سے شکایت کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ تیرے چچا کا بیٹا اور تیرا دینی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے اپنے گھر سے نکل جانے کا حکم دے تو میں ایسا کرنے کو بھی تیار ہوں۔([5])

(١٠)ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میرا سب سے زیادہ محبوب (مسلمان) بھائی وہ ہے کہ جب میں اس کے پاس جاؤں تو مجھے قبول

[1] – كتاب الإخوان (١١٦)
[2] – الزهد لإمام أحمد (١٢٣) كتاب الإخوان (١٤٩)
[3] – آداب العشرة (١١)
[4] – كتاب الإخوان (٢٣٨)
[5] – المنتقى من مكارم الأخلاق (٩١)

کرے (یعنی تکریم کرے) اور جب اس کے پاس نہ جاؤں تو مجھے معذور سمجھے۔(۱)

(۱۱)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کا ان کے (خفیہ) دوستوں سے اندازہ لگاؤ کیوں کہ آدمی ہمیشہ اپنے جیسے سے ہی دوست رکھتا ہے۔(۲)

(۱۲)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم اپنے مسلمان بھائی کو نہ دیکھتے تو اس کے پاس آتے پھر اگر وہ بیمار ہوتا تو عیادت ہو جاتی اور اگر (کسی کام میں) مشغول ہوتا تو اس کی معاونت ہو جاتی اور اگر کوئی دوسرا معاملہ ہوتا تو زیارت و ملاقات ہو جاتی۔(۳)

(۱۳)شعبہ نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا "تم میرے غم کو دور کرنے والے ہو"۔(۴)

(۱۴)جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کو قسم دے تو اسے چاہیئے کہ اس کو پورا کرے اگر وہ نہیں کر سکتا تو قسم اٹھانے والا اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔(۵)

(۱۵)عکرمہ نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو کہا اے یوسف، تیرے اپنے بھائیوں کو معاف کرنے کی وجہ سے ذکر کرنے والوں کے اندر تیرا ذکر بلند کیا ہے۔(۶)

(۱۶)ولید بن مسلم نے کہا: یوسف بن یعقوب علیہما السلام کو جب وفات آئی تو اپنے بھائیوں کو کہا اے میرے بھائیو! میں نے دنیا میں خود پر ہونے والے ظلم کا کبھی انصاف نہیں لیا۔ اور میں اچھائی کو ظاہر کرتا تھا اور برائی دفن کرتا تھا۔ سو میرا دنیا میں یہی زاد ہے، اے میرے بھائیو میں اپنے بڑوں کے ساتھ ان کے اعمال صالحہ میں شریک ہوا ہوں لہٰذا تم مجھے ان کی قبروں میں شریک کرو۔(۷)

(۱۷)لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا، اپنے قرابت داروں کے ساتھ رشتہ داری کو جوڑ اور اپنے بھائیوں کی عزت کر اور تیرے بھائی وہ لوگ ہونے چاہئے کہ جب تو ان سے جدا ہو جائے، یا وہ تم سے جدا ہو جائیں تو ان کی وجہ سے تمہیں برا نہ کہا جائے۔(۸)

(۱۸)اور کہا: اے بیٹے جو شخص اپنی زبان پر کنٹرول نہیں کرتا وہ پشیمان ہوتا ہے اور جو جھگڑا زیادہ کرتا ہے اسے گالیاں ملتی ہیں اور جو برے آدمی سے دوستی رکھتا ہے یا اس کے ساتھ ہوتا ہے وہ گناہ و نقصان سے نہیں بچ سکتا۔ اور جو نیک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ بڑا فائدہ حاصل کرے گا۔(۹)

(۱۹)اور کہا: اے بیٹے اللہ کے ڈر کے بعد نیک و صالح دوست بنانے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کر۔(۱۰)

---

[1] – كتاب الإخوان (١٣٤)
[2] – كتاب الإخوان (١٢٠)
[3] – آداب العشرة (٤٣)
[4] – كتاب الإخوان (١٥٠)
[5] – المنتقى من مكارم الإخلاق (١٠٦)
[6] – المنتقى من مكارم الإخلاق (٨٥)
[7] – المنتقى من مكارم الإخلاق (٨٤)
[8] – كتاب الإخوان (١٢٨)
[9] – المنتقى من مكارم الإخلاق (٢٠٢)
[10] – كتاب الإخوان (

(۲۰) مجاہد بن جبیر نے کہا: جب اللہ کے لئے محبت کرنے والے دو شخص اخوت اختیار کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتا ہے اور اس سے ہاتھ ملاتا ہے اور مسکراتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں، میں نے کہا یہ کام تو آسان ہے۔ انہوں نے کہا، ایسا نہ کہہ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتا ہے: ﴿لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الأنفال: ٦٣) ۔ یعنی اگر آپ جو زمین کے اندر ہے سارا خرچ کرتے تو بھی ان (مسلمانوں) کے دلوں کو ملا نہیں سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو ملایا ہے۔

(۲۱) امام سعید بن مسیبؒ نے کہا: مجھے صحابہ کرام سے میرے کسی (دینی) بھائی نے لکھا کہ: جب تک ممکن ہو اپنے بھائی کے معاملہ کو احسن طریقے سے چلاؤ۔ (۱)

(۲۲) امام اوزاعیؒ سے روایت ہے کہ میں نے بلال بن تمیم کو سنا انہوں نے کہا تیرا وہ (مسلمان) بھائی جو جب بھی تمہیں ملے تو تمہیں تیرا اللہ یاد دلائے وہ تیرے اس (مسلمان) بھائی سے بہتر ہے جو جب بھی تم سے ملے تو تمہارے ہاتھ میں ایک دینار رکھ دے۔ (۲)

(۲۳) ابن الحسن الوراق نے ابو عثمان سے محبت کے متعلق پوچھا تو کہا اللہ کے ساتھ تعلق ادب کے ساتھ ہونا چاہیئے اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق علم کو لازم کرنے (یعنی سیکھنے و سکھانے اور سنت کی اتباع) کے ساتھ ہونا چاہیئے اور اولیاء اللہ کے ساتھ احترام کے اور خدمت کے ساتھ اور (مسلمان) بھائیوں کے ساتھ محبت بشارت اور خوش مزاجی کے ساتھ اور ان پر رد و تنقید سے اجتناب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ (ان کا کوئی کام) شریعت اور حدود و حرمت کی پامالی کا سبب نہ بنے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ﴾ (الأعراف: ١٩٩) یعنی معاف کرنے کو اختیار کر اور نیکی کا حکم دے) اور جاہلوں کے ساتھ صحبت انکی طرف نظر رحمت کے ساتھ ہونی چاہیئے اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت (یعنی ہدایت) کو دیکھنا چاہیئے کہ اللہ نے تمہیں ان کی طرح نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیئے کہ تمہیں جہالت کی مصیبت سے عافیت میں رکھے۔ (۳)

(۲۴) احنف بن قیس نے ایک شخص کے ساتھ اپنے دوست کو لکھا کہ: اما بعد! جب تمہارے پاس تمہارا یہ بھائی پہنچے جو کہ (تمہارے اعتقاد و دین میں) تمہارا موافق ہے تو تمہارے سر آنکھوں پر ہونا چاہیئے کیوں کہ موافق (مسلمان) بھائی مخالف والد سے بہتر ہے۔ کیا تو نے نوح علیہ السلام کے لئے اس کے بیٹے کے بارے میں فرمان الٰہی نہیں سنا: ﴿إِنَّهُۥ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ﴾ (هود: ٤٦) یعنی وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ یعنی تیرے اہل ملت (اور دین) سے نہیں ہے۔ لہٰذا تو (اپنے اس بھائی) کو اور اس جیسوں کو دیکھ اور انہیں ہی اپنا سفر و حضر میں خزینہ و ذخیرہ اور ساتھی بنا۔ کیوں کہ اگر تو انہیں اپنے قریب کرے گا تو یہ بھی تمہیں قریب ہونگے اور اگر انہیں دور کریگا تو یہ اللہ (کی توفیق اور مہربانی) سے بے پرواہ ہو جائینگے۔ اور تم پر سلام ہو۔ (۴)

---

(۱) – آداب العشرة (١٦)
(۲) – كتاب الإخوان (١٥٠)
(۳) – آداب العشرة (٢٠)
(۴) – كتاب الإخوان (١١٦) آداب العشرة (٣٧)

(۲۵)جناب محمد بن کعب القرظی نے جناب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کرتے ہوئے کہا: اے عمر بن عبد العزیز میں تمہیں امت محمدیہ "علی صاحبھا الصلاۃ والسلام" کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو ان میں سے تم سے چھوٹا ہے اسے اپنے بیٹے کی طرح سمجھ! اور جو بڑا ہے اسے اپنے باپ کی جگہ سمجھ اور جو ان میں سے تیرا ہم عمر ہے اسے اپنے بھائی کی جگہ سمجھ۔ سو اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو اور بھائی کے ساتھ (تعلق کو اچھی طرح) ملاؤ اور اپنی اولاد کا خیال کرو۔ اس پر خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے کہا محمد بن کعب، اللہ تجھے جزاء خیر یعنی اچھا بدلہ دے۔([1])

(۲٦)مالک بن دینار نے اپنے سسر (یا سالے وغیرہ) کو کہا: اے مغیرہ دیکھو اپنا ہر وہ بھائی اور ساتھی اور دوست جس سے تمہیں اپنے دین کے اندر کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے تو اسے چھوڑ دو کیوں کہ وہ (در حقیقت) تیرا دشمن ہے۔ اے مغیرہ! لوگوں کی کئی شکلیں ہیں (یعنی عادات و اخلاق اور اعتقاد کے اعتبار سے) کبوتر کبوتر کے ساتھ ہوگا اور کوا کوے کے ساتھ اور چڑیا چڑیا کے ساتھ اور ہر ایک اپنے ہم شکل کے ساتھ ہوتا ہے۔([2])

(۲۷)امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے۔ اگر اس کے اندر کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے ناپسند آتی ہے تو اس کو سیدھا کر دیتا ہے۔ یعنی اس کی اصلاح کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے اور سراً و اعلانیۃً آئینہ کی حفاظت کرتا ہے اور تیرے دوستوں کا بھی ایک حلقہ ہوگا اور ان کی بھی ایک تعداد ہوگی جن کو یاد کرنا تو پسند کرتا ہے لہٰذا ساتھیوں اور دوستوں اور اہل مجلس پر بھروسہ کیا کرو۔([3])

(۲۸)محمد بن واسع کے پاس مرو شہر میں عطاء بن ابی مسلم آئے اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا عثمان تھا۔ انہوں نے محمد بن واسع سے پوچھا کہ دنیا میں کون سا عمل افضل ہے؟ کہا (نیک و صالح) دوستوں کے ساتھ گذارنا اور (مسلمان) بھائیوں سے جب صحبت ہو تو نیکی اور تقویٰ کے بارے میں بات چیت کرنا۔ کہا پھر اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے کینہ کو حلاوت و چاشنی سے بدل دے گا۔ پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور نیکی کرتے ہیں۔ اور وہ ساتھی اور بھائی جو اپنے پیٹ کے بندے ہوں تو ان کی صحبت اور بات چیت میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے کیوں کہ اس وقت وہ ایک دوسرے کو آخرت (کے لئے اعمال صالحہ کرنے) سے روکتے ہیں۔([4])

(۲۹)کسی آدمی نے داؤد طائی کو کہا کہ: مجھے وصیت کریں "انہوں نے کہا" پرہیز گاروں کے ساتھ رہیں کیوں کہ وہ سارے لوگوں میں سے سب سے کم قوت والے اور سب سے زیادہ (نیکی کے معاملات میں) تعاون کرنے والے ہیں۔([5])

(۳۰)ہم نے محبت اور بھائی چارہ کے لئے تجربہ کیا ہے بس ہم نے ذو حسب شخص سے بڑھ کر محبت و اخوت میں ثابت قدم نہیں دیکھا۔([6])

---

[1] – المنتقى من مكارم الإخلاق (١٥٧)

[2] – المنتقى من مكارم الإخلاق (١٥٩)

[3] – كتاب الإخوان (١٣١)

[4] – كتاب الإخوان (١٢٨)

[5] – كتاب الإخوان (١٢٤)

[6] – كتاب الإخوان (١٣٢)

(۳۱) کسی داناء سے سوال کیا گیا کہ: کون سا خزانہ بہتر ہے؟ کہا: اللہ کے ڈر (تقویٰ) کے بعد نیک و صالح (دینی) بھائی (بہتر) خزانہ ہے۔ (۱)

(۳۲) حمدون قصار نے کہا کہ جب تیرے (دینی) بھائیوں میں سے کوئی بھائی پھسل جائے تو اس کے لئے نوے بار معذرت کر پھر اگر نہ قبول کرے تو، تو ہی غلطی پر ہے۔ (۲)

(۳۳) عبداللہ بن مبارک نے کہا: جو علماء کی توہین کرے گا اس کی آخرت تباہ ہو جائے گی اور جو حکمرانوں کی توہین کرے گا اس کی دنیا برباد ہو جائیگی۔ اور جو شخص اپنے (مسلمان) بھائیوں کی تخفیف کرے گا اس کی مروت ختم ہو جائیگی۔ (۳)

(۳۴) کسی عالم نے اپنے جیسے ہی کسی عالم کو لکھا: کہ مجھے کوئی ایسی چیز لکھ کر بھیجیں جو مجھے اپنی زندگی میں نفع دے۔ تو اس نے اس کو لکھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" وہ شخص سخت اکیلائی میں ہو گا جس کے (دینی) بھائی نہ ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کی طلب میں کوتاہی کرنے والا بڑی کوتاہی کرتا ہے اور سب سے بڑا کوتاہی کرنے والا تو وہ ہے جسے کوئی ایک بھائی ملے بھی لیکن پھر اسے ضائع کر دے۔ اور لوگ تین طرح کے ہیں جان پہچان والے، دوست اور بھائی، تعارف والے بہت ملیں گے اور دوست کم اور بھائی کم ہی ملتا ہے۔ (۴)

(۳۵) امام اسحاق بن راھویہ نے امام احمد بن حنبل سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جس میں ہے کہ (جب تجھے تیرے بھائی کی طرف سے کوئی (ایسی) بات پہنچے (جو کہ بظاہر غلط ہو) تو اس کی بہتر تاویل کر، تاکہ اس کے لئے (اپنے دل کے اندر) کوئی کینہ وغیرہ پیدا نہ ہو)۔ اس کا معنی کیا ہے؟ انہوں نے کہا یوں کہو کہ شاید اس کا مقصد یہ ہے شاید وہ ہے (یعنی صحیح مقصد نکالنے کی کوشش کرے)۔ (۵)

(۳۶) حسن بن کثیر نے کہا ہم نے محمد بن علی کے پاس تنگ دستی اور اپنے بھائیوں کی بے وفائی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا، برا بھائی وہ ہے جو شاہو کاری کے وقت میں تیرے ساتھ ہو اور محتاجی کے وقت تجھے چھوڑ دے۔ پھر انہوں نے اپنے غلام کو حکم دیا جو کہ ایک تھیلی لایا جس کے اندر سات سو درہم تھے۔ انہوں نے کہا یہ درہم خرچ کرو اور جب ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ (۶)

(۳۷) ابو سلیمان دارانی نے کہا: "اگر ساری دنیا میرے منہ میں ایک لقمہ کی طرح ہو اور پھر میرے پاس کوئی بھائی آئے (اور مانگے) تو میں چاہوں گا کہ وہ لقمہ اس کے منہ میں ڈال دوں"۔ (۷)

(۳۸) عمرو بن عبدالرحمن نے کہا کہ یزید بن عبدالملک بن مروان کے پاس اپنے غلہ میں سے کچھ غلہ آیا تو اس کو تھیلیوں میں بھر کر اپنے (دینی) بھائیوں کے پاس بھیجنے لگا اور کہنے لگا کہ، مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اپنے کسی بھائی کے لئے جنت تو مانگوں لیکن دینار اور درہم میں اس سے کنجوسی کروں۔ (۸)

---

۱ - كتاب الإخوان (۱۳۳)
۲ - آداب العشرة (۹)
۳ - آداب العشرة (۱۸)
۴ - آداب العشرة (۱۹)
۵ - الآداب الشرعية لابن مفلح (۱/ ۳۰۲)
۶ - كتاب الإخوان (۲۱۵)
۷ - كتاب الإخوان (۲۳۵)
۸ - كتاب الإخوان (۲۲۳)

(۳۹)خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا: میں نے جب کسی کو مال پیسہ دیا تو اسے کم سمجھا اور میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں کہ اپنے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کروں لیکن دنیا(کے مال) میں اس سے بخل کروں۔ اور جب قیامت کا دن ہو گا تو مجھے کہا جائے گا کہ اگر ساری دنیا تیرے ہاتھ میں دی جاتی تو تو زیادہ بخیل بنتا۔(١)

(۴۰)عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ جب وہ کسی کو اللہ کے لئے بھائی بناتے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ کرتے، پھر کہتے: یااللہ! ہمیں اس چیز کی گواہی دینے والے بنا جو محمد ﷺ لائے ہیں اور محمد ﷺ کو (ہمارے) ایمان کی گواہی دینے والا بنانا۔ اور تیرے ہم پر بہت احسان ہیں(یااللہ) نہ ہم پر غم ڈال اور نہ ہمارے دلوں کو سخت بنا اور نہ ہمیں وہ بات کہنے والے بنا جس کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے اور نہ ہمیں اس چیز کا سوال کرنے والے بنا جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔(٢)

(۴۱)ابو عبدالرحمن بصری نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کہا کسی کو بھی بھائی نہ بنانا یہاں تک کہ اس کے معاملات کو دیکھ لے۔ پھر جب اس کے احوال کو اچھا پائے اور اس کے ساتھ معاشرت کو پسند کرے تو اس کے ساتھ مصائب و شدائد دور کرنے اور تکلیف کے وقت ساتھ دینے کی بنیاد پر اخوت قائم کر لے۔(٣)

(۴۲)کسی داناء کا قول ہے کہ بے شک ایک مسلمان بھائی کے لئے اپنے بھائی کے اوپر جو حقوق ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ دل سے محبت کرے، اچھے اور بہترین طریقے سے بات کرے اور اپنے مال میں سے اس پر خرچ کرے اور اپنی تادیب سے اس کی اصلاح کرے اور اس کے رازوں کی حفاظت کرے۔(٤)

(۴۳)اور مثال مشہور ہے کچھ بھائی ایسے ہیں کہ تیری ماں نے ویسے نہیں جنے ہونگے۔(٥)

(۴۴)امام ابو سفیان ثوری مثال دیتے تھے: لوگوں کے ساتھ جب تو اخوت قائم کرنا چاہے تو ان کو آزماؤ اور ان کے معاملات کی چھان بین کرو پھر جب اس کو امانت دار اور صاحب تقویٰ پاؤ تو پھر اس کے ساتھ ہاتھوں کو مضبوط کرو اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو بڑھاؤ۔ اور ایسے شخص کا قرب حاصل کرنے کے لئے تواضع و تذلل چھوڑ دو کہ جب تو اس کے قریب ہونا چاہے تو وہ تجھے دور کر دے۔(٦)

(۴۵)بشار بن برد نے کہا ہے: جب تم اپنے دوست کو ہر معاملہ میں ٹوکتے ہو تو تمہیں ایسا شخص نہیں مل سکتا جسے تم نہ ٹوکو۔ بس اکیلے گذارو یا اپنے بھائی کے ساتھ اچھائی کرو، کیوں کہ وہ کبھی گناہ کر بیٹھتا ہے تو کبھی باز رہتا ہے۔ اور جب تو تکلیف پر صبر نہیں کر سکتا(کڑوا گھونٹ پی کر بلا شکایت صبر نہیں کر سکتا) تو پیاسا رہے گا اور کون سے انسان کا پانی بالکل صاف ہوتا ہے۔(٧)

(۴۶)اور کسی نے کہا ہے: کسی بھی انسان نے امانت داروں کی محبت سے بڑھ کر لذیذ چیز نہیں چکھی ہو گی۔ جسے نیک بھائی کی محبت نصیب

---

١ - كتاب الإخوان (٢١٤)

٢ - كتاب الإخوان (١٥١)

٣ - كتاب الإخوان (١٣٣)

٤ - كتاب الإخوان (١٣٣)

٥ - الأمثال لأبي عبيد القاسم بن سلام (١٧٥)

٦ - كتاب الإخوان (١١٥)

٧ - آداب العشرة (١٨)

نہیں یقیناوہ محروم شخص ہے۔(1)

(۴۷)کسی شاعر نے کہا ہے: اپنے بھائی کا خیال کرو کیوں کہ جس کا کوئی بھائی نہیں ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جنگ کی طرف بغیر اسلحہ کے دوڑے چلا جارہا ہے۔(2)

اخوت کے فوائد

گذشتہ بحث سے ہمارے لئے کئی مسائل واضح ہوئے ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

اول: اخوت اور مواخات کے کئی مراتب ہیں۔

(۱)اخوت النسب و قرابت: اسلام نے اس کا خاص لحاظ رکھا ہے اور اس کو صلہ رحمی کے لئے اساسی رکن بنایا ہے جو عقیدہ اسلامیہ کی وحدت کی اساس پر قائم ہے جو کہ اجتماعی تعاون کے داعی میں سے ہے۔

(۲)اللہ کے لئے اخوت و مواخات: اس نوع کو اسلام نے اخوت کے تمام مراتب سے اوپر بنا رکھا ہے فرمان الٰہی ہے ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات: ۱۰) یعنی "مومن آپس میں بھائی ہیں"۔ اسلام نے اس اخوت ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیا ہے، کیوں کہ اس کو ایک مسلمان کے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مضبوط رابطہ کا سبب بنایا ہے۔ اور ایمان کے کمال سے یہ بھی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو خود کے لئے پسند کرتا ہے۔

اور اسلام نے اخوت فی اللہ کو ایسی ذمیداری بنایا ہے جس کو ہر مسلمان کو خود پر لازم کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اس اخوت کی حفاظت کے حساب سے قوۃ ایمان بڑھتی ہے۔

(۳)انسانی بھائی چارہ: یعنی انسان اگرچہ اس کا عقیدہ دوسرے سے مختلف ہی ہو لیکن وہ دوسرے انسان کا بھائی ہے۔ اس پر ضروری ہے کہ اپنے انسان بھائی کو ہدایت واصلاح کی دعوت دے اور یہ منہج قرآن کے اہم خصائص میں سے ہے۔

ثانی: اخوت کا اسلام کے اندر اعلیٰ مقام ہے۔ اس لئے اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اخوت کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۱)اسلام نے مسلمان بھائیوں کے درمیان تنازع اور افتراق کے اسباب پیدا کرنے سے روکا ہے مثلاً تمسخر اڑانا، عیب جوئی، عیب نکالنا، برے القاب دینا، اور وہ چیز جو ایذارسانی کا سبب بنے مثلاً جاسوسی، غیبت، اور چغل خوری۔

(۲)اور ایک مسلمان کا اپنے بھائی پر حق ہے کہ جب اسے چھینک آئے (اور وہ الحمد للہ کہے تو) یرحمک اللہ کہے اور بیمار ہو تو عیادت کرے اور اس کو نصیحت کرے اور جب ملے تو سلام کہے، اور جب اس کو دعوت دے تو قبول کرے اور جب وہ بھوکا ہو تو کھانا کھلائے۔ اور جب پیاسا ہو تو پانی پلائے اور جب اس کے سامنے اس کی ہتک ریزی کی جائے تو اس کی عزت کی حفاظت کرے، اور جب اس کی گم شدہ چیز اسے ملے تو واپس کر دے اور اس کی غائبانہ حفاظت کرے اور جب فوت ہو جائے، تو اس کے جنازہ میں شامل ہو۔

(۳)اور اس کو چاہیئے کہ سلام کرنے میں پہل کرے۔ اس کے اچھے نام کے ساتھ اس کو پکارے اور اس کے لئے مجلس میں جگہ بنائے، محبت اور عزت کے ساتھ اور اس کے سارے کاموں کو حسن نیت پر محمول کرے۔

1 - آداب العشرة (۲۱)

2 - شرح ابن عقیل (۳/ ۲۰۱)

ثالث: اس معنیٰ کے ساتھ اخوت، فرد اور اسلامی اور عالمی معاشرہ کو کئی اہم فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً

(۱) اسلامی معاشرہ کے اندر تعلق وربط کو بڑھانا کیوں کہ اخوت افراد کے درمیان رابطہ بڑھاتی اور قرابت ورحم اور محبت اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کے عہد کو مضبوط کرتی ہے۔

(۲) اسلامی معاشرہ کو (شریعت سے) روگردانی کی صورتوں سے اور ثقافی کمزوریوں کے امراض سے بچانا اس طور پر کہ یہ معاشرہ اپنی قوت وافادہ میں برسبیل رہے۔

(۳) فرد کو ان طبعی کمزوریوں سے بھی بچانا جن پر ان کی جبلت بنائی گئی ہے۔

(۴) اجتماعی توازن کو ثابت کرنا یعنی عظمت اخوت کے حقیقی معنی کو اجاگر کرنا کہ کوئی بھی مسلم فرد آپس کے فرق کو ذہن پر سوار نہ کرے، چاہے وہ فرق مال ورتبہ میں ہو یا کسی دوسری چیز میں۔

(۵) اجتماعی اسلامی تعلقات کے لئے اجتماعی پلیٹ فارم کو بڑھانا اس اعتبار سے کہ اجتماعی تعلقات کا نیٹ ورک ہی پہلا اور تاریخی عمل ہے جس پر معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اخوت ہی وہ میثاق ہے جو افراد کو اس طرح مربوط کرتا ہے جس طرح مہاجرو انصار کو آپس میں مربوط کیا گیا تھا۔

(۶) معاشرہ کے تمام افراد کے ایک ہی سمت میں اشتراک کو بڑھانا اس معین ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے جس کے معین ومحدود اغراض وغایات ہیں اور یہ اغراض اسلامی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سب سے عظیم اور سالم اخوت وہی ہے جو عقیدہ سلیمہ سے مربوط ہے۔

(۷) معاشرہ کے دل کے اندر جدت اور بہترین اداء کے لئے کامل فرصت کو بڑھانا افراد کے نظم کے ساتھ کیوں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ معاشرہ کے اندر معاشرہ کے لئے ایک بہترین اداء کو نظم کے بغیر سرانجام دیا جائے۔ کیوں کہ ایسی صورت حال میں افراد مختلف ذرات کی شکل میں الگ الگ پڑے ہونگے اور معاشرہ کسی مشترکہ کارکردگی دکھانے سے مکمل طور پر عاجز آجائیگا۔ یعنی وہ اجتماعیت کے اس خاصہ سے محروم ہو جائیگا جس کی اساس اخوت ہے۔ اور اسلام نے معاشرتی نظم کی مثال پیش کی ہے کہ جہاں ہر فرد واقعتہ معاشرہ کے دیگر افراد سے اخوت کی وساطت سے مربوط ہوتا ہے۔

(۸) اخوت اسلامی کا پلیٹ فارم ایک صحت مندانہ فرصت میسر کرتا ہے معاشرہ کے معاملات اور مشکلات کو سمجھنے اور علاج کے لئے اور اس طرح ممکن ہوتا ہے ان مشکلات کا سامنا کرنا اور بہتر ومناسب حل نکالنا۔

(۹) اخوت ایک بہترین موقع میسر کرتی ہے اجتماعی کفالت اور اسلامی معاشرہ کے اندر عدل کے لئے کیوں کہ یہ قائم کرتی ہے، معاشرہ کو اجتماعی صحیح تعلقات پر۔

(۱۰) اخوت صالح معاشرہ کے قیام کے لئے بہترین موقع فراہم کرتی ہے، کیوں کہ انسانی اکابر اسی صالح معاشرہ کے حساب سے جرم نہیں کرسکتے اور اسلامی تاریخ کے واقعات اس پر واضح برھان ہیں۔

الإخبات

(عاجزی کرنا/ فروتنی کرنا / انکساری کرنا)

لغوی بحث

"الإِخْبَاتُ" مصدر ہے۔ اس کا فعل ماضی "أَخْبَتَ" ہے۔ اس کا مادہ (خ ب ت) ہے اصل میں یہ لفظ اس صحراء کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں پودے نہ ہوں۔ یا ہموار زمین ہو۔ کہا جاتا ہے: "أَخْبَتَ الرَّجُلُ" جس کا معنی ہے آدمی نے ہموار یا بے آب وگیاہ زمین کا ارادہ کر لیا۔ اور ہموار زمین یا بے آب وگیاہ صحراہ میں اتر گیا۔ جیسے "أَسْهَلَ" کا معنی ہے "نَزَلَ السَّهلَ" یعنی آدمی ہموار جگہ پر اترا۔ اور "أَنْجَدَ" کا معنی ہے: "دَخَلَ فِي نَجْدٍ" یعنی آدمی نجد کی سرزمین میں داخل ہوا۔ پھر "إِخْبَاتٌ" کا لفظ نرمی اور انکساری کے معنیٰ میں استعمال ہوا۔ اور اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرنے اور اس کے لئے دل سے راضی ہونے کے معنی میں استعمال ہوا۔ جسے کہا جاتا ہے کہ: "أَخْبَتَ إِلَى رَبِّهِ" جس کا معنی ہے: "اطْمَأَنَّ إِلَيْهِ" یعنی بندہ اپنے رب کے فیصلوں اور اس کی تقسیم پر مطمئن اور ار ضی ہو کر اس کی طرف جھک گیا۔ (۱)

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَأَخْبَتُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ﴾ (هود: ۲۳) کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے: "تَخَشَّعُوا لِرَبِّهِمِ" یعنی وہ اپنے رب کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

عرب لوگ "إِلَى" کبھی لام (ل) کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اور "خَبتَة" کا معنی تواضع وانکساری ہے۔ (۲)

امام سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾﴾ (الحج) کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی اور مطمئن ہونے والوں اور اس کے لئے سر تسلیم خم کرنے والوں کو خوشخبری سنایئے۔ جن کی اللہ نے مزید تعریف بیان کی ہے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب اللہ کا تذکرہ ہو جائے تو ان کے دل گھبرا جاتے ہیں اور جو مصائب ان کو پہنچتی ہیں ان پر صبر کتے ہیں اور نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دی ہیں ان میں سے خرچ کرتے ہیں"۔ (سورہ الحج، ۳۵) (۳)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "ٱلْمُخْبِتِينَ" کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ دونوں کہتے ہیں کہ "ٱلْمُخْبِتِينَ" سے مراد عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "مُخْبِتٌ" وہ ہے جو اللہ کی طرف آنے سے سکون واطمنان حاصل کرتا ہے۔ اور "خَبْتٌ" برابر اور ہموار زمین کو کہا جاتا ہے۔

امام اخفش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ٱلْمُخْبِتِينَ" کا معنی ہے اللہ سے ڈرنے والے۔ کلبی کہتے ہیں "ٱلْمُخْبِتِينَ" وہ ہیں جن کے دل نرم ہیں۔

مذکورہ بالا تمام اقوال کا دارومدار دو معنوں پر ہے۔ ایک تواضع وانکساری دوسرا اللہ کے لئے انسان کے دل اور اعضاءِ جسم کا

۱- المقاييس (۲/۲۳۸) مفردات القران للراغب (۱۰۴)

۲- النهاية (۲/٤) الصحاح (۲٤۷/۱) لسان العرب (۲/۲۷)

۳- تفسير ابن كثير (۲۲۲/۳)

ساکن اور مطمئن ہونا۔ اسی لئے "إِخْبَات" کو اللہ کی طرف متعدی کرنے کے لئے لفظ "إِلَی" استعمال ہوا ہے۔ جس میں لوٹنے سکون اور اطمینان حاصل کرنے کا معنی شامل ہے۔ (۱)

اصطلاحی وضاحت

شریعت کی اصطلاح میں اللہ کے لئے اپنی کمزوری اور انکساری ظاہر کر کے اس سے محبت کرنے اور اس کی تعظیم کرنے کو "إِخْبَات" کہا جاتا ہے۔ (۲)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اطمینان کے کئی مراتب ہیں جیسے "سَکِیْنَۃٌ" (سکون) اللہ پر یقین۔ اللہ پر مکمل اعتماد اور بھروسہ وغیرہ اور "إِخْبَات" (اللہ کے لئے دل اور اعضاء جسم کو تابع کرنا اور عاجزی ظاہر کرنا) ان مراتب میں سے پہلا اور ابتدائی مرتبہ ہے۔ اور اسی کو حاصل کرنے سے انسان اس مرتبے کو پہنچتا ہے جس پر پہنچ کر واپس پلٹنے کا اور شک کرنے کا خطرہ نہیں ہوتا۔

جیسا کہ پہاڑی راستے پر سفر کرنے والا شخص جب ہموار راستے پر پہنچ جاتا ہے تو وہ راستے میں شک کرنے سے یا منزل چھوڑ کر واپس پلٹنے سے بچ نکلتا ہے۔ اسی طرح "إِخْبَات" (اللہ کے لئے تواضع وانکساری) کے مرتبے پر پہنچ جانے والا شخص اپنی منزل کی طرف جانے والے راستے میں شک کرنے یا منزل پر پہنچے بغیر واپس پلٹنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (یعنی غفلت سے اور اپنے منزل کی طرف جانے سے اعراض کرنے سے بچ جاتا ہے)۔ اور اپنے سفر میں سکون حاصل کرتا ہے اور تیز چلنے لگتا ہے۔ (۳)

اخبات (تواضع) کے تین درجے ہیں:

(۱) پہلا درجہ یہ ہے کہ گناہوں سے بچنے کا جذبہ "عِصْمَۃٌ" خواہشات پر چھا جائے۔ اور قوۃ ارادی غفلت کو زیر کر دے۔ اور جستجو کرنا دل کو خالی تسلی دینے پر غالب آجائے۔

گناہوں سے بچنے کا جذبہ اور خواہشات نفسانی پر چھا جانے کا مطلب یہ ہے کہ بندے میں صبر و استقامت اتنا پختہ ہو کہ خواہشات کی تمام اقسام کو کنٹرول (control) کر لے تو یہ اس شخص کی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرنے اور اللہ کے لئے جھکنے اور اس شخص کی پہلی منزل پر پہنچنے کی دلیل ہے اس منزل پر پہنچ کر خیالات، افکار اور شکوک وشبہات سے بچ جاتے ہیں اور ہمت آگے کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس سے دین کے راستے پر چلتے ہوئے انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے اور اس کی قوت ارادی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور تندہی غفلت پر غالب آجاتی ہے۔ اللہ کی طرف جانے والوں اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والوں کی پہلی منزل ارادہ ہے۔ اور مرید اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے مزاج اور نفسیانی خواہشات کے پر فتن شہر سے نکل کر اللہ کی طرف اور اس کے تیار کردہ آخرت کے بہترین محلات و باغات (جنت) کی طرف محو سفر ہوتا ہے۔ جب وہ "إِخْبَات" کے مقام پر پہنچے تو اس کی ہمت پختہ ہو جاتی ہے اور غفلت کو چھوڑ دیتا ہے۔

۱- مدارج السالکین لا بن القیم (۶/۲)
۲- مدارج السالکین لا بن القیم (۶/۲)
۳- مدارج السالکین لابن القیم (۷/۲)

اور عصمت (گناہ سے بچنے کا جذبہ) سے مراد انسان کی ایمانی قوت اور اللہ سے محبت کا اور اس سے ڈرنے کا وہ درجہ ہے۔ جو انسان کو خواہشات کی پیروی سے روک کر اللہ کی اطاعت اور عبادت میں لگائے جب بھی اس کے دل میں کوئی خواہش آتی ہے اس کی عصمت کا وہ جذبہ اسے خواہشات کی پیروی سے بچانے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔

(۲) ”إِخْبَـــات“ کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ: انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کے حصول کی طرف جانے والے راستے میں کوئی گھبراہٹ یا کوئی فتنہ رکاوٹ نہ بنے۔ گھبراہٹ کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص یہ نہ دیکھے کہ اس راستے پر میں اکیلا جا رہا ہوں میرے ساتھ اور کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے بعض سچے محبت کرنے والوں کا کہنا ہے کہ: کسی راستے پر تیرا تنہا چلنا اس کے مقصد کے حصول کے لئے تیری سچائی کی دلیل ہے۔ ایک اور کا کہنا ہے کہ: جس راستے پر تو چل رہا ہے اس پر کم لوگوں کے چلنے سے دھوکہ نہ کھانا۔ اور تباہی کے راستے پر گامزن ہونے والوں کی کثرت سے دھوکے میں نہ آنا۔

اور فتنہ سے مراد وہ تمام وسوسے اور خیالات و خواہشات ہیں جو حق کی تلاش کے راستے میں پیش آئے ہیں اور انسان کے اس راستے پر چلنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

پس جب اللہ کی طرف سفر کرنے والا سچے ارادے اور عزم کے ساتھ ”إِخْبَــات“ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو کوئی پیش آنے والا فتنہ اس کو اپنے مقصد سے نہیں لوٹا سکتا۔

(۳) اخبات کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ: انسان کے ہاں لوگوں کی مدح و تعریف اور ان کی ملامت اور مذمت بیان کرنا برابر ہو۔

یعنی اس کا عزم اتنا پختہ اور اس کا مقصد اتنا بلند ہو کہ لوگوں کی ملامت پر وہ غمگین نہیں ہوتا نہ اس سے پریشان ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے ہاں لوگوں کی مدح و تعریف کی کوئی اہمیت ہوتی ہے اگر اس کی مدح اور تعریف کی جائے تو وہ اس پر خوش نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے نفس کے لئے اس میں کچھ نہیں رکھتا بلکہ سب کچھ خالص اپنے رب کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی شعاعیں اتری ہیں اور اس کے دل نے ایمان و یقین کی مٹھاس کو چکھ لیا ہے۔

اور جو شخص لوگوں کی تعریف و مدح پر خوش ہو جانے کو ہی کافی سمجھتا ہے یا ان کی ملامت سے ڈر کر اللہ کی طرف بڑھنے سے روک جاتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا دل اللہ کے تعلق سے حقیقت میں کٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے اس کا دل خالی ہے۔ نہ اس کو اللہ کی محبت کی ہوا لگی ہے اور نہ اس کو اللہ کی کوئی معرفت و پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس پر یقین و اعتماد کی مٹھاس اس نے ابھی نہیں چکھی۔ اس وقت تک کوئی شخص ایمان کی مٹھاس اور یقین اور سچائی کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا جب تک اس کے دل سے ہر قسم کی جاہلیت نکل نہ جائے۔ اللہ کی طرف سفر کرنے والوں کے لئے نفس ان کے راستے میں ایک مشکل ترین پہاڑی کی مانند ہے جس پر چڑھ کر ہی آگے جانے کا راستہ ہے۔ پس نفس کی اس پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنا اس راستے پر چلنے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ لیکن بعض چلنے والوں کے لئے نفس کی اس پہاڑی چوٹی پر چڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے اور بعض کے لئے بہت آسان ہوتا ہے جس کے لئے اللہ آسان کر دے تو اس کے لئے ہی آسان ہے پھر اس پہاڑی راستے میں وادیاں، پہاڑی چوٹیاں اور کانٹے ہوں اسی طرح اس راستے پر ڈاکو بھی ہیں جو اس راستے پر جانے والوں کو اور خاص کر رات کے اندھیرے میں چلنے والوں کو لوٹتے ہیں پس جب اس راستے پر چلنے والوں کے ساتھ ایمان کی قوت نہ وہ اور یقین کے ایسے چراغ نہ ہوں جو عاجزی و انکساری کے تیل سے روشن ہوئے ہوں تو راستے کی یہ تمام رکاوٹیں

ان کو لاحق ہوں گی۔ اور ڈاکو ان کو گھیر لیں گے۔ اور اس کے اور اس کی منزل کے درمیان حائل ہو جائینگے۔(۱)

کیونکہ اس کٹھن راستے پر چلنے والوں میں سے اکثر اس کی مشکلات اور صعوبتوں کو برداشت کرنے سے اور اس راستے کی بلند چوٹیوں پر چڑھنے سے عاجز آکر واپس پلٹ جاتے ہیں۔ اس کٹھن سفر کے ساتھ ساتھ اس بلند پہاڑ کی اونچی چوٹی پر شیطان بھی بیٹھا ہوا ہے جو لوگوں کو اس پہاڑ پر چڑھنے سے ڈراتا ہے۔

تو اس پہاڑ پر چڑھنے کی مشکلات اور اس کی چوٹی پر اس ڈرانے والے کا بیٹھنا اور اس چلنے والے کی کمزوری اور بے ہمتی اس سفر کو چھوڑ کر واپس پلٹنے کے یہ تمام اسباب جب اکھٹے ہو جائیں تو اس راہ پر چلنے والا اپنے راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور واپس پلٹ جاتا ہے۔ بس وہی اپنے سفر کو جاری رکھ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔

لیکن اس بلند و بالا پہاڑ پر چڑھنے والا جتنا اوپر چڑھتا ہے شیطان (ڈاکو) کی چیخیں اس پر اتنی تیز ہو جاتی ہیں اور اس کو ڈرانے میں شدت آجاتی ہے۔

پس جب مسافر اس پہاڑ کی چڑہائی کو سر کرتا ہے اور اس کے ٹاپ(top) پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے سارے خطرات امن میں بدل جاتے ہیں اور اس کے لئے چلنا آسان ہو جاتا ہے راستے کی رکاوٹین دور ہو جاتی ہیں۔ اور چوٹیوں کی چڑھائی ختم ہو جاتی ہے تو چلنے والے کو پر امن کھلا ہموار راستہ نظر آنے لگتا ہے۔ جو اسے اپنی منزل اور آرام گاہ کی طرف قریب کر دیتا ہے۔ اور اس کو اپنی آرام گاہ (rest house) کی نشانیاں نظر آجاتی ہیں۔ جہاں خوبصورت بنگلے اور خوبصورت محل ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے مہمانوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

پس بندے کو کامیابی اور سعادت کے مراحل پر پہنچانے کے لئے مضبوط عزم کچھ دیر کے صبر، نفس کی بہادری، دل کی استقامت کی ضرورت ہے اور سعادت و کامیابی کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے وہ جسے چاہے دیدیتا ہے اور وہی بہت بڑی مہربانی کا مالک ہے۔ (۲)

مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل صفات کا مطالعہ کیجئے:

التوضع، الخشوع، الخشية، الخوف، الرهبة، السكينة، الضراعة والتضرع، الطمأنينة، القنوت، اليقين.

اور اس کے مقابل میں دیکھئے:

الإعراض، الإصرار على الذنب، الجزع، الكبر والعجب، السخط، القلق، القنوط.

۱- مدارج السالكين لابن القيم (۲/ ٦)

۲- مدارج السالكين لابن القيم (٦/٢)

وہ آیات جو الاخبات کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(۱)﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَأَخْبَتُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٣﴾ ﴾ هود

(۱)یقینا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی نیک کیے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی جنت میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہی رہنے والے ہیں۔

(۲)﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُواْ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُواْ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ ﴾ الحج

(۲)اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں، سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

(۳)﴿ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَفِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ ﴾ الحج

(۳)یہ اس لئے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں، بے شک ظالم لوگ گہری مخالفت میں ہیں۔

وہ احادیث جو اخبات پر دلالت کرتی ہیں

۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو يَقُولُ رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ الْهُدَى لِي وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي.(۱)

(۱)ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اے میرے پروردگار! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما، میرے لئے مفید منصوبہ بندی فرما، میرے خلاف منصوبہ بندی نہ فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور ہدایت کی اتباع میرے لئے آسان فرما دے۔ جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما، الٰہی! مجھے اپنا شکر گزار، ذاکر (ذکر کرنے والا)، ڈرنے والا، بہت اطاعت کرنے والا، تواضع کرنے والا یا توبہ کرنے والا بنا دے، پروردگا! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری حجت (دلیل) ثابت کر دے، میرے دل کی راہنمائی فرما، میری زبان کا بولنا درست کر دے، میرے دل سے بغض حسد نکال دے۔

۱ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۳۵۵۱) سنن الترمذي كِتَاب الدَّعَوَات بَاب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ رقم (۳۴۷۴)

اخبات کے متعلق آثار اور علماء ومفسرین کے اقوال

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت: ﴿ وَبَشِّرِ ٱلۡمُخۡبِتِینَ ﴿٣٤﴾ ﴾ (الحج) کے بارے میں کہا مخبتین سے مراد تواضع کرنے والے ہیں۔ اور اخفش نے کہا "ڈرنے والے" اور ابراہیم نخعی نے کہا وہ نمازی جو اخلاص والے ہیں۔[۱]

(۲) مجاہد نے فرمان الٰہی: ﴿ وَأَخۡبَتُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمۡ ﴾ (ھود: ۲۳) کی بارے میں کہا کہ "أخبتوا" سے مراد ہے، اطمینان حاصل کیا۔[۲]

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِینَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَأَخۡبَتُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمۡ ﴾ (ھود:۲۳) میں اخبات سے مراد اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔[۳]

(۴) قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ﴿ وَأَخۡبَتُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمۡ ﴾ یعنی اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔[۴]

(۵) قتادہ نے اس آیت میں اخبات سے خشوع اختیار کرنا اور (اللہ کے لئے) تواضع اختیار کرنا مراد لیا ہے۔[۵]

(۶) عبداللہ بن صالح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے "وہ اپنے رب سے ڈرے"۔[۶]

(۷) اور مفسر نیساپوری نے کہا "اللہ کی طرف اطمینان کے ساتھ لوٹے اور اس کی عبادت کے لئے یکسو ہوئے"۔[۷]

(۸) امام طبری نے اس آیت: ﴿ وَبَشِّرِ ٱلۡمُخۡبِتِینَ ﴿٣٤﴾ ﴾ کے بارے میں کہا "یعنی اے محمد ﷺ ان لوگوں کو خوش خبری دے جو اللہ کے لئے اطاعت کے ساتھ جھک جاتے ہیں اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے لوٹتے ہیں۔[۸]

(۹) قتادہ نے اسی آیت میں "ٱلۡمُخۡبِتِینَ" کا معنی متواضعین یعنی تواضع کرنے والے کیا ہے۔[۹]

(۱۰) عمرو بن اوس نے کہا "مخبتون" وہ لوگ ہیں جو ظلم نہیں کرتے اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو صبر کرتے ہیں۔[۱۰]

---

[۱] – مدارج السالکین لابن القیم (۳/ ۲)
[۲] – جامع البیان (۷/ ۲۵)
[۳] – المصدر السابق
[۴] – جامع البیان (۱۲/ ۱۶)
[۵] – المصدر السابق
[۶] – المصدر السابق
[۷] – المصدر السابق
[۸] – رغائب الفرقان (۱۲/ ۱۹)
[۹] – جامع البیان (۱۷/ ۱۱۷)
[۱۰] – المصدر السابق

اخبات کے فوائد

(۱) اخبات اطمینان، اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور اس میں حسن ظن کا پہلا درجہ ہے۔

(۲) اخبات کرنے والے کے لئے جنت کی خوش خبری ہے۔

(۳) قیامت کے دن کے عظیم خوف سے نجات ملے گی۔

(۴) اخبات ان قلبی احوال میں سے ہے جو غیر اللہ سے روگردانی کو واجب کرتے ہیں۔

(۵) اخبات انسان کو دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات دلاتا ہے۔

(۶) اخبات فتنہ سے بچاتا ہے۔

(۷) اخبات سے ہمت بڑھتی ہے اور نفس تعریف و مدح کی لالچ اور مذمت و ملامت کے خوف سے بلند ہو جاتا ہے۔

(۸) اخبات سے قلب کو ایمان ویقین کی حلاوت حاصل ہوتی ہے۔

الإخلاص

(خالص ہونا / نجات پانا / محفوظ رہنا)

لغوی بحث

اخلاص فعل "أَخْلَصَ يُخْلِصُ" کا مصدر ہے اس کا اصل مادّہ (خ ل ص) ہے جو کسی چیز کی صفائی اور مہذّب ہونے پر دلالت کرتا ہے(۱)

"خَالِصٌ" صاف سُتھری چیز کو کہا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ "خَالِصٌ" اُس صاف چیز کو کہتے ہیں جس میں پہلے کچھ ملاوٹ ہو بعد میں اس کو ملاوٹ سے پاک کر دیا گیا ہو۔

اور صافی اس کو بھی کہتے ہیں کہ جو پہلے سے ہی پاک ہو اور اس کو بھی کہا جاتا ہے جس میں پہلے سے ملاوٹ ہو لیکن بعد میں صاف کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے: "خَلَّصْتُهُ فَخَلَصَ" ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "خَلَصَ الشَّيْءُ" (لام کے زَبر کے ساتھ) اس چیز کیلئے استعمال ہوتا ہے جو پہلے پھنسا ہوا ہو پھر اسے نجات ملے اور بچ جائے۔ جسکا فعل مضارع "يَخْلُصُ" اور مصدر "خُلُوْصٌ" اور "خَلاَصٌ" ہے۔ اور "أَخْلَصَهُ وَ خَلَّصَه، وَأَخْلَصَ دِينَهُ لِله" کا معنٰی ہے کہ بالکل خالص کر دیا اور "أَخْلَصَ الشَّيْءَ" کا معنٰی ہے اس چیز کو چُن لیا اور سورۂ ص میں ہے ﴿ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ ﴾ (لام کے زَبر کے ساتھ) اور "ٱلْمُخْلَصِينَ" (لام کے زِیر کے ساتھ) دونوں طرح سے یہ لفظ پڑھا گیا ہے۔

امام ثعلب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "الْمُخْلِصِيْن" (لام کے زِیر کے ساتھ) مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے عبادت کو خاص کیا ہے۔ اور "ٱلْمُخْلَصِينَ" (لام کے زَبَر کے ساتھ) مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے چُن لیا ہے تو "مُخْلَصُوْن" (لام کے زبر کے ساتھ) اللہ کے منتخب شدہ لوگ ہیں اور "مُخْلِصُوْن" سے موحّدِین مراد ہیں۔ اسی وجہ سے سورت ﴿ قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ... ﴾ کو سورۂ اخلاص کہا گیا ہے۔ ابن الأثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اس سورت کو سورت اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سورت خالص اللہ تعالیٰ کے اوصاف کو بیان کرتی ہے اس لئے کہ اس سورت کو تلاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی توحید خالص کا اقرار کرتا ہے۔

اور "كَلِمَةُ الْإِخْلَاص كَلِمَةُ التَّوْحِيْد" کو کہتے ہیں۔ اور اطاعت میں اخلاص عمل میں ریاکاری سے بچنے کو کہتے ہیں۔(۲)

اصطلاحی وضاحت

امام کفوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ عبادت میں خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی کی نیّت کی جائے۔

بعض کہتے ہیں کہ: نیّت، قول اور عمل کی صفائی کا نام اخلاص ہے۔(۳)

۱- مفردات الراغب (١٥٤)

۲- لسان العرب (٢٦/٧)

۳- الكُليات للكفوي (٦٤)

امام مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مِلاوٹ دِل کی صفائی کو گدلا کر دیتی ہے اس دِل کو صاف رکھنے کو اخلاص کہا جاتا ہے پس جس چیز میں ملاوٹ کا خیال آئے اس چیز کو اس ملاوٹ سے پاک کر دیا جائے تو اس کو خالص کہا جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ: اخلاص ہر اس عمل کے کرنے کو کہتے ہیں جو انسان کی خلاصی میں مدد دے۔ بعض نے اِخلاص کی یہ تعریف کی ہے کہ عمل کو لوگوں کے دِکھلاوے سے بچانا۔

بعض نے کہا کہ اخلاص عمل کو تہمت اور نقصان سے بچانے کو کہتے ہیں۔(۱)

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِخلاص یہ ہے کہ آپ اپنے عمل کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور گواہ تلاش نہ کریں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص دل کی فطری صفائی کو گدلا کرنے والی ملاوٹوں سے پاک کرنے کا نام ہے: یعنی جس چیز میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کا تصوّر کیا جاسکتا ہے اس چیز کو اس ملاوٹ سے پاک کرنے کے بعد وہ چیز خالص کہلاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مِنۢ بَيۡنِ فَرۡثٖ وَدَمٖ لَّبَنًا خَالِصٗا﴾ (النحل ٦٦)

ترجمہ: گوبر اور خون کے درمیان میں سے اللہ تمہارے لئے خالص دودھ نکالتا ہے۔ تو دودھ وہ خالص ہوگا جو گوبر، خون، اور دیگر جن چیزوں کی ملاوٹ ممکن ہو ان کی ملاوٹ سے محفوظ ہو۔(۲)

حقیقت میں اخلاص اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے برأت اور بیزاری اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔

دین میں اخلاص کے بارے میں امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اخلاص فی الدین مسلمان کا اس سے برأت کا اعلان کرنا ہے جو یہودیوں نے اللہ کے متعلق تشبیہ کا دعویٰ کیا تھا۔ اور نصاریٰ نے جو تثلیث کا دعویٰ کیا تھا۔ (اخلاص فی الدین: یہودیوں کی اللہ کیلئے مشابہ ثابت کرنے کا دعویٰ اور نصاریٰ کا اللہ کی تثلیث کا دعویٰ مسترد کر کے اس سے برأت کا اعلان ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۚ﴾ (اعراف ۲۹) اللہ کیلئے دین میں اخلاص کرنے والے بنو، اور (غافر ۱٤) ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ﴾ (النساء ١٤٦) ترجمہ: اور انہوں نے اپنا دین صرف اللہ کیلئے خالص کر دیا۔

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اطاعت میں اخلاص دکھلاوے سے بچنے کو کہتے ہیں۔(۳)

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لوگوں کی وجہ سے کوئی عمل چھوڑنا ریاء (دکھلاوہ) ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا شرک ہے۔ اور اِخلاص اِن دونوں (ریاء اور شرک) سے بچنے کا نام ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اِن دونوں چیزوں (ریاء اور شرک) سے محفوظ رکھے۔(۴)

۱- التو قیف عليٰ مَهمات التعاريف للمناوي (٤٢)

۲- التعريفات للجرجاني (١٣،١٤)

۳- التعر يفات (١٣) الإحيا ء علوم الدين (٤/٤٠٠)

٤- مدارج السالكين (٣/٩٥)

اخلاص کی حقیقت

اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں اس کی پابندی کی جائے صرف خیالی طور پر اخلاص کا تصوّر کرنا کافی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اخلاص کو مدّ نظر رکھا جائے۔ اور عملی اخلاص غیر اللہ سے مکمل بیزاری اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ جسکے دو پہلو ہیں:

ایک پہلو یہ ہے کہ اخلاص کا تعلق انسان کے عمل و کردار کیساتھ ہو یا انسانی زندگی کے مختلف پہلو اور احوال کے ساتھ ہو انسان کا جو بھی عمل اللہ کی رضا کی نیّت سے ہو اور اس میں اللہ کیلئے ہونے کے شواہد ہوں تو وہ عمل خالص شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ شرک، ریاء کاری، دِکھلاوے اور شہرت حاصل کرنے کی نیّت سے پاک ہے۔

اور بعض دفعہ انسان کے عمل میں ان چیزوں کی ملاوٹ ہوتی ہے پس جب عمل ان مذکورہ چیزوں سے پاک ہو کر خالص اللہ کی رضا کی نیت سے ہو تو اسے خالص کہا جاتا ہے۔

اور اخلاص۔ شرک، ریاء، ملاوٹ، دھوکہ، حیلہ بازی اور جھوٹ کے منافی ہے اسی وجہ سے بعض اوقات اخلاص اور سچائی میں معنوی قربت پائی جاتی ہے اسی وجہ سے اخلاص صراحت اور وضاحت کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اخلاص کا لفظ وضاحت، امانت، اور صفائی کے مفہوم میں ملتا ہے۔

اور سابقہ تمام الفاظ یعنی ریاء، ملاوٹ، دھوکہ، حیلہ سازی، اور جھوٹ، شرک کے معنی تک پہنچ جاتے ہیں اس لئے کہ شرک یا تو خَفی ہوتا ہے یا جلیّ (ظاہری) اسی طرح اخلاص بھی یا خَفی (باطنی) ہوتا ہے یا ظاہری اور دونوں کا تعلق مسلمان کے دل کے ساتھ ہے جو اسکی نیت اور ارادے کی شکل میں ہے۔

اور اسی وجہ سے عمل نیّت کے مطابق ہوتا ہے، اس میں اخلاص ہوتا ہے یا نہیں جو دکھلاوے کی نیت سے عمل کرتا ہے وہ مخلِص نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ کی قُربت حاصل کرنے کی نیّت سے عمل کرتا ہے وہ مخلِص ہے۔ لیکن عام طور پر اخلاص اس عمل کے لئے مختص کر دیا گیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قُربت حاصل کرنے کی نیّت سے کیا جائے اور تمام قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی قُربت حاصل کرنے کی وجہ سے ہو لیکن اس کے ساتھ انسانی عظمت بھی شامل ہو جائے یہاں تک کہ اسی انسانی تعظیم کے ساتھ اسے یاد کیا جائے اور اسکے اصل پہلو (اللہ کی قربت کی نیت) کسی انسان کی تعظیم کے مقابلے میں کمزور ہو جائے تو یہ عمل اخلاص سے نکل گیا اور اسے اللہ کے لئے خالص نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ انسان کی تعظیم بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتی۔

جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دنیا کے حصّوں میں سے کوئی ایسا حصّہ جس کو نفس پسند کرتا ہے اور اسکی طرف دل مائل ہوتا ہے۔ جب عمل میں داخل ہو جائے تو اس سے عمل کا خالص ہونا گدلا ہو جاتا ہے اور اخلاص ختم ہو جاتا ہے۔ اگر چہ یہ حصّہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور انسان اپنے، دنیاوی حصّوں سے جُڑا ہوا اور اپنی خواہشات میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس کا کوئی عمل اور کوئی عبادت بہت کم دنیاوی اغراض اور دل کی خواہشات سے الگ ہو کر اللہ کیلئے خالص ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے یہ جس کی عمر کا ایک لمحہ خالص اللہ کی رضا کیلئے گزر گیا تو وہ کامیاب ہوا اور یہ صرف اس وجہ سے کہ اخلاص بہت قیمتی اور طاقتور چیز ہے اور انسان کا اپنے دل کو ان ملاوٹوں سے بچانا بہت مشکل ہے۔

پس خالص وہ عمل ہے جس کے کرنے کا سبب صرف اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہو۔ (1)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دین میں اخلاص وہ اہم چیز ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے لئے تمام انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے ہیں۔

اور اسی مقصد کے لئے تمام کتابیں نازل فرمائیں۔ اور اہل ایمان کے ائمہ کرام سب اس پر متفق ہیں۔ اور نبوی دعوت کا یہی خلاصہ ہے۔ اور قرآن کریم کا بنیادی موضوع یہی (اخلاص) ہے۔ (2)

سابقہ تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص نیّت دل اور عمل کو اللہ کی رضا کے علاوہ ہر قسم کی اغراض وارادے کی ملاوٹ سے پاک کرنے کو کہا جاتا ہے اور خالص وہ ہوتا ہے جس کے کرنے کی وجہ صرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہو۔

اور یہ کہ اخلاص عمل شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اللہ کیلئے اخلاص یہ ہے کہ بندہ جو بھی عمل کرتا ہے وہ خالص اللہ کیلئے کرے۔

(۲):۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اخلاص کا معنٰی اور اسکے شرائط کو انسان اپنی زندگی کا مقصد سمجھ کر اسی کو تھامے رکھے۔

انسان سے صادر ہونے والی چیزوں کے مطابق اخلاص کی چار قسمیں ہیں:

(۱) اقوال میں اخلاص۔ (۲) افعال میں اخلاص (۳) اعمال یعنی تمام عبادات میں اخلاص (۴) دل کے احوال یعنی الہامات وغیرہ میں اخلاص۔ اور دین میں اخلاص ان سب قسموں پر مشتمل ہے۔ اور اخلاص کی پابندی ظاہری زندگی میں جتنی ضروری ہے اس سے زیادہ باطنی خیالات وافکار میں اس کی پابندی اور ضروری ہے۔ اخلاص کا نظریہ اپنانے کے لئے کئی چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) اخلاص میں دوام اور ہمیشگی: زندگی ایک مکمل مرحلہ ہے اس میں مختلف احوال آتے ہیں لیکن کسی بھی حالت میں انسان کو اخلاص کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اخلاص کا تعلق صرف دور حاضر کیساتھ یا صرف گزشتہ دور کیساتھ اور یا صرف آئندہ زمانے کے ساتھ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر دور میں مخلص ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے اخلاص میں ہمیشگی ایک بنیادی صفت ہے۔

(۲) اخلاص کا مکمّل ہونا: یعنی انسان اپنے تمام متعلّقہ معاملات اور اہداف میں جو دینی جذبے کے تحت وجود میں آتے ہیں بھرپور اخلاص سے کام لے تاکہ اسکی شخصیت کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچ جائے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی مضبوط محبت ہو حق اور حقیقت کو پسند کرنے والا انسان ہو اور دوسرے مخلص لوگوں کے لئے بھرپور اخلاص کا جذبہ رکھتا ہو اور اسکی نیّت میں بھی مکمل اخلاص ہو اور عمل میں بھی اخلاص نمایاں ہو۔

(۳) علم کا ہونا: کیونکہ اخلاص میں ضروری یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے جذبے کے تحت اللہ کی رضا کے لئے کوئی عمل کیا جائے۔ اور جہالت کے ہوتے ہوئے حقیقی اخلاص کے ساتھ عمل کو بجالانا ممکن نہیں۔ اس لئے علم اخلاص کیلئے ایک ضروری شرط ہے جس علم سے حقیقی اخلاص کو اپنایا جاسکتا ہے۔

(۴) اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاص کی طرف بلند ہونے کی کوشش کرنا: جب اخلاص ایک انسانی کوشش ہے جس سے انسان بندگی کا حق ادا کرکے اعلیٰ درجے پر فائز ہوجاتا ہے۔ اس بلند مقام پر پہنچ کر کئی بار انسان پھسل جاتا ہے اور کئی بار بلندی پر چڑھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ فورا

---

1 – الإحياء علوم الدين (٤/ ٣٦٨) المفردات للراغب (١٥٤)

2 – التحفه العراقيه في أعمال القلوب (٥٨)

ہی اخلاص کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچنا ناممکن ہے اس لئے ضروری ہے کہ آہستہ آہستہ اخلاص کے بلند و بالا درجے پر پہنچا جائے تاکہ اخلاص کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جائے اور کمال درجے پر پہنچنے کیلئے یہ شرط ہے کہ بندہ آہستہ آہستہ بلند ہوتا جائے۔

(۵) امانت داری: امانت داری اس لئے ضروری ہے کہ جس میں امانت داری کا جذبہ ہو وہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھے گا، اسکے فرائض اور واجبات بجالائے گا۔ اور امانت داری کے جذبے کی وجہ سے وہ خیانت نہیں کرے گا اور حقوق کی حفاظت کرے گا۔ اور امانت داری اخلاص کی بہترین ظاہری دلیل ہے۔

خاص کر امانت کے معاملے میں بہکانے کے اسباب بہت زیادہ ہیں جن کی وجہ سے انسان کا اخلاص ختم ہو جاتا یا اس میں خرابی آجاتی ہے کیونکہ اخلاص کیلئے امانت داری ضروری ہے۔ اس لئے مکمل اخلاص کیلئے مکمل امانت داری کی ضرورت ہے۔

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اخلاص دراصل کردار، گفتار اور عبادت کو ریاء (دکھلاوہ) دھوکہ، اور جھوٹ کی ملاوٹ سے پاک کرنے کو کہا جاتا ہے۔ پھر عمل میں اخلاص کے کئی مراتب ہیں مثلاً: عمل کو چھوڑ کر اسے کچھ شمار نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے عمل کے اجر کی امید چھوڑ دے۔ پھر اللہ کے سامنے عمل پر اپنے آپکو شرمندہ محسوس کرنا اگرچہ اس میں بھرپور محنت بھی کی ہے۔ لیکن اخلاص والے اس عمل میں یہ نظریہ رکھا جائے کہ اس نیکی کی توفیق تو اللہ نے ہی دی ہے جو اسکی سخاوت اور احسان کرنے کی دلیل ہے یہ ساری باتیں ذہن میں لاکر انسان اپنی خلاصی و نجات کیلئے خالص اللہ کی رضا کی نیت سے عمل کرے (تو یہ اخلاص ہے)۔

اخلاص اور سچائی میں فرق

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: اخلاص اور سچائی میں فرق یہ ہے کہ سچائی بنیاد ہے اور اخلاص اسکی شاخ اور اس کے تابع ہے دونوں میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اخلاص عمل شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے اور سچائی عمل شروع کرنے سے پہلے نیت میں ہوتی ہے۔

لفظ اخلاص قرآن کریم میں

قرآن کریم میں لفظ اخلاص کئی طریقوں سے مذکور ہے۔

(۱) کافر لوگ جب مصائب دیکھتے تھے تو انکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿دَعَوُاْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ (یونس: ۲۲) ترجمہ: یہ لوگ سخت مصائب میں خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (۱)

(۲) ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے: ﴿فَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۗ﴾ (غافر: ٦٥) ترجمہ: پس تم خالص اس کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔

(۳) ایمان والوں کو صرف اسی کا حکم کیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ (البینہ ٥) ترجمہ: ان کو صرف اس بات کا ہی حکم دیا گیا تھا کہ خالص اللہ کی بندگی کریں۔

(۴) انبیاء کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّآ أَخۡلَصۡنَٰهُم بِخَالِصَةٖ ذِكۡرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾﴾ (ص) ترجمہ: اور ہم نے ان انبیاء کو

---

[1] - مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: احیاء علوم الدین (٤/ ٣٧٦-٣٦٩) روضۃ الشریف (٢/٤٧٢) المنهاج فی شعب الایمان (٣/١١٤) المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفهانی (١٥٤)

خاص آخرت کے گھر کی یاد کیلئے خاص کر دیا تھا۔

(۵)منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَأَخْلَصُواْ دِينَهُمْ لِلَّهِ ﴾ (النساء: ١٤٦) ترجمہ: اور توبہ کرنے کے بعد یہ لوگ (منافقین) اپنا دین اللہ کیلئے خالص کر دیں۔ (دین میں اللہ کیلئے اخلاص پیدا کریں)۔

(٦)جنت کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ وہ صرف اخلاص والوں کے لئے مناسب ہے فرمایا: ﴿ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ ﴾ الصافات: ٤٠ ترجمہ: مگر خاص اللہ کے چنے ہوئے بندے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۷)ابلیس کے گمراہ کرنے سے صرف وہی بچ سکیں گے جو اخلاص والے ہوں۔ ابلیس کا قول نقل کر کے فرمایا: ﴿ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ ﴾ ص صرف تیرے خالص (چنے ہوئے) بندے میری گمراہی سے بچ جائیں گے۔([1])

قرآن کریم میں جتنے طریقوں سے لفظ اخلاص آیا ہے اُن سب کا خلاصہ دو باتوں میں ثابت ہے۔

(۱)ایک دین میں مخلص ہونے کا حکم ہے۔ وہ ایمان والوں کی دُعاؤں اور عبادتوں میں اخلاص کا حکم ہو یا کافروں کا مصائب کے وقت اخلاص کا تذکرہ ہو اور منافقوں کا اسلام کی طرف متوجہ ہو کر نفاق سے توبہ کرتے وقت اسلام کے ساتھ اللہ کیلئے مخلص ہونا ہو اخلاص کی یہ قسم مطلق اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

(۲)دوسرا اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو چننے اور پسند کرنے کے معنی میں ہے چاہے وہ اَنبیاء ہوں یا انبیاء کے علاوہ صالحین اور اللہ کے خاص بندے ہوں۔ آئندہ سطور میں ہم اخلاص کے ساتھ تعلق رکھنے والی تمام آیات اِسی ترتیب سے الگ الگ معنوں کے لحاظ سے ذکر کرنے کی کوشش کرینگے۔(ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

مزید وضاحت کیلئے درج ذیل اوصاف کا مطالعہ کیجئے:

الإِحْسَان، الأَدَب، الأَمَانَة، الاسْتِقَامَة، الأُسوَة الحَسَنة، الصدق، المراقبة،

اور اسکے مقابل میں دیکھئے: الرِيَاء، الإِسَاءَة، التَهَاون، الخدَاع، الخِيَانَة، القُدْوَة السَيِّئَة، النِفَاق، الشِرْك.

[1]- بصا ئر ذوي التمييز (١٧٢/١)

وہ آیات جو الاخلاص کے متعلق وارد ہوئی ہیں

❂ دین کو اللہ کیلئے خالص کرنا

(۱)﴿ قُلْ أَتُحَآجُّونَنَا فِى ٱللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَآ أَعْمَـٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَـٰلُكُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ ﴾ البقرة

(۱) آپ کہہ دیجئے کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہم تو اسی کے لئے مخلص ہیں۔

(۲)﴿ قُلْ أَمَرَ رَبِّى بِٱلْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا۟ وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾ ﴾

(۲) آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو، تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گئے۔ الأعراف

(۳)﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَـٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ ﴾ الزمر

(۳) یقینا ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبر دار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا، جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

(٤) ﴿ قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ ﴾ الزمر

(۴) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کر لوں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمان بردار بن جاؤں۔

(۵)﴿ قُلِ ٱللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُۥ دِينِى ﴿١٤﴾ فَٱعْبُدُوا۟ مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِۦ ۗ قُلْ إِنَّ ٱلْخَـٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٥﴾ ﴾ الزمر

(۵) کہہ دیجئے کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو کہہ دیجئے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کہ کھلم کھلا نقصان یہی ہے۔

(٦)﴿ هُوَ ٱلَّذِى يُرِيكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَٱدْعُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿١٤﴾ ﴾ غافر

(۶)وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اتارتا ہے، نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو (اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں۔

(۷)﴿ هُوَ ٱلْحَيُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ۗ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ غافر

(۷)وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو، تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(۸)﴿ وَمَا تَفَرَّقَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ ﴾ البينة

(۸)اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی (اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے۔ انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں، ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

(۹)﴿ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَٱعْتَصَمُوا۟ بِٱللَّهِ وَأَخْلَصُوا۟ دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَعَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ ﴾ النساء

(۹)منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔

(۱۰)﴿ هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٢٢﴾ ﴾ یونس

(۱۰)وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) پھنسے، (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچا لے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔

(۱۱)﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا۟ بِمَآ ءَاتَيْنَٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا۟ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ ﴾ العنکبوت

(۱۱)پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں سے مکرتے رہیں اور برتتے رہیں ابھی ابھی پتہ چل جائے گا۔

(۱۲)﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱلْفُلْكَ تَجْرِى فِى ٱلْبَحْرِ بِنِعْمَتِ ٱللَّهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ ءَايَٰتِهِۦٓ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣١﴾ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَٱلظُّلَلِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿٣٢﴾ ﴾ لقمان

(۱۲) کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے، یقیناً اس میں ہر ایک صبر وشکر کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور جب ان پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں، تو وہ (نہایت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ باری تعالیٰ انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں، ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہیں۔

(۱۳)﴿ وَإِن كَانُوا۟ لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا۟ بِهِۦ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ ﴾

(۱۳) کفار تو کہا کرتے تھے۔ کہ اگر ہمارے سامنے اگلے لوگوں کا ذکر ہوتا۔ تو ہم بھی اللہ کے چیدہ بندے بن جاتے۔ لیکن پھر اس قرآن کے ساتھ کفر کر گئے، پس اب عنقریب جان لیں گے۔ الصافات

اللہ رب العالمین کا اپنے لئے کسی بندے کو خالص اور چن لینا

الف: انبیاء کرام علیہم السلام

(۱۴)﴿ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِۦ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ أَن رَّءَا بُرْهَٰنَ رَبِّهِۦ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ ٱلسُّوٓءَ وَٱلْفَحْشَآءَ ۚ إِنَّهُۥ مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ ﴾ یوسف

(۱۴) اس عورت نے یوسف علیہ السلام کی طرف کا قصد کیا اور یوسف علیہ السلام اس کا قصد کرتے اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے، یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

(۱۵)﴿ وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ مُوسَىٰٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ ﴾ مریم

(۱۵) اس قرآن میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر، جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا۔

(۱۶)﴿ وَٱذْكُرْ عِبَٰدَنَآ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ أُو۟لِى ٱلْأَيْدِى وَٱلْأَبْصَٰرِ ﴿٤٥﴾ إِنَّآ أَخْلَصْنَٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾ ﴾ ص

(۱۶) ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔

(ب) کامیاب مؤمن (جو عذاب دنیا یا عذاب آخرت یا تلبیس ابلیس سے کامیاب ہوئے)

(۱۷)﴿ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ ﴾ الحجر

(۱۷) کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھے اس دن تک کی ڈھیل دے کہ لوگ دوبارہ اٹھا کھڑے کیے جائیں۔ فرمایا کہ اچھا تو ان میں سے ہے جنہیں مہلت ملی ہے۔ روز مقرر کے وقت تک کی۔ (شیطان نے) کہا کہ اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم

ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں۔

(۱۸) ﴿ إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا۟ ٱلْعَذَابِ ٱلْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَٰكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِى جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ ﴾ الصافات

(۱۸) یقیناً تم دردناک عذاب (کا مزہ) چکھنے والے ہو۔ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے خالص برگزیدہ بندے۔ انہیں کے لئے مقررہ روزی ہے۔ (ہر طرح کے) میوے، اور وہ باعزت و اکرام والے ہونگے۔ نعمتوں والی جنتوں میں۔

(۱۹) ﴿ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا۟ ءَابَآءَهُمْ ضَآلِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ ﴾ الصافات

(۱۹) یقین مانو! کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو بہکا ہوا پایا۔ اور یہ انہی کے نشان قدم پر دوڑتے رہے۔ ان سے پہلے بھی بہت سے اگلے بہک چکے ہیں۔ جن میں ہم نے ڈرانے والے (رسول) بھیجے تھے۔ اب تو دیکھ لے کہ جنہیں دھمکایا گیا تھا ان کا انجام کیسا کچھ ہوا، سوائے اللہ کے برگزیدہ بندوں کے۔

(۲۰) ﴿ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴿١٢٥﴾ ٱللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ ءَابَآئِكُمُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ ﴾ الصافات

(۲۰) بے شک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟۔ کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟۔ اللہ جو تمہارا اور تمہارے اگلے تمام باپ دادوں کا رب ہے۔ لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا، پس وہ ضرور (عذاب میں) حاضر رکھے جائیں گے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔

(۲۱) ﴿ أَمْ لَكُمْ سُلْطَٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبِكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا۟ بَيْنَهُۥ وَبَيْنَ ٱلْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ ٱلْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ ﴾ الصافات

(۲۱) یا تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے۔ تو جاؤ اگر سچے ہو تو اپنی ہی کتاب لے آؤ۔ اور ان لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری ٹھہرائی ہے، اور حالانکہ خود جنات کو معلوم ہے کہ وہ (اس عقیدہ کے لوگ عذاب کے سامنے) پیش کیے جائیں گے۔ جو کچھ یہ (اللہ کے بارے میں بیان کررہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔

(۲۲) ﴿ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ ﴾ ص

(۲۲) کہنے لگا میرے رب مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے دن تک مہلت دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو مہلت والوں میں سے ہے۔ متعین وقت کے دن تک۔ کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔ بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں۔

وہ آیات جو "الإخلاص" پر معنوی دلالت کرتی ہیں

(٢٣) ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾﴾

(٢٣) آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ الإخلاص

وہ احادیث جو "الإخلاص" پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ.

(١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اخلاص سے اس کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔[1]

٢- عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً فَأَوْجَزَ فِيهَا فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَّفْتَ أَوْ أَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَمَّا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ أُبَيٌّ غَيْرَ أَنَّهُ كَنَى عَنْ نَفْسِهِ فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ: اللَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي اللَّهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ.[2]

(٢) عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سائب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے نہایت تخفیف کے ساتھ نماز پڑھائی۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے تخفیف کے ساتھ امامت کرائی اور مختصر نماز پڑھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ مجھ پر اعتراض کر رہے ہیں؟ جب کہ میں نے تو اس نماز میں وہ دعائیہ کلمات کہے ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما (جانے کے لئے) کھڑے ہوئے تو ایک شخص ان کے ساتھ ہو لیا دراصل وہ شخص میرے والد سائب رضی اللہ عنہ تھے البتہ انہوں نے کنایہ کرتے ہوئے ایک شخص کا کہا ہے۔ انہوں نے عمار رضی اللہ عنہ سے دعائیہ کلمات دریافت کئے۔ سائب نے واپس آکر لوگوں کو اس سے آگاہ کیا (دعائیہ کلمات کا ترجمہ یہ ہے) "اے اللہ! (میں تجھے واسطہ دیتا ہوں) تیرے غیب کے علم کا اور مخلوق پر تیری قدرت کا جب تک تو میرے لئے زندگی کو بہتر جانتا ہے، اس وقت تک مجھے زندگی عطا کر اور جب میرے لئے فوت ہونے کو بہتر جانے تو اس وقت مجھے فوت کر، اے اللہ! میں تجھ سے پوشیدگی اور ظاہر میں تیری جنت کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے خوشی اور ناراضگی میں کلمہ حق کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ نیز فقر اور دولت مندی میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے نہ ختم ہونے

---

[1] – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٣١٩٩) سنن أبي داود كتاب الْجَنَائز بَاب الدُّعَاء لِلْمَيِّت رقم (٢٧٨٤)

[2] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (١٣٠٥) سنن النسائي كتاب السهو نوع آخر رقم (١٢٨٨)

والی نعمت کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور میں تجھ سے تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد اچھی زندگی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے چہرے کی جانب دیکھنے کی لذت اور تیری ملاقات کے اشتیاق کا طالب ہوں، نہ مجھے نقصان پہنچانے والی تکلیف پیش آئے اور نہ ایسی آزمائش ہو جو مجھے راہ حق سے دور کرے، اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت پر ثابت قدم رکھ۔

٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُدَّعِيَ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوبَ فَحَلَفَ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّكَ قَدْ فَعَلْتَ وَلَكِنْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِكَ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.[1]

(٣)ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا تو نبی ﷺ نے مدعی سے دلیل (ثبوت) طلب کیا۔ اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ پھر آپ نے مدعی علیہ سے قسم کا مطالبہ کیا تو اس نے اس اللہ کی قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اٹھا کر جس کام سے تو نے انکار کیا ہے وہ کام تو نے کیا ہے لیکن اخلاص کے ساتھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنے کی وجہ سے تجھے بخش دیا گیا تیری مغفرت ہو گئی۔

٤- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهُ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا شَيْءَ لَهُ فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا شَيْءَ لَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنْ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ.[2]

(٤)ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اگر کوئی شخص جہاد کرے مزدوری کی طمع سے کہ (روپیہ ملے گا) اور نام پیدا کرنے کے لئے۔ اس کے لئے کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو کچھ ثواب نہ ہو گا پھر اس شخص نے یہی سوال تین بار پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا کہ اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ نہیں قبول کرتا مگر وہ عمل جو خالص اسی کے لئے ہو اور اس کے کرنے سے خاص اللہ کی رضامندی مقصود ہو (نہ دنیا کا مال متاع یا نام آوری ورنہ اللہ کے نزدیک وہ نیکی بے کار بلکہ وبال ہو گی)۔

٥- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: أَنَا أُحَدِّثُكَ مَا هِيَ؟ هِيَ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ الَّتِي أَعَزَّ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهَا مُحَمَّدًا ﷺ وَأَصْحَابَهُ وَهِيَ كَلِمَةُ التَّقْوَى الَّتِي أَلَاصَ عَلَيْهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَمَّهُ أَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.[3]

(٥)عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ میں ایسا ایک کلمہ جانتا ہوں جو کوئی بندہ اس کو کہے دل کی گہرائی سے تو اسے جہنم پر حرام کر دیا جاتا ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلمہ کون سا ہے، وہ کلمہ شہادت

[1] - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٣٢٧٥) مسند أحمد رقم.(٢١٦٧).

[2] - (حسن صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٣١٤٠) سنن النسائي كِتَاب الْجِهَادِ باب مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ رقم (٣٠٨٩)

[3] - مسند أحمد رقم (٤١٩) قال محقق جامع الأصول (٣/ ٥٨٤) سنده حسن.

ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور صحابہ کو عزت بخشی۔ یہی وہ تقویٰ کا کلمہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اپنے چچا پر اسرار کرتے رہے جب وہ موت کے حالت میں تھے۔ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

٦- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ زَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلهِ وَالنُّصْحُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ.([1])

(٦) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو تروتازہ رکھے جو میری بات سنے اور اوروں کو پہنچائے اس لئے کہ بہت لوگ فقہ کے اٹھانے والے ایسے ہیں کہ وہ خود فقیہ نہیں اور بہت اٹھانے والے فقہ کے ایسے ہیں کہ وہ اسے اٹھا کر اپنے سے زیادہ فقیہ کے پاس لے جاتے ہیں اور علی بن محمد کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں کہ مسلمان آدمی اس سے کبھی جی نہیں چراتا: ایک تو اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کا خالص کرنا دوسرا مسلمانوں کے امراء (حکمرانوں) سے خیر خواہی کرنا، تیسرا ان کی جماعت میں ملے رہنا۔

٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ عَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ اسْتَعْبَرَ أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَمْ تُؤْتَوْا شَيْئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ، فَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ.([2])

(٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس دن اور اس سال یہ سنا پھر آپ رونے لگے۔ پھر کہنے لگے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ تمہیں کلمہ اخلاص (کلمہ شہادت) کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ پس اللہ رب العالمین سے عافیت کا سوال کرو۔

٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ.([3])

(٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے ملے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ سنو! قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے "لا الہ الا اللہ" کہے گا۔

٩- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ الصَّلَاةِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ أَهْلُ النِّعْمَةِ

---

[1] – (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٢٣٠) سنن ابن ماجه كِتَاب الْمُقَدِّمَة بَاب مَنْ بَلَّغَ عِلْمًا رقم (٢٢٦)

[2] – (ضعيف) ضعيف الجامع رقم (٤٧٥٦) مسند أحمد (١/ ١٨٥)

[3] – صحيح البخاري كِتَاب الْعِلْمِ بَاب الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيثِ رقم (٩٩)

وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.([1])

(۹)عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات فرماتے:"لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ"۔(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اور حمد اسی کے لئے زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے دین عبادت کو خالص کرتے ہوئے اگر چہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ نعمت و فضل اور حمد و ثناء کا تو ہی سزاوار ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے لئے دین (عبادت، دعا) کو خالص کرتے ہوئے اگر چہ کافروں کو ناگوار ہو۔

۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ علیہ السلام: مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.([2])

(۱۰)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی کسی بندے نے مخلصانہ طور پر لا الہ الا اللہ کہا تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے جبکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے گا۔

وہ احادیث جو اخلاص پر معنوی دلالت کرتی ہیں

۱۱- عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ علیہ السلام يَقُولُ: ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ.([3])

(۱۱)ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا: میں تین باتوں کے بارے میں تمہیں قسم اٹھا کر بیان کرتا ہوں تم انہیں حفظ کر لو۔ پس وہ باتیں جنہیں میں قسم اٹھا کر بیان کر رہا ہوں (ان میں سے) ایک بات یہ ہے کہ کسی شخص کا مال صدقہ (کی برکت) سے کم نہیں ہوتا اور کسی شخص پر جب کوئی ظلم ہوتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ظلم کی وجہ سے اس کی عزت افزائی فرماتے ہیں اور کوئی شخص جب بھی (اپنے اوپر) سوال کے دروازے کو کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے

[1] – (صحیح) صحيح سنن أبي داود رقم (۱۵۰۶) سنن أبي داود كِتَاب الصَّلَاةِ بَاب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ رقم (۱۲۸۸)

[2] – (حسن) صحيح سنن الترمذي رقم (۳۵۹۰) سنن الترمذی كِتَاب الدَّعَوَاتِ بَاب دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ رقم (۳۵۱٤)

[3] – (صحیح) صحيح سنن الترمذي رقم (۲۳۲۵) سنن الترمذی كِتَاب الزُّهْدِ بَاب مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ رقم (۲۲٤۷)

البتہ وہ بات جو میں تمہیں بتارہاہوں تم اسے یادر کھنا آپ ﷺ نے فرمایابلاشبہ دنیاصرف چار انسانوں کے لئے ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا کیا ہے وہ اس میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے، اور اس میں حقوق کے مطابق کام کرتا ہے تو ایسا انسان بہت اونچے مرتبہ پر ہے اور (دوسرا) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو عطا کیا ہے (لیکن) اسے مال نہیں دیا پس یہ شخص صحیح نیت والا ہے کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی فلاں انسان کی طرح عمل کرتا پس ان دونوں کا ثواب برابر ہے (اور تیسرا) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اسے علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں شریعت کے خلاف تصرف کر رہا ہے نہ وہ اس میں اپنے پروردگار سے خوف کھاتا ہے اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی مال میں شریعت کے مطابق تصرف کرتا ہے پس ایسا شخص برے مقام والا ہے اور (چوتھا) وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال اور علم دونوں ہی نہیں دیئے ہیں وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس میں فلاں انسان کی طرح عمل کرتا پس اس کے لئے بھی نیت کے مطابق برا مقام حاصل ہوگا اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔

١٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنْ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ. [1]

(١٢) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور شریکوں کی نسبت شرک سے بہت زیادہ بے پرواہ ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

١٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ قَالَ: لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ: أَلَكَ عُذْرٌ أَوْ حَسَنَةٌ؟ فَيُبْهَتُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ: بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَاحِدَةً لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ: أَحْضِرُوهُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ قَالَ: فَطَاشَتْ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتْ الْبِطَاقَةُ وَلَا يَثْقُلُ شَيْءٌ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

(١٣) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب کرے گا اور اس کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دے گا اور ہر رجسٹر نظر کی آخر حد تک پھیلا ہوا ہوگا پھر فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا تجھ پر میرے لکھنے والے حفاظت کرنے والے (فرشتوں) نے کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے رب، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرے (پاس) کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے رب تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں تیرے لئے ہمارے ہاں ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، تو ایک ورقہ نکالا جائے گا اور اس میں ”اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ“ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے (ورقہ) کو حاضر کر و تو وہ کہے گا اے رب یہ ورقہ ان رجسٹروں کے سامنے (کیا حیثیت رکھتا ہے؟) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، پس وہ رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور

[1] - صحيح مسلم كتاب الزهد والرقائق باب من أشرك في عمله غير الله رقم (٢٩٨٥)

وہ ایک ورقہ ایک پلڑے میں رکھا جائے گا، سو وہ رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور ورقہ بھاری ہو جائے گا پس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تو کوئی چیز بھی بھاری نہیں ہو سکتی۔[1]

١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ.[2]

(١٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمالوں کو دیکھتا ہے۔

١٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّى أَوَوْا الْمَبِيتَ إِلَى غَارٍ فَدَخَلُوهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنْ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمْ الْغَارَ فَقَالُوا إِنَّهُ لَا يُنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَنَأَى بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنْ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَتَحَرَّجْتُ مِنْ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتْ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا. وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ مِنْ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتْ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ.[3]

(١٥) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ پہلی امت کے تین آدمی کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ رات ہونے پر رات گزارنے کے لئے انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا سب نے کہا کہ اب تمہیں اس غار سے نکالنے والی کوئی چیز نہیں سوا اس کے کہ تم سب اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل

---

[1] - (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم (١٣٥) مسند أحمد (٢/ ٢١٣) ابن ماجه كتَاب الزُّهْد بَاب مَا يُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رقم (٤٢٩٠)

[2] - صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ رقم (٢٥٦٤)

[3] - صحيح البخاري كِتَاب الْإِجَارَةِ بَاب مَنْ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ الْأَجِيرُ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ رقم (٢٢٧٢)

کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس پر ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی کہ اے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں روزانہ ان سے پہلے گھر میں کسی کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ اپنے غلام وغیرہ کو ایک دن مجھے ایک چیز کی تلاش میں رات ہو گئی اور جب میں گھر واپس ہوا تو وہ (میرے ماں باپ) سو چکے تھے پھر میں نے ان کے لئے شام کا دودھ نکالا جب ان کے پاس لایا تو وہ سوئے ہوئے تھے مجھے ہر گز یہ بات اچھی معلوم نہ ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے بال بچوں یا اپنے کسی غلام کو دودھ پلاؤں اس لئے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا اور دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میں ان کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اب میرے ماں باپ جاگے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو اس چٹان کی آفت کو ہم سے ہٹا دے اس دعا کے نتیجے میں وہ غار تھوڑا سا کھل گیا۔ مگر نکلنا اب بھی ممکن نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ پھر دوسرے نے دعا کی اے اللہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جو سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی میں نے اس کے ساتھ برا کام کرنا چاہا لیکن اس نے نہ مانا اسی زمانے میں ایک سال قحط پڑا تو وہ میرے پاس آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ خلوت میں مجھ سے حرام کام کرائے۔ چنانچہ وہ راضی ہو گئی اب میں اس پر قابو پا چکا تھا لیکن اس نے کہا کہ میں تمہارے لئے جائز نہیں کرتی کہ اس مہر کو تم حق کے بغیر توڑو یہ سن کر میں اپنے برے ارادے سے باز آ گیا اور وہاں سے چلا آیا۔ حالانکہ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی اور میں نے اپنا دیا ہوا سونا بھی واپس نہیں لیا اے اللہ اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ چٹان ذرا سی اور کھسکی لیکن ابھی بھی اس سے باہر نکلا نہ جا سکتا تھا۔ اور تیسرے شخص نے دعا کی اے اللہ میں نے چند مزدور اجرت پر لئے تھے پھر سب کو ان کی مزدوری پوری دے دی، مگر ایک مزدور ایسا نکلا کہ وہ اپنی مزدوری ہی چھوڑ گیا میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا اور بہت کچھ نفع حاصل ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد وہی مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے بندے مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے کہا یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام یہ سب تمہاری مزدوری ہی ہے۔ وہ کہنے لگا اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ اس شخص نے سب کچھ لیا اور اپنے ساتھ لے گیا ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہیں چھوڑی۔ تو اے اللہ اگر میں نے یہ سب کچھ تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔

(١٦) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنْ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ. (1)

(1) – صحيح البخاري كتاب [illegible] رقم [illegible]

(۱۶) عامر بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع (۱۰ھ میں) میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں سخت بیمار تھا، میں نے کہا میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے میرے پاس مال و اسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہو گی۔ تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ نہیں میں نے کہا: آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی (خیرات) کر دو، اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتی کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (حج کر کے) مکہ سے جا رہے ہیں اور میں ان سے پیچھے رہ رہا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے۔ اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین) کو نقصان (پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا۔ لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا تھا۔

١٧- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. [1]

(۱۷) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن، دولت) دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لئے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی تھی۔

١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَضَمَّنَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصْدِيقًا بِرُسُلِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِينَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ مِسْكٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ. [2]

(۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کا ضامن ہے جو اس کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے اور اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پیغمبروں کو سچا جانتا ہو۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ایسا شخص میری حفاظت میں ہے یا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔ یا

---

[1] - صحيح البخاري رقم (١) صحيح مسلم كِتَاب الْإِمَارَةِ بَاب قَوْلِهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَأَنَّهُ يَدْخُلُ فِيهِ الْغَزْوُ وَغَيْرُهُ مِنْ الْأَعْمَالِ رقم (١٩٠٩)

[2] - صحيح البخاري رقم (٢٧٨٧) صحيح مسلم كِتَاب الْإِمَارَةِ بَاب فَضْلِ الْجِهَادِ وَالْخُرُوجِ فِي سَبِيلِ اللهِ رقم (١٨٧٦)

اس کو اس کے گھر کی طرف ثواب یا غنیمت حاصل کر کے پھیر دوں گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں لگے مگر وہ قیامت کے دن اسی شکل پر آئے گا جیسا دنیا میں ہوا اس کا رنگ خون کا سا ہو گا اور خوشبو مشک کی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہو تا تو میں کسی لشکر کا بھی ساتھ نہ چھوڑتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں (سواری وغیرہ کی) اور مسلمانوں پر دشوار ہو گا میرے ساتھ نہ چلنا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں۔

۱۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.(۱)

(۱۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کا ضامن ہے جو کوئی اس کی راہ میں جہاد کرے اور اپنے گھر سے نہ نکلے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے واسطے۔ اس کے کلام پر یقین کرے اللہ رب العالمین یا تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا ثواب اور غنیمت کے ساتھ اس گھر کی طرف لوٹا دے گا جہاں سے وہ نکلا تھا۔

۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ.(۲)

(۲۰) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوا نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے، حتی کہ وہ مسجد پہنچتا ہے جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو محض نماز کے لئے ہی مسجد میں رکا رہتا ہے، اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے۔ کہتے ہیں اے اللہ! اس پر رحم کر، اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو.

۲۱- عن عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصارِيَّ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّهِ ﷺ فَقَالَ لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ. (۳)

---

۱ - صحيح البخاري كِتَاب فَرْضِ الْخُمُسِ بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أُحِلَّتْ لَكُمْ الْغَنَائِمُ رقم (۳۱۲۳) صحيح مسلم رقم (۱۸۷٦)

۲ - صحيح البخاري رقم (٦٤۷) صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَاب فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ رقم (٦٤۹)

۳ - صحيح البخاري كِتَاب الرِّقَاقِ بَاب الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ فِيهِ سَعْدٌ رقم (٦٤۲۳)

(۲۱)عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کوئی بندہ جب قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہو گا کہ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہو گا اور اس سے اس کا مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو گی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔

٢٢- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.[1]

(۲۲)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھتا ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھا کر بھی دیتا ہے، اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک ہی برائی لکھی ہے۔

٢٣- عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ. وفي رواية : إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ.[2]

(۲۳)جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مدینہ میں چند لوگ ہیں جب تم چلتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں (یعنی ان کو وہی ثواب ہوتا ہے جو تم کو ہوتا ہے) وہ بیماری کی وجہ سے تمہارے ساتھ نہ آ سکے۔

٢٤- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا.[3]

(۲۴)ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد اب ہجرت (فرض) نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت بخیر کرنا اب بھی باقی ہیں اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔

٢٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنْ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ.

---

[1] – صحيح البخاري كتاب الرقاق باب مَنْ هَمَّ بحسنة أَوْ بسيئة رقم (٦٤٩١)

[2] – صحيح البخاري رقم (٢٨٣٩) صحيح مسلم كتاب الْإِمَارَة باب ثواب مَنْ حَبَسَهُ عَنْ الْغَزْوِ مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ آخَرُ رقم (١٩١١)

[3] – صحيح البخاري كتاب الْجِهَاد وَالسِّيَر باب فَضْلِ الْجِهَاد وَالسِّيَر رقم (٢٧٨٣) صحيح مسلم رقم (١٣٥٣)

(۲۵)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہو گا جیسے احد کا پہاڑ، اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔[1]

٢٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ.[2]

(۲۶)انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سچے دل سے شہادت مانگے اس کو شہادت کا ثواب مل جائے گا، گو شہادت نہ ملے۔

٢٧- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهُ أَجْرَ شَهِيدٍ. زَادَ ابْنُ الْمُصَفَّى مِنْ هُنَا: وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا رِيحُ الْمِسْكِ وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ فِي سَبِيلِ الله فَإِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ.[3]

(۲۷)معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے "فُوَاقَ نَاقَةٍ" (اونٹنی کے تھن سے ایک بار دودھ نکال کر جب اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر دوسری مرتبہ دودھ نکالنے کے لئے جب اسے دوبارہ پکڑا جاتا ہے تو اسی دوبارہ کے درمیانی وقفے کو "فُوَاقَ نَاقَةٍ" کہتے ہیں یعنی بہت ہی مختصر وقت) کے بقدر اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس شخص نے صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی پھر وہ (طبعی طور پر) فوت ہو جائے یا وہ شہید کر دیا جائے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ ابن المصفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ یہ اضافہ کیا ہے کہ جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگ جائے یا کوئی مصیبت واقع ہو جائے تو وہ قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ وہ (زخم) بہت ہی تازہ ہو گا اس کا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو کستوری جیسی ہو گی۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے اور اس کے جسم پر پھوڑے پھنسیاں یا آبلے نکل آئیں (اور پھر وہ ٹھیک ہو جائیں) تو وہ ان کے جسم پر شہداء کی مہریں (علامتیں) بن جائیں گی۔

٢٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.[4]

(۲۸)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

---

[1] – صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنْ الْإِيمَانِ رقم (٤٧) صحيح مسلم رقم (٩٤٥)

[2] – صحيح مسلم كِتَاب الْإِمَارَةِ بَاب اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى رقم (١٩٠٨)

[3] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٢٥٤١) سنن أبي داود كِتَاب الْجِهَادِ بَاب فِيمَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ رقم (٢١٧٩)

[4] – صحيح البخاري كِتَاب الصَّوْمِ بَاب مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً رقم (١٩٠١) صحيح مسلم رقم (٧٥٩)

۲۹- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (المؤمنون: ٦٠) قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ قَالَ: لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ.(١)

(۲۹)عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ جو لوگ نیک عمل کرتے ہوئے اس حال میں کہ ان کے دل کانپ رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹائے جائینگے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اے بنت صدیق! لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں صدقہ دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ قبول نہ ہوں، یہ وہی لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں۔

۳۰- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ؟ قَالَ: قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ.(٢)

(۳۰)سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اسکے بارے میں آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جما رہ، ابو اسامہ کی روایت میں ہے آپ کے سوا کسی سے۔

۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ.(٣)

(۳۱)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرلے، تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.(٤)

(۳۲)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گذرا

---

١ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٣١٧٥) سنن الترمذى كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ رقم (٣٠٩٩)

٢ - صحيح مسلم كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ رقم (٣٨)

٣ - صحيح البخاري كِتَاب الرِّقَاقِ بَاب الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ فِيهِ سَعْدٌ رقم (٦٤٢٤)

٤ - صحيح البخاري كِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ بَاب ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ رقم (٣٢٣١) صحيح مسلم رقم (١٧٩٥)

ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ جبر ئیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ ملیا میٹ ہو جائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

٣٣- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ﴾ (غافر:٢٨) الْآيَةَ. (١)

(۳۴) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی میں اخلاص کے عملی نمونے

٣٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا

---

١ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِب بَاب مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ رقم (٤٨١٥).

أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ. (١) لَقَدْ كَانَتْ حَيَاةُ الرَّسُوْلِ ﷺ كُلُّهَا إِخْلَاصًا فَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ عَلَى لِسَانِهِ ﷺ ﴿قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ﴿١٤﴾﴾ (الزمر) وَقَدْ تَجَلَّى إِخْلَاصُهُ ﷺ فِي الْعِبَادَةِ وَالْجِهَادِ وَالنُّصْحِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، أَمَّا الصَّحَابَةُ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ فَقَدْ كَانَ الإِخْلَاصُ رَائِدَهُمْ فِي كُلِّ مَا يَقُوْمُوْنَ بِهِ وَمِنَ الأَمْثِلَةِ التَّطْبِيْقِيَّةِ فِي حَيَاةِ الصَّحَابَةِ مَا جَاءَ فِي حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا فَقَالَ عِكْرِمَةُ وَاللهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنْ الْبَحْرِ إِلَّا الإِخْلَاصُ لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا فَجَاءَ فَأَسْلَمَ. (٢)

(۳۴)ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے، اور تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری بات حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد رسول اللہ (ﷺ) حق ہیں، اے اللہ! تیرے سپرد کیا، تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری طرف رجوع کیا، دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا، فیصلہ تیرے سپرد کیا، پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔ وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے۔ صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی اخلاص پر تھی۔ جیسا کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں فرمایا﴿ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ﴿١٤﴾﴾ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں اللہ کی عبادت خالص ہو کر کرتا ہوں۔ اور یہ اخلاص آپ ﷺ کی عبادت، جہاد، اور مسلمانوں کی نصیحت میں نمودار ہوتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی وطیرہ تھا کہ وہ ہر عمل میں اخلاص کو مقدم رکھتے تھے۔ اس کی بہت ساری مثالیں ان کی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی ایک مثال جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں آتی ہے۔ کہ ایک مرتبہ: عکرمہ بن ابی جہل سمندر میں سوار ہو گیا وہاں طوفان میں پھنسا کشتی والوں نے کہا۔ اب سب خالص اللہ کو پکارو کیونکہ تمہارے معبود (بت وغیرہ) یہاں کچھ نہیں کر سکتے عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم اگر دریا میں سوا اس کے کوئی مجھ کو نہیں بچا سکتا تو خشکی میں بھی کوئی اس کے سوا نہیں بچا سکتا۔ اے پروردگار! میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس بلا سے جس میں پھنسا ہوں تو مجھے بچا دے تو میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھوں گا (یعنی بیعت کروں گا) اور میں ضرور ان کو اپنے اوپر بخشنے والا مہربان پاؤں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔

١ – صحيح البخاري كِتَاب الدَّعَوَاتِ بَاب الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ رقم (٦٣١٧) صحيح مسلم رقم (٧٦٩)

٢ – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٤٠٦٧) سنن النسائي كِتَاب تَحْرِيمِ الدَّمِ باب الْحُكْمُ فِي الْمُرْتَدِّ رقم (٣٩٩٩)

اخلاص کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال:

(۱) امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو بھی بندہ چالیس دن اپنے اعتقاد و عبادات میں اخلاص کرتا ہے تو ضرور بہ ضرور اس کے دل و زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ ([1])

(۲) ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بندہ جب اخلاص پیدا کرتا ہے تو اس کے وساوس اور ریاء ختم ہو جاتے ہیں۔ ([2])

(۳) یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دنیا میں مشکل ترین کام اخلاص پیدا کرنا ہے۔ میں اپنے قلب سے ریاء کو ختم کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن وہ دوسرے رنگ میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ ([3])

(۴) فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک: ۲)، یعنی وہ ذات جس نے موت و زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھے عمل والا ہے۔ کے بارے میں کہا: اچھے عمل کرنے والے سے مراد " خالص اور صحیح عمل کرنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابو علی خالص اور صحیح عمل کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟ کہا: جب عمل خالص ہو اور صحیح (یعنی قرآن و سنت کے مطابق) نہ ہو تو قبول نہیں ہو گا۔ اسی طرح جب عمل صحیح ہو اور خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ خالص بھی ہو اور صحیح ہو۔ خالص یعنی اللہ اکیلے کے لئے اور صواب یعنی سنت کے مطابق ہو۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَـٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا ﴿١١٠﴾﴾ (الکہف) یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ ([4])

(۵) شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایک شخص عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا مجھے میرے سوال کا جواب دیں۔ کیا خیال ہے آپ کا اس شخص کے بارے جو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعریف و مدح بھی کی جائے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: میں بہترین شریک ہوں لہٰذا جو میرے ساتھ شریک کرتا ہے تو سب اس کا ہوتا ہے مجھے اس (عبادت کی) کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ([5])

(۶) جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اخلاص اللہ اور بندے کے درمیان ایک پوشیدہ راز ہے۔ نہ اسے فرشتہ جانتا ہے کہ اس کو لکھے اور نہ ہی شیطان کہ اس کو تباہ کرے اور نہ خواہش کہ اس کو پھیر دے۔ ([6])

(۷) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَـٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا ﴿١١٠﴾﴾ (الکہف) "جو اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اسے عمل صالح کرنا چاہیئے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے" تفسیر میں کہا ہے:

---

[1] – مدارج السالكين (۲/ ۹٦)

[2] – المرجع السابق

[3] – المرجع السابق

[4] – مدارج السالكين ۲/۹۳)

[5] – تفسير ابن كثير (۱/۱۱۱۴)

[6] – مدارج السالكين (۲/۹۵)

عمل مقبول کے یہ دورکن ہیں۔ ضروری ہے کہ وہ اللہ کے لئے خالص ہو اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق اور صحیح ہو۔ (۱)

(۸)ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بغیر اخلاص اور اقتداء سنت کے عمل، اس مسافر کی طرح ہے جو اپنی تھیلی ریت سے بھر کر چلتا ہے لیکن وہ اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔(۲)

اخلاص کی مختلف صورتیں اور نمونے

سابقہ بحث سے ہمارے لئے یہ واضح ہوا کہ اخلاص کی متعدد صورتیں ہیں مثلاً:

(۱)توحید کے اندر اخلاص۔

(۲)نیت اور ارادے کے اندر اخلاص۔

(۳)عبادات جیسے نماز، سجدہ، روزہ، قیام، رمضان قیام لیلۃ القدر، مساجد کے ساتھ محبت، زکوۃ، صدقہ، حج، جہاد، توبہ، ذکر استغفار، دعا، قرات القرآن، اور ساری نیکیوں کے اندر اخلاص۔

(۴)اقوال کے اندر اخلاص۔

(۵)اچھے اخلاق مثلاً: سچائی، صبر، زہد، اور تواضع وغیرہ میں اخلاص۔

(۶)اللہ پر توکل میں اخلاص۔

(۷)سارے اعمال میں اخلاص۔

اخلاص کے فوائد

(۱)اخلاص ہی اعمال واقوال کے قبول ہونے کے لئے اساس ہے۔

(۲)اخلاص دعا کی مقبولیت کی بھی اساس ہے۔

(۳)اخلاص دنیا وآخرت میں انسان کی منزلت کو بلند کرتا ہے۔

(۵)اخلاص بندے کو غیر اللہ کی غلامی سے نجات دلاتا ہے۔

(۶)اجتماعی تعلقات کو قوی کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ امت کی نصرت ومدد کرتا ہے۔

(۷)دنیا میں انسان کی سختیوں اور پریشانیوں اور مصیبتوں کے ٹلنے کا باعث ہے۔

(۸)انسان کے دل کے اندر اطمینان پیدا کرتا ہے پھر وہ سعادت مندی کو محسوس کرتا ہے۔

(۹)انسان کے ایمان کو قوی کرتا ہے اور فسق اور نافرمانی کو اس کے لئے ناپسند بناتا ہے۔

(۱۰)مصائب وابتلاء کے دوران انسان کے عزم وارادہ کو مضبوط بناتا ہے۔

(۱۱)اسی سے دنیا وآخرت میں کامل امن وہدایت حاصل ہوتی ہے۔

---

۱ - تفسیر القرآن العظیم رقم (۱۶/ ۱۱٤)

۲ - (الفوائد (٦٧)

الادب

(ادب / تعلیم وتربیت)

لغوی بحث

"الأدب"لغت میں (ا،د،ب) کے مادے سے ماخوذ ہے۔ادب کھانے کے لئے لوگ جمع کرنے کو کہا جاتا ہے اور اس کے لئے آواز لگانے والے کو"آدِب" کہا جاتا ہے۔ اجتماعی طور پر ادب کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں موضوع ادب کو "أَدَباً" اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے لوگ عمدہ اوصاف کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔بری عادتوں سے رکتے ہیں۔انہیں کا قول ہے کہ "اَدَبَ" کا معنی دعوت کا ہے اسی لئے دستر خوان پر سجے کھانے کو "مَادْبَةٌ" کہا جاتا ہے۔ (دال پر زبر اور پیش بھی پڑھا جاسکتا ہے۔)

ابوزید انصاری کا قول ہے:ادب ہر اس مشق کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان کوئی شرف حاصل کرے۔اس کی جمع آداب ہے ادب سکھانے کو"تَأْدِیب" کہتے ہیں"اَدَبَ یَأْدِبُ أَدْبًا"باب ضرب یضرب سے کھانے کے لئے لوگوں کو بلانا شاعر کا قول ہے :

نَحْنُ فِي الْمَشْتَاةِ نَدْعُو الْجَفَلَى   لَا تَرَى الآدِبَ فِينَا يَنْتَقِرْ

اس شعر میں آدب سے مراد کھانے کے لئے آواز لگانے والا ہے۔[1]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "إِنَّ هذَا القُرآنَ مَأْدُبَةُ اللهِ تَعَالَى فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ" قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دستر خوان ہے۔اس دستر خوان سے چناؤ کرو۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد قرآن کو دستر خوان سے تشبیہ دینا ہے۔پھر ابو عبید نے درج بالا شعر بھی دلیل میں پیش کیا۔[2]

اصطلاحی وضاحت

ادب انسانی نفوس کی ریاضت اور عمدہ اخلاق کو کہا جاتا ہے۔ہر وہ ریاضت جو انسان کو شریف اور باعزت بنادے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوتاہیوں اور سیاہ کاریوں سے احتراز کرنے کو کہا جاتا ہے۔

مثلاً شان وشوکت کے ساتھ اٹھک بیٹھک بہترین اخلاق کا مالک ہونا اور دیگر لائق تحسین عادات۔

ادب اور تعلیم میں فرق

یہ ہے کہ تعلیم شرعی معاملہ ہے اور ادب معاشرے کا عرف ہے یعنی ادب عام دنیاوی امر ہے جبکہ تعلیم امر دینی ہے۔بعض نے کہا کہ لوگوں کے ساتھ سچائی سے پیش آنا یہ ادب ہے۔

---

[1] – ديوان الطرفة، تحقيق الدكتور علي الجندي (٩٧)

[2] – المصباح المنير (١٢)، لسان العرب (٢٠٦/١)، مقاييس اللغة (٧٤/١)

اہل شریعت کے نزدیک ادب تقویٰ اور خوف الٰہی کا نام ہے حکماء کے نزدیک نفس کی حفاظت کا نام ادب ہے۔ (1)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقی ادب یہ ہے کہ بہترین اخلاق سے پیش آیا جائے۔ گفتار و کردار سمیت ہر کمال کو ظاہر کیا جائے۔ (2)

بعض نے کہا کہ ہر وہ نفیس کلام جو سننے پڑھنے والے کے دل پر مثبت اثر چھوڑے۔ تاکہ ہر شخص ایسے آداب کی طرف میلان اختیار کرے اور اس کو دوسری عبارت میں یوں کہا جائے کہ: ادب ہر قول و فعل جس کی تعریف کی جائے۔ مثلاً: بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ (3)

اور کتاب تلویح میں ہے کہ ادب مندوب کا درجہ رکھتا ہے سوائے اس کے کہ ندب آخرت کے ثواب کے لئے کیا جاتا ہے اور تأدیب اخلاق اور عبادات کی اصلاح کو کہا جاتا ہے۔

ادب دو قسم کا ہے: ادب شرعی، اور ادب سیاسی۔

شرعی ادب یہ ہے کہ فرائض انجام دیئے جائیں اور سیاسی ادب یہ ہے کہ زمین کو آباد رکھا جائے۔ جس کا لازمی مطالبہ قیام عدل ہے جس کے ذریعہ دنیا کی سلطنت اور تعمیر سازی ہوتی ہے۔ (4)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ ﴾ (التحريم: ٦)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طرز کلام اور انداز بیان کی اصلاح کا نام علم الادب ہے اس کے ساتھ ساتھ الفاظ کی شستگی اور اسے پر اثر بنانا یہ بھی ادب کا حصہ ہے۔ بہر حال قابل تحسین ولائق ستائش گفتار و کردار کا نام ادب ہے۔ (5)

جب عربی زبان میں ادب کا استعمال ہو تو اس کا معنی یہ کہ ہر اس چیز کی معرفت حاصل کرنا جس کے ذریعے غلطیوں سے محفوظ رہا جاسکے۔ جیسا کہ امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ (6)

ادب، تأدیب اور تأدب

ادب کے ہم معنی لغت میں دو الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں:

التأدب: اس کا معنی یہ ہے کہ ایسے معاملات جو مروت کے موافق ہوں۔

---

1 - التعريعات للجرجاني (١٥)،

2 - تهذيب مدارج السالكين (٤٤٨)

3 - تهذيب مدارج السالكين (٥٤٥)

4 - الكليات للكفوي (٦٥)

5 - الكليات (٦٨)

6 - التعريفات (١٤)

التأدیب: اس کا معنی یہ ہے کہ اچھے فضائل کی تعلیم دینا اور جو ان فضائل سے روگردانی کرے اس کو عقاب دینا۔ اس لئے عربی زبان میں معاقبۃ کو تأدیبا کے ہم معنی استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ عقاب انسان کو ادب کی حقیقت کی طرف لے جاتا ہے جس کے ذریعے انسان اچھے فضائل پر فائز ہو جاتا ہے۔

انواع الادب امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ادب تین طرح کا ہوتا ہے:

اول: اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ادب: یہ بھی ذیلی تین قسموں پر مشتمل ہے:

(۱) کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں اس کے احکام کا لحاظ رکھا جائے۔

(۲) اپنے دل کو اس کی محبت سے لبریز کر کے دوسروں سے یکسر بے رخی اختیار کر لے۔

(۳) اس کی رضا اور غبت کو ترجیح دی جائے اور اپنے حرکات و سکنات میں اس کی عظمت و جلال کو مد نظر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی فطرت ودیعت فرمائی ہے کہ وہ کمالات کو قبول کرتی ہے اور پھر کمالات کی سپردگی کے لئے رسول بھیجے۔ اور کتابیں نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّىٰهَا ﴿٧﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَىٰهَا ﴿٨﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ﴿٩﴾ ﴾ (الشمس) یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں انسانی نفس کو بالکل برابر پیدا کیا کہ وہ خود صفت کمال کو قبول کر لے پھر صفات کمال و نقصان دونوں بتادیئے۔ کہ کامیاب وہ رہے گا جو اپنے نفس کو آداب دے کر پاک و صاف کرنے اور بلند شان عنایت کرے جو آداب انبیاء نے سکھا دیئے دوسرے لفظوں میں اس کو تقویٰ کہا جاتا ہے، اور ناکامی اس کی مقدر ہوگی جو اپنے نفس کو گناہوں میں لت پت کر دے، گندا میلا کچیلا کر دے۔

رسول ﷺ کا ادب اللہ تعالیٰ کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے حضور و جناب میں قرآن نے اس منظر کی بہتر تصویر کشی کی ہے فرمایا: ﴿ مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ ﴾ (النجم) کہ ادب کی کیفیت یہ ہے کہ نظریں بھی پھر نہیں رہی پلکیں جھپک نہیں رہی اور جب توجہ کا عالم یہ ہو کہ دائیں بائیں نگاہیں نہ کی جائے تو یہ ادب کمال کا کہلاتا ہے اس آیت میں اور بھی عجیب راز پنہاں ہیں جسے ادب کی گہرائی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں بصیرو بصارت متفق تھیں جو بصر نے دیکھا مشاہدہ کیا بصیرت نے اس کی تصدیق کی کیونکہ بصارت نے حق ہی دیکھتا تھا۔

اس لئے اللہ نے فرمایا: ﴿ مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰٓ ﴿١١﴾ أَفَتُمَٰرُونَهُۥ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾ ﴾ النجم یعنی جو آنکھوں نے دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی اور اس لئے ابو جعفر نے "مَا كَذَّبَ الفُؤَادُ" پڑھا ہے یعنی دل نے نظر کو جھوٹا قرار نہیں دیا بلکہ اس کی تصدیق کی اور عام قرائت بغیر شد کے ہے جس کا معنی بھی قریبا وہی ہے کہ دل نے آنکھوں کو جھٹلایا نہیں بلکہ موافقت کی اور دل و نظر دونوں باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ دائیں بائیں مائل نہیں ہوئے جس طرح دل کی توجہ رہی اس طرح نظر بھی اسی جانب ٹکی ٹکی باندھی رہی۔ یہ اللہ کے ساتھ کمال ادب کا معاملہ ہے ادب میں اخلاق داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾ ﴾ القلم

تمام انبیاء کرام اور رسولوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب

انبیاء علیہم السلام کے احوال پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ انکا معاملہ ادب سے بھرپور رہا۔

عیسیٰ عَلَیہِ السَّلام فرماتے ہیں: ﴿ ...إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ... ﴾ (المائدۃ) اگر یہ بات میں نے کی تو آپ تو جانتے ہیں۔ یہ نہیں کہ میں نے یہ بات نہیں کی پھر مزید فرمایا کہ: ﴿ ...تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي ... ﴾ (المائدۃ) آپ تو میرے دل کی باتیں بھی جانتے ہیں۔ پھر اپنا عدم علم غیب کا اظہار کیا کہ: ﴿ وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ﴾ پھر اپنے رب کی تعریف کی کہ: ﴿ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ ﴾ (المائدۃ) بے شک تو غیب جاننے والا ہے۔ پھر توحید کا اقرار کرتے ہوئے ان باتوں کی نفی کی کہ: ﴿ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِي بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ﴾ (المائدۃ) میں تو وہی کہہ سکتا ہوں جو آپ نے حکم کیا کہ بس اللہ کی عبادت کرو جو ہمارا رب ہے۔

پھر اپنی گواہی کا تعجب کیا کہ: ﴿ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ﴾ (المائدۃ) میں جب تک زندہ تھا میں ان کو دیکھتا تھا مگر جب آپ نے مجھے اٹھالیا پھر تو آپ ہی دیکھنے والے رہ گئے۔

پھر اللہ کے علم کی وسعت بیان کی فرمایا کہ: ﴿ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ ﴾ (المائدۃ) سب سے بڑے گواہ آپ ہو اور ہر چیز پر گواہ ہو۔ پھر فرمایا: ﴿ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ﴾ (المائدۃ: ۱۱۸) اگر آپ انہیں عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں آپ کا حق ہے اور اس جملہ سے ادب کی انتہاء ہوگئی ہے کہ مالک کو چاہیے کہ وہ غلاموں پر فضل احسان کرے اور یہ تیرے غلام ہیں بندے ہیں کسی اور کے نہیں تو جب یہ تیرے بندے ہیں تو ظاہر ہے آپ انہیں بلا وجہ تو عذاب نہیں دے گا۔ ان کی سرکشی اور ان کے گناہ ہی باعث عذاب ہونگے۔ اور یہ بات بھی گذر چکی کہ: ﴿ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ ﴾ (المائدۃ) آپ غیب جاننے والا ہے یعنی یہ تیرے بندے ہیں آپ کو ان کی ہر بات کا علم ہے لہٰذا آپ انہیں برحق ہی عذاب دیگا۔ تو یہ اللہ کی حکمت وعدل کا اقرار ہے اور اس بات کا کہ یہ لوگ عذاب کے حق دار ہونگے۔

پھر فرمایا: ﴿ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ ﴾ (المائدۃ) اگر آپ نے انہیں بخش دیا تو بے شک آپ غالب اور حکمت والے ہیں یہ نہیں کہا کہ: "الغَفُورُ الرَّحِيْم" آپ غفور رحیم ہیں کیونکہ یہ مقام نرمی و سفارش کا نہیں بلکہ اظہار برأت کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت غصہ میں ہوگا اور انہیں جہنم کا پروانہ دے چکا ہوگا۔ اگر کہتے کہ: "فَإِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيْم" ہے تو اس سے معلوم ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے متعلق نرمی کا مطالب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو ان پر غصہ ہیں تو جس پر اللہ غصہ ہیں ان پر اس وقت غصہ ہو جائے تاکہ اللہ کے ساتھ موافقت ہو جائے، نہ کہ مخالفت میں صفات استعمال کی جائے۔ مقصد یہ آپ اگر بخشیں گے تو اس لئے بخشیں گے کہ وہ اس قابل ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ کہیں عاجز آگئے یا آپ کو ان کی اکثر خطاؤں کا علم ہی نہ ہو ایک انسان دوسرے کو اس لئے معاف کرتا ہے کہ یا تو وہ عاجز ہے یا اسے دوسرے کی کرتوتوں کا مکمل علم نہیں جبکہ کمال یہ ہے کہ قدرت علم ہونے کے باوجود بخشش کر دی جائے اور یہ صفت ایک عزیز و حکیم کی ہے تو یہ بھی ادب کی انتہاء ہے۔

بعض آثار میں ہے کہ عرش کے حامل فرشتے چار ہیں دو کہتے پاک ہے تو اللہ اور ہمارے رب ساتھ میں تیری تعریف بھی ہو آپ کے لئے ہو کہ علم ہونے کے باوجود نرمی کا برتاؤ کرتا ہے اور دوسرے دو کہتے ہیں کہ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْد" آپ کے لئے تعریف ہو کہ طاقت ہونے کے باوجود معاف فرماتا ہے۔ کہ ہر دو فرشتے قدر و علم کی صفت کو دیگر اوصاف کے ساتھ ملالیتے ہیں۔ ﴿ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ ﴾ (النساء) ﴿ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ﴿١٤٩﴾ ﴾ (النساء)

اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿ ٱلَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهۡدِينِ ﴿٧٨﴾ وَٱلَّذِي هُوَ يُطۡعِمُنِي وَيَسۡقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِينِ ﴿٨٠﴾ ﴾ الشعراء جس ذات نے مجھے پیدا کیا تو ہدایت بھی دیگا کھلائے گا پلائے گا بھی وہی۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے اور دیگا۔ یہاں ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ جب وہ مجھے بیمار کر دیتا ہے تو شفا بھی دیتا ہے۔

خضر علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿ ... فَأَرَدتُّ أَنۡ أَعِيبَهَا ... ﴾ الکھف: ٧٩ میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنادوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ رب نے چاہا کہ اسے عیب دار بنادے جیسے کہ ان بچوں کے متعلق فرمایا کہ: ﴿ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبۡلُغَآ أَشُدَّهُمَا ﴾ (الکھف: ٨٢) رب نے چاہا کہ یہ دونوں جوانی کو پہنچ کر مضبوط ہو۔

اسی طرح وہ جن جو قرآن سن کر ایمان لے آئے تھے انہوں نے کہا کہ: ﴿ وَأَنَّا لَا نَدۡرِيٓ أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي ٱلۡأَرۡضِ ﴾ (الجن: ١٠) ہمیں معلوم نہیں کہ اہل زمین کے بارے میں کوئی برا فیصلہ ہوا ہے یا: (أَرَادَهُ رَبُّهُمْ). رب نے ان کے ساتھ نیک سلوک کا ارادہ کیا ہے پہلے برے فیصلہ کے بارے میں یہ کہا کہ رب نے برا فیصلہ کیا جبکہ خیر کے متعلق کہا کہ: ﴿ أَمۡ أَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدٗا ﴿١٠﴾ ﴾ (الجن) ان کے رب نے ان کے بارے میں رشد کا ارادہ کیا ہے۔

اور ان سے بھی مزید ارباب موسیٰ علیہ السلام کی ہے فرمایا: ﴿ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ ﴿٢٤﴾ ﴾ (القصص) کہ مجھے جو خیر عنایت فرمائیں گے میں اس کا محتاج ہوں۔ یہ نہیں کہا کہ یا اللہ مجھے کھانا کھلا دو۔

آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ﴿ رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ ﴾ (الأعراف) اے ہمارے رب ہم نے ہی ظلم کیا ہے یہ نہیں کہا کہ تو نے تقدیر میں لکھا تھا سو ہو گیا۔

ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿ مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ ﴾ الأنبياء یہ نہیں کہا کہ بس مجھے شفاء دے اور عافیت دے۔

یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿ هَٰذَا تَأۡوِيلُ رُءۡيَٰيَ مِن قَبۡلُ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّي حَقّٗاۖ وَقَدۡ أَحۡسَنَ بِيٓ إِذۡ أَخۡرَجَنِي مِنَ ٱلسِّجۡنِ ﴾ یوسف: ١٠٠ میرے رب نے میرے ساتھ بہت اچھا کیا کہ مجھے جیل سے نکالا یہ نہیں کہا کہ مجھے کنویں سے نکالا کیونکہ یہ بات بھائیوں کے ادب کے خلاف تھی۔ اور فرمایا: ﴿ وَجَآءَ بِكُم مِّنَ ٱلۡبَدۡوِ ﴾ (یوسف: ١٠٠) یوں نہ کہا کہ آپ کو بھوک اور ضرورت مندی کے عذاب سے نجات دیا یہ اس لئے کہ اپنے رب کے ساتھ ادب کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ پھر فرمایا: ﴿ مِنۢ بَعۡدِ أَن نَّزَغَ ٱلشَّيۡطَٰنُ بَيۡنِي وَبَيۡنَ إِخۡوَتِيٓۚ ﴾ (یوسف: ١٠٠) یہاں پر اس آیت کریمہ میں جو بغض اور کینہ کا تذکرہ ہے وہ شیطان کی طرف منسوب کیا تا کہ اس جلیل القدر آداب پر فائض پر ہو سکے اور اس طرح کے آداب اور اخلاق انبیاء کرام اور رسولوں کی جماعت میں ہی مکمل طور ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: تنہائی میں بھی اپنی شرمگاہ کو پردہ میں رکھو اگرچہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا مگر اللہ تو سمیع بصیر ہے اس کی بزرگی شان کبریائی کا ادب کرتے ہوئے کوئی اکیلے میں بھی ننگا نہ ہو۔

کسی کا کہنا ہے کہ ظاہر و باطن دونوں لحاظ سے مودب رہو اگر ظاہر میں بے ادبی ہو جائے تو ظاہری سزا بھگتنی ہو گی اگر باطن میں ادب کا پاس نہیں رکھا تو باطنی طور پر انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ادب کے معاملہ میں لا پروائی کرتا ہے اسے سزا یہ ملتی ہے کہ سنت اس سے چھوٹ جاتی ہے اور جو سنت کے بارے میں بے فکری اختیار کرتا ہے اس سے فرائض چھڑا لے جاتے ہیں اور جس سے فرائض چھوٹ جائے اس سے اللہ تعالیٰ اپنی معرفت چھین لیتا ہے۔

بعض نے کہا کہ: عمل میں ادب کا لحاظ رکھنا قبولیت عمل کی علامت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ادب اس انداز سے کیا جائے کہ اس کے دین پر مکمل کاربند رہا جائے ظاہر بھی باطن بھی اللہ کا ادب اس وقت حاصل ہوگا جب انسان اس کو اس کے اسماء وصفات سے پہچان لے اس کے دین و شریعت کو پہچان لے اس کی پسند ناپسند کا خیال کرے، اور ہر انسان کی نفس اس قابل ہوتی ہے کہ وہ حق کو علم، عمل اور اس کی کیفیت پر قبول کرے۔([1])

اس کے کلام کو ادب کے ساتھ تلاوت کرے اس پر غور کرے کیونکہ اس میں اللہ کا تعارف و پہچان ہے اس کی طرف جانے والا راستہ بھی یہی ہے اور مومن کی شان یہ ہے کہ: ﴿إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا﴾ الأنفال: ٢ جب وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں اللہ سے عجز و انکساری کے ساتھ دعا مانگنا بھی ادب کا حصہ ہے۔

اسی طرح اللہ سے عبادات کی توفیق مانگنا بھی ادب کا تقاضا ہے نبی علیہ السلام دعا مانگا کرتے تھے: "أَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" اسی طرح اللہ کی پاکی بیان کرنا اس کی تعریف و ستائش کرنا اس کا شکر ادا کرنا اس کے اسماء وصفات کو بطور وسیلہ پیش کرنا استغفار کرنا اس سے مدد مانگنا اس کے در میں فریاد کرنا ہر معاملہ میں اس پر توکل کرنا یہ سب ادب کے اجزاء لاینفک ہیں۔

اللہ کے ساتھ اس کی عبادت میں ادب

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ سے سنا کہ: نماز میں ادب سے کھڑا ہوا جائے کہ تھوڑا جھکا ہوا ہو نظریں جھکیں ہوئی ہوں اور کبھی بھی اوپر نگاہیں نہ اٹھائے۔ اور سکون سے کھڑا رہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ: ﴿ٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَآئِمُونَ ﴿٢٣﴾﴾(المعارج) کا معنی یہ کہ وہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ اصل ادب ہی یہ ہے کہ ادھر اس کا حکم آجائے ادھر گردن جھک جائے فوراً امنا وصدقنا کی صدا بلند ہو جائے یہ نہیں کہ پہلے اسے اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر پرکھا جائے یا کسی امام کے اجتہاد کو دیکھنا ضروری تصور کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنا حکم تسلیم کر لیا جائے یہ نہیں کہ اگر ہمارے امام ومذہب کی اجازت ہوتی تو حدیث سر آنکھوں پر نہیں تو حدیث کو قابل اعتناء نہ سمجھا جائے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دائیں بائیں اوپر پیچھے نماز میں نہیں دیکھتے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک دوام ہے جو درجہ بالا معنی میں مستعمل ہے اور ایک مداومت ہے اس سے مراد ہمیشگی ہے اور اس کا ذکر ذیل آیت میں ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾﴾ (المعارج: ٢٣) دائموں کی تفسیر سکون اور اطمینان ہے۔

اور قرآن کریم کو غور سے سننا بھی ایک ادب ہے کہ اسے انتہائی توجہ سے سنا جائے۔ اس مبحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کے ساتھ ادب یہ ہے کہ انسان اس کے دین پر قائم ہو اس کے ظاہری اور باطنی اوامر کو دل کی خوشی سے قبول کرے۔([2])

---

[1] - مدارج السالکین (٣٩١)

[2] - تهذیب مدارج السالکین (٤٥٠)

دوم: ادب مع الرسول علیہ الصلاۃ والسلام

رسول ﷺ کے ادب میں اس کی بے لوث اطاعت اس کی فرمانبرداری اس کی بات کے آگے سر تسلیم خم کرنا سب شامل ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے آگے نہ بڑھا جائے اس کے امر و نہی کا پاس رکھا جائے آج کے دور میں اس کا مصداق یہ ہے کہ اس کی سنت سے روگرانی نہ کی جائے۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ﴾ (الحجرات: ۱) کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آگے نہ بڑھو۔ عرب کہتے ہیں: "لَا تَقَدَّمْ بَيْنَ يَدَيِ الأَبْ أَى لَا تَعْجِلُوْا بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ دُوْنَـهُ"۔ کہ باپ کے حکم اور منع کرنے سے پہلے جلدی نہ کرو یعنی جب وہ حکم کرے سو کام میں جتھ جاؤ اور جب منع کرے فوراً رک جاؤ۔

اسی طرح رسول ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کی جائے کیونکہ اس سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ تو سوچے کہ جو لوگ رسول ﷺ کی حدیث پر لوگوں کی رائے اور اجتہاد کو ترجیح دیتے ہیں کس سزا کے حق دار ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال برباد نہیں ہونگے؟ بلکہ قبول کر لئے جائیں گے؟

اسی طرح رسول ﷺ کا بلاوہ دوسروں کی طرح نظر انداز نہ کیا جائے ﴿ لَّا تَجْعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًاۚ ﴾ (النور: ٦٣)

اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے تو کوئی بھی بغیر اجازت کے کسی کام کے لئے کسی ضرورت و حاجت کے لئے اٹھ کر نہیں جاتا تھا بلکہ اجازت لیتا پھر اپنے کام سے جا سکتا تھا۔ ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِذَا كَانُواْ مَعَهُۥ عَلَىٰٓ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُواْ حَتَّىٰ يَسْتَـْٔذِنُوهُۚ ﴾ (النور: ٦٢) علی ہذا القیاس ادب کا تقاضہ ہے کہ اس کی بات کو کسی رائے کے مقابلہ میں ٹال نہیں دیا جائے اور نہ کوئی قیاس اس کی نص کے مقابلہ میں لایا جائے بلکہ قیاسات وآراء کو کوڑے دان کی نذر کر کے اس کی سنت کو سینے سے لگا لیا جائے۔ اسی کسی اپنے بزرگ امام کے قول کے موافقت کے لئے رسول ﷺ کا کلام حقیقۃ الحال سے پھیرا نہ جائے اور اس کی بات کے لئے کسی کی موافقت کی ضرورت محسوس نہ کی جائے اور نہ اس کا انتظار کیا جائے کہ کوئی صاحب حدیث کی موافق بات کریں تو حدیث کو مانیں گے ورنہ نہیں، یہ آپ ﷺ کے ساتھ قلت ادب کا عجیب مظاہرہ ہے۔[1]

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے مقلد سے پوچھا کہ فرض کر لو رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود زندہ ہیں اور ہمیں کوئی حکم دیتے ہیں تو کیا ہم ان کی بات مانیں گے یا کسی اور کی طرف سے اجازت کے منتظر ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ فوراً حکم کی تعمیل کریں گے میں نے کہا پھر وہی حکم جب کتاب میں موجود ہے تو کیونکہ اس سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے اور کیونکر قابل عمل ہیں؟ منہ دانت دبا کر رہ گیا اور مزید ایک بات بھی نہ کی۔

لہٰذا جب اس کی آواز سے اونچی آواز عمل کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے تو اس کی حدیث سے کسی کی رائے و فکر کو بلند رکھنا اور سمجھنا کیا بربادی اعمال کا باعث نہیں ہو گا؟ لا محالہ ادب یہی ہے کہ اس کی حدیث کی مخالفت نہ کی جائے کسی اور کو بیچ میں نہ لایا

[1] – مدارج السالکین (۴۰۳)

جائے اور معرفت اور احکام دونوں اسی سے حاصل کی جائے ایسے نہیں کہ معرفت الٰہی کے باب میں اپنی بھٹکی ہوئی عقل کو رہنما تسلیم کرلیا جائے احکام میں بعض الناس کی باتوں کو دین سمجھا جائے اور قرآن وحدیث کو ہی ترک کے لئے پرکھا جائے۔ نہ اصول دین میں اس کی ضرورت محسوس کی جائے اور نہ فروغ دین میں بلکہ جو لوگ قرآن وحدیث کو مشعل راہ بنائے ہم ان سے دشمنی مول لیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا
هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾
مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ
مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ
السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ
خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾
﴾ (المؤمنون) بلکہ ان کے دل اس طرف سے غفلت میں ہیں اور ان کے لئے اس کے سوا اور بھی بہت سے اعمال ہیں جنہیں وہ کرنے والے ہیں۔(٦٣) یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو وہ بلبلانے لگے۔(٦٤) آج مت بلبلاؤ یقینا تم ہمارے مقابلے پر مدد نہ کئے جاؤ گے۔(٦٥) میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے۔(٦٦) اکڑتے اینٹھتے افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے تھے۔(٦٧) کیا انہوں نے اس بات میں غور وفکر ہی نہیں کیا؟ بلکہ ان کے پاس وہ آیا جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آیا تھا؟(٦٨) یا انہوں نے اپنے پیغمبر کو پہچانا نہیں کہ اس کے منکر ہو رہے ہیں؟(٦٩) یا یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ بلکہ وہ تو انکے پاس حق لایا ہے۔ہاں ان میں اکثر حق سے چڑنے والے ہیں۔(٧٠) اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہو جائے تو زمین وآسمان اور ان کے درمیان ہر چیز درہم برہم ہو جائے۔ حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت پہنچادی ہے لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔(٧١) کیا آپ ان سے کوئی اجرت چاہتے ہیں؟ یاد رکھئے کہ آپ کے رب کی اجرت بہت ہی بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی رساں ہے۔(٧٢) یقینا آپ تو انہیں راہ راست کی طرف بلا رہے ہیں(٧٣) بے شک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ سیدھے راستے سے مڑ جانے والے ہیں۔(٧٤)

اپنے آپ کا خیر خواہ نجات کا خواہشمند ان آیات پر گہرا غور کرے گا اور اسے کسی کے ساتھ مخصوص نہیں سمجھے گا بلکہ ان آیات میں اپنے آپ کو تلاش کرے گا کہ کہیں میں ان میں سے تو نہیں۔ واللہ المستعان۔[1]

سوم: مخلوقات کے ساتھ ادب

انسانوں کے ساتھ جہاں تک ادب کا تعلق ہے تو وہ مختلف مراتب پر محمول ہے ہر شخص کا ادب اس کی شان ومرتبہ کے لحاظ سے کیا جائے گا۔ والدین کے ساتھ علماء اساتذہ کے ساتھ اور بادشاہ کے ساتھ ان کے مرتبہ کے موافق ادب برتا جائے گا دوستوں کے ساتھ اس لحاظ سے ناآشناؤں کے ساتھ ادب کا طریقہ کار کوئی اور ہوگا مہمان کا ادب مختلف ہوگا اسی طرح ہر حالت میں الگ طرز انداز، کھانے پینے کے

[1] - مدارج السالکین (٣/٤٠٣)

اداب کچھ اور تو آنے جانے کے کچھ اور سفر حضر کے کچھ اور سونے جاگنے کے کچھ اور قضائے حاجت کرنے کے اداب مختلف ہیں۔ باادب ہونا خوش قسمتی وہ کامیابی کی علامت ہے اور سوء ادب بد بختی اور خسارہ کی نشانی ہے دنیا کا بہترین سرمایہ ادب ہے اور سب سے بڑا افریب ادب کا فقدان ہے۔ دیکھئے والدین کا ادب کرنے سے کتنا فائدہ ہوا کہ غار میں قید شخص اس وسیلہ سے نکل آیا اور نجات پا گیا اور بے ادبی کا نتیجہ جنید راہب کو کیسا زندان سہنا پڑا کہ عبادت گاہ ڈھادی مارا پیٹا گیا اور فحاشی کا کالک مل دیا گیا۔

آپ ہر بد قسمت کی زندگی کو ٹٹول کر دیکھیں، آپ کو والدین کے ساتھ بے ادبی ضرور ملے گی جس کی وجہ سے وہ محرومیوں کا شکار ہوا۔(۱)

اچھے اخلاق اور ادب یہ رسول ﷺ کی پیروی کا نتیجہ اور اللہ کا احسان ہے جس نے قرآن کریم میں یہ فرمایا: ﴿ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ﴾ (البقرة: ۳۲) اسی نے ہمیں یہ حکم دیا: ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ ﴾ (الأحزاب) یہ وہ مقام ہے جس کے ذریعے انسان اپنے اخلاق اور آداب کو اللہ رب العالمین کے آداب کے مطابق اپنا سکتے ہے اور جن اخلاق وآداب سے آپ ﷺ متصل اور موصوف تھے جیسا کہ اللہ رب العالمین اپنے نبی کی صفت میں یہ آیت نازل کی ہے: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾ ﴾ (القلم) وہ نبی مکرم ہیں جن کا یہ فرمان ہے: "میری بعثت کا مقصد بہترین اخلاق کی نشو نما ہے"۔(۲) اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا خلق تو قرآن ہے، اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ قرآن مجید اللہ رب العالمین کا سجایا ہوا دستر خوان ہے تو اس سے کچھ لے لیا کرو۔

اور آخرت میں اچھے اور بہترین اخلاق کا بدلہ صرف جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور اخلاق جتنے بہترین ہونگے اتنا ہی انسان جنت میں سید البشر ﷺ کی قربت پائے گا۔ اور آپ کی محبت نصیب ہوگی "إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقاً... (۳) " قیامت کے دن سب سے محبوب تر اور قریب تر وہ شخص ہوگا جس کے اخلق اچھے ہوں ایک دوسرے کے لئے خندہ پیشانی سے پیش آنے والے ہوں۔ جو محبت کرنے والے ہوں اور ان سے محبت کی جائے اور سب سے دور تر وہ شخص ہو گا جو کثرت سے باتیں کرنے والا ہو گا استہزاء و تکبر کرنے والا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔(۴)

فرمایا: وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَامًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. جس کا اخلاق جتنا اچھا اس کا اسلام اتنا بہترین و قابل رشک(۵)

مزید فرمایا: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. ایمان کی تکمیل یہ ہے کہ اخلاق اچھے سے اچھے ہوں۔(۶)

لہذا آپ ﷺ اپنے رب سے یہ دعا کیا کرتے تھے: (اللَّهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي) اے اللہ جس طرح میری

---

۱ – مدارج السالكين (۲/٤٠٤)

۲ – مدارج السالكين (۲/٤٠٦)

۳ – صحيح مسلم رقم (۲٥٥۳)

٤ – سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في حُسْنِ الْخُلُقِ، رقم (٤٨٠١)

٥ – مسند أحمد (٦/٤٤٦)

٦ – مسند أحمد (٥/٩٩)

خلقت اچھی کی ہے اسی طرح میرے خلق کو اچھا بنا۔(۱)

بے شک لوگوں کے ساتھ معاملات میں ادب اور اچھے اخلاق کا تعلق واضح طور نمایاں ہوتا ہے کیونکہ حسن خلق انسان کی نفسیات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس کے ذریعے اچھے آداب اور سلوک نمایاں ہوتے ہیں۔اسی لئے بہترین اخلاق ہی اچھے آداب اور سلوک کی بنیاد بنتا ہے۔اور اچھے اخلاق کا لازمی نتیجہ انتہائی ادب پر منتج ہے۔

جتنے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہوگا اتنا ہی کوئی شخص باادب تصور کیا جائے گا اور جوامع الکلم کے مالک رسول اللہ ﷺ نے وہ بنیاد بتادی جس پر اخلاق کی عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔فرمایا:"لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"(۲)اللہ تعالیٰ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کا لازمہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ ادب سے پیش آیا جائے۔

اور ان کے ساتھ اخلاق کا برتاؤ کیا جائے ان کے ساتھ احسان کا معاملہ روا رکھا جائے۔تو اللہ کی محبت کا حصول ممکن ہوگا ﴿ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ ﴾ (العنکبوت) اللہ کی معیت احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔﴿ وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ (البقرة)

انسان جب اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرے گا جو اپنے لئے کرتا ہے تو پھر اپنے نفس سے مجاہدہ کرے گا پھر لالچی نہیں بنے گا نفس امارہ کمزور ہوگا مال و دولت کی محبت میں نہیں پڑے گا۔تکبر و حسد کا شکار نہیں ہوگا۔بلکہ ساتھ میں اللہ کی محبت ایثار کا جذبہ سخاوت،جود،تواضع،انکساری،انفاق فی سبیل اللہ،صدقہ،خیرات کا جذبہ حاصل ہوگا۔ان اوصاف کو مزید احسان رحم و کرم شفقت و رحمت عفو درگزر وفاو دادرسی عدل و انصاف ذہانت و سچائی کے ذریعہ مضبوط کرے گا،اسی طرح ہماری رہنمائی کتاب اللہ میں موجود ہے ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ﴾ (آل عمران: ۳۱)اور فرمان نبوی ﷺ ہے "مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ" فرائض کے علاوہ نیکیاں کر کر کے انسان اس درجہ تک پہنچتا ہے کہ اللہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: افضل عمل یہ ہے کہ فرائض بجالائے اللہ کی حرام کردہ امور سے بچا جائے اور نیت صاف رکھی جائے۔(۳)

مناظرہ اور گفتگو کرنے کے آداب

اللہ کی طرف دعوت کے لئے کسی سے مناظرہ اور گفتگو کرنے کے آداب ایک دوسرے سے گفتگو (حوار) کا مطلب یہ ہے کہ طرفین ایک دوسرے کی بات سن کر اس کا جواب دیں۔(۴) جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ قَالَ لَهُۥ صَاحِبُهُۥ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ ﴾(الکہف:۳۷) "اس کے ساتھی نے اس کو جواب دیتے ہوئے کہا"۔(۵)

حوار (گفتگو) اور مناظرہ،اصطلاحی معنی کے لحاظ سے آپس میں بھی مترادف ہیں۔مناظرہ یہ ہے کہ آپس میں دو گفتگو کرنے

۱ – مسند أحمد رقم (۳۸۲۳)

۲ – صحيح البخاري (۱۳/۱)

۳ – أدب الدنيا والدين للماوردي (۲۲۶)

۴ – لسان العرب (۲۱۸/۴)

۵ – تفسير القرطبي (۴۰۳/۱۰)

والے ایک دوسرے کی باتوں پر غور کریں[۱] تاکہ ان دونوں کی باتوں سے حق واضح ہو جائے۔[۲]

مناظرہ اور گفتگو دونوں کا بہتر انداز میں مجادلہ کرنا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ فرمایا: ﴿وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ﴾ (النحل: ۱۲۵) "ان سے اچھے انداز سے بحث و مباحثہ کریں"۔[۳]

ایک طرف اسلام نے لڑائی اور ضد بازی کے مباحثے سے منع کیا اور ضد بازی کا مباحثہ کرنے والوں کو ڈرایا ہے۔[۴] تو دوسری طرف حق معلوم کرنے کے لئے اور اچھی رائے جاننے کے لئے آپس میں بات چیت کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ (جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے) یہ حق کی تلاش میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون ہے جو کہ دین کا حصہ ہے۔

آپس میں گفتگو کرنے والوں کو درج ذیل شروط کی پابندی کرنی چاہیئے

(۱) مناظرہ اور گفتگو کی وجہ سے فرض عین (فرائض) نہ چھوڑے اس لئے کہ دینی معلومات کے لئے بحث مباحثہ فرض کفایہ ہے ہر کسی پر الگ الگ فرض نہیں۔

(۲) مناظر اور گفتگو کرنے والے کے سامنے اس وقت اور اس جگہ کوئی اور اس سے اہم فرض کفایہ موجود نہ ہو۔

(۳) مناظر اور گفتگو کرنے والا اپنے علم اور فہم سے بات کرے کسی اور کے مذہب اور رائے پر مناظرہ نہ کرے۔

(۴) جس مسئلے میں مناظرہ ہو وہ واقع ہونے والا ہو یا واقع ہو چکا ہو۔ فرضی یا غیر پیش آنے والے مسئلے میں مناظرہ نہ ہو کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف اس وقت ایک دوسرے سے رائے لیتے اور مشورہ لیتے جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا۔ یا جس مسئلے کے پیش آنے کا غالب امکان ہوتا۔

(۵) مناظرہ تنہائی میں ہو کیونکہ حکمرانوں کے سامنے اور عام مجالس میں مناظرہ کرنے سے زیادہ فائدہ مند اور بہتر ہوتا ہے اسلئے مجمع کے سامنے بندے میں ریاء پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر صورت میں غالب ثابت کرنے کا حرص ہوتا ہے چاہے وہ حق پر ہو یا غلطی پر۔

(۶) مناظرہ کرنے کا مقصد صرف حق کو تلاش کرنا ہو جیسے کوئی شخص گم شدہ چیز کو ڈھونڈ رہا ہو اس کو اپنے ہاتھ پر گم شدہ چیز مل جائے یا کسی اور کے ہاتھ پر ہر صورت میں وہ اسے قبول کرتا ہے اور لے لیتا ہے۔

(۷) مناظرہ کرنے والے ہر ایک دوسرے کو اپنا معاون تصور کرے نہ کہ دشمن اور مد مقابل اور جب اس کے ساتھ مناظرہ کرنے والا اس کی کسی غلطی کی نشاندھی کرے اور اس پر حق واضح کر دے تو یہ اس کا شکریہ ادا کرے۔

(۸) اپنے ساتھ مناظرہ کرنے والے کو اس سے نہ روکے کہ وہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف منتقل ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناظرے اور مباحثے دیکھے جائیں تو وہ اسی قسم کے ہیں ان میں سے جس کے ذہن میں جو دلیل آتی وہ اسے بیان کرتے اور سب اس میں غور و فکر کرتے۔

[۱] – التوقيف على مهمات التعاريف (١٤٨)

[۲] – التوقيف على مهمات التعاريف (٣١٦)

[۳] – التواقيف على مهمات التعاريف (١٤٨)

[۴] – أنظر: صفت الجدال .

(۹) مناظرہ صرف ایسے شخص کے ساتھ کیا جائے جس سے کسی علمی فائدہ ملنے کی امید ہو۔ (۱)

اپنے نفس کے ساتھ ادب سے پیش آنا

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ نفس کے مزاج میں کچھ بے کار عادتیں اور بے ہودہ اخلاق رکھے گئے ہیں جس میں اچھے اخلاق ڈالنے کی تربیت ضروری ہے۔ اور جو اچھی عادتیں اس میں ہیں ان کو مہذب بنانا بھی ضروری ہے کیونکہ اچھی عادات کے مقابلہ میں بری عادتیں ہیں جو خواہشات نفس اور شہوات کی مدد سے قوت پکڑتی ہیں اگر انسان اپنے نفس کو اچھی عادات کی تربیت پر توجہ نہ دے تو اسکی یہ غفلت اس کے مزاج سے اچھی عادات نکال دے گی۔ پھر بے مراد لوگوں کی طرح پچھتائے گا۔ لیکن ادب سے خالی ہو گا اس لئے کہ ادب تجربہ اور محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ یا کسی کی عادت ڈالنے سے اس کو ادب حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر قوم میں الگ الگ مزاج رکھے گئے ہیں۔ لیکن ادب کلی طور پر صرف عقل سے حاصل نہیں ہوتا اور نہ مزاج کے تابع ہونے سے ادب حاصل ہوتا ہے۔

بلکہ مشقت اور محنت کے کرنے اور اپنے اندر اچھی عادات ڈالنے سے ادب حاصل ہوتا ہے۔ اور عقل پھر اس کی نگرانی کرتی ہے۔ اور اگر صرف عقل سے ادب حاصل ہوتا تو انبیاء کو وحی آنے کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ وہ عقل کو ہی کافی سمجھتے۔ (۲)

انسان کے ساتھ ہمیشہ رہنے والا ادب

ادب دو قسم کا ہے جو انسان کی پیدائش سے اس کے بڑھاپے تک اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(۱) ایک جو خود اس کے مزاج کے اندر رکھا گیا ہے (۲) دوسرا جو اس کو محنت اور اپنے نفس کی اصلاح سے حاصل ہوتا ہے۔

خود کسی قوم کے مزاج کے ادب سے مراد وہ عادات ہیں جو عقل مند لوگوں کے ہاں اچھی سمجھی جاتی ہیں۔ اور ادباء اس کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جیسے کسی کو مخاطب کرنے کے لئے سلجھے ہوئے الفاظ کا استعمال یا کسی قوم کا کسی لباس کی ہیئت کو اختیار کرنے پر اتفاق۔ جو انسان اس متفقہ طرز تخاطب اور پہناوے سے تجاوز کرتا ہے۔ وہ ادب کا مخالف اور قابل مذمت سمجھا جاتا ہے۔

اصلاح نفس کی کوشش اور محنت سے حاصل شدہ ادب

وہ ادب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اس کام پر مجبور کرے جس کی مخالفت عقلمند کے خلاف ہو اور عاقل لوگوں کو اس کی اچھائی میں شک نہ ہو۔

اس میں پہلی بات یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر حسن ظن نہ کرے کیونکہ اپنے بارے میں حسن ظن رکھنے سے اپنی برائیاں اور برے اخلاق آدمی کو نظر نہیں آتے۔ کیونکہ نفس برائی کا حکم دیتا ہے اور اچھے کاموں سے نفرت کرتا ہے۔ تو نفس پر حسن ظن کرنا اپنے اختیارات نفس کے ہاتھ میں دینے کے مترادف ہے اور اپنے نفس کو اپنے اوپر حاکم مسلط کرنا اخلاق کی خرابی کا ذریعہ ہے۔ اور جب نفس پر حسن ظن نہ ہو تو غلطیوں اور کوتاہیوں پر آدمی اپنا احتساب کرتا ہے اور اپنی غلطیوں سے باز آتا ہے۔

محنت اور مشقت سے حاصل ہونے والے ادب کی مختلف صورتیں

(۱) تکبر اور اپنے نفس مال و جاہ پر فخر کرنے سے بچ کر رہنا۔ اس لئے کہ یہ دونوں (تکبر اور فخر) انسان سے اچھی خصلتیں نکال کر اس

۱- احیاء علوم الدین (٤٤/١) اختصار کے ساتھ۔

۲- أدب الدنیا والدین للماوردي (٢٢٦)

میں بری خصلتیں پیدا کرتے ہیں۔ جس پر تکبر اور فخر مسلط ہو وہ نصیحت کی بات سننے کے لئے تیار ہوتا ہے نہ کسی سے ادب سیکھنا گوارا کرتا ہے۔ تکبر انسان اپنے مقام اور مرتبے وعہدے کی وجہ سے کرتا اور فخر کسی نعمت اور کثرت کی وجہ سے تو متکبر شخص اپنے آپ کو سب سے بڑا جانتا ہے تعلیم دینے والے اور نصیحت کرنے والے اس کو بہت کم تر اور حقیر نظر آتے ہیں۔ اور فخر کرنے والا مزید کسی سے کچھ سیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

مزید برآں تکبر لوگوں کے دلوں میں نفرت بٹھاتا ہے اور انسان کو کسی سے محبت اور دوستی کرنے سے غافل کرتا ہے۔ اور بھائیوں کے درمیان بغض اور عناد پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس پر فخر کرنے سے انسان کی خوبیاں چھپ جاتی ہیں اور برائیاں سامنے آتی ہیں اور انسان ہر کسی اچھائی کرنے سے اپنے نفس پر فخر کرنے کی وجہ سے رک جاتا ہے۔

(تکبر کے مزید نقصانات کے لئے صفات مذمومہ میں سے کبر کا مطالعہ کیجئے)۔

(۲) اچھے اخلاق اپنانا: اس لئے کہ جب انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس سے محبت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ دشمنی کرنے والے کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے مشکل کام اس کے لئے آسان ہو جاتے ہیں اور غصے سے بھرے دل اس کے لئے نرم پڑ جاتے ہیں۔

اچھے اخلاق کا مطلب یہ ہے کہ: انسان نرم مزاج، نرم گوشہ رکھنے والے، خندہ پیشانی سے پیش آنے والا بہت کم نفرت کرنے والا اور اچھی میٹھی بات کرنے والا ہو۔ (مزید تفصیل کے لئے حسن الخلق کا مطالعہ کیجئے)۔

(۳) باحیا ہونا: انسان میں خیر اور شر دونوں پوشیدہ چیزیں ہیں جو کہ انسان کی ظاہری نشانیوں سے معلوم ہوتی ہیں۔ خیر کی ظاہری نشانی حیا اور فراخدلی سے پیش آنا ہے۔ اور شر کی ظاہری نشانی بدزبانی اور فحش گوئی ہے۔

تو حیا کے خیر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ خیر کی ایک ظاہری نشانی ہے اور بدزبانی وفحش گوئی کے شر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ یہ شر کا راستہ ہے اور جس شخص میں حیا نہ ہو اس کو بری خصلت سے اور ممنوع کاموں سے کوئی روکنے والا اور ڈانٹنے والا نہیں ہوتا۔ جو چاہے وہ کر گزرتا ہے۔

(۴) بردباری اور صبر اپنے اندر پیدا کرنا: اس لئے کہ بردباری سب سے اعلیٰ اور عقل مندوں کے نزدیک سب سے مناسب اخلاق میں سے ہے۔ کیونکہ اس میں عزت اور جسم دونوں کی سلامتی و حفاظت ہے۔ اور اس سے انسان قابل تعریف ٹھہرتا ہے۔ بردباری پیدا ہونے کے کئی اسباب ہیں جن میں سے رحم وشفقت بدلہ لینے کی قوت اور گالی گلوچ سے بچنے کی کوشش وغیرہ ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے اس کتاب میں "حِلم" کا مطالعہ کیجئے)۔

(۵) سچائی کی صفت اپنانا اور جھوٹ سے بچ کر رہنا۔ (مزید وضاحت کے لئے کتاب ہذا میں الصدق اور الکذب دیکھئے)۔

(۶) حسد وکینے سے بچ کر رہنا کیونکہ حسد ایک بری خصلت ہے جو انسان کے جسم اور دین دونوں کو تباہ کرتی ہے اور اس کی شریعت میں اگر کوئی اور قباحت بیان نہ کی جاتی تب بھی اس کا کمینہ ہونا ہی اس سے بچنے کے لئے کافی ہے۔ تاکہ انسان عزت وسلامتی سے رہے جبکہ اس سے نفس پر انسان کے خیالات اور نیتوں پر بھی بہت برا اثر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حسد انسان کی ہلاکت اور موت کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن اس سے دشمن کو کوئی دکھ پہنچایا جاسکتا ہے نہ جس سے حسد کیا جاتا ہے اس کو اس سے کوئی تکلیف ہوسکتی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل اوصاف کا مطالعہ کیجئے

الاحسان، الاخلاص، الاستقامة، التواضع، حسن الخلق، حسن ،حسن المعاملة ،الحلم، الحياء، غض البصر، كظم الغيظ۔

اس کے مقابل میں دیکھئے

اتباع الهوىٰ، سوء الخلق، سوء المعاملة، الضف، الفجور، الفحش، الفضح، الكبر والعجب، الكذب، العتو.

وہ آیات جو الادب پر دلالت کرتی ہیں

اللہ اور قرآن مجید کے ساتھ ادب

(۱)﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ ٱلْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنِ ٱتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَٰبِهَا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ ﴾ البقرة

(۱)لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لئے ہے (احرام کی حالت میں) اور گھروں کے پیچھے سے تمہارا آنا کچھ نیکی نہیں، بلکہ نیکی والا وہ ہے جو متقی ہو، اور گھروں میں تو دروازوں میں سے آیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(۲)﴿ وَلَا تَجْعَلُوا۟ ٱللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَٰنِكُمْ أَن تَبَرُّوا۟ وَتَتَّقُوا۟ وَتُصْلِحُوا۟ بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ ﴾البقرة

(۲)اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

(۳)﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ ﴾ النساء

(۳) کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

(٤)﴿ قَالَ ٱللَّهُ إِنِّى مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَن يَكْفُرْ بَعْدُ مِنكُمْ فَإِنِّىٓ أُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهُۥٓ أَحَدًا مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ ﴾ المائدة

(٤)حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو عیسیٰ عرض کریں

گے کہ میں تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا، تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا۔ اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔ اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے

(٥)﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ ﴾ الأعراف

(٥) دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(٦)﴿ وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ ﴾ الأعراف

(٦) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

(٧)﴿ وَٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا۟ مِمَّا رَزَقْنَـٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِٱلْحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ أُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى ٱلدَّارِ ﴿٢٢﴾ ﴾ الرعد

(٧) اور وہ اپنے رب کی رضامندی کی طلب کے لئے صبر کرتے ہیں اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھی بھلائی سے ٹالتے ہیں انہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

(٨)﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ ﴾ النحل

(٨) قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔

(٩)﴿ وَقُل لِّعِبَادِى يَقُولُوا۟ ٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَـٰنَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَـٰنَ كَانَ لِلْإِنسَـٰنِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ ﴾ الإسراء

(٩) اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(١٠)﴿ أَمَّا ٱلسَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَـٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِى ٱلْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا ٱلْغُلَـٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَآ أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَـٰنًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَآ أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَـٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَـٰلِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ﴾ الكهف

(١٠) کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کرتے تھے میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کرنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ ان کے آگے ایک باشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح سالم) کشتی کو جبراً ضبط کر لیتا تھا۔ اور اس لڑکے کے ماں باپ ایمان دار تھے ہمیں خوف ہوا کہ کہیں یہ انہیں اپنی سرکشی اور کفر سے عاجز و پریشان نہ کر دے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا پروردگار اس کے بدلے اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس

سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے۔ دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

(۱۱) ﴿ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ ٱلسَّيِّئَةَۚ نَحۡنُ أَعۡلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ المؤمنون

(۱۱) برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو، جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں ہم بخوبی واقف ہیں۔

(۱۲) ﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ أَن يَقُولُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿٥١﴾ ﴾ النور

(۱۲) ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

(۱۳) ﴿ ٱلَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهۡدِينِ ﴿٧٨﴾ وَٱلَّذِي هُوَ يُطۡعِمُنِي وَيَسۡقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِينِ ﴿٨٠﴾ ﴾ الشعراء

(۱۳) جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

(۱٤) ﴿ أُوْلَٰٓئِكَ يُؤۡتَوۡنَ أَجۡرَهُم مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُواْ وَيَدۡرَءُونَ بِٱلۡحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ ﴾ القصص

(۱٤) یہ اپنے کیے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا اجر دیئے جائیں گے، یہ نیکی سے بدی کو ٹال دیتے ہیں اور ہم نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے دیتے رہتے ہیں۔

(۱٥) ﴿ ٱلَّذِينَ يَحۡمِلُونَ ٱلۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيُؤۡمِنُونَ بِهِۦ وَيَسۡتَغۡفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَيۡءٖ رَّحۡمَةٗ وَعِلۡمٗا فَٱغۡفِرۡ لِلَّذِينَ تَابُواْ وَٱتَّبَعُواْ سَبِيلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَأَدۡخِلۡهُمۡ جَنَّٰتِ عَدۡنٍ ٱلَّتِي وَعَدتَّهُمۡ وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ ٱلسَّيِّـَٔاتِۚ وَمَن تَقِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ يَوۡمَئِذٖ فَقَدۡ رَحِمۡتَهُۥۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ ﴿٩﴾ ﴾ غافر

(۱٥) عرش کے اٹھانے والے اور اس کے اس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچا لے۔ اے ہمارے رب تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچا لیا اس پر تو نے رحمت کر دی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔

(۱٦) ﴿ وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلٗا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسۡتَوِي ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِي بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٞ كَأَنَّهُۥ وَلِيٌّ حَمِيمٞ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو

حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ ﴾ فصلت

(۱۶)اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔

(۱۷)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ ٱلَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿٣﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ ٱلْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴿٤﴾ ﴾المزمل

(۱۷)اے کپڑے میں لپٹنے والے۔ رات (وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر لے۔ یا اس پر بڑھا دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادب

(۱۸)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقُولُوا۟ رَٰعِنَا وَقُولُوا۟ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُوا۟ ۗ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ ﴾

(۱۸)اے ایمان والو تم (نبی کو) "راعنا" نہ کہا کرو، بلکہ "انظرنا" کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ البقرة

(۱۹) ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِذَا كَانُوا۟ مَعَهُۥ عَلَىٰٓ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا۟ حَتَّىٰ يَسْتَـْٔذِنُوهُ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَـْٔذِنُونَكَ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۚ فَإِذَا ٱسْتَـْٔذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُمُ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا۟ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ النور

(۱۹)باایمان لوگ تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور جب ایسے معاملہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے نبی کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں کہیں نہیں جاتے جو لوگ ایسے موقع پر آپ سے اجازت لے لیتے ہیں حقیقت میں یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں، پس جب ایسے لوگ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیدیں اور ان کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے نبی کے بلانے کو ایسا معمولی بلاوا نہ کر لو جیسے آپس میں ایک کا ایک کو ہوتا ہے۔ تم سب سے انہیں اللہ خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں، سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں، ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے۔

(۲۰)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ ﴾ الأحزاب

(۲۰)اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی ﷺ کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے، نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو (یاد رکھو) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے۔

(۲۱)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ ءَاذَوْاْ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ ٱللَّهُ مِمَّا قَالُواْۚ وَكَانَ عِندَ ٱللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ ﴾ الأحزاب

(۲۱)اے ایمان والو ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی، پس جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے انہیں اس سے بری فرما دیا، اور وہ اللہ کے نزدیک باعزت تھے۔

(۲۲) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرْفَعُوٓاْ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُواْ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٢﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَٰتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمْتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾ ﴾ الحجرات

(۲۲)اے ایمان والے لوگو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے۔

انسان کا اپنے ساتھ ادب

(۲۳)﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّواْ بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوهَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾ ﴾ النساء

(۲۳)اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

(۲٤) ﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ وَلَا تُسْرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ ﴾ الأعراف

(۲٤)اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲۵)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهْلِهَاۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُواْ فِيهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُواْ فَٱرْجِعُواْۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَٰعٌ لَّكُمْۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنْ أَبْصَٰرِهِمْ وَيَحْفَظُواْ فُرُوجَهُمْۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ

يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَـرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّـٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ النور

(٢٥) اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو، جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔ مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پاؤ۔

(٢٦) ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْـَٔايَـٰتِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ ٱلْأَطْفَـٰلُ مِنكُمُ ٱلْحُلُمَ فَلْيَسْتَـْٔذِنُوا۟ كَمَا ٱسْتَـْٔذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّـٰتِى لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَٰتٍۭ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ ﴾ النور

(٢٦) ایمان والو تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی) اللہ اس طرح کھول کھول اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا

ہے۔اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیئے اللہ تعالیٰ تم سے اسی طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی علم و حکمت والا ہے۔بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے، اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

(۲۷)﴿ وَعِبَادُ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى ٱلْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلْجَـٰهِلُونَ قَالُوا۟ سَلَـٰمًا ﴿٦٣﴾ ﴾ الفرقان

(۲۷) رحمن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ اس سے باتیں کرنے لگتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

(۲۸)﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَـٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَـٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿١١﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ الحجرات

(۲۸) اے ایمان والو مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔اے ایمان والو بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(۲۹)﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا تَنَـٰجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَـٰجَوْا۟ بِٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَمَعْصِيَتِ ٱلرَّسُولِ وَتَنَـٰجَوْا۟ بِٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِىٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾ ﴾ المجادلة

(۲۹) اے ایمان والو تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم (زیادتی) اور نافرمانی پیغمبر کی نہ ہوں، بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔

(۳۰)﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا۟ فِى ٱلْمَجَـٰلِسِ فَٱفْسَحُوا۟ يَفْسَحِ ٱللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ ٱنشُزُوا۟ فَٱنشُزُوا۟ يَرْفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ دَرَجَـٰتٍ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ ﴾ المجادلة

(۳۰) اے مسلمانوں جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جائے تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔

انسان کا اپنے نفس کے ساتھ ادب

(۳۱)﴿ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ
بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ ﴾ النور

(۳۱) اندھے پر، لنگڑے پر، بیمار پر اور خود تم پر (مطلقاً) کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھالو یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم سب ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ، پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ، یوں ہی اللہ تعالیٰ کھول کھول کر تم سے اپنے احکام بیان فرمارہا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔

(۳۲)﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ
قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ
وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ
بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ
لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ
إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ ﴾ لقمان

(۳۲) اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔ اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ ور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا

میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کر دوں گا۔ پیارے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبر دار ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔

وہ احادیث جو "الأدب" پر دلالت کرتی ہیں

۱- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنْبِلَهُ وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثٌ تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَرَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ كَفَرَهَا. [1]

(۱) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا، (۱) تیر بنانے والا، جو حصول ثواب کی نیت سے بناتا ہے (۲) تیر چلانے والا، (۳) اور تیر انداز کو مہیا کرنے والا پکڑانے والا۔ آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو، اور گھڑ سواری کرو، گھڑ سواری کی نسبت تیر اندازی مجھے زیادہ پسند ہے۔ تین چیزیں کھیل میں شمار ہوتی ہیں (۱) اگر کوئی شخص گھوڑے کو سکھاتا اور سدھارتا ہے (۲) اپنی بیوی سے کھیل کود کرتا ہے، (۳) اپنے تیر کمان سے تیر اندازی کرتا ہے۔ جس شخص نے تیر اندازی سیکھی اور پھر اسے غیر اہم سمجھ کر ترک کر دیا (بھلا دیا) تو وہ تو ایک نعمت تھی جو اس نے ترک کر دی یا یہ کہا کہ اس نے کفران نعمت کیا۔

۲- عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوتَانٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللهِ. [2]

(۲) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت کی آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تم قتل کیئے جاؤ اور جلائے جاؤ، اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ تم اپنے اہل وعیال اور مال سے الگ ہو جاؤ۔ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا، جس شخص نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑی اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے، تم ہرگز شراب نہ

---

[1] - سنن أبي داود كِتَاب الْجِهَادِ بَاب فِي الرَّمْيِ (٢١٥٢) وقال الترمذي ومحقق جامع الأصول حديث حسن (٥/٤٣، ٤٤)

[2] - (حسن لغيره) صحيح الترغيب والترهيب رقم (٥٧٠) مسند أحمد (٥/٢٣٨)

پینا کیونکہ شراب ہر قسم کی بے حیائی کی جڑ ہے، خود کو نافرمانی سے دور رکھنا اس لئے کہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی اترتی ہے۔ خود کو لڑائی سے بھاگنے سے بچاؤ، اگر چہ لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں پر موت طاری ہو اور تم ان میں ہو تو تمہیں ثابت قدمی اختیار کرنا ہو گی نیز اپنے مال کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا اور ان سے ادب کی لاٹھی کو نہ اٹھانا اور اللہ کے بارے میں انہیں ڈراتے رہنا۔

٣- عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَّاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ. (١)

(٣) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ خراسان کا رہنے والا تھا اس نے شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قربانی کے جانور پر سواری کرے، شعبی نے کہا مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا، ایک تو وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) اپنے پیغمبر پر ایمان لایا ہو اور پھر میرا زمانہ پائے اور مجھ پر بھی ایمان لائے میری پیروی کرے اور مجھے سچا جانے تو اس کو دوہرا ثواب ہو گا، اور ایک غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی اس کو دوہرا ثواب ہے اور ایک شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر اسے اچھی طرح کھلائے پلائے اور اس کے بعد اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہو گا۔ پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث بغیر محنت کئے لے لے، نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لئے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيِيَ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيْ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيعُنِيهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيهِ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنْ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوْ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ

١- صحيح البخاري رقم (٣٠١١) صحيح مسلم كتَاب الْإِيمَانِ بَاب وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ... (١٥٤)

بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيرَةُ هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا نَرَى بِهِ بَأْسًا.(١)

(٤) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں شریک تھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آکر میرے پاس تشریف لائے میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا چونکہ وہ تھک چکا تھا اس لئے دھیرے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ نبی نے مجھ سے دریافت فرمایا: کہ جابر تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے جابر نے بیان کیا کہ پھر آپ پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں سے آگے چلتا رہا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا: اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا آپ نے فرمایا: پھر کیا اسے بیچو گے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں شرمندہ ہو گیا کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا کوئی اور اونٹ نہیں رہا تھا مگر میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا پھر بیچ دے، چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ کو بیچ دیا، اور یہ طے پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ابھی نئی شادی ہوئی ہے میں نے آپ سے (آگے بڑھ کر اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی تو آپ نے اجازت عنایت فرمادی۔ اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا۔ جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی تو انہوں نے مجھے برا بھلا کہا (تیرے پاس ایک اونٹ تھا وہ بھی بیچ ڈالا اب پانی کس پر لائے گا) جب میں نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا بیوہ سے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ باکرہ (کنواری) سے کیوں نہ کی؟ وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ احد میں شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں اس لئے مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ انہیں جیسی کسی لڑکی کو بیاہ لاؤں جو نہ اسے ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تاکہ وہ ان کی نگرانی کرلے اور انہیں ادب سکھائے۔ انہوں نے بیان کیا کہا پھر جب نبی ﷺ مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔ مغیرہ راوی نے کہا، ہمارے نزدیک بیع میں یہ شرط لگانا اچھا ہے (اس میں) کوئی برائی نہیں۔

وہ احادیث جو "الأدب" پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَنَا قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا أَنَا. وفي بعض الروايات: كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ. (٢)

(٥) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو آواز دی تو آپ نے پوچھا کون؟ میں نے کہا میں ہوں چنانچہ نبی ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ: "میں میں" (کیا ہے؟) اور بعض روایات میں ہے کہ گویا آپ نے اسے برا سمجھا۔

٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ.

١- صحيح البخاري كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَاب اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ. (٢٩٦٧)

٢- صحيح البخاري رقم (٦٢٥٠) صحيح مسلم كِتَاب الْآدَابِ بَاب كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا إِذَا قِيلَ مَنْ هَذَا رقم (٢١٥٥)

(٦)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ (١)

٧- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ أَوْ مَنْ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفْ الصَّمَّاءَ. (٢)

(٧)جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے اسے چاہیئے کہ وہ تسمہ درست کرے نیز کوئی شخص ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا بھی نہ کھائے اور ایک کپڑے میں گوٹ نہ مارے، اور چادر کو اس طرح نہ لپیٹے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں۔

وضاحت: گوٹ مارنے سے مراد اپنی سیرین پر بیٹھ کر گھٹنوں کو کھڑا کرنا اور گھٹنوں کو ہاتھ یا کپڑے سے باندھنا ہے۔

٨- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ. (٣)

(٨)جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب آدمی اپنے گھر میں جاتا ہے اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت اللہ جل جلالہ کا نام لیتا ہے، تو شیطان (اپنے رفیقوں سے دوسرے تابعداروں کی مدد سے) کہتا ہے کہ نہ تمہارا یہاں رہنے کا ٹھکانا ہے نہ کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہارے رہنے کا ٹھکانا تو مل گیا اور جب کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تمہارے رہنے کا ٹھکانا بھی ہوا اور کھانا بھی۔

٩- عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ. (٤)

(٩)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو تیسرے شخص کو الگ کر کے اس سے سرگوشی نہ کریں اس لئے کہ اس (تیسرے شخص کو) رنج ہوگا۔

١٠- عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَرَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ ثُمَّ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. (٥)

(١٠)جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ جب ہم عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (جب وہ حجاز کے خلیفہ تھے) ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں

---

١ – صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهِمَا رقم (٢٠٢٠)

٢ – صحيح مسلم كِتَاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَاب النَّهْيِ عَنْ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ رقم (٢٠٩٩)

٣ – صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهِمَا رقم (٢٠١٨)

٤ – صحيح البخاري رقم (٦٢٨٨) صحيح مسلم كِتَاب السَّلَامِ بَاب تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاهُ رقم (٢١٨٤)

٥ – صحيح البخاري كِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَاب الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ رقم (٥٤٤٦) صحيح مسلم رقم (٢٠٤٥)

نے راشن میں ہمیں کھانے کے لئے کھجوریں دیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے اور ہم کھجور کھا رہے تھے انہوں نے فرمایا دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی علیہ السلام نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے، پھر فرمایا دو کھجوروں کو اس صورت میں ملا کر کھا سکتے ہیں جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھی سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے شعبہ نے کہا اجازت والی بات ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

١١- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: اقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَادَى الْمُهَاجِرُ أَوْ الْمُهَاجِرُونَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ وَنَادَى الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: مَا هَذَا دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا أَنَّ غُلَامَيْنِ اقْتَتَلَا فَكَسَعَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ قَالَ: فَلَا بَأْسَ وَلْيَنْصُرْ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا إِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فَإِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ. (١)

(١١) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو لڑکے آپس میں لڑ پڑے ان میں سے ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے، مہاجر نے مہاجرین کو پکارا اور انصاری نے انصار کو، تو رسول اللہ علیہ السلام باہر نکلے اور فرمایا: یہ جاہلیت کا سا پکارنا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ علیہ السلام دو لڑکے لڑ پڑے تو ایک نے دوسرے کو سرین پر مارا۔ آپ نے فرمایا: تو کوئی حرج نہیں کہ آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر ظالم ہے تو یہ مدد کرے کہ اس کو ظلم سے روکے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے۔

١٢- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَى عَنْ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَانَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ. (٢)

(١٢) براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا، بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کا جواب دینے کا، کمزور کی مدد کرنے کا مظلوم کی مدد کرنے کا، سلام پھیلانے کا، قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا، اور نبی علیہ السلام نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے ہمیں منع فرمایا تھا اور (ریشم کی) زین پر سوار ہونے سے، ریشم اور دیبا پہننے، ریشمی کپڑا اور دبیز ریشم (ریشمی قسم میں ایک کپڑا) پہننے سے منع فرمایا۔

١٣-عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ. (٣)

(١٣) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا؛ عمر رسید (سفید بالوں والا) مسلمان اور حافظ قرآن جو کہ افراط و تفریط (یعنی غلو کرنے والا نہ ہو اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کوتاہی برتنے والا نہ ہو) سے محفوظ ہو اور عادل و مصنف بادشاہ کی تکریم کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت و تکریم میں سے ہے۔

١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ

---

[1] – صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب نَصْرِ الْأَخِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا رقم (٢٥٨٤)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب الِاسْتِئْذَانِ بَاب إِفْشَاءِ السَّلَامِ رقم (٦٢٣٥) صحيح البخاري رقم (٢٠٦٦)

[3] – (حسن) صحيح سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ رقم (٤٨٤٣)

أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ. قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: عَلَيْكُمْ. (١)

(١٤)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو جو تم سے (مال و دولت) میں کم ہے اور اس کو مت دیکھو جو (ان چیزوں میں) تم سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے۔

١٥- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا: فَالْأَكْلُ؟ فَقَالَ: ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ. (٢)

(١٥)انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے، قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے (انس رضی اللہ عنہ سے) کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ تو بہت ہی زیادہ برا ہے۔

١٦- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ. (٣)

(١٦)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم راستے میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے کی مجبوری ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو، انہوں نے پوچھا راستے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں جھکا کر رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا۔

١٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (٤)

(١٧)عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا: کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہنچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہنچانو اس کو بھی سلام کرو (یعنی سب کو سلام کرو)۔

١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي طَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ. (٥)

(١٨)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک وقت ایک آدمی راستے پر چل رہا تھا اس نے راستے پر ایک کانٹے دار شاخ دیکھی اس نے اسے پیچھے کر دیا اللہ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔

١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ.

---

١ – صحيح البخاري رقم (٦٤٩٠) صحيح مسلم كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ رقم (٢٩٦٣)

٢ – صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا رقم (٢٠٢٤)

٣ – صحيح البخاري رقم (٦٢٢٩) صحيح مسلم كِتَاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَاب النَّهْيِ عَنْ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ وَإِعْطَاءِ الطَّرِيقِ حَقَّهُ رقم (٢١٢١)

٤ – صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنْ الْإِسْلَامِ رقم (١٢) صحيح مسلم رقم (٣٩)

٥ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (١٩٥٨) سنن الترمذي كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ رقم (١٨٨١)

(۱۹)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب لوگوں میں سے کون زیادہ حق دار ہے جس کے لئے میں اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں کا۔ وہ بولا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، وہ بولا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں وہ بولا پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر تیرا باپ۔ ([1])

۲۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ. ([2])

(۲۰)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی چھوڑ دو، اور مونچھیں کتروا ؤ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے۔

۲۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنْ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ: عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ. ([3])

(۲۱) نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: السام علیکم (تمہیں موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا (تمہیں موت آئے اور لعنت بھی ہو) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر واے عائشہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)۔

۲۲- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ. ([4])

(۲۲)عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا، پھر نبی ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ دو مرتبہ نبی ﷺ کے جہنم سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں مجھے کوئی شک نہیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جہنم سے بچو۔ خواہ آدمی جو کھجور ہی (کسی کو) صدقہ کر کے ہو سکے اور اگر کسی سے یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کر کے ہی سہی۔

۲۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى.

---

[1] – صحيح البخاري (٥٩٧١ صحيح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَاب بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ رقم (٢٥٤٨)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب اللِّبَاسِ بَاب تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ رقم (٥٨٩٢) صحيح مسلم رقم (٢٥٩)

[3] – صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ (٦٠٢٤) صحيح مسلم رقم (٢١٦٥)

[4] – صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب طِيبِ الْكَلَامِ رقم (٦٠٢٣) صحيح مسلم رقم (١٠١٦)

(٢٣)جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔[1]

٢٤- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشْرٌ مِنْ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّاءُ: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ. [2]

(٢٤)ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: دس باتیں پیدائشی سنت ہیں (١)مونچھیں کترنا(٢)داڑھی چھوڑ دینا(٣) مسواک کرنا(٤)ناک میں پانی ڈالنا(٥)ناخن کاٹنا(٦)پوروں کا دھونا(انگلیوں کے جوڑ کا دھونا)(٧)بغل کے بال اکھیڑنا(٨)زیر ناف بال مونڈنا(٩)پانی سے استنجاء کرنا، مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔

٢٥- عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا غُلَامُ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [3]

(٢٥)عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ علیہ السلام کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا، اس لئے آپ نے مجھ سے فرمایا: بیٹے بسم اللہ پڑھ لیا کر، داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو(یعنی اپنے سامنے سے)، چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

٢٦- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَلِكَ. [4]

(٢٦)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا اس لئے واپس چلا آیا(جب عمر کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا گیا اور رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہیئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہوگا (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے نبی علیہ السلام سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب

[1] – صحيح البخاري كِتَاب الْبُيُوعِ بَاب السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ رقم (٢٠٧٦)

[2] – صحيح مسلم كِتَاب الطَّهَارَةِ بَاب خِصَالِ الْفِطْرَةِ رقم (٢٦١)

[3] – صحيح البخاري كِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَاب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِينِ (٥٣٧٦) صحيح مسلم رقم (٢٠٢٢)

[4] – صحيح البخاري كِتَاب الاستئذان بَاب التَّسْلِيمِ وَالِاسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا رقم (٦٢٤٥) صحيح مسلم رقم (٢١٥٣)

رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو سوائے) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہوگا ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہے۔

٢٧- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (١)

(۲۷) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے ملاقات چھوڑے اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

٢٨- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. (٢)

(۲۸) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔

٢٩- عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ. (٣)

(۲۹) معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا اور وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی جوڑا پہنے ہوئے تھے میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے میں نے ایک شخص یعنی غلام کو برا بھلا کہا تھا اور اس کی ماں کی غیرت دلائی (یعنی گالی دی) تو رسول اللہ علیہ السلام نے یہ معلوم کر کے مجھ سے فرمایا: اے ابو ذر تو نے اسے ماں کے نام سے غیرت دلائی ہے بے شک تیرے اندر ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انہیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے تو جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لئے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

٣٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. (٤)

(۳۰) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے سمجھ دار لوگ (نماز میں) میرے قریب ہوں پھر وہ

---

١ - صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب الْهِجْرَةِ رقم (٦٠٧٧) صحيح مسلم رقم (٢٥٦٠)

٢ - صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب مِنْ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رقم (١٣) صحيح مسلم رقم (٤٥)

٣ - صحيح البخاري كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب الْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا رقم (٣٠) صحيح مسلم رقم (١٦٦١)

٤ - صحيح مسلم كِتَاب الصَّلَاةِ بَاب تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ وَإِقَامَتِهَا رقم (٤٣٢)

لوگ جو ان کے قریب ہیں تین بار فرمایا: اور تم خود کو بازاروں کو شور و شغب سے دور رکھو۔

٣١- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ لِلهِ بِهَا. ([1])

(٣١)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیوں کہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور نبی ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر کوئی اللہ کی حرمت کو توڑتا تو اس سے ضرور بدلہ لیتے تھے۔

٣٢- عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ. ([2])

(٣٢)مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا پیٹ سے زیادہ برا تن کوئی نہیں جس کو آدمی بھرتا ہے (حسبکہ) آدم کے بیٹے کو تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں، اگر کھانے کے سوا کچھ چارہ نہیں تو تہائی حصہ کھانے کے لئے اور تہائی حصہ پانی کے لئے تہائی حصہ سانس لینے کے لئے ہو۔

٣٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ.([3])

(٣٣)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے نام پر پناہ طلب کرے اسے پناہ دے دو۔ جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے اسے عطا کرو جو شخص تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو، جو شخص تمہارے ساتھ نیکی کا معاملہ کرے تو تم بھی اسے بدلہ دو اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو پھر ان کے حق میں دعا کرتے رہو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے بدلہ چکا دیا۔

٣٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ. ([4])

(٣٤)ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ میں فرمایا: جو شخص اس پودے یعنی لہسن کے پودے کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔

٣٥- عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ. ([5])

---

[1] – صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ رقم (٣٥٦٠) صحيح مسلم رقم (٢٣٢٧)

[2] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٣٨٠) سنن الترمذى كِتَاب الزُّهْدِ بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ (٢٣٠٢)

[3] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٦٧٢) سنن أبى داود كِتَاب الزَّكَاة بَاب عَطِيَّةِ مَنْ سَأَلَ بِاللَّه (١٤٢٤)

[4] – صحيح البخاري رقم (٨٥٣) صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِدِ بَاب نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَامِمَّا... رقم (٥٦١)

[5] – (صحيح) صحيح الجامع رقم (٥٩١١) مسند أحمد رقم (١٦٤٥)

(۳۵)علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فضول باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی اچھائی کی دلیل ہے۔

٣٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ. اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا. (١)

(۳۶)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ جب کوئی کام پیش آئے تو اچھی بات کہے یا چپ رہے اور عورتوں سے خیر خواہی کرو۔ اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور پسلی میں اونچی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے۔ پھر اگر تو اسے سیدھا کرنے لگا تو توڑ دے گا اور اگر یونہی چھوڑ دیا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ عورتوں سے خیر خواہی کرتے رہو۔

٣٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللهَ.(٢)

(۳۷)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا۔

٣٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ: اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرْ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ.(٣)

(۳۸)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص مجھ سے ذیل کی باتوں کو حاصل کر کے ان پر عمل پیرا ہو گا اور ان لوگوں کو (یہ باتیں) بتائے گا جو ان کے مطابق عمل کریں گے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہوں چنانچہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ (باتوں) کو شمار کیا آپ نے فرمایا: حرام کاموں سے بچاره تو تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار (شمار) ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو تیری تقدیر بنائی ہے اس پر قناعت کر تو سب لوگوں سے زیادہ بے پرواہ ہو گا۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر تو کامل مومن ہو گا۔ جس چیز کو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کر تو (صحیح طور پر) مسلمان ہو گا۔ اور زیادہ نہ ہنس اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

٣٩- عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَضَعَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى زَادَ قُتَيْبَةُ وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ. (٤)

(۳۹)جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی چت لیٹتے وقت ایک ٹانگ دوسرے ٹانگ پر رکھے۔

٤٠- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ. يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا.

---

١ – صحيح البخاري رقم (٣٣٣١) صحيح مسلم كِتَاب الرِّضَاعِ بَاب الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ (١٤٦٨)

٢ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (١٩٥٤) سنن الترمذى كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ رقم (١٨٧٧)

٣ – (حسن) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٣٠٥) سنن الترمذى كِتَاب الزُّهْدِ بَاب مَنْ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ رقم (٢٢٢٧)

٤ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٨٦٥) سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي الرَّجُلِ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى رقم (٤٢٢٣)

(۴۰)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: مشکیزہ کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔[1]

٤١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ. وَعَنْه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

(۴۱)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔[2]

٤٢- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا. وَلَا يُؤَمَّنَّ الرَّجُلَ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا.

(۴۲)ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں کی امامت کا حقدار وہ شخص ہے جو ان میں سے اللہ کی کتاب کا زیادہ حافظ ہو۔ اگر لوگ قرآن کے حفظ میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرے جو سنت کا زیادہ علم رکھنے والا ہو، اور اگر سنت کا علم رکھنے میں سب برابر ہیں تو ہجرت میں اول ہو، اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو وہ (شخص امامت کرائے) جو اسلام پہلے لے کر آیا ہو اور کوئی شخص کسی شخص کی امامت (کے مقام) میں امامت نہ کرائے اور اس کے گھر میں اس کی عزت کے مقام پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے اور ایک روایت میں اسلام کی جگہ بڑی عمر ہونے کا ذکر ہے۔[3]

٤٣- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا.[4]

(۴۳)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں تو میرے پاس دو آدمی آئے ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔

٤٤- عَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ: تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رضي الله عنها حَدِيثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: مَا لَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هَذَا؟ أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيتَ هَذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ: فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ قَالَتْ: أَيْنَ؟ قَالَ: أُصَلِّي قَالَتْ: اجْلِسْ قَالَ: إِنِّي أُصَلِّي قَالَتْ: اجْلِسْ غُدَرُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ

---

[1] – صحيح البخاري رقم (٥٦٢٥) صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَة بَاب آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهِمَا رقم (٢٠٢٣)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب الِاسْتِئْذَان بَاب تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ رقم (٦٢٣١، ٦٢٣٢)

[3] – صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِد وَمَوَاضِعِ الصَّلَاة بَاب مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ رقم (٦٧٣)

[4] – صحيح البخاري كِتَاب الْوُضُوء بَاب دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ رقم (٢٤٦) صحيح مسلم رقم (٢٢٧١)

الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ. (۱)

(٤٤)ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اور قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ایک حدیث بیان کرنے لگے اور قاسم بن محمد غلطی بہت کرتے تھے اور ان کی والدہ کنیز زادی تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا اے قاسم تجھے کیا ہوا تو ابن عتیق کی طرح باتیں نہیں کرتا البتہ میں جانتی ہوں تو جہاں سے آیا ہے اس کو اس کی ماں نے تعلیم دی ہے اور تجھ کو تیری ماں نے (جو لونڈی تھی) یہ سن کر قاسم کو غصہ آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر طیش کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دستر خوان بچھایا گیا ہے تو وہاں سے اٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ قاسم نے کہا نماز کے لئے جارہا ہوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹھ۔ انہوں نے کہا میں نماز کے لئے جارہا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ارے بے وفا بیٹھ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جب کھانا سامنے آجائے یا جب دو خبیث چیزیں اس سے مدافعت کررہی ہوں تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

٤٥- عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

(٤٥)عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی اور ان کی پرورش کے سلسلے میں دکھ تکلیف پر صبر کرتا ہے اور انہیں اپنے مال میں سے کپڑے پہنائے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گیں۔

نبی ﷺ کی زندگی میں الادب کے عملی نمونے

٤٦- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي يَدِهِ. (۳)

(٤٦) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا۔ نبی ﷺ نے اس میں سے پیا۔ آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ نبی ﷺ نے بچے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان (شیوخ) کو پہلے دے دوں۔ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ آپ کے جھوٹے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں مَیں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس پر لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

٤٧- عن أَنَس بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنْ كَانَتْ الْأَمَةُ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (وَالْعَبْدُ وَيُجِيبُ إِذَا دُعِيَ) وَفِي رِوَايَةٍ :إِنْ كَانَتْ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. (٤)

---

۱ – صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ بَاب كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ... رقم (٥٦٠)

۲ – (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٣٦٦٩) سنن ابن ماجه كِتَاب الْأَدَبِ بَاب بِرِّ الْوَالِدِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ رقم (٣٦٥٩)

۳ – صحيح البخاري كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ رقم (٥٦٢٠) صحيح مسلم رقم (٢٠٣٠)

٤ – صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب الْكِبْرِ رقم (٦٠٧٢)

(٤٧)انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (نبی علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ) ایک لونڈی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور غلام بھی اور جب نبی علیہ السلام کو (ان کی طرف سے) دعوت دی جاتی تو قبول کرتے تھے) ایک اور روایت میں ہے مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لئے جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔

٤٨- عَنْ أَبِي فِرَاسٍ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ عُمَّالِي لِيَضْرِبُوا أَبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَأْخُذُوا أَمْوَالَكُمْ فَمَنْ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ أُقِصُّهُ مِنْهُ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ أَتُقِصُّهُ مِنْهُ؟ قَالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أُقِصُّهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَقَصَّ مِنْ نَفْسِهِ.[1]

(٤٨)ابو فراس بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا تو فرمایا: میں عُمّال (زکوٰۃ وصول کرنے والے، گورنر وغیرہ) اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہاری پٹائی کریں اور نہ ہی اس لئے کہ وہ تمہارے اموال پر قبضہ کر لیں اگر کسی سے ایسا معاملہ پیش آئے تو وہ مجھے بتائے میں اسے اس سے بدلہ لے کر دوں گا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر کسی نے اپنی رعایا میں کسی کی تادیب کی ہو (اسے سزا دی ہو) تو کیا آپ اس کا بدلہ لیں گے؟ فرمایا: ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے ضرور بدلہ لوں گا میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے نفس سے بدلہ دلوایا ہے۔

٤٩- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ.[2]

(٤٩)عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ السلام کسی قوم کے دروازے پر آتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑے ہوتے اور السلام علیکم السلام علیکم کہتے اور یہ اس لئے تھا کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

٥٠- عَنْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلَ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ وَأَحَبِّ كُنَاهُ".[3]

(٥٠)حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آدمی کو اس کے پسندیدہ ناموں اور اس کی پسندیدہ کنیت کے ساتھ بلایا جائے۔

٥١- عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ. وَفِي رِوَايَةِ التِرْمِذِي: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ.[4]

---

[1] – سنن أبي داود كِتَاب الدِّيَاتِ بَاب الْقَوَدِ مِنْ الضَّرْبَةِ وَقَصِّ الْأَمِيرِ مِنْ نَفْسِهِ رقم (٣٩٣٣)

[2] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٥١٨٦) سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الِاسْتِئْذَانِ رقم (٤٥١٢)

[3] – المعجم الكبير للطبراني (٣٤١٩)

[4] – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٧٩٤) سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ رقم (٤١٦١)

(۵۱)انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے نبی ﷺ کے کان پر (کوئی سرگوشی کرنے کے لئے) اپنا منہ رکھا ہو اور آپ نے اپنا سر مبارک ہٹایا ہو حتی کہ وہ شخص خود ہی اپنا سر ہٹاتا تھا اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا ہو اور آپ نے اس کا ہاتھ چھوڑا ہو حتی کہ وہ شخص خود ہی آپ کا ہاتھ مبارک چھوڑتا تھا۔

ایک اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی سے جب بھی کوئی آدمی ملاقات کرتا اور ہاتھ ملاتا تو نبی جب تک اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے کہ جب تک وہ آدمی خود ہی ہاتھ کھینچ لیتا۔ اور نبی جب تک اپنا منہ مبارک نہیں پھیرتے تھے جب تک وہ آدمی خود ہی اپنا منہ نہیں پھیر لیتا تھا اور نبی کے سامنے کوئی گھٹنوں کے بل بیٹھا نہیں دیکھا گیا۔

۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. (۱)

(۵۲)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا اگر پسند ہوا تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

الادب کے متعلق علماء ومفسرین کے اقوال وآثار

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبد اللہ البجلی کے ساتھ سفر میں نکلا تو وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ تو کہا میں نے انصاری صحابہ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے تھے لہٰذا اس روز سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں جس انصاری صحابی کے ساتھ سفر کروں گا تو ضرور اس کی خدمت کروں گا۔ (۲)

(۲) مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا﴾ (التحریم: ٦) "اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم سے بچاؤ" کا معنی ہے: خود کو اور اپنے اہل کو تقویٰ کی وصیت کرو اور انہیں ادب سکھلاؤ۔ (۳)

(۳) سنن ابن ماجہ میں دجال کے فتنہ کی احادیث کے بعد عبد الرحمن المحاربی کا قول ہے کہ: چاہیئے کہ یہ حدیث ادب سکھلانے والے (استاد) کو دی جائے تاکہ وہ یہ حدیث بچوں کو پڑھائے۔ (۴)

(۴) حسن بصری رحمہ اللہ سے سب سے زیادہ نافع ادب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: دین کا علم حاصل کرنا، دنیا میں زہد (یعنی دنیا سے فضول تعلق ومحبت سے بچنا) اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو واجب ہے اس کی معرفت حاصل کرنا۔ (۵)

(۵) نمیر بن اوس نے کہا (سلف صالحین) کہتے تھے کہ: ہدایت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور ادب آباء (اور بڑوں) سے حاصل ہوتا ہے۔ (۶)

(۶) یحییٰ بن معاذ نے کہا جو اللہ تعالیٰ کا ادب سیکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت والوں میں سے ہو جائے گا۔ (۷)

---

۱ - صحيح البخاري كِتَاب الْأَطْعِمَةِ بَاب مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا رقم (٥٤٠٩) صحيح مسلم رقم (٢٠٦٤)

۲ - الأخلاق الإسلامية (٦٣٩/٢)

۳ - فتح الباري (٥٢٧/٨)

۴ - ابن ماجه (١٣٦٣/٢)

۵ - مدارج السالكين (٣٩٢/٢)

۶ - شرح الأدب المفرد (١٧٧/١)

۷ - شرح الأدب المفرد (٣٩٢/٢)

(۷)عبد اللہ بن المبارک نے کہا: جو ادب میں سستی کرے گا اسے سنن سے محرومی کی سزا ملے گی اور جو سنتوں میں سستی کرے گا اسے فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی اور جو فرائض میں سستی کرے گا اسے معرفت الٰہی سے محرومی کی سزا ملے گی۔(۱)

(۸)اور انہوں نے کہا: ہم زیادہ علم کے مقابلہ میں ادب کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔(۲)

(۹)اور کہا کہ: لوگوں نے ادب کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے لیکن ہم کہتے ہیں: ادب نفس کی معرفت اور اس کی حماقتوں کی پہچان اور ان سے اجتناب کو کہتے ہیں۔(۳)

(۱۰)ابو حفص سہر وردی نے کہا: ظاہر میں حسن ادب باطن میں حسن ادب کا عنوان (اور پتہ) ہے اور اللہ تعالیٰ کا ادب اس کے اوامر کی پیروی اور ظاہری اور باطنی حرکات کو (باری تعالیٰ کی) تعظیم، اجلال اور حیاء کے تقاضے کے مطابق رکھنے کا نام ہے۔(۴)

(۱۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ نماز کے کمال ادب سے ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے اپنی نظر کو زمین پر جھکائے رکھے۔ اور نگاہ کو اوپر نہ اٹھائے۔(۵)

(۱۲)امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انسان کا ادب اس کی سعادت اور فلاح کی علامت ہے جبکہ قلت ادب اس کی بد بختی اور ہلاکت کی علامت ہے۔ ادب سے بڑھ کر کسی چیز سے دنیا و آخرت کا خیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور کم ادبی سے بڑھ کر کسی چیز سے دنیا و آخرت کی محرومی نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔(۶)

(۱۳)کسی نے کہا ہے: ظاہر و باطن میں ادب کو لازم کرو۔ جو بھی ظاہر میں بے ادب ہو گا اسے ظاہر میں سزا دی جائیگی۔ اور جس کا باطن میں ادب برا ہو گا تو اسے باطن میں سزا ملے گی۔(۷)

(۱۴)کہا گیا ہے کہ: اعمال میں ادب عمل کے قبول ہونے کی نشانی ہے۔(۸)

---

۱ – شرح الأدب المفرد (۲/۳۹۷)

۲ – شرح الأدب المفرد (۲/۳۹۲)

۳ – مدارج السالکین (۲/۳۹۲)

۴ – مدارج السالکین (۲/۳۹۲)

۵ – مدارج السالکین (۲/۴۰۱)

۶ – مدارج السالکین (۲/۴۰۷)

۷ – مدارج السالکین (۲/۳۹۷)

۸ – مدارج السالکین (۲/۳۹۷)

ادب پر کاربند رہنے کے فوائد

ادب کے جو انواع اس بحث کے مقدمہ میں ذکر ہوئے ہیں اور بر تقدیر یہ کہ ادب ہی سارا دین ہے، یہی ثابت ہوتا ہے کہ ادب اختیار کرنے سے مسلمان کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں، مثلاً:

(۱) فرد کے سلوک کو عیوب و نقائص سے صاف کرتا ہے۔

(۲) ادب لوگوں کو نیک اور اچھی صفات اختیار کرنے والا بناتا ہے اور وہ نقائص سے دور رہتے ہیں۔

(۳) ادب سے انسان خطا سے بچنے اور صواب (یعنی درست کام) کو اختیار کرنے لگتا ہے۔

(۴) ادب اخلاق کی تہذیب اور عادات کی اصلاح کرتا ہے۔

(۵) ادب کی وجہ سے انسان زمین کے اندر اس الٰہی منہج کا التزام کرتا ہے جو کہ اس کے احوال کی اصلاح کرتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے ادب کو لازم کرنے سے انسان کے دل کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

(۷) رسول اللہ ﷺ کے ادب کو لازم کرنے سے آپ ﷺ کے فرمان کی اطاعت کے لئے تسلیم اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

(۸) شریعت کے ادب کا التزام انسان کو الٰہی منہج کے ارکان کے قیام کی طرف لے جاتا ہے۔

(۹) اور سیاست کے ادب کا التزام انسان کو اپنی زندگی میں اپنے فرائض کی ادائگی پر لگاتا ہے۔

الإرشاد

(راہنمائی کرنا/ ہدایت دینا/راہ راست پر چلانا)

لغوی بحث

ارشاد مصدر ہے "أَرْشَدَهُ إِلَى الشَّيْءِ" کا معنی ہے اس شخص نے کسی چیز کی طرف اس کی راہنمائی کی۔ اس کا مادہ (ر ش د) ہے جو راستے کے سیدھا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور "مَرَاشِد" راستے کے اصل اہداف کو کہا جاتا ہے۔

"ابْنُ رِشْدَةٍ" اس بچے کو کہا جاتا ہے جو صحیح نکاح سے پیدا ہوا ہو "الرُّشْدُ، وَالرَّشَدُ، وَالرَّشَادُ" گمراہی کے مقابل میں آتے ہیں "رَشَدَ الإِنْسَانُ" (تینوں زبر کے ساتھ) "يَرْشُدُ رُشْدًا" فعل مضارع (شین کے پیش کے ساتھ) اور "رَشِدَ" (شین کے زیر کے ساتھ) "يَرْشَدُ رَشَدًا وَرَشَادًا فَهُوَ رَاشِدٌ وَرَشِيْدٌ" یہ سب الفاظ اس شخص کے بارے میں استعمال ہوتے ہیں جو اپنے کام کی حقیقت کو یا راستے کو پہنچ جائے اور حدیث میں ہے: "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي" "تم پر میرا اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کا طریقہ پکڑنا لازم ہے"؟۔ "رَاشِدٌ" اسم فاعل ہے۔ "رَشَدَ يَرْشُدُ رُشْدًا" سے ماخوذ ہے۔ اس حدیث میں راشدین سے مراد ابو بکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اگر لفظ "رَاشِدٌ" عام ہے ہر امیر کو شامل ہے جو ان خلفاء کے نقش قدم پر چلے اور ان کی امارت درست رہے اور اپنے معاملات میں ہدایت اور سیدھی راہ پر چلے۔

"الرَّاشِدُ" حق راستے پر سیدھا چلنے والے کو کہتے ہیں

"أَرْشَدَهُ اللهُ وَأَرْشَدَهُ إِلَى الأَمْرِ" اور "رَشَّدَهُ" کا معنی ہے اللہ نے اس کو ہدایت دی۔

"إِسْتَرْشَدَهُ" کا معنی ہے: ہدایت طلب کر لی۔ اور "اِسْتَرْشَدَ فُلاَنٌ لِأَمْرِهِ" کسی کام کی طرف راہنمائی حاصل کرنے والے کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ اور "ارَّشَاد" کو "الرَّشَدَي" بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے "الرَّشِيْد" بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی خیر اور فائدے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ تو "رَشِيْد" فعیل کے وزن پر ہے لیکن اس کا معنی مفعل کے وزن کا ہے بعض نے "الرَّشِيْد" کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ: رشید وہ ذات ہے جس کی تدابیر کسی کے مشورے کے بغیر درست نتیجے پر پہنچتی ہیں۔ یعنی "فَعِيْلٌ فَاعِلٌ" کے معنی میں ہے[1]

اصطلاحی وضاحت

ابن الأثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "إِرْشَادُ الضَّالِّ" کا مطلب ہے گمراہ شخص کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرنا اور اس کا سیدھی راہ کی پہچان کرنا۔[2]

---

[1] – لسان العرب (۱۷۵/۳) معجم الوسيط (۳٤۷/۱) مقاييس اللغة (۳۱۸/۲)

[2] – النهاية في غريب الحديث لابن الأثير (۲۲٥/۲)

قرآن کریم میں لفظ ارشاد کا استعمال

لفظ ارشاد قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا البتہ (ر ش د) کا مادہ دوسرے الفاظ اور صیغوں میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے رشد کا فعل مضارع "یَرْشُدُ" آیا ہے اور اس کا مصدر "رَشَدٌ رُشْدٌ" اور "رَشَادٌ" آیا ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ "رَشَدُ" اور "رُشْدُ" میں فرق یہ ہے کہ "الرُّشْدُ" دنیاوی اور اخروی دونوں امور میں استعمال ہوتا ہے۔ اور "الرَّشَدُ" صرف اخروی امور میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ قرآن کریم میں لفظ "رُشْد" دو طریقوں سے مذکور ہے۔

(۱) عقل کی سلامتی اور مال کے متعلق ہوشیاری کے معنی میں جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِنْ ءَانَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا﴾ النساء: ٦ "اگر تم نے ان (یتیم بچوں) کی عقلمندی دیکھ لی"۔

(۲) دین کی طرف رہنمائی اور دین کی سمجھ کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَآ إِبْرَٰهِيمَ رُشْدَهُۥ مِن قَبْلُ﴾ الأنبياء: ٥١ "اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے دین کی سمجھ دی تھی"۔

اسی طرح قرآن کریم میں اس مادے کی صفات ذکر ہوئی ہیں۔

"رَاشِدٌ" اسم فاعل ذکر ہوا ہے فعل "رَشَدَ يَرْشُد" سے۔

"رَشِيْدٌ" صفۃ المشبہ ذکر ہوا ہے فعل "رَشِدَ يَرْشَدُ" سے۔

"مُرْشِدٌ" اسم فاعل (فعل "أَرْشَدَ" سے) ذکر ہوا ہے۔

ان آیتوں کو ہم عنقریب ذکر کرینگے جن میں یہ مادہ (ر ش د) دین کے معاملے میں رہنمائی کے معنی میں ذکر ہوا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل صفات کا مطالعہ کیجئے:

الإسْتِقَامَة، الأُسْوَة الحَسَنة، التَبْلِيْغ، الأَمْر بِالمَعْرُوف وَالنَهَى عَنْ المُنْكر، التَذْكِيْر، الدَعوَة إِلَى اللهِ، النَصِيْحَة،

اور اس کے مقابل میں دیکھئے:

الأَمْر بِالمُنْكر وَنَهَى عَن المَعرُوف، إتبَاعُ الهَوى، الإِعْرَاض، الغَى وَالإِغْوَاء، الفُسُوق.

وہ آیات جو الارشاد کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(۱) ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾﴾ البقرة

(۱) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

(۲) ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَىِّ فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾﴾ البقرة

(۲) دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

(۳)﴿ سَأَصْرِفُ عَنْ ءَايَـٰتِىَ ٱلَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَإِن يَرَوْا۟ كُلَّ ءَايَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا۟ بِهَا وَإِن يَرَوْا۟ سَبِيلَ ٱلرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِن يَرَوْا۟ سَبِيلَ ٱلْغَىِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا وَكَانُوا۟ عَنْهَا غَـٰفِلِينَ ﴿١٤٦﴾ ﴾ الأعراف

(۳) میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔

(٤)﴿ إِذْ أَوَى ٱلْفِتْيَةُ إِلَى ٱلْكَهْفِ فَقَالُوا۟ رَبَّنَآ ءَاتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ ﴾ الكهف

(۴) ان چند نوجوانوں نے جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کو آسان کر دے۔

(٥)﴿ وَتَرَى ٱلشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ ٱلشِّمَالِ وَهُمْ فِى فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُۥ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ﴾ الكهف

(٥) آپ دیکھیں گے کہ آفتاب بوقت طلوع ان کے غار سے دائیں جانب کو جھک جاتا ہے اور بوقت غروب ان کے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کی کشادہ جگہ میں ہیں، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پا سکیں۔

(٦)﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَا۟ىْءٍ إِنِّى فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَٱذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّى لِأَقْرَبَ مِنْ هَـٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ ﴾ الكهف

(٦) اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا، اور جب بھی بھولے اپنے پروردگار کی یاد کر لیا کرنا اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے۔

(٧)﴿ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ ﴾ الكهف

(٧) اس سے موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی تابعداری کروں؟ کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔

(٨)﴿ يَـٰقَوْمِ لَكُمُ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ظَـٰهِرِينَ فِى ٱلْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرَىٰ وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ﴿٢٩﴾ ﴾ غافر

(٨) اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون بولا میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔

(۹)﴿ وَقَالَ ٱلَّذِيٓ ءَامَنَ يَٰقَوۡمِ ٱتَّبِعُونِ أَهۡدِكُمۡ سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ ﴾ غافر

(۹)اور اس مومن شخص نے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو) تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا۔

(۱۰)﴿ وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ فِيكُمۡ رَسُولَ ٱللَّهِۚ لَوۡ يُطِيعُكُمۡ فِي كَثِيرٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ حَبَّبَ إِلَيۡكُمُ ٱلۡإِيمَٰنَ وَزَيَّنَهُۥ فِي قُلُوبِكُمۡ وَكَرَّهَ إِلَيۡكُمُ ٱلۡكُفۡرَ وَٱلۡفُسُوقَ وَٱلۡعِصۡيَانَۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلرَّٰشِدُونَ ﴿٧﴾ ﴾ الحجرات

(۱۰)اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمہارا کہا کرتے رہے بہت امور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں سے ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔

(۱۱) ﴿ قُلۡ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ ٱسۡتَمَعَ نَفَرٞ مِّنَ ٱلۡجِنِّ فَقَالُوٓاْ إِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡءَانًا عَجَبٗا ﴿١﴾ يَهۡدِيٓ إِلَى ٱلرُّشۡدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦۖ وَلَن نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدٗا ﴿٢﴾ ﴾ الجن

(۱۱)(اے محمد) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

(۱۲)﴿ وَأَنَّا مِنَّا ٱلۡمُسۡلِمُونَ وَمِنَّا ٱلۡقَٰسِطُونَۖ فَمَنۡ أَسۡلَمَ فَأُوْلَٰٓئِكَ تَحَرَّوۡاْ رَشَدٗا ﴿١٤﴾ ﴾ الجن

(۱۲)ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں پس جو فرماں بردار ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔

وہ احادیث جو "الإرشاد" پر دلالت کرتی ہیں

۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اللَّهُمَّ أَرْشِدْ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ.

(۱)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: امام (نماز کی رکعات اور دوسری کیفیت) کا ضامن ہے اور موذن (لوگوں) کا امانتدار ہے۔ اے اللہ تو اماموں کی رہنمائی فرما اور موذنوں کی مغفرت فرما۔ (۱)

۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنْ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ. (۲)

(۲)ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ مسکرانا صدقہ ہے۔ اور تیرا اچھے کاموں کا حکم دینا صدقہ ہے اور تیرا بری باتوں سے روکنا صدقہ ہے اور تیرا کسی شخص کی ایسے علاقے میں رہنمائی کرنا صدقہ ہے جہاں اس کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تیرا کسی کم نظر والے شخص کی مدد کرنا صدقہ ہے اور تیرا راستے سے پتھر، کانٹے، ہڈی کو دور کرنا صدقہ ہے اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔

---

۱ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۲۰۷) سنن الترمذی كتاب الصَّلَاة بَاب مَا جَاءَ أَنَّ الْإِمَامَ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ رقم (۱۹۱)

۲ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۱۹۵۶) سنن الترمذی كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَاب مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ رقم (۱۸۷۹)

٣- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ. (١)

(۳)عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس خطبہ پڑھا اور اس نے کہا کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ تو کتنا برا خطیب ہے یوں کہو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

٤- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ. . .الْحَدِيثُ وَفِيهِ: وَقَالَ النَّاسُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا.

(٤)ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے فرمایا: تم رات کے پہلے حصے اور آخری حصے میں چلتے رہو۔۔۔اور لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے ہیں وہ پھر لوگ اگر ابو بکر وعمر کی بات مانتے تو سیدھی راہ پا لیتے۔(٢)

٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ قَالَ لِأَخِيهِ ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي فَانْطَلَقَ الْآخَرُ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِي فِيمَا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا أَنَى لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ وَلَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فَأَقَامَهُ عَلِيٌّ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَلَا تُحَدِّثُنِي؟ مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ هَذَا الْبَلَدَ؟ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ...) (٣)

(٥)سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ سوار ہو کر اس کی وادی کی طرف جاؤ اور اس شخص کے بارے میں مجھے معلومات لا کر دو جو کہتا ہے مجھے آسمان سے خبر آتی ہے ان کی بات سن پھر میرے پاس آ۔ وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور آپ کا کلام سنا۔ پھر واپس ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہا

١ - صحيح مسلم كِتَاب الْجُمُعَة بَاب تَخْفِيف الصَّلَاة وَالْخُطْبَة رقم (٨٧٠)

٢ - صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِد وَمَوَاضِع الصَّلَاة بَاب قَضَاءِ الصَّلَاة الْفَائِتَة وَاسْتِحْبَاب تَعْجِيل قَضَائِهَا رقم (٦٨١)

٣ - صحيح مسلم كِتَاب فَضَائِل الصَّحَابَة بَاب مِنْ فَضَائِل أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه رقم (٢٤٧٤)

کہ وہ شخص اچھے اخلاق کا حکم کرتا ہے اور ایسا کلام پیش کرتا ہے جو اشعار کی قسم سے نہیں۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے مجھے تسلی بخش معلومات نہیں دی، چنانچہ انہوں نے خود زادراہ لیا اور پانی کی ایک مشک لی، یہاں تک کہ مکہ میں آئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈا اور وہ آپ کو پہنچانتے نہ تھے اور انہوں نے پوچھنا مناسب نہ جانا، یہاں تک کہ رات ہوگئی اور وہ لیٹ رہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا کہ کوئی مسافر ہے، جب ابو ذر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے ساتھ چل دیئے لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بات نہیں کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر اپنا توشہ اور مشک مسجد میں اٹھالائے اور سارا دن وہاں رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام تک نہ دیکھا، پھر اپنے سونے کی جگہ چلے گئے وہاں سے سیدنا علی گزرے اور کہا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اس شخص کو اپنا ٹھکانہ معلوم ہو۔ پھر ان کو کھڑا کیا اور ساتھ لے گئے لیکن کسی نے دوسرے سے بات نہ کی پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اور سیدنا علی نے ان کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ تم مجھ سے وہ بات کیوں نہیں کہتے جس کے لئے تم اس شہر میں آئے ہو؟ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے عہد اور وعدہ کرتے ہو کہ راہ بتلاؤ گے تو میں بتاتا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا تو انہوں نے بتایا سیدنا علی نے کہا کہ وہ شخص سچے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تم صبح کو میرے ساتھ چلنا، اگر میں کوئی خوف کی بات دیکھوں گا جس میں تمہاری جان کا ڈر ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے (یعنی پیشاب کا بہانہ کروں گا) اور اگر چلتا جاؤں تو تم میرے پیچھے پیچھے چلے آنا، جہاں میں داخل ہو جاؤں وہاں تم بھی داخل ہو جانا۔ سیدنا ابو ذر نے ایسا ہی کیا اور انکے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پہنچے۔ پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی جگہ مسلمان ہوگئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قوم کے پاس جا اور ان کو دین کی خبر دے یہاں تک کہ میرا حکم تجھے پہنچے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو یہ بات (یعنی دین قبول کرنے کی) مکہ والوں کو پکار کر سناؤں گا پھر سیدنا ابو ذر یہاں سے نکل کر مسجد میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں"۔

٦- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ... - الحَدِيْث وَفِيْـهِ - فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ (الجن: ١). (١)

(٦) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو قرآن سنایا اور نہ ہی ان کو دیکھا، اس حدیث میں ہے: جب انہوں نے قرآن سنا تو ادھر کان لگا دیئے اور کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور کہنے لگے کہ اے ہماری قوم کے لوگو ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور ہم کبھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے (سورہ جن) اپنے پیغمبر پر اتاری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ میری طرف

١ - صحيح البخاري رقم (٤٩٢١) صحيح مسلم كِتَاب الصَّلَاة بَاب الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ (٤٤٩)

وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا۔

٧- عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. (١)

(٧) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد ایسا فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل ڈر گئے۔ کسی شخص نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ الوداعی خطاب ہے آپ ہمیں کیا نصیحت فرمانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے ڈر اور سمع و طاعت (اطاعت و فرمانبرداری) کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ (امیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا دین کے بارے میں نئے نئے کاموں سے اجتناب کرنا کیوں کہ وہ گمراہی ہے۔ جو ایسے وقت کو تم میں سے پالے تو اس وقت میری اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرے اور اسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لے۔

٨- عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَصَابَتْنِي سُنَّةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطاً مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَفَرَكْتُ سُنْبُلاً فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: مَا عَلَّمْتَ إِذْ كَانَ جَاهِلاً وَلَا أَطْعَمْتَ إِذْ كَانَ جَائِعاً أَوْ قَالَ سَاغِبًا وَأَمَرَهُ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسْقاً أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ. (٢)

(٨) عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قحط میں مبتلا ہو گیا تو میں مدینہ کے ایک باغ میں گیا۔ پس میں نے ایک پھل دار شاخ (بالی) کو توڑ کر مسلا پھر اسے کھایا اور کپڑے میں بھی باندھ لیا۔ پس اچانک اس کا مالک آ گیا اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا بھی لے لیا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر اسے معلوم نہیں تھا تو آپ ہی بتا دیتے اور جب بھوکا پیاسا تھا تو تم اسے کھلا پلا دیتے آپ نے اسے حکم فرمایا: تو اس نے میرا کپڑا واپس کر دیا اور وسق (٦٠ صاع) یا آدھا وسق اناج دیا۔

٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ. (٣)

(٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز سے خبردار نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دے گا اور درجات کو بلند کر دے گا۔ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتائیں آپ نے فرمایا: مشقت کے اوقات میں مبالغہ آرائی سے وضو کرنا مساجد کی جانب قدموں کا زیادہ اٹھانا اور نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا یہ رباط ہے۔

---

١ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٦٧٦) سنن الترمذى كِتَاب الْعِلْمِ بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ رقم (٢٦٠٠)

٢ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٢٦٢٠) سنن أبي داود كتاب الجهاد باب في ابن السبيل ...سنن ابن ماجة رقم (٢٢٨٩)

٣ – صحيح مسلم كِتَاب الطَّهَارَة بَاب فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ رقم (٢٥١)

۱۰- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي فَقَالَ: مَا عِنْدِي فَقَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ. (۱)

(۱۰) ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا (سواری) کا جانور جاتا رہا۔ اب مجھے سواری دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سواری نہیں ہے ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے وہ شخص بتلادوں جو سواری دے گا آپ نے فرمایا: جو نیکی کی راہ بتائے اس کو اتنا ہی ثواب ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ہے۔

۱۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ ... الحديث). (۲)

(۱۱) سیدنا عبدالرحمن بن عبدربّ الکعبہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور وہاں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے میں بھی جا کر بیٹھ گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے تو کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا کوئی تیر اندازی کرنے لگا اور کوئی اپنے جانوروں میں تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے والے نے نماز کے لئے پکار دی ہم سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس پر اپنی امت کو وہ بہتر بات بتانا لازم نہ ہو جو اس کو معلوم ہو اور جو بری بات وہ جانتا ہو اس سے ڈرانا (لازم نہ ہو)۔

۱۲- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (۳)

(۱۲) ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ کر اور نماز قائم کر اور زکوٰۃ دے اور ناتے کو ملا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے اس چیز کو مضبوطی سے پکڑا یا ان باتوں پر چلا جس کا اسے حکم کیا گیا ہے تو جنت میں جائے گا۔

۱۳- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ؟ قَالَ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا

۱- صحيح مسلم كتاب الإمارة باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره وخلافته في أهله بخير رقم (۱۸۹۳)

۲- صحيح مسلم كتاب الإمارة باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول رقم (۱۸٤٤)

۳- صحيح البخاري رقم (۱۳۹٦) صحيح مسلم كتاب الإيمان باب بيان الإيمان الذي يدخل به الجنة وأن من تمسك ... رقم (۱۳)

أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ: ثُمَّ تَلَا: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ (السجدة: ١٧) ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ. (١)

(۱۳) معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: تو نے بہت بڑا سوال کیا ہے البتہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اس کے لئے معمولی ہے۔ تو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر، بعد ازاں آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے نیک کاموں کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو (بیدار ہو کر) نفل نماز ادا کرنا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ایک آیت تلاوت کی ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ "ان کے پہلو بستر سے دور رہتے ہیں"۔ یہ آیت آپ نے ﴿ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ تک پڑھی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے اسلام کا سر اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دین کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کرنا اور اس کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس پر تمام اعمال کا دارو مدار ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ آپ ضرور ارشاد فرمائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اس کو تھام کر رکھ میں نے دریافت کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ بھلا زبان سے جو ہم باتیں کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ تجھے تیری ماں گم پائے لوگوں کو دوزخ میں چہروں یا نتھنوں کے بل گرانے والی لوگوں کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلیں ہی تو ہوں گی۔

١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. (٢)

(۱٤) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور ایماندار نہ ہو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور میں تم کو وہ چیز نہ بتلادوں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت ہو جائے گی؟ (پس) تم اس کے لئے سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔

١٥- مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ؟ أَوْ قَالَ: قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ:

---

١ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٦١٦) سنن الترمذى كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ رقم (٢٥٤١)

٢ – صحيح مسلم كِتَاب الْإِيمَانِ بَاب بَيَانِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ... رقم (٥٤)

سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ: مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ.(۱)

(۱۵) معدان ابن ابی طلحہ الیعمری کہتے ہیں کہ میں ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے ملا اور میں نے کہا کہ مجھے ایسا کام بتاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں لے جائے یا یوں کہا کہ مجھے وہ کام بتلاؤ جو سب کاموں سے زیادہ اللہ کو پسند ہو۔ یہ سن کر ثوبان رضی اللہ عنہ چپ رہے پھر میں نے ان سے پوچھا تو چپ رہے۔ پھر تیسری بار پوچھا تو کہا کہ میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تھی تو آپ نے فرمایا تھا تو سجدے بہت کثرت سے کیا کر (یعنی نفلی نماز) اس لئے کہ ہر ایک سجدے سے اللہ تعالیٰ ایک درجہ بلند کرے گا اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔ معدان نے کہا کہ پھر میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا جیسا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

نبی ﷺ کی زندگی میں "الإرشاد" کے عملی نمونے

۱۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ. (۲)

(۱۶) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اسے منع کرنے کے لئے آواز لگائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو، اس کو چھوڑ دو لوگوں نے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: مسجدوں میں پیشاب اور نجاست مناسب نہیں ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے اور نماز و قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا۔ پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

۱۷- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهْ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ... (۳)

(۱۷) معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ہم میں سے ایک شخص چھینکا تو

---

۱ – صحيح مسلم كِتَاب الصَّلَاة بَاب فَضْلِ السُّجُود وَالْحَثّ عَلَيْهِ رقم (۴۸۸)

۲ – صحيح البخاري رقم (۲۱۹) صحيح مسلم كِتَاب الطَّهَارَة بَاب وُجُوب غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ (۲۸۵)

۳ – صحيح مسلم كِتَاب الْمَسَاجِد وَمَوَاضِعِ الصَّلَاة بَاب تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاة وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَته رقم (۵۳۷)

میں نے کہا کہ: "يَرْحَمُكَ اللهُ" تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ کاش مجھ پر میری ماں رو چکی ہوتی (یعنی میں مر جاتا) تم کیوں مجھے گھورتے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو گیا۔ جب نبی ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی آپ سے بہتر سکھلانے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم آپ نے نہ مجھے مارا اور نہ مجھے گالی دی بلکہ یوں فرمایا: نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں۔ نماز تو تسبیح، تکبیر اور قرآن مجید پڑھنے کو کہا جاتا ہے۔

۱۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِبَابِهِ لَمْ يُؤْذَنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَالَ: فَأُذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ وَاجِمًا سَاكِتًا... الحديث وَفِيهِ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا. [1]

(۱۸) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو دیکھا کہ آپ کے دروازے پر جمع ہیں اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوئی راوی نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی تو اندر چلے گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت چاہی تو انہیں بھی اجازت مل گئی اور نبی ﷺ کو پایا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد آپ کی ازواج مطہرات ہیں کہ غمگین چپکے بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔ (اسی مجلس میں آپ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مجھے تنگی اور سختی کرنے والا نہیں بلکہ تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ارشاد کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بوڑھے جانے پہچانے تھے جبکہ نبی ﷺ جوان تھے پہچانے نہیں جاتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر (راستے میں) آدمی ابو بکر کو ملتا اور پوچھتا کہ یہ شخص کون ہے جو آپ کے آگے سوار ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے یہ شخص مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ انس نے کہا سمجھنے والا یہ سمجھتا کہ ابو بکر کا مطلب (چلنے اور سفر کرنے والا) راستہ ہے جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی (انس سے) مراد خیر (دین) کا راستہ ہے۔ [2]

(۲) ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے ربیع سے اس آیت ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝١٨٦﴾ (البقرة) کی تفسیر میں روایت کیا ہے (یعنی شاید کہ وہ راہ ہدایت پر آجائیں)۔ [3]

(۳) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝٢١﴾ الجن کی تفسیر میں لکھا ہے: یعنی میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں میری طرف وحی ہوتی ہے اور تمہاری طرح ایک بندہ ہوں اللہ کے بندوں میں سے تمہاری ہدایت و گمراہی کا معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے، بلکہ یہ سارا کام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ [4]

---

[1] - صحيح مسلم كِتَاب الطَّلَاقِ بَاب بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ رقم (١٤٧٨)

[2] - صحيح البخاري رقم (٣٩١١)

[3] - جامع البيان (٢/ ٩٣)

[4] - تفسير ابن كثير (٤/ ٤٣٣)

(۴)اور اس آیت ﴿ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦ مَا هَٰذِهِ ٱلتَّمَاثِيلُ ٱلَّتِىٓ أَنتُمْ لَهَا عَٰكِفُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ (الأنبیاء) یعنی جب (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا یہ تصاویر کیا ہیں جن کے پاس تم بیٹھ گئے ہو) کی تفسیر میں کہا: یہ وہ رشد (یعنی غلط کو سمجھنے کی صلاحیت) ہے جو انہیں بچپن میں ملا تھا، یعنی اپنی قوم کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے کا انکار۔[1]

(۵)سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿ فَإِنْ ءَانَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا ﴾ (النساء: ٦) کی تفسیر میں کہا: یعنی اپنے دین کے اندر صلاحیت و اچھائی اور اپنے مال کی حفاظت کرنا۔[2]

ارشاد کے فوائد

(۱) نیکی کے ابواب اور اس پر عمل کے لئے رہنمائی ہی ارشاد کہلاتی ہے

(۲) ارشاد انسان کے لئے پر سکون زندگی اور اسے حق اور درستگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(۳) معاشرے کے لئے ایسی زندگی ثابت کرتا ہے جس کے اندر سعادت اور ہدایت ہے۔

(۴) ارشاد اہداف اسلامی اور اس کی توجیہات کے ساتھ تعلق کو ثابت کرتا ہے اور اس کے لئے عمل کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

(۵) نیکی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی رغبت کو بڑھاتا ہے۔

(۶) قیادت اور اقتداء پر قدرت کو بڑھاتا ہے۔

(۷) اسلامی معاشرے میں افراد کے اندر ذمہ داری اور اس (بار گراں) کو اٹھانے کے جذبہ کو بڑھاتا ہے۔

(۸) نظامہ عامہ کے احترام اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کے جذبہ کو بڑھانا اس (نظام کو) سیکھنے کے بعد۔

(۹) افراد اور معاشرے کے اندر سعادت کے شعور اور رضا کے احساس کو گہرا کرنا۔

(۱۰) زندگی کی جدید مشکلات کا مقابلہ کرنا اور اسلام کے بنیادی اصول کی روشنی میں ان کا حل نکالنا ارشاد اور توجیہ المسلمین کے ساتھ۔

(۱۱) افراد کو مسلمانوں کی جماعت کے اندر داخل ہونے اور ان کی بنیادی صفات اختیار کرنے میں مدد دینا۔

(۱۲) نیکی اور خیر کا راستہ دکھانے میں امر بالمعروف اور نھی عن المنکر ہوتا ہے۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خیر کا راستہ دکھایا وہ ہی جنت کے قریب کرتا ہے اور جہنم سے دور کرتا ہے۔

(۱۴) نیکی کا راستہ دکھانے والے کو نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔

(۱۵) دنیا کے معاملات کے اندر رہنمائی کرنے سے انسان کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے اور اسلام نے اس کو صدقہ کہا ہے۔

---

[1] – تفسير ابن كثير (٣/ ١٨٢)

[2] – تفسير ابن كثير (١/ ٤٥٣)

الاستئذان

(اجازت لینا/اذن طلب کرنا)

لغوی بحث

"اسْتِئْذَان" کا معنی اجازت طلب کرنا ہے اور یہ فعل "اسْتَأْذَنَ" استفعال کا مصدر ہے۔ اس کا اصل مادہ "أَذِنَ" ہے جو کہ دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے۔ اول: ہر صاحب اجازت کا اجازت دینا۔ ثانی: علم و اعلام (یعنی خبر دینا)۔ کہتے ہیں "قَدْ أَذِنْتُ بِهَذَا الأَمْرِ" یعنی میں نے اس معاملہ کو جان لیا ہے اور " آذَنَنِي فُلاَن" یعنی فلاں نے مجھے خبر دی اور "فَعَلَهُ بِإِذْنِي" یعنی اس نے یہ میرے علم (یعنی جانتے ہوئے) کام کیا۔ خلیل نے کہا "أَذِنَ لِي فِي كَذَا" یعنی اس نے مجھے اس چیز کے بارے میں اجازت دی۔ نماز کی اذان بھی اسی قبیل سے ہے۔ کیوں کہ یہ (نماز کے وقت کا) اعلان ہوتا ہے۔ اور "أَذِنَ بِالشَّيْءِ إِذْناً وَأَذْنًا وأَذَانَةً" یعنی اس نے جانا۔ اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ ﴾ البقرة:۲۷۹) یعنی جان لو۔ "وَقَدْ آذَنْتُهُ بِكَذَا" یعنی میں نے اسے بتا دیا ہے۔ اور "اسْتَأْذَنْتُ فُلاَناً" یعنی میں نے اس سے اجازت طلب کی۔ "وَأَذَّنْتُ" کا معنیٰ "أَكْثَرْتُ الأَعْلاَمَ بِالشَّيْءِ" یعنی کسی چیز کے بارے میں بہت زیادہ خبر دی۔ اور "آذَنْتُكَ بِالشَّيْءِ" کا معنی ہے میں نے تجھے بتایا۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَقُلْ ءَاذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ ﴾ الأنبياء: ۱۰۹) یعنی میں نے برابر سب کو خبر دے دی ہے۔ کسی شاعر نے کہا: "آذَنَتْنَا بِبَيْنِهَا أَسْمَاءُ" یعنی اسماء نے ہمیں اپنی ناراضگی کی خبر دی۔

"فَعَلْتُ بِإِذْنِهِ" کا معنی میں نے اس کے جانتے ہوئے یہ، یہ کیا۔ یا اس کی اجازت سے اس کے حکم سے۔ اور "أَذِنَ لَهُ فِي الشَّيْءِ" کا معنی ہے اس نے اس کے لئے یہ چیز مباح کر دی۔ اور "أَذِنَ لَهُ عَلَيْهِ" کا معنی ہے اس نے اپنے لئے (یا دوسرے بندے کے لئے) اس سے اجازت لی اور۔[1] "أَذِنَ" کا معنیٰ "سَمِعَ" یعنی اس نے سنا بھی آتا ہے۔ مثلاً فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ ﴾ الانشقاق یعنی اس نے اپنے رب کو سنا۔ اور ایک حدیث میں ہے "مَا أَذِنَ اللهُ لِنَبِيٍّ كَأَذْنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو (اس طرح) نہیں سنا۔ جس طرح اس نے کسی نبی کو اللہ کی کتاب کو میٹھی آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔[2]

اصطلاحی وضاحت

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "إِذْنٌ" پابندی ہٹانے اور جس کے لئے تصرف شرعاً ممنوع تھا اس کو اجازت دینے کو کہتے ہیں۔[3]

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "فَكُّ الحَجْرِ أَيِّ حَجْرٍ كَانَ، أَيْ سَوَاءٌ كَانَ حَجْرَ الرِّقِّ أَوْ الصِّغَرِ أَوْ غَيْرِهِمَا وَالَّذِي فُكَّ مِنْهُ الحَجْرُ يُسَمَّى مَأْذُونًا" یعنی پابندی ختم کرنا خواہ کوئی سی بھی پابندی ہو۔ چاہے غلامی کی بات ہو یا بچپن کے متعلق یا کوئی اور، جس پر سے پابندی ہٹائی جاتی ہے اسے "مَأْذُونًا" کہا جاتا ہے۔

[1]- لسان العرب لابن منظور (۱/ ۵۴۵۱) مقاييس اللغة (۱/ ۷۶) التعريفات للجرجاني (۱۶)
[2]- غريب الحديث لأبي عبيد (۲/ ۱۴۰)
[3]- التعريفات للجرجاني (۱۶)

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے کہا جا سکتا ہے کہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں جو اذن ہے اس سے فقہاء کا اذن مراد لیا گیا ہے۔(۱)

جبکہ وہ "إِسْتِأْذَانُ" جس سے متعلق صفت ہے اس کے بعض انواع کی طرف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے کہا "الإِسْتِأْذَان: طَلَبُ الإِذْنِ فِي الدُّخُولِ لِمَحَلٍّ لَا يَمْلِكُهُ المُسْتَأْذِن" یعنی اس جگہ میں داخل ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا کہ اجازت طلب کرنے والا اس کا مالک نہیں ہے۔(۲)

الاستئذان قرآن میں

قرآن شریف کے اندر "إِذْنٌ" اور "إِسْتِئْذَانُ" کئی مواضع پر مختلف وجوہ (معانی واستعمالات) پر وارد ہوا ہے۔ مثلاً

(۱) "إِذْنُ المَوْلَى" (یعنی اللہ کی طرف سے اذن بمعنی علم، امر، اور یہ انبیاء کرام اور مومنین کے لئے ہے۔

(۲) "إِسْــتِئْذَان" جو کہ شرعاً اور اخلاقاً مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ ایک چیز کو کسی کے لئے مباح قرار دینا جس کا اجازت طلب کرنے والا مالک نہیں تھا، ہم انہی استعمالات کے لئے "إِذْنٌ" اور "إِسْتِئْذَان" سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کرتے ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات دیکھئے:

"الأَدَب، إِفْشَاء السَّلَام، التَعَارُف، تَعظِيْم الحُرمَات، الإِسْتِقَامَة، الحَيَاء، الطَاعَة، حُسْن الخُلْق"

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے۔ "الأَذَى، الإِسَاءَة، سُوء الخُلْق، إِطْلَاق البَصر، انْتِهاك الحُرمَات، سُوء المَعَامَلَة"

وہ آیات جو الاستئذان کے متعلق وارد ہوئی ہیں

اللہ رب العالمین کا کسی معاملہ میں اذن دینا

(۱) ﴿ كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ فِيمَا ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ ۚ وَمَا ٱخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ أُوتُوهُ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَـٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَا ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ مِنَ ٱلْحَقِّ بِإِذْنِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ يَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ ﴾ البقرة

(۱) دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے، اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آ چکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا، اس لئے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہبری کی اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

(۲) ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ

۱- كشف اصطلاحات الفنون للتهانوي (۱/ ۱۳٤)

۲- فتح الباري (۱۱/ ۳)

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ ﴾ البقرة

(٢)اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

(٣)﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُوا۟ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ ﴾ النساء

(٣)ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے، تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

(٤)﴿ وَٱلْبَلَدُ ٱلطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُۥ بِإِذْنِ رَبِّهِۦ ۖ وَٱلَّذِى خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ ﴾

(٤)اور جو ستھری سرزمین ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے، اسی طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کے لئے جو شکر کرتے ہیں۔ الأعراف

(٥) ﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ إِذْنِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ ﴾ یونس

(٥)بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔

(٦)﴿ قُلْ أَرَءَيْتُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَٰلًا قُلْ ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ ۖ أَمْ عَلَى ٱللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ ﴾

(٦)آپ کہئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا، آپ پوچھئے کہ کیا تم کو اللہ نے حکم دیا تھا یا اللہ پر افترا ہی کرتے ہو؟۔ یونس

(٧)﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ ﴾ یونس

(٧)حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی ڈال دیتا ہے۔

(٨)﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَٰجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِىَ بِـَٔايَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ ﴾الرعد

(٨)ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا، کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی نشانی بغیر اللہ کی اجازت کے لے آئے، ہر مقررہ وعدے کی ایک لکھت ہے۔

(۹)﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ ﴾ طه

(۹)وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں، تو آپ کہہ دیں کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کر کے چھوڑے گا۔ جس میں نہ تو کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ۔ جس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے ، جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور اللہ رحمن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی سوائے کھسر پھسر کے تجھے کچھ بھی سنائی نہ دے گا۔ اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمن حکم دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔ جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

(۱۰)﴿ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ ﴾ الحج

(۱۰)سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے، کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔ جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں بے شک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔

(۱۱)﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ ﴾ سبأ

(۱۱) کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔

(۱۲)﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ ﴾

(۱۲)ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بے شک وہ برتر ہے حکمت والا ہے۔ الشوری

(۱۳)﴿ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ ﴾ النجم

(۱۳)اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے۔

(۱۴)﴿ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ﴾ النبأ

(١٤) جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جسے رحمن اجازت دے دے اور وہ ٹھیک بات زبان سے نکالے۔

کسی صاحب امر کا اذن دینا

(١٥)﴿ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾ ﴾ النساء

(١٥) اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے، تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو، اس لئے ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدہ کے مطابق ان کے مہران کو دو، وہ پاک دامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں، پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے، کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں گناہ اور تکلیف کا اندیشہ ہو اور تمہارا ضبط کرنا بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

(١٦)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ ﴾ النور

(١٦) اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لئے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

(١٧)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ ﴾ الأحزاب

(١٧) اے ایمان والو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے

کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے، نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو (یاد رکھو) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے۔

شرعی اخلاقی سلوکی اعتبار سے اجازت طلب کرنا

(۱۸)﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْـَٔايَـٰتِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ ٱلْأَطْفَـٰلُ مِنكُمُ ٱلْحُلُمَ فَلْيَسْتَـْٔذِنُوا۟ كَمَا ٱسْتَـْٔذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ ﴾ النور

(۱۸) ایمان والو تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنا ضروری ہے، نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی) اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔ اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیئے اللہ تعالیٰ تم سے اسی طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی علم و حکمت والا ہے۔

(۱۹)﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَإِذَا كَانُوا۟ مَعَهُۥ عَلَىٰٓ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا۟ حَتَّىٰ يَسْتَـْٔذِنُوهُ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَـْٔذِنُونَكَ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۚ فَإِذَا ٱسْتَـْٔذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُمُ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ ﴾ النور

(۱۹) باایمان لوگ تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور جب ایسے معاملہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے نبی کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں کہیں نہیں جاتے جو لوگ ایسے موقع پر آپ سے اجازت لے لیتے ہیں حقیقت میں یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں، پس جب ایسے لوگ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مذموم استئذان

(٢٠)﴿ فَإِن رَّجَعَكَ ٱللَّهُ إِلَىٰ طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَٱسْتَـْٔذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا۟ مَعِىَ أَبَدًا وَلَن تُقَـٰتِلُوا۟ مَعِىَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِٱلْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَٱقْعُدُوا۟ مَعَ ٱلْخَـٰلِفِينَ ﴿٨٣﴾ ﴾ التوبة

(٢٠) پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کسی جماعت کی طرف لوٹا کر واپس لے آئے پھر یہ آپ سے میدان جنگ میں نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے اور نہ میرے ساتھ تم دشمنوں سے لڑائی کر سکتے ہو تم نے پہلی مرتبہ ہی بیٹھ رہنے کو پسند کیا تھا، پس تم پیچھے رہ جانے والوں میں ہی بیٹھے رہو۔

(٢١)﴿ وَإِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَجَـٰهِدُوا۟ مَعَ رَسُولِهِ ٱسْتَـْٔذَنَكَ أُو۟لُوا۟ ٱلطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا۟ ذَرْنَا نَكُن مَّعَ ٱلْقَـٰعِدِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾ التوبة

(٢١) جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مندوں کا ایک طبقہ آپ کے پاس آکر یہ کہہ کر رخصت لے لیتا ہے کہ ہمیں تو بیٹھے رہنے والوں میں ہی چھوڑ دیجئے۔

(٢٢)﴿ وَجَآءَ ٱلْمُعَذِّرُونَ مِنَ ٱلْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ۚ سَيُصِيبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾ ﴾ التوبة

(٢٢) بادیہ نشینوں میں سے عذر والے لوگ حاضر ہوئے کہ انہیں رخصت دے دی جائے اور وہ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے جھوٹی باتیں بنائی تھیں اب تو ان میں جتنے کفار ہیں انہیں دکھ دینے والی مار پہنچ کر رہے گی۔

(٢٣) ﴿ إِنَّمَا ٱلسَّبِيلُ عَلَى ٱلَّذِينَ يَسْتَـْٔذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوا۟ بِأَن يَكُونُوا۟ مَعَ ٱلْخَوَالِفِ وَطَبَعَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩٣﴾ ﴾ التوبة

(٢٣) بے شک ان لوگوں پر راہ الزام ہے جو باوجود دولت مند ہونے کے آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں یہ خانہ نشین عورتوں کا ساتھ دینے پر خوش ہیں اور ان کے دلوں پر مہر الٰہی لگ چکی ہے جس سے وہ محض بے علم ہو گئے ہیں۔

(٢٤)﴿ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَـٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَٱرْجِعُوا۟ ۚ وَيَسْتَـْٔذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ ٱلنَّبِىَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ ﴾ الأحزاب

(٢٤) ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں چلو لوٹ چلو اور ان کی ایک اور جماعت یہ کہہ کر نبی ( ) سے اجازت مانگنے لگی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ (کھلے ہوئے اور) غیر محفوظ نہ تھے (لیکن) ان کا پختہ ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا۔

وہ احادیث جو الاستئذان پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ: كَيْفَ بِنَسَبِي؟ فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. (١)

(١)عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ أَوْ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ: أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ. (٢)

(٢)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو یہ شخص فلاں قبیلہ کا برا آدمی ہے۔ جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا، اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ وہ آدمی بدترین ہے جسے لوگ اس کی بدکلامی کے ڈر سے چھوڑ دیں۔

٣- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِيهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ. (٣)

(٣)سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المؤمنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ اور آپ کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے نان نفقہ میں زیادتی کی درخواست کر رہی تھیں۔ جوں ہی عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی بھاگ کھڑی ہوئیں آخر نبی ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے۔ تو نبی ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ ہمیشہ

---

١ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ رقم (٣٥٣١) صحيح مسلم رقم (٢٤٨٩)

٢ - صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ بَاب مَا يَجُوزُ مِنْ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ رقم (٦٠٥٤) صحيح مسلم رقم (٢٥٩١)

٣ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب مَنَاقِب عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رضي الله عنه (٣٦٨٣) صحيح مسلم رقم (٢٣٩٦)

آپ کو خوش رکھے آپ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر ہنسی آرہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہئے تھا پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنوں تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور نبی ﷺ سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے کہا ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کبھی شیطان تم کو کسی راستے پر چلتا دیکھ لیتا ہے تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا۔

٤- عَنْ جَابِرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: أَنَا أَنَا. كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. ([1])

(٤) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: کون ہیں؟ میں نے کہا میں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں، میں، جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

٥- عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ قَالَتْ: فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ: بَلَى قَالَ: فَأَحِبِّي هَذِهِ قَالَتْ فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَبِالَّذِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْنَ لَهَا: مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُولِي لَهُ: إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاللهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقَى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حَدٍّ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ قَالَتْ: فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ قَالَتْ: ثُمَّ وَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ عَلَيَّ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي فِيهَا قَالَتْ: فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ قَالَتْ: فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا حِينَ أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَتَبَسَّمَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ، وَقَوْلُهُنَّ هَذَا إِنَّمَا هُوَ مِنْ بَابِ الغَيْرَةِ وَإِلَّا فَهُوَ ﷺ أَعْدَلُ الْخَلْقِ عَلَى الْإِطْلَاقِ. ([2])

(٥) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ کی صاحبزادی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور آپ میرے ساتھ چادر میں لیٹے ہوئے تھے آپ نے اجازت دی تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ

---

[1] - صحيح البخاري كِتَاب الاسْتِئْذَانِ بَاب إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا رقم (٥٢٥٠) صحيح مسلم رقم (٢١٥٥)

[2] - صحيح البخاري رقم (٢٥٨١) صحيح مسلم كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ بَاب فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا رقم (٢٤٤٢)

کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ چاہتی ہیں کہ آپ ان کے ساتھ ابو قحافہ کی بیٹی میں انصاف کریں (یعنی محبت میں) اور میں خاموش تھی۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹی کیا تو وہ پسند نہیں کرتی جو میں پسند کرتا ہوں؟ وہ بولیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو وہی پسند کرتی ہوں جو آپ پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو عائشہ سے محبت رکھ یہ سنتے ہی فاطمہ اٹھیں اور ازواج مطہرات کے پاس گئیں اور ان سے جا کر اپنی بات اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ ہم سمجھتی ہیں کہ تم ہمارے کچھ کام نہ آئیں۔ اس لئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ کی ازواج ابو قحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم میں تو اب کبھی رسول اللہ ﷺ کے پاس عائشہ کے مقدمہ کے بارے میں گفتگو نہ کروں گی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر آپ کی ازواج نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور میری ہم پلہ آپ کے ہاں وہی تھیں اور میں نے کوئی عورت ان سے زیادہ دیندار اللہ سے ڈرنے والی، سچی بات کہنے والی، ناتا جوڑنے والی، اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔ اور نہ ان سے بڑھ کر کوئی عورت اللہ تعالیٰ کے کام میں اور صدقہ میں اپنے نفس پر زور ڈالتی تھی۔ فقط ان کی طبیعت میں ایک تیزی تھی (یعنی غصہ تھا) اس سے بھی وہ جلد پھر جاتی تھیں اور مل جاتیں اور نادم ہو جاتیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور آپ میری چادر میں تھے اسی حال میں جس حال میں فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تھیں۔ تو آپ نے اجازت دے دی انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ازواج ابو قحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ پھر یہ کہہ کر مجھ سے مخاطب ہوئیں اور زبان درازی شروع کی اور میں رسول اللہ ﷺ کی نگاہ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ جب زینب باز نہ آئیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ جواب دینے سے برا نہیں مانیں گے۔ تو میں بھی ان سے مخاطب ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں لاجواب کر دیا یعنی ان پر غالب آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: یہ ابو بکرؓ کی بیٹی ہے (یعنی کسی ایسے ویسے کی لڑکی نہیں جو تم سے دب جائے)۔

وضاحت: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا یہ مطالبہ غیرت کی بنا پر تھا کیونکہ نبی مخلوق میں سب سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والے تھے (اور یہ مطالبہ محبت میں تھا نہ کہ حقوق میں) واللہ اعلم۔

٦- عَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، يَقُولُ: إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا وَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ. (١)

(٦) جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔

٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا.

(٧) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔(٢)

٨- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ.

---

[1] – (صحيح) السلسلة الصحيحة مختصرة رقم (٣٤٧٤) المعجم الكبير للطبراني (١٦٦٦)

[2] – صحيح البخاري رقم (٨٦٥) صحيح مسلم كِتَاب الصَّلَاة بَاب خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ... رقم (٤٤٢)

(٨)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا تجھے میرے ہاں آنے کی عام اجازت ہے، تو پردہ اٹھا سکتا ہے اور میری پوشیدہ گفتگو سن سکتا ہے جب تک کہ میں تجھے نہ روکوں۔(١)

٩- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ. (٢)

(٩) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے کسی حجرہ میں سوراخ سے دیکھا، نبی ﷺ کے پاس اس وقت کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اس لئے کہ (اندر کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جا سکے۔

١٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ: أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ لَا تَجِدُ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ. (٣)

(١٠)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دن گفتگو کر رہے تھے اس وقت آپ کے پاس ایک بدوی بھی تھا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے کھیتی کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کیا وہ سب کچھ تمہارے پاس نہیں ہے جو تم چاہتے ہو؟ وہ کہے گا کہ ضرور ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں، چنانچہ بہت جلد ہی وہ بیج ڈالے گا اور پلک جھپکنے تک اسی کا اگنا، برابر کٹنا اور پہاڑوں کی طرح غلے کے انبار لگ جانا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا ابن آدم اسے لے لے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کا مزہ تو قریشی یا انصاری ہی اٹھائیں گے۔ کیونکہ وہی کھیتی باڑی والے ہیں ہم تو کسان ہیں نہیں، نبی ﷺ کو یہ بات سن کر ہنسی آ گئی۔

١١- عَنْ رِبْعِيِّ بن حِرَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مَنْ بَنِي عَامِرٍ قال: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: اخْرُجْ إِلَى هَذَا فَعَلِّمْهُ الِاسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهُ: قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ. (٤)

(١١) ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر میں سے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ اس وقت گھر میں تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے اپنے خادم سے کہا، اس کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اسے کہو کہ السلام علیکم کہو اور کہو کیا اندر آ سکتا ہوں؟ اس شخص نے یہ بات سن لی تو کہا السلام علیکم کیا میں

---

١ – صحيح مسلم كِتَاب السَّلَامِ بَاب جَوَازِ جَعْلِ الْإِذْنِ رَفْعُ حِجَابٍ أَوْ نَحْوِهِ مِنْ الْعَلَامَاتِ رقم (٢١٦٩) مسند أحمد رقم (٣٥٠١)

٢ – صحيح البخاري كِتَاب الِاسْتِئْذَانِ بَاب الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ رقم (٦٢٤١) صحيح مسلم رقم (٢١٥٦)

٣ – صحيح البخاري كِتَاب التَّوْحِيدِ بَاب كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ رقم (٧٥١٩)

٤ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٥١٧٧) سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ رقم (٤٥٠٨)

اندر آسکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آیا۔

١٢- عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ. (١)

(١٢)جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ ہم بعض اہل عراق کے ساتھ مدینہ میں مقیم تھے وہاں ہمیں قحط میں مبتلا ہونا پڑا۔عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھانے کے لئے ہمارے پاس کھجوریں بھجوایا کرتے تھے۔اور عبد اللہ بن عمرؓ جب ہماری طرف سے گزرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے وقت) دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اجازت لے لے۔

١٣- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. (٢)

(١٣)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک باغ (بئر اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازے پر پہرہ دیتا رہوں، پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی نبی ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی نبی ﷺ نے فرمایا: انہیں بھی اجازت دے دو جنت کی خوشخبری سنا دو، وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر فرمایا انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے دوچار ہونے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنا دو، وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

١٤- عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلَبَإٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ وَذَلِكُمْ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ. (٣)

(١٤)کلدۃ بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دودھ پیوسی اور سبزیاں (ہدیہ) بھیجیں۔ اور نبی ﷺ وادی (مکہ) کے بالائی حصہ میں تشریف فرما تھے۔ کلدہ بن حنبل نے بیان کیا کہ میں بغیر السلام کے اور بغیر اجازت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ اور (باہر جاکر) کہو السلام علیکم، کیا میں داخل ہو جاؤں اور یہ واقعہ صفوان نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بعد بیان کیا۔

١٥- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي

---

١ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ رقم (٢٤٥٥) صحيح مسلم رقم (٢٠٤٥)

٢ - صحيح البخاري كِتَاب الْمَنَاقِبِ بَاب مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ (٣٦٩٥) صحيح مسلم رقم (٢٤٠٣)

٣ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٧١٠) سنن الترمذى كِتَاب الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ قَبْلَ الِاسْتِئْذَانِ رقم (٢٦٣٤)

الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.[1]

(١٥) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا (افلح) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں اجازت نہیں دے سکتی۔ پھر آپ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں انہیں اندر بلا لو۔ میں نے اس پر کہا یا رسول اللہ ﷺ عورت نے مجھے دودھ پلایا تھا کوئی مرد نے تھوڑا ہی پلایا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہی ہیں اس لئے وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔ یہ واقعہ ہمارے لئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خون سے جو چیز حرام ہوتی ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

١٦- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ: أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا: ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَٱلشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ (يس: ٣٨).[2]

(١٦) ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ذر کیا تمہیں معلوم ہے یہ کہاں جاتا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ پھر (دوبارہ طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ دن بھی قریب ہے جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہیں ملے گی بلکہ اس سے کہا جاتا ہے کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے آئے ہو چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾

١٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.[3]

(١٧) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا نبی ﷺ نے ایک بڑے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اہل صفہ کے پاس جا اور انہیں میرے پاس بلا لا۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں بلا لایا، وہ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی پھر جب اجازت دی گئی تو داخل ہوئے۔

١٨- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَسَوَّى ثِيَابَهُ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ: أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

[1] - صحيح البخاري كِتَاب النِّكَاحِ بَاب مَا يَحِلُّ مِنْ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ (٥٢٣٩) صحيح مسلم رقم (١٤٤٥)

[2] - صحيح البخاري كِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ بَاب صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ رقم (٧٤٢٤) صحيح مسلم رقم (١٥٩)

[3] - صحيح البخاري كِتَاب الِاسْتِئْذَانِ بَاب إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ رقم (٦٢٤٦)

(۱۸)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے۔ران یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو آپ نے اسی حالت میں اجازت دی۔ اور باتیں کرتے رہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لئے، پھر وہ آئے اور باتیں کیں(راوی محمد کہتا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن میں ہوا) جب وہ چلے گئے تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے کچھ خیال نہ کیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو بھی آپ نے کچھ خیال نہ کیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے، آپ نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں؟۔[1]

۱۹- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَاعَةٌ آتِيهِ فِيهَا فَإِذَا أَتَيْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ إِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحْنَحَ دَخَلْتُ وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغًا أَذِنَ لِي. [2]

(۱۹)علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ایک خاص وقت تھا، جب میں اس وقت آتا تھا تو اجازت لیتا۔ اگر نبی علیہ وسلم نماز کی حالت میں ہوتے تو کھنکھار دیا کرتے تھے اور میں داخل ہو جاتا تھا اور اگر(اس وقت میں) فارغ ہوا کرتے تو مجھے اجازت دے دیا کرتے تھے۔

۲۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ: وَاللهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَلِكَ. [3]

(۲۰)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس لئے واپس چلا آیا(جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ(اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہئے۔ عمر نے کہا واللہ تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہو گا(ابو موسیٰ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے نبی علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ(اس گواہی دینے کو) جماعت کا چھوٹا آدمی کھڑے ہو کر گواہی دے گا (ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں) سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔

---

[1] – صحيح مسلم كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ بَاب مِنْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه رقم (۲۴۰۱)

[2] –سنن النسائي كِتَاب السَّهْوِ باب التَّنَحْنُحِ فِي الصَّلَاةِ رقم (۱۱۹۶)

[3] – صحيح البخاري كِتَاب الِاسْتِئْذَانِ بَاب التَّسْلِيمِ وَالِاسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا رقم (۶۲۴۵) صحيح مسلم رقم (۲۱۵۳)

٢١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يُجْلَسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا. (١)

(٢١)عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

٢٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ. (٢)

(٢٢)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کنواری عورت اجازت کیونکر دے گی؟ نبی ﷺ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے یہ خاموشی اس کی رضامندی سمجھی جائے گی۔

٢٣- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْبَابِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَسْتَأْذِنْ وَأَنْتَ مُسْتَقْبِلُ الْبَابِ، وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقُمْتُ مُقَابِلَ الْبَابِ فَاسْتَأْذَنْتُ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ تَبَاعَدْ ثُمَّ جِئْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَقَالَ وَهَلِ الْاِسْتِئْذَانُ إِلَّا مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ. (٣)

(٢٣)سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (گھر میں آنے کی) اجازت چاہی اور میں دروازے کے بالکل سامنے تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت نہ مانگا کر، ایک اور روایت میں ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ گھر میں تھے تو میں نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ تھوڑا دور (کھڑے) ہو پھر (اس کے بعد) میں نے (دوبارہ) اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے فرمایا: اجازت (گھر میں) نظر نہ پڑنے کی وجہ سے رکھی گئی ہے۔

٢٤- عَنْ ثَوْبَانَ مولى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى جَوْفِ بَيْتٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ؛ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ. وَلَا يَؤُمُّ قَوْماً فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ حَتَّى يَنْصَرِفَ. وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَاقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ. (٤)

(٢٤)ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کام کسی آدمی کو کرنا درست نہیں۔ ایک یہ ہے کہ: کسی گھر میں جھانکنا بغیر اس کی اجازت کے، اگر ایسا کیا تو گویا اس کے گھر میں گھس گیا، دوسرا: کوئی شخص جو کسی قوم کی (نماز کی) امامت کراتا ہے اور وہ صرف اپنے لئے دعائیں کرتا ہے (قوم کو دعا میں شامل نہیں کرتا) تیسرا: نماز پڑھنا پاخانہ یا پیشاب روکے ہوئی حالت میں جب تک ہلکا نہ ہو جائے۔

---

١ – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٨٤٤) سنن أبی داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا رقم (٤٢٠٤)

٢ – صحيح البخاري كِتَاب النِّكَاحِ بَاب لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا رقم (٥١٣٦) صحيح مسلم رقم (١٤١٩)

٣– مجمع الزوائد (٤٣/٨) باب في الاستئذان وفيمن اطلع في دار بغير اذن رواه الطبراني ورجال الرواية الثانية رجال الصحيح.

٤ – (ضعيف) ضعيف سنن الترمذي رقم (٣٥٧) سنن الترمذي كِتَاب الصَّلَاةِ بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخُصَّ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ رقم (٣٢٥)

٢٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ. ([1])

(٢٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکا تو اس (گھر والوں) کے لئے جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔

٢٦- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَحِي ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ فَيَسْتَحِي فَيَقُولُ: ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ: ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَةَ اللهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنَ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ: يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ. ([2])

(٢٦) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور (آپس میں) کہیں گے بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور میں آج کسی کو ہم اپنا سفارشی بناتے چنانچہ سب لوگ سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا آپ کے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے آپ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیں تاکہ آج کی اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے، آدم علیہ السلام کہیں گے، میں اس کے لائق نہیں ہوں، وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے حضور میں جانے سے شرم آئے گی، کہیں گے کہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے بعد) زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ ان کو بھی شرم آئے گی اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی عذر کر دیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ ان کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے گا اور اپنے رب کے حضور جاتے ہوئے شرم دامن گیر ہو گی۔ کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ

[1] – صحيح البخاري رقم (٦٨٨٨) صحيح مسلم كِتَاب الْآدَابِ بَاب تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ رقم (٢١٥٨)

[2] – صحيح البخاري كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَاب قَوْلِ اللَّهِ { وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا } رقم (٤٤٧٦) صحيح مسلم رقم (١٩٣)

کے بندے ہیں اور اس کے رسول اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں، تم نبی ﷺ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کی اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف کر دی ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑونگا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور جو چاہو مانگو تمہیں دیا جائے گا جو چاہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد میں شفاعت کروں گا۔ اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کراؤں گا۔ اور پھر جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت کروں گا اس مرتبہ بھی میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی جنہیں میں جنت داخل کراؤں گا۔ چوتھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو عرض کروں گا کہ جہنم میں ان کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ضروری قرار دیا ہے۔

وہ احادیث جو استئذان پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

۲۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَدْخُلُ عُمَرُ. (1)

(۲۷) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کیا عمر (اندر) داخل ہو سکتا ہے؟۔

نبی کی زندگی میں الاستئذان کے عملی نمونے

۲۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي. (2)

(۲۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کے لئے بخشش طلب کرنے کی اجازت چاہی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی، پھر میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت چاہی تو اس کی اجازت مجھے دیدی۔

۲۹- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوهُ فَقَالَ: وَهَذِهِ لِعَائِشَةَ فَقَالَ: لَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا فَعَادَ يَدْعُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَهَذِهِ قَالَ: لَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَهَذِهِ قَالَ: نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتَّى أَتَيَا مَنْزِلَهُ. (3)

(۲۹) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہمسایہ عمدہ شوربا بناتا تھا۔ وہ فارس کا رہنے والا تھا اس نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا بنایا اور آپ کو بلانے کے لئے آیا تو آپ نے فرمایا: عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا: تو میں بھی

---

1 - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (۵۲۰۱) مسند أحمد رقم (۲۶۲۰)

2 - صحيح مسلم كِتَاب الْجَنَائِزِ بَاب اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ رقم (۹۷۶)

3 - صحيح مسلم كِتَاب الْأَشْرِبَةِ بَاب مَا يَفْعَلُ الضَّيْفُ إِذَا تَبِعَهُ غَيْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ وَاسْتِحْبَابِ إِذْنِ صَاحِبِ الطَّعَامِ لِلتَّابِعِ رقم (۲۰۳۷)

نہیں آتا۔ پھر وہ دوبارہ بلانے کو آیا تو آپ نے فرمایا عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر تیسری بار آپ کو بلانے آیا تو آپ نے فرمایا: عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ وہ بولا ہاں۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلے (یعنی آپ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا) یہاں تک کہ اس کے مکان پر پہنچے۔

٣٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أَتَى بَاباً يُرِيْدُ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ؛ جَاءَ يَمِيْناً وَشِمَالاً؛ فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا انْصَرَفَ. ([1])

(٣٠) عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب کسی کے دروازے پر اس سے (اندر آنے کی) اجازت لینے کے لئے تشریف لاتے تو آپ (دروازہ کے) بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے اگر اجازت مل جاتی تو ٹھیک ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔

٣١- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ: اصْنَعْ لِي طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :إِنَّ هَذَا قَدْ اتَّبَعَنَا، أَتَأْذَنُ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. ([2])

(٣١) ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں ایک صحابی جنہیں ابو شعیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا کا ایک قصائی غلام تھا۔ ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دے کیونکہ میں نبی ﷺ کو چار دیگر اصحاب کے ساتھ دعوت دوں گا۔ انہوں نے آپ کے چہرہ پر بھوک کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ آپ کو انہوں نے بلایا ایک اور شخص آپ کے ساتھ بن بلائے چلا گیا۔ نبی ﷺ نے صاحب خانہ سے فرمایا: یہ آدمی بھی ہمارے ساتھ آگیا ہے کیا اس کے لئے تمہاری اجازت ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اجازت ہے۔

٣٢- عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ يَعْنِي ابْنِ عُبَادَةَ قَالَ: زَارَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَنْزِلِنَا فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا قَالَ: قَيْسٌ فَقُلْتُ: أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: ذَرْهُ يُكْثِرُ عَلَيْنَا مِنْ السَّلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنْ السَّلَامِ قَالَ: فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ الطَّعَامِ فَلَمَّا أَرَادَ الِانْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ يَا قَيْسُ اصْحَبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: قَيْسٌ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ارْكَبْ فَأَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ: إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ: فَانْصَرَفْتُ.

[1] - (حسن صحيح) صحيح أبوداؤد رقم (٥١٨٦) صحيح الأدب المفرد (١٠٨٢) ابوداؤد میں یہ الفاظ زیادہ ہیں "السلام علیکم، السلام علیکم کہتے اور یہ اس لئے تھا کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

[2] - صحيح البخاري كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ رقم (٢٤٥٦) صحيح مسلم رقم (٢٠٣٦)

(۳۲) قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس گھر تشریف لائے تو فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وہ (قیس) بیان کرتے ہیں کہ سعد نے آہستہ سا جواب دیا۔ قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ ﷺ کو اجازت کیوں نہیں دے رہے؟ انہوں نے کہا اس بات کو چھوڑو میں چاہتا ہوں کے آپ ہم پر زیادہ بار سلامتی بھیجیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سعد نے آہستہ سا جواب دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ سعد آپ کے پیچھے چلے۔ عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو آپ کی تسلیم سننا چاہتا تھا حالانکہ میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور آپ کو آہستہ جواب بھی دے رہا تھا تاکہ آپ ہم پر کثرت سے سلامتی بھیجیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ واپس آ گئے۔ سعد نے آپ کے لئے پانی وغیرہ کا انتظام کرایا۔ آپ نے غسل کیا پھر انہوں نے (سعد) نے آپ کو زعفران اور ورس سے رنگ کی ہوئی چادر پیش کی آپ نے اسے لپیٹ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ "اے اللہ آل سعد بن عبادہ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما" پھر رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا جب آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو سعد نے آپ کی خدمت میں ایک گدھا پیش کیا جس پر مخملی چادر پڑی تھی رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوئے تو سعد نے کہا: اے قیس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاؤ قیس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: سوار ہو جاؤ میں نے انکار کیا تو فرمایا: سوار ہو جاؤ یا پھر واپس چلے جاؤ انہوں نے کہا میں واپس ہو گیا۔ (1)

۳۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ. (2)

(۳۳) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری زیادہ ہو گئی تو آپ نے اپنی (دوسری) بیویوں سے اس بات کی اجازت لے لی کہ آپ کی تیمارداری میرے ہی گھر کی جائے انہوں نے آپ کو اجازت دے دی (ایک روز) رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) گھر سے نکلے آپ کے پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کے درمیان (آپ باہر) نکلے تھے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ جب نبی ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا: میرے اوپر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالو جن کے سر بند نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں (سکون کے بعد) لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ) آپ کو حفصہ کے لگن میں (جو تانبے کا تھا) بٹھا دیا گیا اور ہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی بہانا شروع کیا حتی کہ آپ نے اشارے سے فرمایا کہ بس اب تم نے اپنا کام پورا کر دیا تو اس کے بعد آپ لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔

---

1 – سنن أبي داود كِتَاب الْأَدَبِ بَاب كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الِاسْتِئْذَانِ رقم (٥١٨٤) ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث بہت سارے طرق سے مروی ہے اور یہ حدیث جید اور قوی ہے واللہ اعلم

2 – صحيح البخاري كِتَاب الْوُضُوءِ بَاب الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَةِ رقم (١٩٨) صحيح مسلم رقم (٤١٨)

الاستئذان کے متعلق آثار اور علماء مفسرین کے اقوال

(۱) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے بھی اجازت ملنے سے پہلے گھر کے سوراخ کے اندر سے دیکھا (یعنی جان بوجھ کر دیکھتا ہے) تو وہ فسق (برائی اور نافرمانی) کرتا ہے۔[1]

(۲) ابو سوید العبدی نے کہا ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان کے دروازے پر بیٹھ گئے تاکہ ہمیں اجازت دی جائے (اندر جانے کی) ہمیں اجازت ملنے میں دیر ہوئی تو میں اٹھ کر دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکنے لگا، جس کو انہوں نے بھانپ لیا۔ پھر جب ہمیں (اندر آنے کی) اجازت دی اور ہم بیٹھ گئے تو کہا ابھی کون میرے گھر کے اندر جھانک رہا تھا؟ میں نے کہا "میں" ۔ کہا کس چیز (دلیل) سے تو نے میرے گھر میں دیکھنے کو حلال تصور کیا؟ میں نے کہا آپ نے ہمیں اجازت دینے میں دیر کی تو میں نے دیکھا اور جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔[2]

(۳) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے پوچھا، کیا آدمی اپنی والدہ سے بھی (اس کے کمرے وغیرہ میں اندر) آنے کے لئے اجازت مانگے؟ کہا وہ بھی یہ پسند نہیں کرے گی کہ تو ہر حالت میں اسے دیکھے۔[3]

(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ﴾ (النور: ۵۸) "ان لوگوں کو جو تمہارے مملوک ہیں چاہیئے کہ تم سے (گھروں کے اندر آنے کی) اجازت مانگیں" کی تفسیر میں کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حکمت والا اور مومنوں پر مہربان ہے۔ پردہ کو پسند کرتا ہے، اور (ان دنوں میں) لوگوں کے گھروں کے پردے نہیں ہوتے تھے۔ پھر کبھی کبھی غلام یا بیٹا یا آدمی کی یتیم بچی گھر کے اندر آتی اور آدمی اپنے اہل کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پردہ کے اوقات میں اندر آنے کے لئے اجازت مانگنے کا حکم دیا ہے۔[4]

(۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اجازت مانگنے سے پہلے سلام نہیں کرتا اسے اجازت نہیں دی جائے، یہاں تک کہ پہلے سلام کرے۔[5]

(۶) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آدمی اپنی اولاد اور ماں کے پاس اگرچہ بوڑھی ہو اور بھائی بہن اور باپ کے پاس آنے سے قبل اجازت مانگے۔[6]

(۷) ابو موسیٰ نے کہا جب تم میں سے کوئی اپنی والدہ کے پاس آئے تو اجازت مانگے۔[7]

(۸) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود جب کسی کام سے واپس آتے اور دروازے پر پہنچتے تو کھنکارتے اور (اونچی آواز کے ساتھ تھوکتے) اس لئے کہ کہیں وہ ہمارے پاس اس حال میں نہ آئیں کہ وہ اس کو ناپسند کریں۔ اور ابو عبیدہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود جب گھر میں داخل ہونا چاہتے تو بلند آواز سے بولتے۔[8]

---

[1] - الادب المفرد للبخاری رقم (۹۲۱)
[2] - مجمع الزوائد (۸/ ٤٤)
[3] - الأدب المفرد للبخاري (۹۲۱)
[4] - الآداب الشرعية (۱/۳۹۳)
[5] - الادب المفرد رقم (۱۰۷۰)
[6] - الادب المفرد رقم (۱۰٦٦)
[7] - الآداب الشرعية (۱/۳۹۱)
[8] - تفسیر ابن کثیر (۳/۲۸۰) (ابن کثیر فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے)

(۹)عطاء نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا میں اپنی بہن کے پاس جاتے وقت بھی پہلے اجازت مانگوں؟ کہا ہاں، میں نے پھر بات دھرائی اور کہا میری بہن میری پرورش میں ہیں اور میں ہی ان کے خرچے کا بوجھ اٹھاتا ہوں کیا ان کے پاس جاتے وقت بھی اجازت مانگوں؟ کہا ہاں کیا تو چاہتا ہے کہ تو ان دونوں کو ننگی دیکھے (یعنی اس وقت کپڑے کم ہوتے تھے) سوتے وقت کبھی چادر جسم سے ہٹ بھی جاتی ہے) پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ ﴾ النور: ۵۸ ''اے ایمان والو تم سے اجازت لیں (تمہارے پاس اندر آتے وقت) وہ لوگ جو تمہارے مملوک ہیں اور جو بچے بلوغت کو نہیں پہنچے تم میں سے، تین دفعہ فجر نماز سے قبل اور جب تم دوپہر کے وقت (سونے کے لئے) اپنے کپڑے اتارتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت پردے کے ہیں تمہارے لئے'' کہا ان کو ان ہی تین پردہ کے اوقات میں اجازت مانگنے کا حکم ہے۔ کہا:﴿ وَإِذَا بَلَغَ ٱلْأَطْفَـٰلُ مِنكُمُ ٱلْحُلُمَ فَلْيَسْتَـْٔذِنُوا۟ كَمَا ٱسْتَـْٔذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ ﴾ النـــور: ۵۹ یعنی جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچیں تو وہ بھی اجازت مانگیں (اندر آنے کے لئے) جس طرح اس سے پہلے دوسرے اجازت مانگتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لہٰذا اذن یعنی اجازت مانگنا واجب ہے۔ ابن جریج نے الفاظ بڑھائے ہیں کہ سب لوگوں پر (فرض ہے)۔ ([1])

(۱۰)موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ اپنی ماں کے پاس گیا اور جب وہ داخل ہوئے تو میں بھی ان کے پیچھے جانے لگا تو انہوں نے مڑ کر دیکھا اور مجھے سینے پر ایسا مارا کہ سرین کے بل گرا دیا اور کہا، کیا تو بغیر اجازت داخل ہوتا ہے۔([2])

(۱۱)قتادہ نے لفظ ''حَتى تَسْتَأنِسُوا'' سے تین مرتبہ اجازت لینا مراد لیا ہے اور کہا کہ جس کو اجازت نہیں ملتی اسے واپس چلا جانا چاہیئے۔ اور کہا پہلی مرتبہ (اتنا زور سے) بولے کہ محلے والے بھی سنیں اور دوسری بات اتنی آواز سے بولے کہ وہ خود خبردار ہو جائیں اور تیسری بار اجازت مانگنے کے بعد) وہ چاہیں تو اجازت دیں اور چاہیں تو اپنے دروازے سے لوٹا دیں کیوں کہ لوگوں کے کام کاج اور مشغولیات ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر عذر قبول کرنے والا ہے۔([3])

(۱۲)مہاجرین میں سے کسی نے کہا، میں نے اپنی ساری زندگی اس آیت پر عمل کرتے ہوئے گزار دی ہے لیکن مقصد حاصل نہیں ہوا۔ یعنی اپنے کسی بھائی سے (گھر میں جانے کی) اجازت مانگوں پھر وہ مجھے کہے کہ واپس جا، تو میں خوشی خوشی واپس چلا جاؤں۔([4])

(۱۳)ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت:﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ ﴾ النور: ۲۷ یعنی ''اے ایمان والو! اپنے سوا دوسروں کے گھروں میں تب تک داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت مانگو اور ان پر سلام نہ کرو'' کی تفسیر میں کہا ہے یہ شرعی آداب ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں کو سکھلائے ہیں یعنی گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ تین مرتبہ اجازت مانگنے سے پہلے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ اور اس کے بعد سلام بھی کریں اور تین مرتبہ اجازت مانگنا چاہیئے۔ پھر اجازت ملتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلا جائے۔ اجازت مانگنے والا گھر کے عین

---

[1] – الادب المفرد رقم (١٠٦٧) (اس کے تعلق لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے)

[2] – الادب المفرد رقم (١٠٦١)

[3] – تفسير ابن كثير (٢٨١/٣)

[4] – المرجع السابق

سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ اور اجازت مانگنے والے سے جب پوچھا جائے کہ کون ہے تو جواب میں "میں ہوں" نہیں کہنا چاہیئے کیوں کہ یہ اچھا نہیں ہے کیوں کہ اس سے پتہ نہیں چلتا کہ اجازت مانگنے والا کون ہے؟ یہاں تک کہ اپنا نام یا کنیت جو مشہور ہو بتائے۔ ورنہ ہر کوئی اگر میں میں کہے گا تو اجازت سے جو مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہو گا جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے۔(1)

(۱۴) شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: جاننا چاہیئے کہ جب اجازت چاہنے والے کو پتہ چل گیا ہے کہ گھر والوں نے سن لیا ہے تو تیسری دفعہ اجازت مانگنے کے بعد واپس چلا جائے، کیوں کہ جب انہوں نے سن لیا اور اس کو اجازت نہیں دی ہے تو یہ اجازت نہ دینے کی دلیل ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ تین سے زیادہ بار اجازت نہ مانگے بر خلاف ان بعض اہل علم کے جنہوں نے کہا ہے کہ وہ تین سے زائد بار اجازت مانگ سکتا ہے اور اس طرح جب اسے پتہ نہیں چلتا کہ آیا انہوں نے سنا ہے یا نہیں تو اس پر تیسری مرتبہ اجازت مانگنے کے بعد لوٹ جانا واجب ہے۔ دلائل کی ترجیح سے ہمیں جو بات قوی سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اجازت چاہنے والا اگر سمجھتا ہے کہ گھر والوں نے اس کی بات نہیں سنی تو تین دفعہ سے مزید اجازت نہیں مانگے گا، بلکہ دلائل کے عموم سے اور ان (دلائل) میں سے کسی چیز کے بھی ان کے عدم سماع کے ساتھ غیر مقید ہونے کی وجہ سے (ثابت ہوتا ہے کہ) وہ لوٹ جائے گا۔ بر خلاف ان اہل علم کے جنہوں نے کہا کہ مزید اجازت مانگ سکتا ہے یا جنہوں نے اس بارے میں تفصیل بیان کی ہے۔ بلکہ صواب ان شاء اللہ یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے یعنی تین سے زیادہ بار اجازت نہیں طلب کر سکتا اس لئے کہ یہی دلائل کا ظاہر ہے اور ظاہر النص سے کسی طور پر بھی عدول جائز نہیں۔ الا یہ کہ کوئی دلیل ہو جس کی طرف رجوع کرنا واجب ہو۔(2)

الاستئذان کے فوائد

(۱) استأذان انسان کو یہ اختیار مہیا کرتا ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر جس طرح چاہے معاملہ چلائے یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے بغیر کسی حرج کے جس کو چاہے اجازت دے اور جس کو چاہے نہ دے۔

(۲) (فساد کے) ذرائع کا سدباب ہوتا ہے کیوں کہ عدم اجازت سے لازماً وہاں نظر جا سکتی ہے جو حلال نہ ہو اور کبھی یہ بعد میں فتنہ کا سبب بھی بنتا ہے۔

(۳) اجازت مانگنے سے اجازت لینے اور دینے والے دونوں سے حرج ختم ہوتا ہے۔

(۴) استیذان سے معاشرہ میں امان کی فضا عام ہوتی ہے۔ اس سے ہر کوئی شخص اپنے گھر کے اندر کسی کے اچانک بغیر اجازت کے چلے آنے سے بے خوف رہتا ہے۔

(۵) استئذان (اجازت طلب کرنے) کی فضیلت اور بھلائی فرح و سرور پہنچاتی ہے۔

(۶) استئذان (لوگوں کو) انسیت پہنچتی ہے ڈر اور خوف کا ازالہ ہوتا ہے۔

(۷) استئذان سے گھر والے کو یہ فرصت ملتی ہے کہ وہ پردہ کا بندوبست کرے اور جس چیز کا دیکھنا ناپسند سمجھے اسے چھپائے۔

(۸) استئذان سے دل خوش ہوتا ہے اور ان کے اندر ناراضگی نہیں آتی اور حرمت کا تحفظ ہوتا ہے۔

---

1 - تفیسر ابن كثير (۳/ ۲۷۹)

2 - أضواء البيان (٦/ ١٧٥، ١٧٦)

الاستخارہ

(مشورہ لینا/ دو کاموں میں سے ایک کام اختیار کرنا)

لغوی بحث

استخارہ (باب استفعال) کا مصدر ہے۔ اس کا اصل مادہ (خ ی ر) ہے جو کہ نرمی، مہربانی اور میلان پر دلالت کرتا ہے اور خیر شر کی ضد ہے۔ اور "الخِیَرَة" کا معنی خِیَار یعنی اختیار ہے۔ اور استخارہ کا معنی دو کاموں میں سے اپنے لئے بہتر طلب کرنا ہے۔ اور استخارہ کا معنی استعطاف یعنی نرمی اور مہربانی طلب کرنا بھی ہے۔

اور اصل میں "إِسْتِخَارَةُ الضَّبْعِ" تھا۔ جس کا معنی ہے درندے کو موڑنا۔ وہ اس طرح کہ اس کے گھر کے سوراخ کے اندر لکڑی ڈال دو تا کہ وہ دوسری جگہ سے نکل کر چلا جائے۔ پھر استخارہ کسی چیز کے بارے میں اختیار طلب کرنے کے لئے استعمال ہوا۔

اور "خَارَاللهُ لَکَ" کا معنی ہے اللہ تجھے خیر یعنی اچھی چیز دے۔ اور "خَیَّرْتُه بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ" کا معنی ہے میں نے اس کو دو چیزوں میں اختیار دیا۔ اور کہا جاتا ہے "إِسْتَخِرِ اللهَ یَخِرْلَکَ" اللہ سے اچھی چیز کا اختیار طلب کر وہ تجھے اچھی چیز دے گا (یا اللہ تعالیٰ سے اچھی چیز طلب کر وہ تجھے خیر یعنی اچھی چیز عطا فرمائے گا۔) اور "وَاللهُ یَخِیْرُ لِلْعَبْدِ إِذَا اسْتَخَارَهُ" یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو اچھی چیز کا اختیار دیتا ہے جب بھی بندہ اس سے اچھی چیز طلب کرتا ہے۔ اور "اسْتَخَارَ الْمَنْزِلَ" کا معنی ہے "اسْتَنْظَفَهُ" یعنی صفائی کی۔ "وَاسْتَخَارَ الرَّجُلَ" اس کو اپنی طرف مائل کیا اور بلایا اور حدیث میں ہے "البَیِّعَانُ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا" دو خرید و فروخت کرنے والے اختیار رکھتے ہیں جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں اور "الخِیَار" اسم مصدر ہے اختیار کا (از باب افتعال) اس کا معنی اچھی چیز طلب کرنا دو چیزوں میں سے سودے کو برقرار رکھنا یا ختم کرنا۔ اور حدیث میں ہے: "تَخَیَّرُوا لِنُطَفِکُمْ" یعنی نکاح کے لئے اچھی عورت اور متقی اور پاکباز کو تلاش کرو۔ (1)

اصطلاحی وضاحت

استخارہ دو چیزوں میں سے اچھی چیز کو طلب کرنا ہے جو ان میں سے ایک کی ضرورت رکھتا ہو۔ (2) اور صلاۃ الاستخارہ یہ ہے کہ بندہ دو رکعت دن و رات میں کسی بھی وقت پڑھے ان کے اندر سورۃ الفاتحہ کے بعد جو چاہے پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر وہ دعا پڑھے جو صحیح البخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (احادیث استخارہ کے اندر پہلی حدیث)۔ (3)

1- لسان العرب (۱۲۹۸/۳-۱۳۰۰)، الصحاح (۶۵۱/۲، ۶۵۲)، فتح الباري (۱۸۳/۱۱)، ومقاييس اللغة لأحمد بن فارس (۲۳۲/۲)
2- فتح الباري (۱۸۷/۱۱)
3- فقه السنة (۲۱۱/۱)

استخارہ میں مسنون طریقہ اپنانا ضروری ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: آدمی پر واجب ہے کہ اس چیز سے بچے جو بعض لوگ کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کو یا تو علم نہیں ہے یا علم ہے تو اس کے الفاظ کے اندر کیا شرعی حکمت ہے اس کی معرفت نہیں ہے۔ کیوں کہ بعض لوگ مسنون طریقہ استخارہ کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے لئے اس چیز کو اختیار کر رہا ہے جس کو اس ذات نے اختیار نہیں کیا جو اس کے لئے خود اس سے بڑھ کر رحیم اور مہربان ہے۔ بلکہ اس کے والدین سے بھی۔ وہ ذات جو معاملات کی اچھائی کو جاننے والا ہے اور اس چیز کا بتانے والا ہے جس کے اندر بھلائی ہوتی ہے اور کامیابی اور فلاح بھی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

اور بعض لوگ شرعی استخارہ کرنے کے بعد سونا چاہتے ہیں حتی کہ وہ اس کام کا کرنا یا نہ کرنا بذریعہ خواب معلوم کر سکیں یا کوئی دوسرا شخص خواب میں دیکھے، اس کی جب کہ حقیقت نہیں ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے استخارہ اور مشورہ کا حکم دیا ہے اس کا نہیں جو کہ خواب میں نظر آتا ہے۔ سبحان اللہ صاحب شرع ﷺ نے ہمارے لئے وہ الفاظ اختیار کئے ہیں جو کہ صاف ہیں اور دنیا و آخرت کی خیر (کے مفہوم کو) جمع کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ اس روایت کے راوی بھی (استخارہ کے لئے) ”عَلَى سَبِيْلِ التَّخْصِيْصِ“ اور انہی الفاظ کے تمسک کی ترغیب دیتے ہوئے اور دیگر الفاظ کو شامل نہ کرتے ہوئے یوں کہا ”كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَة فِي الأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآن“ یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیں سارے معاملات میں استخارہ (کے لئے دعا) اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

اور یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کے اندر تغیر اور زیادتی اور کمی جائز نہیں ہے۔ پھر اس میں بھی حکمت دیکھیں جو رسول اللہ ﷺ نے مکلف کو فرض کے علاوہ دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور نہیں ہو سکتا کہ صاحب استخارہ اللہ سے یہ طلب کرنا چاہتا ہے کہ اس کی حاجت پوری کی جائے اور یہ ادب کی بات ہے کہ جس سے کام ہے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دروازہ نماز کے ذریعے سے کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ پھر جب نماز کے تمام فضائل کا حصول ہو گیا تو شارع نے مسنون دعا پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

صلاۃ الاستخارہ کی فضیلت

استخارے کے بارے میں اگر کوئی خاص فضیلت نہ بھی ہوتی تو بھی سنت مطہرہ پر عمل کرنے سے اس کی برکت ضرور حاصل ہوتی۔ اور آدمی کو چاہیئے کہ استخارہ کی دعا پڑھنے سے قبل جو مسنون طریقہ ہے اس کو اختیار کرے یعنی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر مسنون دعا استخارہ پڑھے اس کے بعد درود سے دعا ختم کرے۔ اس کے بعد افضل یہ ہے کہ مشورہ بھی کرے۔ کیوں کہ اس طرح سنت پر پورا عمل ہو گا۔

سلف صالحین میں سے بعض نے کہا ہے کہ حقیقی عاقل وہ ہے جو کہ اپنی رائے کے ساتھ علماء کی آراء بھی ملاتا ہے اور اپنی عقل کے ساتھ داناؤں کی عقل کو بھی ملاتا ہے۔ کیوں کہ ایک شخص کی رائے دھوکا بھی کھا سکتی ہے پھسل بھی سکتی ہے۔ اور ایک ہی شخص کی عقل غلطی کر سکتی ہے اس لئے جو شخص نہ استخارہ کرتا ہے۔ نہ مشورہ اس کے بارے میں اس تنگی و تکلیف کا خدشہ رہتا ہے جو اس کام میں سنت کے طریقے کو چھوڑ کر اپنی صوابدید گی کو اپنانے میں ممکن ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استخارہ کے بعد وہ کام کرے جس کے لئے اسے انشراح قلب حاصل ہو۔ اور اس انشراح وخیال پر اعتماد نہ کرے جو استخارہ کرنے سے پہلے اس میں تھا بلکہ اسے چاہیئے کہ اس اختیار کو سرے سے چھوڑ دے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے والا تو نہ رہا۔ بلکہ اختیار طلب کرنے میں سچانہ رہا خود سے علم اور قدرت سے براءت اور اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے اثبات کرنے میں بھی سچانہ رہا۔ پھر جب اس میں سچا ہوگا تو ہر قسم کی تحرک وقوت سے اور خود کے لئے اپنے ذاتی اختیار سے براءت کرے گا۔(1)

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات دیکھئے:

الإسْتِعَانَة، الإسْتِعَاذَه، الإبَانَة، التَوَكل، الدُعَا، الذِكْر، القُنُوت، الضَرَاعَة وَالتَضرُع

اس کی ضد کے لئے ان صفات کو دیکھئے:

الإعراض، الأمْن مِن المَكر، الكِبر وَالعَجَب

وہ احادیث جو الاستخارہ پر دلالت کرتی ہیں

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النبي ﷺ يعَلِّمُنَا الإسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ يقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَينِ مِنْ غَيرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يقُولُ: **اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيوبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيرَ حَيثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ قَالَ وَيسَمِّي حَاجَتَهُ.** (2)

(۱) جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے قرآن کی سورت کی طرح۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے: اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور میں تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں، یا اللہ! تو ہی طاقت والا ہے اور میں طاقت والا نہیں اور تو علم والا ہے میں علم والا نہیں، اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعا میں یہ الفاظ کہے (فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ) تو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے: "فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ" تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کو بیان کر دینا چاہیئے۔

1- فقه السنة للشيخ سيد سابق (۱/۲۱۱-۲۱۲)

2- صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة، رقم (٦٣٨٢)

استخارہ کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو مدینہ منورہ کے اندر ایک آدمی لحد بناتا تھا اور دوسرا شخص (قبر کے لئے سیدھا) گڑھا بناتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں (یعنی خیر و بھلائی طلب کرتے ہیں کہ جو کام خیر و اچھائی والا ہو وہی ہو) اور دونوں کی طرف آدمی بھیجتے ہیں پھر جو بھی پہلے آئے گا (تو اس سے قبر بنوائیں گے اور) دوسرے کو چھوڑ دینگے، پھر دونوں کی طرف آدمی بھیجا گیا تو لحد والا پہلے آیا پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد بنائی۔ ([1])

(۲) عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب شام والوں نے (یعنی یزید کے لشکر نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مکہ پر) حملہ کیا اور بیت اللہ شریف جل گیا اور نقصان ہوا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ لوگ حج کو آئے۔ وہ لوگوں کو اہل شام (یعنی یزید) کے خلاف لڑائی کے لئے جوش دلانا چاہتے تھے۔ پھر جب لوگ آئے تو کہا: اے لوگو! مجھے بیت اللہ کے بارے میں مشورہ دو کیا میں اس کو گرا کر دوبارہ بناؤں؟ یا جو اس سے منہدم ہو گیا ہے اس کی اصلاح و مرمت کر دوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری اس کے بارے میں رائے یہ تھی کہ جو اس کے حصے منہدم ہو گئے ہیں (منجنیق وغیرہ سے) ان کی مرمت و اصلاح کریں اور باقی بیت اللہ کو اس کے حال پر رہنے دیں جس حال میں لوگوں نے اسلام قبول کرتے وقت اس کو دیکھا۔ اور وہ پتھر رہنے دیں جن کو لوگوں نے ابتدائے اسلام میں پایا تھا۔ اور جن پر نبی علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی۔ ابن زبیر نے کہا اگر ہم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو وہ اس کی تجدید کے سوا راضی نہیں ہو گا تو کیا تمہارے رب کے گھر کی تجدید نہیں ہو سکتی؟ میں اپنے رب سے تین دن تک استخارہ کرتا ہوں پھر اپنے کام کا عزم کروں گا۔ پھر جب تین دن گزر گئے تو ان کا ارادہ و عزم اس پر ہوا کہ اس کو توڑ کر دوبارہ تعمیر کرے۔ پس لوگوں کو خوف ہوا کہ سب سے پہلے (گرانے کی ابتداء کرنے والے) شخص پر آسمان سے عذاب الٰہی نہ نازل ہو۔ پھر ایک شخص چڑھا اور اس نے ایک پتھر گرایا پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس کو کچھ نہیں ہوا ہے تو سارے لوگ شروع ہو گئے یہاں تک کہ زمین تک گرا دیا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پلر بنا کر ان پر پردے ڈالے۔ یہاں تک کہ دیوار بلند ہو گئی۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر لوگوں نے تازہ تازہ کفر کو نہ چھوڑا ہوتا (اور میرے پاس وہ خرچہ نہیں ہے کہ بیت اللہ کی مضبوط تعمیر ہو سکے) تو حطیم سے پانچ ذراع بیت اللہ کے اند شامل کرتا اور اس کے دو دروازے بناتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکلتے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس آج خرچہ بھی ہے اور لوگوں کا خوف بھی نہیں ہے۔ پھر اس نے حطیم سے بیت اللہ کے اندر پانچ ذراع شامل کر دیئے (اور نیچے اتنا گہرا کھودا کہ) لوگوں نے (ابراہیم علیہ السلام کی) بنیادوں کو دیکھا پھر اس بنیاد پر تعمیر کیا اور کعبۃ اللہ شریف کی لمبائی اٹھارہ ذراع تھی۔ اس کے طول میں دس ذراع بڑھائے اور اس کے دو دروازے بنائے ایک دروازہ داخل ہونے کے لئے اور دوسرا نکلنے کے لئے۔ پھر جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبد الملک کو اس معاملہ کی خبر پہنچائی اور بتایا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان بنیادوں پر بیت اللہ کی تعمیر کی ہے جن کو اہل مکہ کے ثقہ لوگوں نے دیکھا ہے۔ عبد الملک نے جواباً لکھا کہ ہم ابن زبیر کی غلطی میں اس کے شریک نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا جو اس نے طول میں اضافہ کیا ہے اس کو برقرار رکھ اور جو حصہ

---

[1] - ابن ماجه رقم (١٥٥٧)، وقال في الزوائد: إسناده صحيح.

حطیم سے بڑھایا ہے اس کو واپس ختم کر دے اور وہ دروازہ بھی بند کر دے جو اس نے (نکلنے کے لئے) کھولا ہے۔ تو حجاج نے اس (اضافہ شدہ حصہ) توڑا اور پرانی بنیاد پر لوٹا دیا۔(۱)

(۳) ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: استخارہ مباح (جائز) اور مستحب کاموں میں کرنا چاہیئے۔ جب دو کام آپس میں بظاہر متضاد ہوں۔ جبکہ واجب، اصل مستحب، حرام و مکروہ ایسی ساری چیزوں میں استخارہ جائز نہیں ہے۔(۲)

(۴) اور انہوں نے ہی کہا (دعا استخارہ سے پہلے نماز میں حکمت یہ ہے کہ استخارہ سے مراد دنیا و آخرت کے خیر کے حصول کو جمع کرنا ہے۔ اس کے لئے باشاہ کا دروازہ کھٹکھٹانا ضروری ہے اور اس کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی چیز کامیابی کا باعث نہیں ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم و ثناء اور اس کے سامنے بے بسی و محتاجی کا اظہار ہے۔(۳)

(۵) طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سیاق استخارہ کے خاص اہتمام پر دلالت کرتا ہے۔(۴)

(۶) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جس شخص کو چار چیزیں ملیں گی وہ چار چیزوں سے محروم نہیں ہو گا۔ جس کو شکر ملے گا وہ مزید (برکت) سے محروم نہیں ہو گا اور جس کو توبہ کرنے کی توفیق ملے گی وہ قبولیت سے محروم نہیں ہو گا۔ اور جس کو استخارہ حاصل ہو گا وہ (بہتر کے) اختیار سے محروم نہیں ہو گا اور جس کو مشورہ کرنا نصیب ہو گا وہ صواب (درستگی) سے محروم نہیں ہو گا۔(۵)

(۷) کسی ادیب نے کہا ہے: جو استخارہ کرے گا وہ خوار و نامراد نہیں ہو گا اور جو مشورہ کرے گا وہ نادم نہیں ہو گا۔(۶)

---

[1] - صحیح مسلم رقم (۱۳۳۳)

[2] - فتح الباري رقم (۱۱/۱۸۸) بتصرف

[3] - المرجع السابق رقم (۱۱/۱۸۹) بتصرف

[4] - المرجع السابق رقم (۱۱/۱۸۸) بتصرف

[5] - أحياء علوم الدين رقم (۱/۲۰۶)

[6] - أدب الدنيا والدين رقم (۳۰۹)

استخارہ کے فوائد

(۱)استخارہ اس بات کی دلیل ہے کہ مومن کا دل اللہ کے ساتھ ہر حال میں جڑا ہوا ہے۔

(۲)استخارہ کرنا قضاء وتقدیر پر رضامندی کی دلیل ہے۔

(۳)دنیا وآخرت میں سعادت کا سبب ہے۔

(۴)استخارے کے بعد انسان میسر اسباب کے مطابق کوشش کرتا ہے تو خوشی اور سکون ملتا ہے اور (جو بھی حاصل ہوتا ہے اس پر) رضا اور قناعت سے خوشی محسوس کرتا ہے۔

(۵)استخارہ کی ہر چھوٹے بڑے معاملے میں سخت ضرورت ہے۔

(۶)استخارہ سے انسان کی روحانیت بڑھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت میں پختہ یقین ہوتا ہے۔

(۷)استخارے سے انسان کا ثواب بڑھتا ہے اور اپنے رب سے قرب بڑھتا ہے کیوں کہ اس کے ساتھ نماز اور دعا بھی ہوتی ہے۔

(۸)استخارہ انسان کے اپنے رب پر بھروسے کی دلیل اور اس کے قرب کا وسیلہ ہے۔

(۹)استخارہ کرنے والا اپنی کوشش میں ناکام نہیں ہوتا اور اسے بھلائی اور خیر کو اختیار کرنا نصیب ہوتا ہے اور ندامت سے بچاؤ ہوتا ہے۔

(۱۰)استخارہ کے اندر اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی ثناء ہے۔

(۱۱)استخارہ کے اندر پریشانی اور شک سے نکلنے کا راستہ ہے اور یہ اطمینان اور خوش حالی کا ذریعہ ہے۔

(۱۲)استخارہ کے اندر سنت مطہرہ پر عمل ہوتا ہے اور اس کی برکت حاصل ہوتی ہے۔

الاستعاذۃ

(پناہ لینا/پناہ طلب کرنا)

لغوی بحث

"اسْتِعَاذَة اسْتِعَاذ" (از باب استفعال) کا مصدر ہے اس کا اصل مادہ (ع و ذ) ہے جو کسی چیز کے ہاں پناہ لینے اور اس سے قوت لینے وغیرہ کا معنی دیتا ہے۔ بعد میں یہ ہر اس چیز کے لئے استعمال ہونے لگا جو کہ کسی چیز سے مل جائے۔ اور اس کو لازم کرے۔ خلیل نے کہا "أَعُوذُ بِاللهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ أَيْ مَلْجَأُ إِلَيْهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَوْذًا وَعِيَاذًا" یعنی میں اللہ کے پاس پناہ لیتا ہوں اور "فُلَانٌ عَيَاذٌ لَكَ" فلاں تمہارے لئے پناہ کی جگہ ہے۔ اور "عَاذَ بِهِ يَعُوْذُ عَوْذًا وَعِيَاذًا وَمَعَاذًا: لَاذَبِهِ وَلَجَأَ إِلَيْهِ وَاعْتَصَمَ" یعنی وہ اس کی طرف پناہ کے لئے آیا اور اس سے چمٹ گیا۔ اور "مَعَاذَ اللهِ" کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ (چاہتے ہیں) فرمان الٰہی ہے: ﴿ مَعَاذَ ٱللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُۥٓ ﴾ یوسف: ۷۹ یعنی ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ مجرم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص پکڑیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عربی عورت سے شادی کی پھر جب اس کو آپ ﷺ کے ہاں لایا گیا تو اس نے کہا: "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ" یعنی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے (بڑے) پناہ دینے والے سے پناہ مانگی ہے لہٰذا اب اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا"۔

اس حدیث میں لفظ "مَعَاذ" کا معنی ہے وہ ذات جس سے پناہ مانگی جائے۔ اور معاذ مصدر بھی ہے اور مکان اور زمان (یعنی ظرف) بھی۔ اور اللہ تعالیٰ "مَعَاذٌ" (پناہ دینے والا) "مَلْجَأٌ" اور "مَلَاذٌ" یہ سب کا ایک ہی معنی ہے۔ اور "عُذْتُ بِفُلَانٍ وَاسْتَعَذْتُ بِهِ" یعنی میں نے اس کے یہاں جاءِ پناہ لی۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ ﴾ النحل یعنی جب آپ قرآن پڑھیں تو أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھیں "وَوَسْوَتِهِ" کہے۔ اور "الْعُوْذَةُ وَالْمَعَاذَةُ وَالتَّعْوِيْذُ" اس رقیہ، دم کو کہتے ہیں جو انسان پریشانی اور جنوں کی وجہ سے کرتا ہے اس لئے کہ اس کے ذریعے پناہ لی جاتی ہے۔

اور "عَوَّذْتُ فُلَانًا بِاللهِ وَأَسْمَائِهِ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ" (میں نے فلاں کو اللہ اور اس کے اسماء اور معوذتین (سورۃ الفلق والناس) سے دم کیا)۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب تم کہو: "أُعِيْذُكَ بِاللهِ وَأَسْمَائِهِ مِنْ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَكُلِّ دَاءٍ وَحَاسِدٍ وَعَيْنٍ" یعنی میں دم کرتا ہوں تجھے اللہ اور اس کے اسماء سے ہر شر والی چیز اور ہر بیماری اور حسد کرنے والے اور نظر بد سے (یعنی ان سب چیزوں سے تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں)۔ اور وہ تعویذ جو لکھ کر انسان کو باندھے جاتے ہیں وہ ممنوع ہیں ان کا باندھنا جائز نہیں ہے اور ان کو "مَعَاذَاتٌ" کہا جاتا ہے۔[1]

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اسْتِعَاذَة" عربی لغت میں پناہ طلب کرنے اور کسی چیز سے امتناع و دفاع کو کہتے ہیں"۔[2]

---

[1] - الصحاح للجوهري (٢/٥٦٧)، والنهاية لابن الأثير (٣/٣١٨)، ولسان العرب (٤/٣١٦٢)، ومقاييس اللغة (٤/١٨٣)

[2] - الجامع لأحكام القرآن (١/٦٤)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لفظ "عَاذَ" اور اس کے تمام تصرفات، بچاؤ، دفاع اور نجات لینے پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے اصل معنی کے بارے میں دو قول ہیں۔ بعض نے کہا یہ "سِتْر" سے ماخوذ ہے اور بعض نے کہا یہ "مُجَاوَرَۃ" اور "التِصَاق" (یعنی کسی چیز کے ساتھ ہو جانے) سے ماخوذ ہے۔

پہلے معنی کی مثال یہ ہے کہ وہ اس گھر کو "عُوَّذٌ" کہتے ہیں جو کہ درخت کے تنے سے متصل ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ درخت کے پاس جگہ لیتا ہے اور اس کے ساتھ چھپ جاتا ہے۔ اس طرح "العَائِذ" (پناہ لینے والا) اپنے دشمن سے پناہ دینے والے کے پاس چھپ جاتا ہے۔

اور دوسرا معنی اس کا "عُوْذٌ" وہ گوشت جو ہڈی کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا "عُوْذٌ" کہتے ہیں۔ اور مثال ہے کہ "أَطْيَبُ اللَّحْمِ عُوذُهُ" یعنی بہترین گوشت وہ ہے جو ہڈی کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔ اور اسی طرح پناہ چاہنے والا "مُسْتَعَاذ" (یعنی پناہ دینے والے) کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ لہٰذا دونوں قول صحیح ہیں کیوں کہ پناہ چاہنے والا پناہ دینے والے سے چمٹ جانے اور اس کے پاس چھپ جانے والا ہے۔ ([1])

اصطلاحی وضاحت

اصطلاح میں استعاذہ ہر شر اور شر والی چیز سے اللہ کی پناہ لینے اور اس کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے کو کہتے ہیں۔ ([2])

استعاذہ تین چیزوں کو متضمن ہے:

"مُسْتَعَاذ بِهِ" (جس کے ہاں پناہ لی جائے)۔

"مُسْتَعَاذ مِنْهُ" (جس کے شر سے پناہ لی جائے)۔

"صِيْغَة" (یعنی وہ الفاظ جو استعاذہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں) یہاں ہم سب کا اختصار سے جائزہ لیں گے۔

المُسْتَعَاذُ بِهِ:

"مُسْتَعَاذ"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ اور فقط اللہ سے اور اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات العلیٰ اور کلمات تامہ کے ذریعے سے ہی استعاذہ جائز ہے اور اللہ کے سوا مخلوق میں سے کسی سے استعاذہ جائز نہیں ہے۔ ([3]) اور اللہ تعالیٰ ایمان لانے والے جنات کی بات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿ وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ ﴾ الجن یعنی (جنوں نے کہا) کہ کچھ انسان لوگ جنوں کے پاس پناہ لیتے تھے تو انہوں نے انہیں سرکشی اور نافرمانی میں بڑھا دیا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جنات کہتے ہیں کہ: ہم سمجھتے تھے کہ ہم انسانوں سے زیادہ افضل ہیں کیوں کہ وہ جب بھی کسی وادی یا باہر کسی خالی مکان میں اترتے تو عرب لوگ جاہلیت کے دور میں اس جگہ کہ جنوں کے بڑے کے پاس پناہ لیتے تھے۔ کہ کہیں وہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچائے۔ پھر جب جنوں نے دیکھا کہ انسان ان سے ڈر کر ان سے پناہ چاہتے ہیں تو ان کو مزید خوف کے اندر

[1] – التفسير القيم (٥٣٨)
[2] – قرة عيون الموحدين (٥٥)
[3] – التفسير القيم (٥٤٢)

مبتلا کر دیا۔ اور وہ جنوں سے مزید استعاذہ کرنے لگے۔([1])

المُسْتَعَاذُ مِنْهُ:

"مُسْتَعَاذُہٗ مِنْـهُ" سے مراد ہر وہ شر جو انسان کو پہنچتا ہے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شر کے انواع کی اس طرح تلخیص کی ہے کہ: وہ شر جو انسان کو پہنچتا ہے وہ دو قسموں سے خالی نہیں ہو گا۔ یا تو وہ گناہ ہوں گے جو اس سے سرزد ہوتے ہیں اس کا تعلق خود انسان سے ہے یا وہ شر جو انسان کو کسی دوسری چیز سے پہنچتا ہے، یہ دوسری ذات جس سے اس کو شر پہنچتا ہے وہ یا تو مکلف ہو گی یا غیر مکلف، اگر مکلف ہے تو پھر یا تو اس کی نظیر ہو گی، یعنی انسان یا اس کی نظیر نہیں ہو گی، اور وہ جنات ہیں۔

اور غیر مکلف سے مراد وہ کیڑے اور بچھو اور سانپ وغیرہ ہیں جو ڈنگ مارتے یا کاٹتے ہیں۔ اور "مُعَوِّذَتَانِ" (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) ان سارے شرور سے استعاذہ (پناہ مانگنے) کو متضمن ہے۔ سورۃ الفلق میں ان چیزوں سے استعاذہ موجود ہے۔

(۱) وہ اس مخلوق کے شر سے جن کا شر عمومی ہوتا ہے۔

(۲) اور رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔

(۳) گرہوں کے اندر پھونکنے والیوں (جادوگرنیوں) کے شر سے۔

(۴) حاسد کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے۔([2])

جبکہ سورۂ ناس میں اس شر سے استعاذہ ہے۔ جو کہ بندے کے خود پر ظلم کرنے کا سبب ہے (یعنی داخلی شر) یعنی وہ وسوسہ جو کہ شیطان کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور یہ شر تکلیف میں داخل ہے۔ اور اس سے نہی کا بھی تعلق ہے۔ (یعنی اس سے روکا گیا ہے) اور یہ معائب (عیوب ذاتی یعنی گناہ و کوتاہی) کا شر ہے۔ جبکہ وہ شر جو سورۃ الفلق میں ذکر کیا گیا ہے وہ مصائب سے تعلق رکھتا ہے، اور جتنے بھی شر ہیں وہ یا تو معائب سے تعلق رکھتے ہیں یا مصائب سے۔ اور وسواس سے مراد خود شیطان ہے اور اسے حدیث میں خناس (پیچھے ہٹ جانے والا) کہا گیا ہے۔ کیوں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے یعنی چھپ جاتا ہے پھر جب انسان (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے) غافل ہوتا ہے تو اس کو دوبارہ وسوسہ ڈالتا ہے۔([3])

اور قرآن مجید میں درج ذیل اشیاء سے استعاذہ آیا ہے۔

جہالت (آیت: ۸، ۹)، فحش، (آیت: ۱۰، ۱۲) ظلم (آیت: ۱۱)، متکبرین، کافرین (آیت: ۱۳)، اور رجم (آیت: ۱۴) سے۔

اور حدیث شریف میں درج ذیل اشیاء سے استعاذہ وارد ہے۔

(۱) "شَرِّ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالْفَرْجِ". (حدیث: ۳)

(۲) اور ہر شر سے "عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ" جلدی پہنچنے والے یا دیر سے پہنچنے والے شر سے۔ (حدیث: ۷، ۱۷)

(۳) "عَذَابِ القَبرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَات وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّال". عذاب قبر، عذاب جہنم، زندگی اور موت کا فتنہ، اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ (حدیث: ۱۴)

---

[1] – تفسير ابن كثير (٥٤٧/٤)

[2] – التفسير القيم (٥٤٣)

[3] – التفسير القيم (٦٠٧)

(۵) "شَرُّ الْمَرْأَةِ وَالخَادِمِ" عورت اور غلام کے شر سے۔(حديث:١٦)

(٦) "شَرُّ الرِّيَاحِ وَمَا أُرْسِلَتْ بِهِ" یعنی تیز آندھی کے شر سے اور جو اس کو حکم دے کر بھیجا گیا ہے۔(حديث:١٧)

(۷) "جَارُ السُّوءِ فِي دَارِالْمَقَامِ". جائے قیام کے برے پڑوسی سے۔(حديث:٢٤)

(۸) "وَمِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ شَرِّمَا عَمِلَ الإِنْسَانُ" انسان کے گناہوں کی وجہ سے قیامت کے دن کی سختی سے۔(حديث:٢٩، ٣١)

(۹) "وَمِنْ سَخَطِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ" اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی سزا سے۔(حديث:٣٢)

(۱۰) "وَمِنْ الْهَمِّ وَالحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" دکھ، غم، بے بسی، سستی، بخل، بزدلی، قرضوں کے بوجھ اور لوگوں کے غالب آنے سے۔(حديث:٣٣)

(۱۱) "زَوَالِ النِّعْمَةِ وَتَحَوُّلِ الْعَافِيَةِ"، نعمت کے زائل ہونے اور عافیت کے ختم ہونے سے۔(حديث:٤٠)

(۱۲) "شَرِّ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ"، نفس اور شیطان کے شر سے۔(حديث:٤٦، ٤٧)

استعاذہ کا حکم اور اس کے صیغے (الفاظ):

قرآن مجید کی قرأت کرتے وقت استعاذہ مطلوب ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مندوب یعنی مستحب ہے (جس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے)۔ البتہ امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو واجب کہا ہے۔[1] اور اس کے صیغہ اداء کے لئے جمہور نے "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم" کو اختیار کیا ہے۔ اس کو اختیار کرنے کی علت یہ ہے کہ الفاظ اصل نص میں آجائیں۔ جس کا مطلب ترغیب ہے۔ اور وہ اس طرح ہے: ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ ﴾ النحل یہاں اللہ نے ہمیں قرأت شروع کرتے وقت "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم" کہنے کی ترغیب دی ہے۔ اور ہمیں اس ترغیب پر عمل کرتے ہوئے قرأت شروع کرتے وقت اسی طرح کہنا چاہیئے۔[2]

اور ابن الباذش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اکثر لوگ "أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم" کہنے کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے کہ جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بعینہ یہی الفاظ قرأت شروع کرتے وقت کہے ہیں۔[3]

جبکہ دوسرے مواقع پر استعاذہ کا حکم مستحب ہے[4]

اس کے کئی صیغے ہیں جو مختلف آیات میں ہیں۔ مثلاً: ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴿١﴾ ﴾﴿ ... بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴿١﴾ ﴾ اور احادیث میں بھی آئے ہیں، مثلاً: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ، أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ، اللّٰهُمَّ أَعُوذُ

[1] - البحر المحيط (٥١٧/٥)
[2] - كتاب الكشف عن وجوه القرأت السبع (٩/١)
[3] - كتاب الإقناء في القرأت السبع (١٥١/١)
[4] - تفسير القرطبي (٨٨/١)

بِرِضَاكَ، اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيْلَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ كَذَا... ''

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات کا مطالعہ کیجئے

الإسْتِعَانَة ، الإسْتِغَاثَة، الإسْتِخَارَة، الإبْتِهال، التَوكل، الدُعَاء، الضَرَاعَة وَالتَضرُع.

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے: الغَيّ وَالاغواء، الفِتْنَة، الغُرُوْر، الغَفْلَة، الكِبْر وَالعَجز.

وہ آیات جو الاستعاذہ پر دلالت کرتی ہیں

اول: جس کی پناہ لی جاتی ہے وہ شیطان ہے

(۱) ﴿ إِذْ قَالَتِ ٱمْرَأَتُ عِمْرَٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيٓ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَآ أُنثَىٰ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ ﴾ آل عمران

(۱) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے رب میرے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانی، تو میری طرف سے قبول فرما یقینا تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے (۳۵) جب بچی کو جنا تو کہنے لگیں کہ پروردگار مجھے تو لڑکی ہوئی، اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ کیا اولاد ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں میں نے اس کا نام مریم رکھا میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶)

(۲) ﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ ﴾ الأعراف

(۲) اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (۲۰۰)

(۳) ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ ﴾ النحل

(۳) قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو (۹۸)

(۴) ﴿ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَٰطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ ﴾ المؤمنون

(۴) اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں (۹۷) اور اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں (۹۸)

(۵) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَٰلِغِيهِ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ ﴾ غافر

(۵) جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں بڑائی لڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں، سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بے شک وہ پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے (۵۶)

(۶) ﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ ﴾ فصلت

(۶)اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقیناوہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے(۳۶)

(۷) ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ﴿٣﴾ مِن شَرِّ ٱلْوَسْوَاسِ ٱلْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ﴿٦﴾﴾ الناس

(۷)آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں(۱)لوگوں کے مالک کی (اور)(۲)لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) (۳) وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے(۴)جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے(۵)(خواہ)وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے(۶)

دوم: جس کی پناہ لی جاتی ہے وہ جہالت، ظلم، ظالم یا عام شر سے

(۸)﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا۟ بَقَرَةً ۖ قَالُوٓا۟ أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِٱللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٦٧﴾﴾ البقرة

(۸)اور موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں(۶۷)

(۹)﴿ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُۥ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ٱبْنِى مِنْ أَهْلِى وَإِنَّ وَعْدَكَ ٱلْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَٰنُوحُ إِنَّهُۥ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَٰلِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۖ إِنِّىٓ أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٤٦﴾﴾ هود

(۹)نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقینا تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے(۴۵)اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یقیناوہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں تجھے ہرگز وہ چیز نہ مانگنی چاہیئے جس کا تجھے مطلقا علم نہ ہو، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے(۴۶)

(۱۰)﴿ وَرَٰوَدَتْهُ ٱلَّتِى هُوَ فِى بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِۦ وَغَلَّقَتِ ٱلْأَبْوَٰبَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ رَبِّىٓ أَحْسَنَ مَثْوَاىَ ۖ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾﴾ یوسف

(۱۰)اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھے، یوسف کو بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی چھوڑ دے اور دروازے بند کر کے کہنے لگی لو آجاؤ، یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی پناہ وہ میرا رب ہے، مجھے اس نے بہت اچھی طرح رکھا ہے، بے انصافی کرنے والوں کا بھلا نہیں ہوتا(۲۳)

(۱۱)﴿ قَالُوا۟ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْعَزِيزُ إِنَّ لَهُۥٓ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُۥٓ ۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُۥٓ إِنَّآ إِذًا لَّظَٰلِمُونَ ﴿٧٩﴾﴾ یوسف

(۱۱)انہوں نے کہا کہ اے عزیز مصر اس کے والد بہت بڑی عمر کے بالکل بوڑھے شخص ہیں، آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو لے لیجئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک نفس ہیں(۷۸)یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے

کی گرفتاری کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے تو ہم یقیناً ناانصافی کرنے والے ہو جائیں گے (٧٩)

(١٢)﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ ﴾ مريم

(١٢)اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ بیان کر جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں (١٦) اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبرائیل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا (١٧) یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے (١٨)

(١٣)﴿ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ ﴾ غافر

(١٣)موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا (٢٧)

(١٤)﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ ﴾ الدخان

(١٤)یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو (بھی) آزما چکے ہیں، جن کے پاس (اللہ کا) باعزت رسول آیا (١٧) کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو، یقین مانو کہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں (١٨) اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو، میں تمہارے پاس کھلی دلیل لانے والا ہوں (١٩) اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کر دو (٢٠)

(١٥) ﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ﴾ الفلق

(١٥) آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں (١) ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے (٢) اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے (٣) اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی) (٤) اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے (٥)

وہ احادیث جو الاستعاذہ پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضي الله عنه قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ: تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَقَالَ: أَتَرَى بِي بَأْسٌ؟ أَمَجْنُونٌ أَنَا؟ اذْهَبْ. [1]

(١) سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی ایک صاحب کو بہت زیادہ غصہ آیا۔ ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا: کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ غصہ کرنے والا شخص

---

[1] – صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يُنهى من السِّباب واللعن، رقم (٦٠٤٨)، صحيح مسلم رقم (٢٦١٠)

اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو نبی ﷺ کا ارشاد سنایا اور کہا شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ وہ کہنے لگا کیا میں دیوانہ ہوں؟ کیا مجھے کوئی روگ لگ گیا ہے؟ جا یہاں سے۔

٢- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِبٌ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمِهِ فَقُلْتُ: أَقْرِئْنِي سُورَةَ هُودٍ أَقْرِئْنِي سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ: لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. (١)

(٢) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے چلا اور آپ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدم مبارک پر رکھ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے سورۂ ہود یا سورۂ یوسف پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے پاس نفع دینے والی کوئی سورت "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" رضی اللہ عنہ زیادہ نہیں۔

٣- عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ قَالَ: فَأَخَذَ بِكَتِفِي فَقَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي يَعْنِي فَرْجَهُ. (٢)

(٣) شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی دعا سکھا دیں جس کے ذریعے میں پناہ مانگوں۔ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے کاندھے سے پکڑا اور فرمایا: کہو: الٰہی میں اپنی سماعت و بصارت زبان و دل اور خواہش کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

٤- عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: **اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي إِغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.** قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (٣)

(٤) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: استغفار کا سردار یہ دعا ہے: "اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو میرا خالق ہے اور میں تیرہ بندہ ہوں، اور میں استطاعت کے مطابق تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں تجھ سے اس چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جو مجھ سے سرزد ہوئی، میں تیرے احسانات کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہیں اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تو مجھے معاف فرما تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا"۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن میں یہ کلمات ان پر یقین رکھتے ہوئے کہے اور وہ شام ہونے سے پہلے دن میں ہی فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو شخص رات میں یہ کلمات ان پر یقین رکھتے ہوئے کہے اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔

٥- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا

---

١ – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٤٣٩)، سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، رقم (٢٥٤)

٢ – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٣٤٩٢)، سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء في عقد التسبيح باليد، رقم (٣٤٩٢)

٣ – صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار، رقم (٥٨٣١)

فَلَمَّا كَلَّمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ قَالَ: قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي فَقَالُوا: لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَتْ: لَا فَقَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاءَكِ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ: أَنَا كُنْتُ أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ قَالَ: سَهْلٌ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: اسْقِنَا لِسَهْلٍ قَالَ: فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هَذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ قَالَ: أَبُو حَازِمٍ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا فِيهِ قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ بَعْدَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَوَهَبَهُ لَهُ. (۱)

(۵) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے ابو اسید رضی اللہ عنہ کو اسے (منگنی کا) پیغام دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے پیغام دیا وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعوں میں اتری۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا ایک عورت سر جھکائے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے بات کی تو وہ بولی کہ میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے مجھ سے اپنے کو بچا لیا (یعنی اب میں تجھ سے کچھ نہیں کہوں گا) لوگوں نے اس سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی ہو۔ وہ تجھ سے نکاح کی بات چیت کرنے کو آئے تھے۔ وہ بولی کہ میں تو بڑی بد قسمت ہوں۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ اس دن آ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے ساتھیوں سمیت تشریف فرما ہوئے۔ پھر سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں پلاؤ، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ پیالہ نکالا اور سب کو پلایا ابو حازم نے کہا سھل رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے بھی (برکت کے لئے) اس میں پیا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) وہ پیالہ سہل رضی اللہ عنہ سے مانگا تو انہوں نے انہیں ہبہ کر دیا۔

٦- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ. (۲)

(٦) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے اور اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے نبی ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

٧- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَهَا هَذَا الدُّعَاءَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا. (۳)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یہ دعا سکھائی: "اے اللہ! میں تجھ سے ہر طرح کی بھلائی مانگتا ہوں جلد یا دیر کی جسے میں جانتا ہوں اور جسے میں نہیں جانتا، اور تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں ہر طرح کی برائی سے جلد یا دیر کی جسے میں جانتا ہوں اور جسے

---

[۱] – صحيح مسلم، كِتَاب الْأَشْرِبَة، بَاب إِبَاحَة النَّبِيذ الَّذِي لَمْ يَشْتَدَّ وَلَمْ يَصِرْ مُسْكِرًا، (۳۷٤۷)

[۲] – صحيح البخاري، كِتَاب الْمَغَازِي، بَاب مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاته، رقم (٤٤۳۹)، صحيح مسلم رقم (۲۹۱۲)

[۳] – (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (۳۸٤٦)، سنن ابن ماجه، كِتَاب الدُّعَاء، بَاب الْجَوَامِع منْ الدُّعَاء، (۳۸٤٦)

میں نہیں جانتا۔ یا اللہ میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی ﷺ نے مانگی اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ مانگی۔ یا اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ایسے قول وفعل کا جو جنت کے قریب کر دے۔ یا اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو نے میرے لئے جس تقدیر کا فیصلہ کیا اسے میرے حق میں بہتر بنا دے۔

٨- عَنْ ابْنِ عَابِسٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: يَا ابْنَ عَابِسٍ أَلَا أَدُلُّكَ أَوْ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا يَتَعَوَّذُ بِهِ الْمُتَعَوِّذُونَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: قُلْ: أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ: أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ.

(٨) ابن عابس الجہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابن عابس کیا میں تجھے نہ بتاؤں یا یہ کہا: کیا میں تجھے خبر نہ دوں بہترین پناہ حاصل کرنے والوں کے لئے پناہ کی چیز کی؟ تو انہوں نے کہا کہ: یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تو یہ کہو: " أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ: أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ " یہ دونوں سورتیں ہیں۔(1)

٩- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمْ السُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. (2)

(٩) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رضی اللہ عنہم کو یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسا کہ ان کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تم دعا کرو: "اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

١٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَأَسْحَرَ يَقُولُ: سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللهِ مِنْ النَّارِ. (3)

(١٠) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سفر کی حالت میں صبح کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ایک سننے والے نے ہماری اللہ کی حمد اور اس کے ہم پر اچھے انعامات کو سنا، اے ہمارے رب ہمارا ساتھی بن اور ہم پر فضل فرما، آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے یہ دعا کرتا ہوں۔

١١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَمِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَمِنْ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَمِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ. (4)

(١١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بری تقدیر اور بدبختی میں پڑنے سے، دشمنوں کے خوش ہونے اور آزمائش کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

١٢- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيذِي بِاللهِ مِنْ شَرِّ هَذَا فَإِنَّ هَذَا هُوَ الْغَاسِقُ

1 – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٤٣٢)، سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، باب الأول، رقم (٥٣٣٧)
2 – صحيح مسلم، كتاب الْمَسَاجِد وَمَوَاضِع الصَّلَاة، بَاب مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاة، رقم (٩٣٠)
3 – صحيح مسلم، كتاب الذِّكْر وَالدُّعَاء وَالتَّوْبَة وَالاسْتِغْفَار، بَاب التَّعَوُّذ مِنْ شَرِّ مَا عُمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ، (٢٧١٨)
4 – صحيح مسلم، كتاب الذِّكْر وَالدُّعَاء وَالتَّوْبَة وَالاسْتِغْفَار، بَاب فِي التَّعَوُّذ مِنْ سُوءِ الْقَضَاء وَدَرَك الشَّقَاء وَغَيْرِه، رقم (٢٧٠٧)

إِذَا وَقَبَ. (۱)

(۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگ، بے شک یہی غاسق ہے جب یہ چھپ جاتا ہے غاسق کی برائی سے پناہ مانگ۔

۱۳- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ علیہ السلام وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ أَسْلَمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ علیہ السلام: ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ: بِاسْمِ اللهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: **أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ.** (۲)

(۱۳) عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی علیہ السلام سے شکایت کی کہ جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد ہے۔ تو رسول اللہ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے جسم کے اس مقام پر رکھ جہاں درد ہے اور تین بار بسم اللہ پڑھ اور سات بار کہہ: میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ اس درد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جس کو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میرے درد کو ختم کر دیا۔

۱٤- عَنْ مُسْلِمِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ كَانَ سَمِعَ وَالِدَهُ يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فَجَعَلْتُ أَدْعُو بِهِنَّ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أَنَّى عُلِّمْتَ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قُلْتُ: يَا أَبَتِ سَمِعْتُكَ تَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ قَالَ: فَالْزَمْهُنَّ يَا بُنَيَّ فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ علیہ السلام كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ. (۳)

(۱٤) مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ میں تیرے ساتھ کفر، فقیری، اور عذاب قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں بھی یہ کلمات کہتا تھا۔ میرے والد نے دریافت کیا اے میرے بیٹے یہ کلمات تونے کہاں سے معلوم کیے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپ سے انہوں نے بیان کیا۔ رسول اللہ علیہ السلام فرض نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے ان کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

۱٥- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللهِ قَالَ: فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ: أَعُوذُ بِرَسُولِ اللهِ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ علیہ السلام: وَاللهِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ فَأَعْتَقَهُ. (٤)

(۱٥) ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ تو اس نے "اعوذ باللہ" کہنا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں (لیکن) وہ پھر بھی مارنے سے نہ رکے۔ پھر اس نے کہا: "اعوذ برسول اللہ" تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تجھ پر تیرے اس پر قادر ہونے سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ تو انہوں نے (اپنے) غلام کو آزاد کر دیا۔

۱٦- عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ علیہ السلام قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ: مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُد: زَادَ أَبُو سَعِيدٍ: ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ.

---

۱ – (حسن صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۳۳٦٦)، سنن الترمذی، كتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، رقم (۳۳٦٦)

۲ – صحيح مسلم، كتاب السَّلَام، بَاب اسْتِحْبَابِ وَضْعِ يَدِه عَلَى مَوْضِعِ الْأَلَمِ مَعَ الدُّعَاءِ، رقم (۲۲۰۲)

۳ – (صحيح الإسناد) صحيح سنن النسائي رقم (٥٤٦٥)، سنن النسائي، كتَاب الاسْتِعَاذَةِ، باب الِاسْتِعَاذَةُ مِنْ الْفَقْرِ، رقم (٥۳۷۰)

٤ – صحيح مسلم، كتاب الْأَيْمَانِ، بَاب صُحْبَةِ الْمَمَالِيكِ وَكَفَّارَةِ مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ، رقم (۱٦٥۹)

(۱۶)عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی غلام خریدے تو یہ دعا پڑھے: "الٰہی میں اس کی ذات اور اس کی (طبیعت، ومزاج) جو تو نے بنائی ہے کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کی ذات اور اس کی طبیعت جو تو نے بنائی ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کو پکڑ کر بھی یہ دعا پڑھے۔ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابو سعید نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر عورت اور غلام کے لئے برکت کی دعا کرے۔[1]

۱۷- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ... الحديث)[2]

(۱۷)عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی اہلیہ کہتی ہیں کہ جب تیز ہوائیں چلتیں تو نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔

۱۸- عَنْ جَرِيرٍ عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ: كَانَ أَبُو صَالِحٍ يَأْمُرُنَا إِذَا أَرَادَ أَحَدُنَا أَنْ يَنَامَ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَكَانَ يَرْوِي ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.[3]

(۱۸)جریر سہیل سے روایت کرتے ہیں وہ (اپنے والد) ابو صالح سے کہ ہمیں ابو صالح رضی اللہ عنہ حکم دیا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے (بستر) پر سونے کے لے آئے تو اپنے سیدھی کروٹ پر لیٹے پھر یہ کہے (ترجمہ) اے اللہ اے آسمانوں کے رب، اے زمین کے رب، اے عرش عظیم کے رب! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! اور دانوں گٹھلیوں کا پھاڑنے والا، تورات، انجیل، قرآن کا اتارنے والا، میں تیری پناہ میں آتا ہوں، ہر شر والی چیز کے شر سے جس کی تو پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی سب سے اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی سب سے آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ہی باطن ہے اور تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔ میرا قرضہ ادا کردے اور تنگ دستی سے نجات دے کر مجھے بے پرواہ کردے۔ سہیل رضی اللہ عنہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

۱۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا.[4]

---

[1] - (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (۲۱٦۰)، سنن أبي داود، كتاب النّكاح، باب في جامع النّكاح، رقم (۱۸٤۵)

[2] - صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب التّعوّذ عند رؤية الرّيح والغيم والفرح بالمطر، رقم (۸۹۹)

[3] - صحيح مسلم، كتاب الذّكر والدّعاء والتّوبة والاستغفار، باب ما يقول عند النّوم وأخذ المضجع، رقم (۲۷۱۳)

[4] - صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة، باب استحباب الدّعاء عند صياح الدّيك، رقم (۳۳۰۳)، صحيح مسلم رقم (۲۷۲۹)

(۱۹)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیوں کہ اس نے فرشتہ دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیوں کہ اس نے شیطان دیکھا ہے۔

۲۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا شَاءَ اللهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللهَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ: لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتَّى وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُونٌ كَقُرُونِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرَى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُءُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ...) (۱)

(۲۰)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ علیہ السلام کے صحابہ میں سے کچھ لوگ نبی علیہ السلام کے عہد میں خواب دیکھتے تھے اور اسے نبی علیہ السلام سے بیان کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام اس کی تعبیر بیان کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا۔ میں اس وقت نو عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھی یہ میری شادی سے پہلے کی بات ہے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔ چنانچہ جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ اگر تو میرے اندر کوئی خیر و بھلائی جانتا ہے تو مجھے کوئی خواب دکھا۔ میں اسی حال میں (سو گیا اور میں نے دیکھا کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا وہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے، میں دونوں فرشتوں کے درمیان میں تھا اور اللہ سے دعا کرتا جارہا تھا کہ اے اللہ میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے دکھایا گیا کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں ایک لوہے کا ہتھوڑا تھا اور اس نے کہا ڈرو نہیں تم کتنے اچھے آدمی ہو اگر تم زیادہ نماز پڑھتے ۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے اور جہنم کے کنارے مجھے لے جا کر کھڑا کر دیا تو جہنم ایک گول کنوئیں کی طرح تھی۔ اور کنویں کے مٹکوں کی طرح اس کے بھی مٹکے تھے اور ہر دو مٹکوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور میں نے اس میں کچھ لوگ دیکھے جنہیں زنجیروں میں لٹکا دیا گیا تھا اور ان کے سر نیچے تھے (اور پاؤں اوپر) ان میں سے بعض قریش کے لوگوں کو میں نے پہچانا بھی، پھر وہ مجھے دائیں طرف لے کر چلے۔

۲۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتْ الرَّحِمُ فَقَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنْ الْقَطِيعَةِ قَالَ: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ: بَلَى قَالَ: فَذَاكِ لَكِ... الحديث) (۲)

(۲۱)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا جب ان کے بنانے سے فراغت پائی تو ناتا (رشتہ داری) کھڑا ہوا اور بولا کہ یہ اس کا مقام ہے۔ جو ناتا توڑنے سے پناہ چاہے تو اللہ نے فرمایا: ہاں تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ

---

(۱) - صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب الأمن وذهاب الروع في المنام، رقم (۷۰۲۸)، صحيح مسلم رقم (۲۴۷۹)

(۲) - صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، رقم (۲۵۵۴)

میں اس کو ملاؤں جو تجھے ملائے اور اس کو کاٹوں جو تجھے کاٹے؟ ناتا بولا کہ میں اس سے راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تجھے یہ درجہ حاصل ہوا۔

٢٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ: فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ: فَيَقُولُ: وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ: يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونَنِي؟ قَالَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ: فَيَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ: فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ. (1)

(۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مقصد حاصل ہو گیا، پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر (مجلس) ختم ہونے پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ تیری کبریائی بیان کر رہے تھے، تیری حمد کر رہے تھے اور تیری بڑائی کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت بہت شدت کے ساتھ کرتے تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے۔ تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں واللہ اے رب انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے۔ سب سے زیادہ اسی کے طلب گار ہوتے اور سب سے زیادہ اسی کے آرزومند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں دوزخ سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا

---

(1) – صحيح البخاري، كتاب الدَّعَوَات، باب فَضْل ذِكْرِ اللّٰه عزّ وجلّ، رقم (٦٤٠٨)، صحيح مسلم رقم (٢٦٨٩)

ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں واللہ انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

٢٣- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ: مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا قَالَ: فَمَتَى مَاتَ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.[1]

(٢٣) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے باغ میں ایک خچر پر جا رہے تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اچانک آپ کا خچر بدکا قریب تھا کہ آپ کو گرا دیتا وہاں چھ، پانچ یا چار قبریں تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ان قبروں کے بارے میں کوئی شخص جانتا ہے (یہ کون لوگ ہیں؟) ایک آدمی نے عرض کیا میں جانتا ہوں؟ آپ نے پوچھا یہ لوگ کب مرے؟ اس آدمی نے عرض کیا شرک کے زمانے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ قبروں میں آزمائے جاتے ہیں اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنائے جس طرح میں سنتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: پناہ مانگو اللہ کی جہنم کے عذاب سے، لوگوں نے کہا، ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی جہنم کے عذاب سے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پناہ مانگو اللہ کی قبر کے عذاب سے۔ انہوں نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں قبر کے عذاب سے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پناہ مانگو ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے، لوگوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کی فتنہ دجال سے لوگوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی فتنہ دجال سے۔

٢٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ عَنْكَ.[2]

(٢٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو برے پڑوسی سے جو رہنے کی جگہ پر ساتھ ہو بیشک بیابان کا پڑوسی تبدیل ہوتے دیر نہیں کرتا۔

---

[1] – صحیح مسلم، كِتَاب الْجَنَّة وَصِفَة نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا، بَاب عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنْ الْجَنَّةِ أَوْ النَّارِ ....، رقم (٢٨٦٧)

[2] – (حسن صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٢٠٥٥)، سنن النسائي، كِتَاب الِاسْتِعَاذَةِ، بَاب الِاسْتِعَاذَةِ مِنْ جَارِ السُّوءِ، رقم (٢٧٤)

۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ.[1]

(۲۵)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس بچھو سے بڑی تکلیف پہنچی جس نے کل رات مجھے کاٹ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو شام کو یہ کہہ لیتا کہ: میں اللہ کے تمام کامل کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے بچنے کے لئے جو اس نے پیدا کی ، تو تجھے نقصان نہ پہنچتا۔

۲۶- عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ التَّمِيمِيِّ وَكَانَ كَبِيرًا: أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِينُ؟ فَقَالَ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ تَحَدَّرَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ وَفِيهِمْ شَيْطَانٌ بِيَدِهِ شُعْلَةُ نَارٍ يُرِيدُ أَنْ يُحْرِقَ بِهَا وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهَبَطَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قُلْ: قَالَ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ قَالَ: فَطَفِئَتْ نَارُهُمْ وَهَزَمَهُمُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.[2]

(۲۶)ابو التیاح رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عبد الرحمن بن خنبش التمیمی رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ بڑی (عمر) کے تھے۔ کیا آپ نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کیا کیا تھا جس رات شیاطین نبی ﷺ کو اچک کرلے جانے کے لئے آئے تھے؟ تو انہوں نے کہا (اس رات) شیاطین ہر طرف سے نیچے اترے وادیوں اور پہاڑوں سے اور ایک شیطان کے ہاتھ میں شعلہ تھا جس سے وہ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک جلانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تو فوراً جبریل علیہ السلام نے کہا کہئے: میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی بد آگے نہیں گزر سکتا، ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا گھڑا اور آگے پھیلایا اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان پر چڑھتی ہے، اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے زمین میں پھیلائی اور اس کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات کے وقت ہر آنے والے کے شر سے سوائے رات کو آنے والے ایسے شخص کے جو خیر کے ساتھ آئے، اے نہایت رحم کرنے والے۔ پھر کہتے ہیں کہ ان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا۔

۲۷- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنْ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنْ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي.[3]

(۲۷)ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صالح خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے پس جو شخص کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں طرف کروٹ لے کر تین مرتبہ تھو تھو کرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے وہ خواب بد اس کو نقصان نہیں دے گا اور شیطان کبھی میری شکل میں نہیں آسکتا۔

[1] – صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَاب فِي التَّعَوُّذِ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَغَيْرِهِ، رقم (۲۷۰۹)

[2] – (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم (۸٤۰)، مسند أحمد رقم (۱٤۹۱۳)

[3] – صحيح البخاري، كِتَاب التَّعْبِيرِ، بَاب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ، رقم (٦۹۹٥)، صحيح مسلم رقم (۲۲٦۱)

۲۸- عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ ﷺ فَقَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللهَ عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

(۲۸) عاصم بن حمید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس چیز سے نماز تہجد شروع کیا کرتے تھے انہوں نے بتایا: آپ نے مجھ سے ایسی چیز کے متعلق دریافت کیا جس کے متعلق آپ سے پہلے مجھ سے کسی نے دریافت نہیں کیا۔ آپ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو دس بار تکبیر کہتے دس بار الحمد للہ دس بار سبحان اللہ دس بار لا الہ الا اللہ دس بار استغفر اللہ پڑھتے اور فرماتے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي (ترجمہ) اے اللہ مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق دے، اور مجھے عافیت میں رکھ۔ اور قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ طلب کرتے۔

۲۹- عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ اللهَ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ. (۲)

(۲۹) فروۃ بن نوفل الاشجعی کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے کس چیز کے بارے میں دعا کیا کرتے تھے، (عائشہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ آپ یہ (دعا) کیا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل کی برائی سے، اور اس برائی سے جو میں نے نہیں کی۔

۳۰- عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. (۳)

(۳۰) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ البقرۃ پڑھنی شروع کر دی۔ میں نے دل میں کہا سو آیتوں پر آپ رکوع فرمائیں گے، لیکن آپ نے تلاوت جاری رکھی میں نے خیال کیا کہ آپ یہ سورت پوری نماز (دو رکعتوں) میں ختم فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے تلاوت جاری رکھی، پھر میں نے خیال کیا کہ آپ اس کے ساتھ (یعنی سورت ختم کر کے) رکوع کریں گے، لیکن آپ نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کر دی اور وہ ساری پڑھ لی۔ پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت شروع فرمادی اور وہ بھی ساری پڑھ گئے، آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے جب آپ ایسی آیت کے پاس سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ (اللہ کی) تسبیح بیان کرتے اور جب کسی سوال والی آیت کے پاس سے گزرتے تو اللہ سے سوال کرتے، اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع فرمایا: پس آپ ﷺ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھنا شروع کر

---

[1] - (حسن صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٧٦٦)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، رقم (٧٦٦)
[2] - صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل، رقم (٢٧١٦)
[3] - صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل (٧٧٣)

دیا اور آپ ﷺ کا رکوع بھی آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا، پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ پھر آپ دیر تک کھڑے رہے۔ تقریباً اتنا جتنا آپ نے رکوع فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور (اس میں) آپ ﷺ نے فرمایا سبحان ربی الاعلی اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔

۳۱- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ آل عمران ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾﴾ النساء ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾﴾ الأحزاب. (۱)

(۳۱)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ حاجت اس طرح سکھایا: (ترجمہ) "تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفوس کے شرور سے بھی اس کی پناہ چاہتے ہیں جسے وہ ہدایت (کی دولت) دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کے لئے پھر کوئی ہادی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر تین آیات کی تلاوت فرماتے (ترجمہ) اے ایماندارو اللہ تعالیٰ سے جس طرح ڈرنے کا حق ہے ویسے ڈرو، اور تمہاری موت اسلام پر آئے (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۲) اے ایماندارو اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے نام سے تم سوال کرتے ہو، اور رشتہ داروں کا خیال رکھو، بے شک اللہ تم پر نگران ہے (سورہ نساء، آیت ۱) اے ایماندارو اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو، وہ (اللہ) تمہارے اعمال درست کر دے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس نے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی (سورہ احزاب، آیت ۷۰)۔

۳۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ. (۲)

(۳۲)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات بستر سے گم پایا (میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ) آپ کو ٹٹولنا شروع کیا چنانچہ میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے اندر والے حصے پر لگا۔ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے، اور آپ یہ دعا کر رہے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیری رضامندی کے ساتھ تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے ساتھ تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں، میں تیری حمد و ثنا کی طاقت نہیں رکھتا تو اس طرح ہے جیسا کہ تو نے اپنی حمد و ثناء کی ہے۔

۱ - (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (١٤٠٤)، سنن النسائي، كتاب الْجُمْعَة، بَاب كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَة، رقم (١٠٥)

۲ - صحيح مسلم، كتَاب الصَّلَاة، بَاب مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُود، رقم (٤٨٦)

۳۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ: الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ: هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ. (1)

(۳۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ میرے ساتھ کر دو جو خیبر کے غزوہ میں میرے کام کر دیا کرے، جبکہ میں خیبر کا سفر کروں، ابو طلحہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر مجھے (انس کو) لے گئے میں اس وقت ابھی لڑکا تھا، بالغ ہونے کے قریب تھا، جب بھی آپ کہیں قیام فرماتے تو میں آپ کی خدمت کرتا اکثر میں سنتا کہ آپ یہ دعا کرتے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، غم اور عاجزی، سستی، بخل، بزدلی، قرض داری کے بوجھ اور ظالم کے اپنے اوپر غلبہ سے، آخر ہم خیبر پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کے قلعہ پر آپ کو فتح دی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیّ بن اخطب رضی اللہ عنہا کے جمال (ظاہری و باطنی) کا ذکر کیا گیا ان کا شوہر (یہودی) لڑائی میں قتل کیا گیا تھا، اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں (اور چونکہ اکرام کرنے کے لئے) انہیں اپنے لئے پسند فرمالیا۔ پھر آپ نے انہیں ساتھ لے کر وہاں سے چلے۔ جب ہم سد االصہباء پر پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ نے ان سے خلوت کی۔ اس کے بعد آپ نے حیس (کھجور پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) تیار کرا کر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر رکھوایا اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دے دو اور یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا ولیمہ تھا۔ آخر ہم مدینہ کی طرف چلے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اپنے پیچھے (اونٹ کے کوہان کے ارد گرد) اپنی عباء سے پردہ کئے ہوئے تھے۔ (سواری پر جب صفیہ رضی اللہ عنہا سوار ہوئیں) تو آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا کھڑا رکھتے اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم چلتے رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے احد پہاڑ کو دیکھا اور فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: اے اللہ میں اس کے دونوں پتھر یلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرمت والا قرار دیا تھا۔ اے اللہ مدینہ کے لوگوں کو ان کے مُدّ اور صاع میں برکت دے۔

۳٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِرَجُلٍ: مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: أَتَشَهَّدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُبِهِ

(1) – صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب من غزا بصبي للخدمة، رقم (۲۸۹۳) صحيح مسلم رقم (۱۳٦٥)

مِنْ النَّارِ أَمَا وَاللهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ. (١)

(۳۴)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے کہا تم اپنی نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے کہا (پہلے) میں تشہد پڑھتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ کی قسم میں آپ کی اور معاذ رضی اللہ کی سرگوشی نہیں سمجھ پارہا آپ نے فرمایا: ہم بھی اس کے بارے میں باتیں سرگوشی کر رہے ہیں۔

٣٥- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتْ النَّارُ أَوْلَى بِهِ. (٢)

(۳۵)کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: میں تجھے (بے وقوفوں) کی امارت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں فرمایا: میرے بعد امراء ہوں گے جو ان کے پاس گیا اور ان کی جھوٹی باتوں کو بھی سچا کہا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی ،تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں، اور وہ کبھی میرے حوض کوثر پر وارد نہیں ہو گا۔ اور جو ان کے پاس گیا یا نہ گیا نہ ان کی جھوٹی باتوں کو سچا کہا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی اعانت کی، پس وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔ اے کعب بن عجرہ نماز دلیل ہے، اور روزہ محفوظ ڈھال ہے، اور صدقہ اس طرح گناہ کو ختم کر دیتا ہے کہ جس طرح پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے۔ اے کعب بن عجرۃ: جو جسم بھی حرام کمائی سے نشو نما پائے گا وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔

٣٦- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ. (٣)

(۳۶)عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر چند آیتیں نازل کی ہیں جن جیسی کبھی بھی نہیں دیکھی گئیں۔ پھر آپ نے (ان دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی) قل اعوذ برب الفلق۔۔۔۔ قل اعوذ برب الناس۔

٣٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. (٤)

(۳۷)ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے (مثلاً) پگڑی، قمیص یا چادر اور یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں اس کی بھلائی کا اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور اس کے شر سے اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

[1] - (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٩١٠) سنن ابن ماجه، كِتَاب إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، بَاب مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَ...، رقم (٣٨٤٧)

[2] - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٦١٤)، سنن الترمذى، كِتَاب الْجُمُعَةِ، بَاب مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ، رقم (٦١٤)

[3] - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٩٠٢)، سنن الترمذى، كِتَاب فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ، رقم (٣٣٦٧)

[4] - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (١٧٦٧)، سنن الترمذى، كِتَاب اللِّبَاسِ، بَاب مَا يَقُولُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا، رقم (١٧٦٧)

٣٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسِ فَلَمَّا نَزَلَتْ الْمُعَوِّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَى ذَلِكَ. [1]

(۳۸) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (معوذتین کے نزول سے پہلے اپنے الفاظ میں) جنوں اور لوگوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذتین نازل ہو گئیں۔ جب یہ نازل ہو گئیں تو آپ نے ان کے ذریعے سے پناہ مانگنے کو اختیار فرمالیا۔ اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔

٣٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. [2]

(۳۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے (آخری تشہد میں) اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں عذاب قبر سے، جہنم کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

٤٠- عَنْ عَمْرِو بْنَ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ رحمه الله قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ. [3]

(۴۰) عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو یہ کلمات دعائیہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو سکھاتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ نبی ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے (ترجمہ) اے اللہ بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کے عمر کے سب سے ذلیل حصے میں پہنچا دیا جاؤں، اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتنوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، پھر میں نے یہ حدیث جب مصعب بن سعد سے بیان کی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

٤١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ. [4]

(۴۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی۔ اے اللہ میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے عافیت کے پھر جانے سے (یعنی مصیبت کے آنے سے) تیری ناگہانی گرفت سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

٤٢- عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قَدْ سَأَلْتِ اللهَ لِآجَالٍ مَضْرُوبَةٍ وَأَيَّامٍ مَعْدُودَةٍ وَأَرْزَاقٍ مَقْسُومَةٍ لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهِ أَوْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهِ وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللهَ أَنْ يُعِيذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ أَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا وَأَفْضَلَ.

[1] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٤٩٤)، سنن النسائي، كتاب الاسْتِعَاذَة، باب الاسْتِعَاذَةُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ، رقم (٢٧١)

[2] – صحيح البخاري، كتَاب الْجَنَائِز، بَاب التَّعَوُّذ مِنْ عَذَاب الْقَبْر، رقم (١٣٧٧)، صحيح مسلم رقم (٥٨٨)

[3] – صحيح البخاري، كتَاب الْجِهَاد وَالسِّيَر، بَاب مَا يُتَعَوَّذُ مِنْ الْجُبْن، رقم (٢٨٢٢)

[4] – صحيح مسلم، كتَاب الذِّكْر وَالدُّعَاء وَالتَّوْبَة وَالاسْتِغْفَار، بَاب أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّة الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّار النِّسَاءُ ...، رقم (٢٧٣٩)

(۴۲)ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے میرے خاوند یعنی رسول اللہ ﷺ سے فائدہ اٹھانے دے، اور میرے باپ ابو سفیان اور میرے بھائی معاویہ سے (جب رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا) تو فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ چیزیں مانگیں ہیں جن کی میعاد مقرر ہو چکی ہے اور معین ایام ہو چکے ہیں اور رزق تقسیم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے نہیں کرتا اور نہ کسی چیز کو اس کے وقت سے دیر کرتا ہے اگر تو اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتی کہ تجھ کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا جائے یا قبر کے عذاب سے تو بہتر ہوتا یا افضل ہوتا۔[1]

٤٣- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.[2]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل اور میکائیل کے رب اور اسرافیل کے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کی گرمائی سے اور عذاب قبر سے۔

٤٤- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللهِ فَأَجِيرُوهُ وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ.[3]

(۴۴)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم سے اللہ کی پناہ طلب کرے تم اسے پناہ دے دو اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اس کا سوال پورا کرو، اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو، اور جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کے احسان کا بدلہ دو، اگر تم بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں دعا کرو یہاں تک کہ تم محسوس کرو کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔

٤٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.[4]

(۴۵)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادت کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں

[1] – صحيح مسلم، كِتَاب الْقَدَرِ، بَاب بَيَان أَنَّ الْآجَالَ وَالْأَرْزَاقَ وَغَيْرَهَا ...، رقم (٢٦٦٣)
[2] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٥١٩)، سنن النسائي، كِتَاب الاسْتِعَاذَة، باب الاسْتِعَاذَةُ مِنْ حَرِّ النَّار، رقم (٢٧٨)
[3] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٢٥٦٧)، سنن النسائي، كِتَاب الزَّكَاة، بَاب مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، رقم (٨٢)
[4] – صحيح البخاري، كِتَاب الرِّقَاق، بَاب التَّوَاضُع، رقم (٦٥٠٢)

تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کے مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

٤٦- عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ السُّلَمِيَّةِ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ. ([1])

(٤٦) خولہ بنت حکیم السلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی جگہ (سفر میں) اترے پھر کہے کہ: میں تمام مخلوق کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کے ان کامل التاثیر کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے بچنے کے لئے۔ تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ یہاں تک کہ اس منزل سے کوچ کر جائے۔

٤٧- عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي مَا أَقُولُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ قُلْ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ. ([2])

(٤٧) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جو میں صبح و شام پڑھا کروں تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر (یہ دعا پڑھا کرو) اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو ہی ہر چیز کا پروردگار ہے اور مالک ہے، میں پناہ مانگتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان سے برائی کروں۔

٤٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ.

(٤٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی، فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں یہاں تک بات پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیئے اور شیطانی خیال چھوڑ دے۔([3])

[1] – صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَاب فِي التَّعَوُّذِ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَغَيْرِهِ، رقم (٢٧٠٨)

[2] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٣٥٢٩)، سنن الترمذى، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَاب مِنْهُ رقم (٣٥٢٩)

[3] – صحيح البخاري، كِتَاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، رقم (٣٢٧٦)، صحيح مسلم رقم (١٣٤)

وہ احادیث جو الاستعاذہ پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

۴۹- عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوا: إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ مَّا فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا فِي الْقُيُودِ؟ قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَجَاءُوا بِمَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ فَكَأَنَّمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ: فَأَعْطَوْنِي جُعْلًا فَقُلْتُ: لَا حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: كُلْ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ. [1]

(۴۹) خارجہ بن صلت التیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹے تو ہم عرب کے ایک قبیلے کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم لوگ اس شخص کے پاس سے (یعنی نبی ﷺ) خیر لے کر آئے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم جھاڑ ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس جکڑا ہوا ایک مجنون ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین روز صبح و شام اس پر سورۃ فاتحہ تلاوت کی میں جب بھی ختم کرتا تو اپنے تھوک کو جمع کرتا پھر اس پر تھوکتا، وہ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسے صحت یاب ہو گیا جیسے جکڑ بندوں سے آزاد کر دیا گیا ہو۔ وہ راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کچھ حصہ (یعنی اجرت) دیا تو میں نے کہا نہیں حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، میری عمر کی قسم جس نے باطل دم جھاڑے کے ذریعے کھایا (اس شخص کا انجام کیا ہو گا؟) جبکہ تم نے تو حق و درست دم کے ذریعے کھایا۔

۵۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ. [2]

(۵۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جبرائیل امین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے استفسار کیا اے محمد ﷺ آپ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر تکلیف دینے والی چیز ہر نفس کے شر، یا حاسد کی نظر کے شر سے دم کرتا ہوں، اللہ آپ کو شفا عطا کرے، میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں۔

۵۱- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِجَارِيَةٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ رَأَى بِوَجْهِهَا سَفْعَةً فَقَالَ: بِهَا نَظْرَةٌ فَاسْتَرْقُوا لَهَا يَعْنِي بِوَجْهِهَا صُفْرَةً. [3]

(۵۱) ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرہ پر (نظر بد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے نبی ﷺ نے فرمایا: اس پر دم کرا دو کیوں کہ اسے نظر بد لگ گئی ہے یعنی اس کے چہرہ پر پیلا پن ہے۔

۵۲- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ.

---

[1] - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (۳۹۰۱)، سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقى، رقم (۳۹۰۱)،

[2] - صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى، رقم (۲۱۸٦)

[3] - صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، رقم (۲۱۹۷)

(۵۲)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں نظر بد کا دم کرالیا کروں۔(١)

٥٣- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا: أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ.

(۵۳)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ چند صحابہ ایک پانی (کنویں) سے گزرے جس کے پاس قبیلہ میں ایک بچھو کا کاٹا ہوا یا سلیم (راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان (صحابہ) کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس سے وہ اچھا ہو گیا۔ وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے قبول کر لینا پسند نہیں کیا۔ اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آخر سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ السلام اس صحابی نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ علیہ السلام نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔ (٢)

٥٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا فِي حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللهِ إِنِّي لَرَاقٍ وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنْ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَتَّى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمْ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ أَصَبْتُمْ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ. (٣)

(۵۴)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کے چند صحابہ کرام (٣٠٠ آدمی) ایک سفر کے لئے روانہ ہوئے جسے انہیں طے کرنا تھا راستے میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ میں پڑاؤ کیا اور چاہا کہ قبیلہ والے ان کی مہمانی کریں لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اسے اچھا کرنے کی ہر طرح کوشش انہوں نے کر ڈالی لیکن کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر انہی میں سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جنہوں نے تمہارے قبیلہ میں پڑاؤ کر رکھا ہے ان کے پاس چلو ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی دم جھاڑ

---

١ - صحيح مسلم، كتاب السَّلَام، بَاب اسْتِحْبَاب الرُّقْيَة مِنْ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَة وَالْحُمَة وَالنَّظْرَة، رقم (٥٧٣٨)

٢ - صحيح البخاري، كتاب الطِّبِّ، بَاب الشَّرْط فِي الرُّقْيَة بِقَطِيعٍ مِنْ الْغَنَم، رقم (٥٧٣٧)

٣ - صحيح البخاري، كتاب الطِّبِّ، بَاب النَّفْث فِي الرُّقْيَة، رقم (٥٧٤٩)

ہو۔ چنانچہ وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہالو گو ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے ہم نے ہر طرح کی بہت کوشش کر ڈالی لیکن کسی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس کوئی دم جھاڑ ہے؟ صحابہ میں سے ایک صاحب (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہاں واللہ میں جھاڑنا جانتا ہوں۔ لیکن ہم نے تم سے کہا تھا کہ تم ہماری مہمانی کرو (ہم مسافر ہیں) تو تم نے انکار کر دیا تھا اس لئے میں بھی اس وقت تک نہیں جھاڑوں گا جب تک تم میرے لئے اس کی مزدوری نہ مقرر کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں (۳۰) پر معاملہ طے کر لیا۔ اب یہ صحابی روانہ ہوئے یہ زمین پر تھوکتے جاتے اور الحمد للہ رب العالمین (سورۃ فاتحہ) پڑھتے جاتے۔ اس کی برکت سے وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی رسی کھل گئی ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہیں۔ بیان کیا کہ پھر وعدہ کے مطابق قبیلہ والوں نے ان صحابی کو مزدوری (۳۰ بکریاں) ادا کر دیں بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو تقسیم کر لو۔ لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں پوری صورت حال آپ کے سامنے بیان کر دیں پھر دیکھیں نبی ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے دم کیا جا سکتا ہے؟ تم نے بہت اچھا کیا جاؤ ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی اپنے ساتھ ایک حصہ رکھو۔

۵۵- عَنِ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ وَاجْعَلْهُنَّ مِنْ آخِرِ كَلَامِكَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ وَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. [1]

(۵۵) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تو سونے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر پھر دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ (ترجمہ) "اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیئے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری (رحمت و ثواب کی) امید میں، کوئی پناہ گاہ کوئی مخلص تیرے سوا نہیں میں تیری کتاب پر ایمان لایا اور جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی ﷺ پر جو تو نے بھیجا ہے"۔ پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ۔ اس کے بعد اگر تم اسی رات مر گئے تو فطرت (یعنی دین اسلام) پر مرو گے۔

۵۶- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. [2]

(۵۶) عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں اور ثابت بنانی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ثابت نے کہا: ابو حمزہ! (انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری طبیعت خراب ہو گئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر کیوں نہ میں تم پر دعا پڑھ کر دم کر دوں جسے رسول

[1] – صحيح مسلم، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ، بَاب مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ وَأَخْذِ الْمَضْجَعِ، رقم (۲۷۱۰)

[2] – صحيح البخاري، كتاب الطِّبِّ، بَاب رُقْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ، رقم (۵۷۴۲)

اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ ثابت نے کہا کہ ضرور کیجئے انس رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ دعا پڑھ کر دم کیا۔ "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

٥٧- عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ.[١]

(٥٧) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر بد، ڈسنے پر اور نملہ (ایک پھنسی ہے جو بغل میں نکلنے) پر دم کرنے کی رخصت دی ہے۔

٥٨- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِآلِ حَزْمٍ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَقَالَ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ مَا لِي أَرَى أَجْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً تُصِيبُهُمْ الْحَاجَةُ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ قَالَ ارْقِيهِمْ قَالَتْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْقِيهِمْ.[٢]

(٥٨) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے آل حزم کو سانپ کے (کاٹے کے لئے) دم کرنے کی اجازت دی اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا سبب ہے کہ میں اپنے بھائی کے بچوں کو (یعنی جعفر بن ابو طالب کے لڑکوں کو) دبلا پاتا ہوں۔ کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی دم کیا کرو۔ میں نے ایک دم آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو (اس سے) دم کر دیا کرو۔

٥٩- عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا؟ قَالَ: هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ.[٣]

(٥٩) ابو خزامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ دم کرنے کے بارے میں فرمائیں جو ہم کرتے ہیں اور دواء کے بارے میں بتائیں جس کے ساتھ ہم علاج کرتے ہیں اور بچاؤ کی تدابیر جو ہم اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی تقدیر کو بدل دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔

٦٠- عَنْ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الرُّقْيَةِ فَقَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنْ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.[٤]

(٦٠) اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک گھر والوں کو زہریلے (جانور کے کاٹنے کے لئے) دم کرنے کی اجازت دی تھی۔

٦١- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ.[٥]

---

[١] - صحيح مسلم، كِتَاب السَّلَامِ، بَاب اسْتِحْبَاب الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ، رقم (٢١٩٦)

[٢] - صحيح مسلم، كِتَاب السَّلَامِ، بَاب اسْتِحْبَاب الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ، رقم (٢١٩٨)

[٣] - (ضعيف) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٠٦٥)، سنن الترمذى، كِتَاب الطِّبِّ، بَاب مَا جَاءَ فِي الرُّقَى وَالْأَدْوِيَةِ، رقم (٢٠٦٥)

[٤] - صحيح مسلم، كِتَاب السَّلَامِ، بَاب اسْتِحْبَاب الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ، رقم (٢١٩٣)

[٥] - صحيح مسلم، كِتَاب السَّلَامِ، بَاب لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ، رقم (٢٢٠٠)

(۶۱)عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں دم کیا کرتے تھے ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنے دم میرے پاس پیش کرو۔ دم میں کچھ قباحت نہیں اگر اس میں شرک نہ ہو۔

٦٢- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ. (١)

(۶۲)عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دم صرف نظر بد اور زہریلے (جانور کے کاٹنے) پر جائز ہے۔

٦٣- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ. فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ. (٢)

(۶۳)عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں میں نے گھر کے پاس ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا مجھے آپ کے ذریعے سے ایک حدیث جو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں سے متعلق ہے پہنچی ہے۔ تو انہوں نے کہا جی ہاں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سورہ بقرۃ کی آخری دو آیتیں پڑھے تو وہ اسے رات بھر کفایت کریں گی۔

٦٤- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ لِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِي حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ رَحَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ابْنُ أَبِي الْعَاصِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ عَرَضَ لِي شَيْءٌ فِي صَلَوَاتِي حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي قَالَ: ذَاكَ الشَّيْطَانُ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيَّ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِ وَتَفَلَ فِي فَمِي وَقَالَ: اخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: الْحَقْ بِعَمَلِكَ. (٣)

(۶۴)عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف کا عامل بنایا تو مجھے نماز میں کچھ خیال آنے لگا یہاں تک کہ مجھ کو یاد نہیں رہتا تھا کہ کتنی رکعتیں میں نے پڑھیں جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سفر کیا آپ نے فرمایا ابو العاص کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا تو کیوں آیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں مجھے ایسا خیال آنے لگا ہے جس سے مجھ کو یاد نہیں رہتا کتنی رکعتیں میں نے پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے میرے نزدیک آؤ، میں نزدیک گیا اور اپنے پاؤں کی انگلیوں پر (ادب سے) بیٹھا آپ ﷺ نے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ میں اپنا تھوک ڈالا، اور فرمایا نکل جا اے اللہ کے دشمن، تین بار آپ نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا جا اپنے کام پر جا (یعنی طائف کو)

٦٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا. (٤)

---

[1] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٠٥٧)، سنن الترمذى، كِتَاب الطِّبِّ، بَاب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ، رقم (٢٠٥٧)

[2] – صحيح مسلم، كِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَاب فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ...، رقم (٨٠٧)

[3] – (صحيح) صحيح سنن ابن ماجة رقم (٣٥٤٨)، سنن ابن ماجه، كِتَاب الطِّبِّ، بَاب الْفَزَعِ وَالْأَرَقِ وَمَا يُتَعَوَّذُ مِنْهُ، رقم (٣٥٣٨)

[4] – صحيح البخاري، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَاب مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ، رقم (٧٣٩٦)

(٦٥)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے مجامعت کرتے ہوئے یہ دعا کرے(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور کر، اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور کر تو اگر ان کے درمیان اس مجامعت سے بچہ ہونا تقدیر میں ہے تو شیطان کبھی اس کو تکلیف نہ دے گا۔

٦٦- عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرْقِي؟ قَالَ: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ.[1]

(٦٦)جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسے فائدہ پہنچائے۔

٦٧- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ.

(٦٧)ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچ جائے گا۔[2]

٦٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَت لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ. وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.[3]

(٦٨)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو بار یہ کلمات کہے:"لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"تو اس کو اتنا ثواب ہو گا جیسے دس غلام آزاد کئے۔ اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، سارا دن شام تک شیطان سے بچا رہے گا۔ اور (قیامت کے دن) اس سے بہتر عمل کوئی شخص نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرلے اور جو شخص "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ" دن میں سو بار کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

نبی ﷺ کی زندگی میں استعاذہ کے عملی نمونے

٦٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنْ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ

[1] - صحيح مسلم، كتاب السَّلَام، بَاب اسْتِحْبَاب الرُّقْيَةِ مِنْ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ، رقم (٢٧٩٩)

[2] - صحيح مسلم، كتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَاب فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ، رقم (٨٠٩)

[3] - صحيح مسلم، كتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَاب فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ، رقم (٢٦٩١)

لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنْ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ. (١)

(٦٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لپ بھر بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرونگا۔ پھر انہوں نے آخر تک حدیث بیان کی اس چور نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا۔ اور شیطان تمہارے قریب صبح تک نہ آسکے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: بات تو اس نے سچی کہی اگرچہ وہ خود جھوٹا ہے وہ شیطان تھا۔

٧٠- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿١٤﴾﴾ (الزخرف) اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. (٢)

(٧٠) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کہیں سفر میں جانے کے لئے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین بار اللہ اکبر فرماتے ہیں۔ پھر یہ دعا پڑھتے (ترجمہ):" پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کیا، اور ہم اس پر قابو نہ پاسکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں۔(سورۃ الزخرف ١٤،١٣)اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری مانگتے ہیں اور ایسے کام کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ! ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی مسافت کو ہم پر تھوڑا کر دے اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق سفر اور گھر میں نگران ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور اپنے مال اور گھر والوں میں برے حال میں لوٹ کر آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور جب نبی ﷺ سفر سے واپس ہوتے تو بھی یہی دعا پڑھتے مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے کہ ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے خاص اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے ہیں۔

٧١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. (٣)

(٧١)عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قرض دار ہونے سے دشمن کے غلبہ سے اور دشمنوں کے مذاق اڑانے سے۔

٧٢- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

---

١ - صحيح البخاري، كتاب بَدْءِ الْخَلْقِ، بَاب صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِه، رقم (٣٢٧٥)

٢ - صحيح مسلم، كتاب الْحَجِّ، بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِه، رقم (١٣٤٢)

٣ - (صحيح) صحيح سنن النسائي، رقم (٥٠٧٥)، رقم (٢٦٥)

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (١)

(٧٢)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کسل، بڑھاپے، قرضہ، اور گناہوں سے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے دوزخ کی آزمائش سے، قبر کی آزمائش سے، عذاب قبر سے، مال اور غربت کی آزمائش سے، اور دجال کی آزمائش سے اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب میں ہے۔

٧٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ علیہ السلام كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ. (٢)

(٧٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے (ترجمہ): الٰہی! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی (تنگدستی) سے اور کم ہونے سے اور ذلت سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔

٧٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ علیہ السلام كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ. (٣)

(٧٤)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بے قراری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے (ترجمہ): اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو عرش عظیم کا رب ہے اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش کریم کا رب ہے۔

٧٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ علیہ السلام كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

(٧٥)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ (ترجمہ): اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے دشمنوں سے لڑا۔ اے مالک! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے بھٹکا دے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور تو زندہ ہے جس کو موت نہیں اور جن و انس مر جائینگے۔ (٤)

[1] – صحيح البخاري، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَاب الاسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ، رقم (٦٣٧٥)

[2] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥٤٤)، سنن أبي داود، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب فِي الاسْتِعَاذَةِ، رقم (١٥٤٤)

[3] – صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ، بَاب دُعَاءِ الْكَرْبِ، رقم (٢٧٣٠)

[4] – صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ، بَاب التَّعَوُّذِ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلَ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ يَعْمَلْ، رقم (٧٣٨٥)

٧٦- عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیہ وسلم كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ. (١)

(٧٦)أبو مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم سے خوف (خطرہ) ہوتا تو یہ کلمات فرماتے اے اللہ! ہم آپ کو انکے مقابلے میں کرتے ہیں، اور ان کے شر سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔

٧٧- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیہ وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَزِلَّ أَوْ أَضِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ. (٢)

(٧٧)ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کیا جائے۔میں پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا یا جائے۔میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے میں کسی پر جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔

٧٨- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی الله علیہ وسلم أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیہ وسلم كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ. (٣)

(٧٨)عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے (ترجمہ): اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے کسی کہنے والے نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے ہیں۔اس پر آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مقروض ہو جاتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

٧٩- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیہ وسلم كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبْ الْبَاسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. (٤)

(٧٩)عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ گھر والوں پر یہ تعوذ کے کلمات پڑھا کرتے تھے، اور اپنے دائیں ہاتھ سے ان کو مسح کرتے تھے۔اور آپ یہ فرماتے تھے "اے لوگوں کے رب! لے جا اس بیماری کو اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے اور نہیں ہے شفا سوا تیری شفاء کے، ایسی شفا جو بیماری کو لے جائے"۔

٨٠- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیہ وسلم يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. (٥)

---

١ - (صحيح)صحيح سنن أبي داود رقم (١٥٣٧)، سنن أبي داود، كتاب الصَّلَاة، بَاب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا، رقم (١٥٣٧)

٢ - (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٤٨٦)، سنن النسائي، كتاب الاسْتِعَاذَة، باب الاسْتِعَاذَةُ مِنَ الضَّلَال، رقم (٢٦٨)

٣ - صحيح مسلم، كتاب الْمَسَاجد وَمَوَاضِع الصَّلَاة، بَاب مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاة، رقم (٨٣٢)، صحيح مسلم رقم (٥٨٩)

٤ - صحيح البخاري، كتاب الطِّبِّ، بَاب رُقْيَة النَّبِيِّ صلی الله علیہ وسلم، رقم (٥٧٤٣)، صحيح مسلم رقم (٢١٩١)

٥ - صحيح البخاري، كتاب أَحَادِيث الْأَنْبِيَاء، بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا} رقم (٣٣٧١)

(۸۰)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعے سے اللہ کی پناہ اسماعیل و اسحاق کے لئے مانگا کرتے تھے۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔

٨١- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ. (١)

(۸۱)انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا فرماتے تھے۔اے اللہ! میں برص (جلد کی بیماری) پاگل پن کی بیماری (جذام) کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں کی برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

٨٢- عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ. (٢)

(۸۲)جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا عمرو (بن مرہ) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی نماز تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا" (تین مرتبہ) اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطان کے تکبر سے اور اس کے شعر سے اور اس کے جنون سے۔

٨٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَالَ: أَقَطْ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ. (٣)

(۸۳)عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات ادا فرماتے (ترجمہ)"میں اللہ بزرگ و برتر کی پناہ چاہتا ہوں اس کے معزز چہرے اور قدیم سلطنت کے ساتھ شیطان مردود سے"۔تو (عقبہ) نے کہا: کیا اتنا ہی؟ میں نے کہا ہاں (عقبہ) نے کہا جب کوئی شخص یہ کلمات کہتا ہے تو شیطان (مایوس ہو کر) کہتا ہے آج یہ پورے دن کے لئے مجھ سے بچ گیا۔

٨٤- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا. فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (٤)

---

١ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥٥٤) سنن أبي داود، كتَاب الصَّلَاة، بَاب فِي الاسْتِعَاذَة، رقم (١٥٥٤)

٢ – (ضعيف) ضعيف سنن أبي داود رقم (٧٦٤)، سنن أبي داود، كتَاب الصَّلَاة، بَاب مَا يُسْتَفْتَحُ به الصَّلَاةُ منَ الدُّعَاء، رقم (٧٦٤)

٣ – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٦٦) سنن أبي داود، كتَاب الصَّلَاة، بَاب فيمَا يَقُولُهُ الرَّجُلُ عنْدَ دُخُوله الْمَسْجدَ، رقم (٤٦٦)

٤ – صحيح البخاري، كتَاب الدَّعَوَات، بَاب التَّعَوُّذ مِنْ عَذَاب الْقَبْر، رقم (٦٣٦٦)

(۸۴) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو گا۔ لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی، پھر وہ دونوں عورتیں چلیں گئیں۔ اور نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دو بوڑھی عورتیں تھیں پھر میں نے آپ سے واقعہ ذکر کیا نبی ﷺ نے فرمایا انہوں نے صحیح کہا قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے۔ اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

۸۵- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ. [1]

(۸۵) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ) ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب! اس رات میں جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں اور اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۸٦- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِـ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١﴾ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ. [2]

(۸٦) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لئے لیٹے تھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ۝١﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ۝١﴾ سب پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے۔

۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ. [3]

(۸۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں (۱) ایسا علم جو نفع بخش نہ ہو (۲) ایسا دل جو اللہ سے ڈرتا نہ ہو (۳) ایسا نفس جو سیر نہ ہو (۴) اور ایسی دعا جو سنی نہ جائے۔

---

[1] – صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل، رقم (۲۷۲۳)

[2] – صحيح البخاري، كتاب الطب، باب النفث في الرقية، رقم (۵۷۴۸)

[3] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (۱۵۴۸)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في الاستعاذة، رقم (۱۵۴۸)

٨٨- عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدْمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرِيقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا.

(٨٨) ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے تھے۔اے اللہ!میں کسی بلند جگہ سے نیچے گرنے کسی چیز کے اپنے اوپر گرنے سے ڈوبنے اور آگ میں جلنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔اور موت کے وقت شیطان کے غلبہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے تیری راہ سے (جہاد کے وقت) پیٹھ پھیر کر موت آئے۔اور میں اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کا کاٹنا میری موت کا باعث بنے۔([1])

٨٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. ([2])

(٨٩) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، کیوں کہ وہ برا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ چاہتا ہوں، کیوں کہ وہ پوشیدہ بری خصلت ہے۔

٩٠-عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

(٩٠) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیت الخلاء جانے کا (ارادہ) کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔اے اللہ!میں خبیث (جنوں) اور خبیث جنات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔([3])

٩١- عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ. ([4])

(٩١) زیاد بن علاقہ اپنے چچا (قطبہ بن مالک) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے تھے:"اے اللہ!میں تیرے ساتھ برے اخلاق برے اعمال اور (مذموم) خواہشات سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

٩٢- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَعُ هَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي. ([5])

(٩٢) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کرتے اور شام کرتے تو یہ دعا کرنا نہ چھوڑتے۔اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا و اہل و مال کے بارے میں درگزر اور

---

[1] – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٥٥٣١)، سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من التردي والهدم، رقم (٢٨٢)

[2] – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥٤٧)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في الاستعاذة، رقم (١٥٤٧)

[3] – صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الخلاء، رقم (١٤٢)

[4] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٣٥٩١)، سنن الترمذى، كتاب الدعوات، باب دعاء أم سلمة، رقم (٣٥٩١)

[5] – (صحيح) صحيح سنن ابن ماجه رقم (٣٨٧١)، سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، رقم (٣٨٧١)

عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے راز کی چیزوں پر پردہ پوشی فرما اور میرے خوف کو امن میں بدل دے۔ اے اللہ! میرے سامنے سے میرے پیچھے سے، دائیں سے بائیں سے اور اوپر سے (ہر قسم کی مصیبت سے) محفوظ فرما اور میں تیری عظمت کے ذریعے سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں اچانک نیچے سے اچک لیا جاؤں۔ (دھنسا دیا جاؤں)۔

٩٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَـذِهِ الْآيَـةُ: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: سأَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ: ﴿مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَـالَ: ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ (الأنعام: ٦٥) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَذَا أَيْسَرُ. (١)

(٩٣) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "آپ کہہ دیجئے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب نازل کرے، تو نبی ﷺ نے کہا میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر آیت کے یہ الفاظ نازل ہوئے "تمہارے اوپر سے تم پر عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب آجائے" تو نبی ﷺ نے پھر یہ دعا کی کہ میں تیرے چہرہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی "یا تمہیں فرقہ بندی میں مبتلا کر دے (کہ یہ بھی عذاب کی قسم ہے)" تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ آسان ہے بہ نسبت اگلے عذابوں کے۔

٩٤- عَنْ عُقْبَةَ بن عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ.

(٩٤) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، بری رات سے، برے وقت سے اور برے ساتھی سے اور برے پڑوسی سے جو مستقل جائے قیام میں ساتھ رہتا ہو۔ (٢)

٩٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ يَدْعُو: يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. (٣)

(٩٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر کوئی سخت پریشانی آجاتی تو آپ یہ دعا فرماتے۔ اے اللہ! مصیبت کی سختی، بدبختی کے پانے سے اور قضاو قدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔

٩٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ لَبِيْدَ بْنَ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيَّ سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلَ فِيهِ تِمْثَالًا فِيهِ أَحْدَى عَشْرَةَ عُقْدَةً. فَأَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ وَجَعٌ شَدِيْدٌ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ يُعَوِّذَانِهِ، فَقَالَ مِيكَائِيلُ: يَا جِبْرِيلُ إِنَّ صَاحِبَكَ شَاكٍ. قَالَ أَجَلْ. قَالَ أَصَابَهُ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ وَهُوَ فِي بِئْرِ مِيْمُونٍ فِي كَرَبَةٍ تَحْتَ صَخْرَةِ الْمَاءِ. قَالَ: فَمَا وَرَاءَ ذَلِكَ؟ قَالَ: تَنْزَحُ الْبِئْرَ ثُمَّ تَقْلِبُ الصَّخْرَةَ فَتَأْخُذُ الْكَرَبَةَ فِيهَا تِمْثَالٌ إِحْدَى عَشْرَةَ عُقْدَةً فَتُحْرَقُ. فَإِنَّهُ يَبْرَأُ بِإِذْنِ اللهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَهْطٍ فِيهِمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَنَزَحَ الْمَاءُ فَوَجَدُوْهُ قَدْ صَارَ كَأَنَّهُ مَاءُ الْحِنَّاءِ. ثُمَّ قُلِبَتِ الصَّخْرَةُ إِذَا كَرَبَةٌ فِيهَا صَخْرَةٌ فِيهَا تِمْثَالٌ فِيهَا إِحْدَى عَشْرَةَ عُقْدَةً، فَأَنْزَلَ اللهُ يَا مُحَمَّدُ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ

١ - صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى {كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ} رقم (٧٤٠٦)

٢ - (صحيح) السلسلة الصحيحة مختصرة رقم (١٤٤٣)، المعجم الكبير للطبراني رقم (١٤٢٢٧)

٣ - صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، رقم (٥٨٧١)

﴿١﴾ الصُّبح، فَانْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾﴾ مِنَ الجِنِّ وَالإِنْسِ، فَانْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ﴿وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾﴾ اللَّيْل وَمَا يَجِيءُ بِهِ اللَّيْلُ ﴿وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ﴿٤﴾﴾ السَّحَّارَاتِ المُؤذِيَاتِ فَانْحَلَّتْ ﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾﴾. ([1])

(۹۶)ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لبید بن اعصم یہودی نامی شخص نے آپ ﷺ پر جادو کیا ایک صنم نما بھوت میں گیارہ گرہ باندھ کر جادو کیا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ شدید درد محسوس کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک دن جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام آئے، تو میکائیل علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے دوست کو بیماری ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ کہا اس کو لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے وہ جادو ایک کنویں میں ہے، ایک تھیلی جو پتھر کے نیچے رکھی ہوئی ہے، میکائیل نے کہا اس کا حل کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ اس کنویں کا پانی نکالا جائے پھر اس پتھر کو ہٹا کر وہ تھیلی نکالی جائے جس میں ایک تمثال نما جس پر گیارہ گرہ لگی ہوئی ہیں۔ اس کو جلایا جائے تو اللہ کے حکم سے یہ شفایاب ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک مجموعہ بھیجا جس میں عمار بن یاسر تھے، آپ نے کنویں کا پانی نکالا اور اسی طرح پایا جیسا کہ مہندی کا پانی ہو پھر پتھر کو ہٹایا اس پتھر کے نیچے ایک تھیلی تھی جس میں وہ تمثال تھا۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴿١﴾﴾ میں فلق کے رب کی پناہ میں آتا ہوں)۔ تو ایک گرہ کھل گئی ﴿وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾﴾ (رات اور رات میں جو بھی شر آتا ہے) ﴿وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ﴿٤﴾﴾ (جادوگرنیاں جو تکلیف دینے والی) تو گرہیں کھل گئیں۔ ﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾﴾ الفلق۔

استعاذہ کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما نے عمر رضی اللہ عنہ کو جب وہ خلیفہ ہوئے لکھا کہ: یہ مکتوب ہے ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل سے عمر بن خطاب کی طرف۔ السلام علیک اما بعد! بے شک ہم آپ کو وصیت کرتے ہیں اور آپ کی ذات کا معاملہ آپ کے لئے اہم ہے۔ آپ اس امت کے سرخ و سیاہ کے والی(حکمران) بن گئے ہو۔ اب آپ کے سامنے شریف اور گھٹیا دشمن اور دوست (ہر طرح کا انسان) بیٹھے گا اور ہر ایک کا عدل سے حصہ ہے۔ دیکھنا آپ اس (عدل کے معاملہ) میں کیا کرتے ہیں۔ ہم آپ کو اس دن سے ڈراتے ہیں جب چہرے جھک جائینگے دل خشک ہو جائینگے اور اس بادشاہ کی صحبت کے سامنے ساری حجت ختم ہو جائینگی۔ جس نے اپنی جبروت سے سب کو زیر کر دیا ہو گا۔ اور ساری مخلوق اس کے سامنے جھکی ہوئی ہو گی اس کی رحمت میں امید کر رہے ہونگے اور اس کی سزا سے ڈرتے ہونگے۔ اور ہم سنتے تھے کہ اس امت کی حالت یہ ہو جائیگی کہ ظاہر میں بھائی ہونگے اور باطن میں دشمن اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارے اس مکتوب کا مطلب آپ کے دل میں وہ آئے جو ہم نے مراد نہیں لیا۔ ہم نے تو فقط نصیحت کی خاطر یہ مکتوب لکھا ہے۔ والسلام علیک۔([2])

[1] - فتح الباري (١٠/ رقم: ٥٧٦٣)

[2] - حلية الأولياء رقم (١/٢٣١)

(۲)ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتی تھیں کہ پانی میں تعوذ کیا جائے اور پھر اس سے مریض کا علاج کیا جائے (یعنی پانی میں معوذات وغیرہ پڑھی جائیں)۔ [1]

(۳)خالد بن عمیر عدوی نے کہا کہ: عتبہ بن غزوان نے ہمیں خطبہ دیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا امابعد! بے شک دنیا نے بے وفائی کا بتادیا ہے اور ساتھ چھوڑ کے بھاگنے والی ہے اور اس (دنیا) سے وہ ہی بچا ہے جو (پانی کے) برتن میں بقایا بچ جاتا ہے جس کو پینے والا ذرہ ذرہ کر کے پیتا ہے۔ اور آپ اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جس کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔ لہٰذا جو تمہارے پاس ہے اس میں سے بہتر چیز لے کر چلنا کیوں کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے گا اور ستر سال تک نیچے چلتا رہے گا لیکن اس کے تلوے تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم وہ جہنم تم (انسانوں اور جنوں) سے بھری جائیگی۔ کیا تمہیں حیرت ہوتی ہے؟ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت (کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے) دو اطراف کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال کی مسافت کا ہے اور ایک دن آئے گا کہ وہ (دروازہ) ازدحام سے بھرا ہوا ہو گا۔ ایک وقت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں ساتواں (مسلمان شخص) تھا اور درخت کے پتوں کے سوا ہمارے پاس کھانا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں۔ (اس زمانہ میں) میں نے ایک گم شدہ چادر پائی جس کے دو حصے کئے ایک حصہ سے میں نے تہبند باندھا اور ایک حصہ سعد بن مالک کو دیا اس نے ازار بنایا، جبکہ آج کل تو ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ملک کا گورنر ہے۔ اور میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نفس میں بڑا ہو جاؤں اور اللہ کے ہاں چھوٹا۔ اور جو بھی نبوت آئی منسوخ ہو گئی (یا لوگوں نے اس پر صحیح طریقے پر عمل چھوڑ دیا) یہاں تک اس کا آخری انجام ملوکیت (بادشاہت) ہو گی۔ پھر تم لوگ ہمارے بعد امراء (حکمرانوں) کو آزماؤ گے اور تجربہ کرتے رہو گے۔ [2]

(۴)کعب الاحبار نے کہا اگر یہ کلمات جو میں کہتا ہوں نہ ہوتے تو یہود مجھے (جادو کے ذریعے سے) گدھا بنا دیتے (یعنی پاگل اور حواس باختہ) ان سے پوچھا گیا کہ وہ کلمات کون سے ہیں؟ کہا: "أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللهِ العَظِيْمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللهِ الحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَم أَعْلَم مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ" یعنی: میں اللہ تعالیٰ کے ان کلمات تامہ کے واسطے سے کہ جن سے نیک اور بد تجاوز نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے واسطے سے جن کو میں جانتا ہوں اور وہ اسماء جن کو میں نہیں جانتا ہوں، اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ [3]

(۵)مالک نے کہا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز اپنی بیوی فاطمہ کے پاس آئے اور اس پر اپنا پرانا کپڑا پھینکا پھر اس کی ران پر ضرب لگائی اور کہا اے فاطمہ جب ہم (خلافت سے قبل) دابق شہر میں تھے تو آج سے زیادہ پر عیش زندگی بسر کرتے تھے۔ اور جناب عمر نے اس کو وہ پر سہولت زندگی یاد دلائی جو کہ (شاید) وہ بھول گئی تھیں۔ تو فاطمہ نے اپنے شوہر (عمر بن عبد العزیز) کے ہاتھ پر سختی سے ضرب لگائی اور اس کو خود دور کیا اور کہا اللہ کی قسم تو اس وقت سے آج (زیادہ پر آسائش زندگی گذرانے پر) قادر ہے۔ اس پر جناب عمر بن عبد العزیز

---

[1] - شرح السنة للبغوي رقم (١٢/١٦٦)

[2] - صحيح مسلم رقم (٢٩٦٧)

[3] - جامع الأصول رقم (٤/٣٧٢)

اٹھ کھڑے ہوئے اور غم سوز آواز سے کہنے لگے: ﴿ قُلْ إِنِّىٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ ﴾ الأنعام یعنی اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں (یہ سن کر) فاطمہ رونے لگی اور کہا: "اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ" یا اللہ اس کو جہنم کے عذاب سے پناہ دے۔(۱)

(۶) عدی بن سہیل انصاری نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کھڑے ہو کر خطاب کیا، اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا اما بعد! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہے گا۔ اور جو اس کے سوا ہے وہ فنا ہو جائے گا، وہ جو اس کی اطاعت کرنے کی وجہ سے اپنے اولیاء کو نفع دیتا ہے اور اس کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے اپنے دشمنوں کو نقصان دیتا ہے اور بے شک لوگوں کو اپنے حکمرانوں سے نفرت ہوتی ہے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے یہ نفرت پہنچے۔(۲)

(۷) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں: ﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ ﴾ الأعراف اللہ تعالیٰ نے استعاذہ کا حکم اس لئے کیا ہے کہ وساوس، شیطان کی حرکتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ان وساوس کی طرف مائل ہونے اور التفات کرنے سے روکا ہے۔ پس جو شخص صحیح الایمان ہو گا اور اپنے رب کے امر پر عمل کرے گا تو یہ اس کو نفع دے گا اور اس سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔ اور جس کو شبہہ روکے اور اس پر وسوسہ غالب آجائے اور اس سے جان چھڑا نہ سکے تو اس سے عقلی دلیل کے ساتھ بات کی جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کہا جس کو خارش زدہ اونٹوں کے متعلق شبہ در پیش آیا (جب آپ نے فرمایا تھا کہ: لاعدویٰ. یعنی کوئی بیماری (بذات خود) متعدی نہیں ہے) اس اعرابی نے کہا ان اونٹوں کا کیا معاملہ جو ریت میں گویا کہ خرگوش (کی طرح چلتے) ہوں۔ لیکن جب کوئی خارش زدہ اونٹ ان کے اندر آتا ہے تو سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ پھر جب شیطان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فساد اور گمراہی میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو گیا تو وہ ان کو ہر وقت ان وساوس اور بے فائدہ باتوں سے تشویش میں مبتلا کرنے لگا جس سے ان کے دل ان اشیاء سے متنفر ہو گئے اور ان وساوس وغیرہ کا واقع ہونا ان کے نزدیک عظیم مسئلہ بن گیا۔(۳)

(۸) عصام بن مصطلق نے کہا: میں مدینہ منورہ میں آیا تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا مجھے ان کی ظاہری سیرت اور رویہ نے بہت متاثر کیا۔ لیکن حسد نے اس بغض کو بھڑکا دیا جس کو میرا سینہ علی رضی اللہ عنہ کے لئے چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے کہا، تو ابو طالب کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر میں نے بہت بڑھ چڑھ کر اس کو برا بھلا کہا، انہوں نے میری طرف شفیقانہ اور رحم دلانہ نظر سے دیکھا اور کہا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿ خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ ﴾ "معاف کرنے کو اختیار کر اور نیکی کرنے کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔ یہاں سے ﴿ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ ﴾ (الأعراف) تک پڑھا۔ پھر انہوں نے کہا خود پر ہلکا بوجھ ڈال۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تیرے لئے بخشش چاہتا ہوں۔ تو اگر ہم سے مدد چاہتا تو ہم تیری مدد کرتے اور عطیہ یا سواری چاہتا تو ہم وہ بھی تجھے دیتے اور اگر نصیحت اور رہنمائی چاہتا تو ہم تجھے نصیحت و رہنمائی بھی کرتے۔ پھر انہوں نے

---

۱ - سيرة عمر بن عبدالعزيز، لابن الجوزي رقم (١٦٤)

۲ - مناقب عمر بن الخطاب رقم (١٨٤)

۳ - القرطبي رقم (٢٢١)

میرے چہرے سے اپنی کوتاہی پر ندامت محسوس کر لی تو کہا: ﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾﴾ یوسف کہا تو شامی ہے میں نے کہا ہاں، تو ان ہی جیسا ہے، اللہ تجھے زندہ سلامت رکھے اور اپنی عافیت اور پناہ میں رکھے۔ بغیر حجاب اپنی ضرورت اور تکلیف بتایا کر، تو ہمیں اپنے اچھے گمان کے مطابق پائے گا۔ ان شاء اللہ۔ عصام نے کہا پھر تو زمین باوجود کشادہ ہونے کے میرے لئے تنگ ہو گئی اور میں نے تمنا کی کہ کاش مجھے زمین نگل لے۔ پھر میں سرک کر نکل گیا اور زمین پر میرے لئے اس سے اور اس کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہیں تھا۔([1])

(۹) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی کسی عورت کے گلے میں چمڑے کا ٹکڑا دیکھا جس میں تعویذ (یا منکے وغیرہ) تھے تو اس کو کاٹ دیا اور کہا عبد اللہ کا گھر شرک سے بری اور بے پرواہ ہے۔ پھر کہا بے شک جادو، تعویذ، اور جھاڑ پھونک شرک ہیں اس پر اس کی بیوی نے کہا کہ: ہم میں سے کسی کو سر میں درد ہوتا ہے پھر جھاڑ پھونک کرتی ہے تو ٹھیک ہو جاتی ہے۔ تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: یہ شیطان ہے جو آپ کی طرف آتا ہے اور سر کو جھنجوڑ دیتا ہے پھر جب دم کر وایا جاتا ہے تو دور ہو جاتا ہے اگر تم میں سے کوئی اپنے سر اور چہرے پر پانی ڈالے پھر یہ کہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم، پھر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾﴾ و ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾﴾ و ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾﴾ پڑھے تو اس کو اللہ کے حکم سے نفع ہو گا۔([2])

(۱۰) امام طستی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ سے نافع بن ازرق نے کہا کہ مجھے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾﴾ کے بارے میں بتائے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس کا معنی یہ ہے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں کہ جب صبح اندھیرے سے الگ ہوتی ہے۔ اس نے کہا: کیا عرب اس طرح کا استعمال کرتے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں۔ کیا آپ نے زہیر ابن ابی سلمہ کو نہیں سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ غم کو مسد اور نہ اس کے لشکر دور کر سکتے ہیں جیسے فلق رات کے اندھیرے کو دور کرتی ہے۔

(۱۱) معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ جس کی مثال ایسی ہے کہ شیطان دل پر حملہ آور ہوتا ہے پھر وسوسے داخل کرنا شروع کر دیتا ہے پھر جب اللہ کو یاد کیا جائے تو بھاگ نکلتا ہے پھر خاموش ہو تو لوٹ آتا ہے۔ یہی الوسواس الخناس ہے۔

(۱۲) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کا یہ فرمان: ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾﴾ کہ لوگوں میں سے بھی شیاطین ہیں تو ہم اللہ رب العالمین کی پناہ چاہتے ہیں انس و جن کے شیاطین سے۔

(۱۳) ابن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الخناس اس کو کہا جاتا ہے جو کبھی وسوسہ ڈالتا ہے تو کبھی بھاگ جاتا ہے۔ وہ انسان اور جنوں میں سے ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسانوں میں سے شیطان لوگوں پر جنات کے شیاطین سے بھاری ہوتا اس کو تو دیکھ نہیں پاتا اس کو شب و روز دیکھتا ہے

(۱۴) ابن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اس کے دل پر شیطان وسوسے داخل کرتا رہتا پس جب اللہ کی یاد کرتا پھر بھاگ نکلتا ہے۔ جب غافل ہوتا ہے تو لوٹ آتا ہے۔ یہی اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾.

[1] - القرطبي رقم (۲۲۲-۲۲۳)

[2] - الدر المنثور رقم (۸/۶۸۶- ۶۸۷)

استعاذہ کے فوائد

(۱) استعاذہ شیطان رجیم سے محفوظ رہنے کا مظبوط قلعہ ہے۔

(۲) جس نے اللہ سے تعوذ حاصل کیا تو اللہ اسے پناہ دیتا ہے۔

(۳) استعاذہ زندگی گزارنے کے لئے مظبوط ڈھال ہے۔ دنیا میں بہت سارے خطروں سے محفوظ پناہ گاہ ہے۔

(۴) استعاذے کے ذریعے انسان اپنی کمزوری اور ذل اور انکساری اللہ کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ جو عبودیت کا حقیقی مظہر ہے۔

(۵) وقایت علاج سے بہتر ہے۔

(۶) اسباب کو اپنانا توکل کے منافی نہیں۔

(۷) استعاذہ غصے کو دور رکھتا ہے اور نفس کو اطمئنان پہنچاتا ہے۔

(۸) استعاذہ انسان کو اپنے جوارح کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۹) استعاذہ استغفار کے اہم مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔

(۱۰) دوران بیماری معوذتین کے تعوذ کرنا سنت نبوی کی پیروی ہے۔ جس میں بہت سی خیر اور برکت ہے۔

(۱۱) برے پڑوسی سے پناہ مانگنا انسان اپنے نفس اور عرض کو اللہ کی حفاظت میں محفوظ کر لیتا ہے۔

(۱۲) استعاذہ انسان کو برے جانوروں کی تکلیف سے محفوظ کر لیتا ہے۔

(۱۳) استعاذہ شیطان کے ہر برے اثر سے انسان کو محفوظ کر م لیتا ہے۔

(۱۴) استعاذہ کے ذریعے انسان پر جو نقصان واقع ہوتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس جگہ کو چھوڑ دے جہاں تعوذ حاصل کیا۔

الاستعانة

(مدد طلب کرنا)

لغوی بحث

"الإِسْتِعَانَةُ" "اسْتَعَانَ"(باب استفعال) کا مصدر ہے۔ اور یہ "عَوْن" سے مشتق ہے جس کا معنی کسی چیز کے لئے مدد کرنا، مثلاً: "فُلَانٌ عَوْنِي" فلاں میرا مددگار ہے۔ اور "أَعَنْتُهُ" میں نے اس کی مدد کی۔ اور "الإِسْتِعَانَةُ: طَلَبُ الْعَوْنِ" یعنی استعانہ مدد طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ﴾ البقرة: ٤٥ یعنی صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ اور "العَوْن" مدد کرنے والے کو کہتے ہیں اور یہ مذکر ومؤنث واحد تثنیہ اور جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (یعنی اصل میں مصدر ہے اس وجہ سے) اور اس کی جمع تکسیر "أَعْوَانٌ" مروی ہے۔

کہتے ہیں: "إِذَا جَاءَتِ السُّنَّةُ جَاءَ مَعَهَا أَعْوَانُهَا" یعنی جب قحط آئے گا تو اس کے مددگار یعنی ٹڈی، بھیڑیئے، اور بیماریاں بھی ساتھ آئیں گی۔ "اِسْتَعَنْتُ بِهِ" میں نے اس سے مدد مانگی "فَأَعَانِي" تو اس نے میری مدد کی اور "تَعَاوَنُوا عَلَيَّ وَاعْتَوَنُوا" بھی اس معنی میں ہے اور "إِعْتَوَنُوا" معنی انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ اور "اَلْمَعُونَةُ أَعَانَةُ" (مدد کرنے) کو کہتے ہیں اور "رَجُلٌ مِعْوَانٌ" اچھی مدد کرنے والا مرد یا بہت مدد کرنے والا اور ہر وہ چیز جو تیری (کسی طرح) مدد کرے وہ تیری "عَوْن" ہے۔ جس طرح روزہ عبادت کے معاملہ میں "عَوْنٌ" (مددگار) ہے۔ (۱)

اصطلاحی وضاحت

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الإِسْتِعَانَةُ طَلَبُ العَوْنِ مِنَ اللهِ وَيَطْلُبُ مِنَ المَخْلُوقِ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنَ الأُمُوْرِ" یعنی استعانہ کا معنی اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ہے اور مخلوق سے اس کے لئے مدد طلب کی جا سکتی ہے جس پر اسے قدرت حاصل ہو۔ (۲)

استعانت ایمانی اور استعانت شرکی

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ: یہ بندے کی طبیعت میں شامل ہے کہ وہ کسی چیز کا قصد اور ارادہ کرے اور کسی سے مدد طلب کرے اور اپنی مراد کے حصول کے لئے اس پر اعتماد کرے۔ یہ "مُسْتَعَانٌ بِهِ" (یعنی جس سے مدد لی جاتی ہے) دو طرح کا ہے:

اول: وہ جس کی ذات سے اعانت طلب کی جائے اور وہ ہی غایت ہو جس پر بندہ اعتماد اور توکل کرے اور اسی سے قوت لے اور اس کے پاس اس سے بڑھ کر استعانت کے لئے غایت ومقصود نہ ہو۔

ثانی: وہ جو دوسرے کے تابع ہو جیسا کہ قلب کے ساتھ "بِمَنْزِلَةِ الْأَعْضَاءِ" کے اور مالک کے مقابلے میں "بِمَنْزِلَةِ مَالِهِ" کے

---

۱ - لسان العرب لابن منظور (۳۱۷۹/۵)
۲ - مجموع الفتاوی (۱۰۳/۱)

اور "صَانِع" (کاریگر) کے سامنے "بِمَنْزِلَةِ الْآلَاتِ" کے۔ اور مخلوق کے حالات پر غور کرنے والے کو معلوم ہو گا کہ نفس کے لئے ایک چیز کا ہونا ضروری ہے جس پر وثوق و بھروسہ کرے اور اپنے مطلب کے حصول کے لئے اس پر اعتماد کرے۔ یہ اس کا "مُسْتَعَان" (یعنی وہ ذات جس سے استعانت کرتا ہے) ہے پھر یہ برابر ہے کہ وہ مستعان اللہ تعالیٰ کی ذات ہو یا کوئی اور۔

اور جب مستعان غیر اللہ ہو تو وہ عام ہے (یعنی تمام غیر اللہ ایک ہی حکم میں ہے)۔ اور یہ کفر ہے۔ جس طرح کوئی مطلقاً غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ یا اسے پکارتا ہے اور کبھی یہ خالص مسلمانوں کے اندر ہوتا ہے۔ وہ لوگ جن پر مال یا کسی شخص یا ریاست وغیرہ کی محبت غالب آگئی ہو۔ تو وہ شخص ان چیزوں پر اعتماد کرتا اور ان سے مدد طلب کرتا ہے۔ اور عبادت تو استعانت کو لازم کرتی ہے اور انسان کے لئے خیر اکیلے اللہ کی عبادت اور اس سے استعانت و مدد مانگنے میں ہے۔ اور اس کا نقصان اور تباہی اور فساد غیر اللہ کی عبادت اور اس سے استعانت میں ہے۔ اور قرآن نے اکیلے اللہ کی عبادت اور اسی سے استعانت پر زور دیا ہے۔ بلکہ یہی ایمان کا دل ہے اور اول و آخر اسلام ہے۔ اور یہی جمیع انبیاء کا دین ہے جس کے ساتھ انہیں بھیجا گیا۔ لہٰذا عبادت اور استعانت میں سے کوئی چیز غیر اللہ کو نہیں دی جائے گی۔ کیوں کہ عبادت کی جمیع انواع کا تعلق الوہیت کے ساتھ ہے اور استعانت اس کی ربوبیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اللہ رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ہے۔ نہ فرشتہ اور نہ نبی اور نہ کوئی دوسرا۔[1]

اعمال صالحہ کے ذریعے سے استعانت

اس آیت میں صبر و صلاۃ کے ساتھ استعانت کا بھی حکم ہے: ﴿ وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ﴾ البقرۃ: ۴۵ اور فرمایا: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ البقرۃ

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ یعنی تم نے جو میرے ساتھ عہد کیا ہے میری اطاعت اور میرے امر کی پیروی اور اس چیز کو جس کی تم خواہش رکھتے ہو یعنی جاگیرداری اور ریاست و جاہ کی اور دنیا کی محبت کو چھوڑ دینا اور جو تم میرے امر کو تسلیم کرنے کو نا پسند کرتے ہو (اس کو ترک کرنا) اور میرے رسول محمد ﷺ کی اتباع۔ ان تمام معاملات پر صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں صبر سے مراد صوم یعنی روزہ ہے کیوں صبر کا معنی صوم بھی ہوتا ہے۔[2]

انسان ہر حال میں اللہ کا محتاج ہے

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: انسان اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا محتاج ہے، کیونکہ ماموارت کو بجالانے میں۔ ممنوعات کو ترک کرنے میں اور ساری مقدورات (یعنی جو کام ہو سکتے ہیں ان) پر صبر کرنے میں، دنیا میں اور موت کے وقت، اور اس کے بعد برزخ اور قیامت کے دن کی جو ہولناکیاں ہیں (ان سے بچنے کے لئے بھی) اور اس پر اللہ کے سوا کوئی بھی مدد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا سو جو اللہ تعالیٰ سے ان تمام معاملات میں مدد کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے استعانت یعنی مدد طلب کرنے کو چھوڑ کر کسی اور سے مدد طلب کرتا ہے تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ دنیا کے معاملات میں بھی اللہ تعالیٰ سے استقا

---

[1] - مجموع الفتاوی (۳۴/۱)
[2] - تفسیر الطبري (۲۹۸/۱)

مت کا محتاج ہے۔اس لئے کہ وہ اپنے فوائد و منافع کو حاصل کرنے اور ضرر کو دور کرنے سے عاجز ہے۔ اور اس کے دین دنیا کے مصالح و فوائد کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مدد کرنے والا نہیں ہے۔ اور یہی معنی "لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" کا ہے۔یعنی بندے کا حال تبدیل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کی قوت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔(۱)

استعانہ کیا ہے؟

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے توکل اور استعانہ کو ایک ہی چیز گردانا ہے اور دونوں کی تعریف میں کہا ہے کہ: توکل اور استعانہ قلب کی ایک حالت ہے جو کہ پیدا ہوتی ہے اس کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں معرفت سے اور اس چیز کو ماننے اور ایمان لانے سے اور یہ نظریہ اپنانا کہ وہ ہی اکیلا پیدا کرنے والا، تدبیر کرنے والا نفع و نقصان پہنچانے والا، دینے والا، اور روکنے والا ہے اور یہ کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اگرچہ سارے لوگ چاہتے ہوں۔ یہ چیز اس کے لئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اس سے استعانت کو واجب کرتی ہے۔ اور اسکی طرف ہر معاملہ کو تفویض (سپرد) کرنے اور اسی سے اطمینان حاصل کرنے اور اسی پر بھروسہ کرنے اور یہ یقین کرنے سے کہ جس معاملہ میں اس نے اس پر توکل کیا ہے اور اس سے مدد طلب کی ہے اس میں وہ کافی ہوگا۔ اور جو کچھ ہوگا وہ اس کی مشیئت سے ہوگا لوگ چاہیں یا نہ چاہیں۔(۲)

استعانہ کی منزلت و مقام

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: استعانہ دو اصول کو جمع کرتا ہے۔ اس پر وثوق و بھروسہ اور اس پر اعتماد۔ کیونکہ انسان کبھی کسی پر وثوق و بھروسہ کرتا ہے لیکن اسکے باوجود وہ اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ کیوں کہ اسے اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور کبھی تو اس پر بھروسہ اور وثوق نہ کرنے کے باوجود اس پر اعتماد کرتا ہے کیوں کہ اسے اس کی ضرورت ہوتی ہے، کیوں کہ اسے اس کا متبادل دستیاب نہیں۔ لہٰذا اس پر اعتماد نہ ہونے کے باوجود اسے ایسے شخص پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔ اور توکل بھی استعانت کی طرح ہے کیوں کہ وہ بھی ان دو اصول پر مشتمل ہے یعنی وثوق اور اعتماد۔

اور یہ دو اصول (توکل و استعانہ) اور عبادت قرآن مجید کے کئی مواضع میں یکجاں بیان ہوئے ہیں۔

۱) فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ ﴾ الفاتحة یا اللہ ہم فقط تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔

۲) ﴿ وَلِلَّهِ غَيْبُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ ٱلْأَمْرُ كُلُّهُۥ فَٱعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ﴾ هود: ۱۲۳

اور اللہ کے لئے ہی ہے آسمانوں اور زمین کا غیب (جاننا) اور ہر امر اسی کی طرف لوٹتا ہے پس اسی کی عبادت کر اور اسی پر توکل کر۔

۳) ﴿ وَمَا تَوْفِيقِىٓ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ ﴾ هود

(شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا) اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ (کی مدد) کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹتا ہوں۔

۴) ﴿ قُلْ هُوَ رَبِّى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝ ﴾ الرعد۔

---

۱ – جامع العلوم والحكم (ص: ۱۸۲)

۲ – مدارج السالكين (۱/۹۴)

"کہہ دیجئے کہ وہ ہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی بھی معبود حقیقی نہیں ہے۔ اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے"۔

۵) ﴿ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٤﴾ ﴾ الممتحنة

(یعنی مومنین کہتے ہیں کہ) اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر توکل کیا ہے تیری طرف ہی (معاصی کو چھوڑ کر) لوٹتے ہیں۔ اور تیری طرف ہی (لوٹ کر) آنے کی جگہ ہے۔

۶) ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿٩﴾ ﴾ المزمل

"اور تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر اور تمام خلائق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔ مشرق و مغرب کا رب جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو اسی کو کارساز بنالے"۔

سو یہ وہ چھ مواضع ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے دو اصولوں کو جمع کیا ہے اور وہ ہیں ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ یعنی عبادت و استعانت یا اس کے معنی میں ہے یعنی توکل۔(۱)

عبادت کو استعانت پر مقدم کیوں رکھا گیا ہے

عبادت کو استعانت یا جو اس کے معنی میں ہے مثلاً توکل کو سورۂ فاتحہ کی آیت ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ یا دوسری آیات میں مقدم کرنے کے کئی اسباب ہیں جن کو ابن القیم رحمہ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ ان اسباب میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) کیوں کہ عبادت وہ اصل غایت ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، جبکہ استعانہ اس کی طرف (پہنچنے کا) وسیلہ ہے۔ اس لئے یہ غایات کو وسائل پر مقدم کرنے کے باب سے ہے۔

(۲) اس لئے کہ ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ باری تعالیٰ کی الوہیت کے متعلق ہے جبکہ ﴿ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ اس کی ربوبیت سے متعلق ہے۔ (اور الوہیت ربوبیت پر مقدم ہے)

(۳) سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں اسم "اللہ" کی اسم "الرّب" پر تقدیم کی مناسبت سے عبادت کو استعانت پر مقدم کیا ہے۔ کیوں کہ ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ رب تعالیٰ کا حصہ ہے اس لئے اسے شروع میں لایا گیا اور ﴿ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ بندے کا نصیب ہے اس لئے اسے اس حصہ میں لایا گیا جو اس کے لئے ہے یعنی ﴿ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾ ﴾ سے لے کر سورت کے آخر تک۔ (جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے)

(۴) اس لئے کہ عبادت مطلقاً استعانت کو متضمن ہے جبکہ اس کے برعکس ایسا نہیں ہے سو اللہ تعالیٰ کی کامل عبادت کرنے والا مستعین (مدد طلب کرنے والا) ہے جبکہ ہر مستعین عابد نہیں ہے۔ کیوں مفاد پرست اور خواہشات کے پجاری بھی کبھی اللہ تعالیٰ سے اپنی خواہشات کے لئے مدد چاہتے ہیں (لیکن وہ عبادت نہیں ہے)۔

(۵) کیوں کہ استعانت عبادت کا جزء ہے اس کے برعکس عبادت استعانت کا جزء نہیں ہو سکتی، اسی وجہ سے کُل کو جزء پر مقدم کیا گیا ہے۔

(٦) کیوں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلوب ہے جبکہ استعانت بندے کی طرف سے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے مطلوب کو مقدم کیا گیا ہے۔

(۷) اس لئے کہ حقیقی عبادت مخلص بندے کی طرف سے ہی ہو سکتی ہے جبکہ استعانت مخلص اور غیر مخلص دونوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو مقدم کیا گیا ہے جو کہ اخلاص پر ہی مبنی ہے۔

(۸) اس لئے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا وہ حق ہے جو کہ اس نے بندے پر واجب کیا ہے، اور استعانت عبادت کے لئے مدد مانگنے کو کہتے ہیں اور یہ اس کے اس صدقہ کا بیان ہے جو کہ اس نے تجھے دیا ہے۔ لہذا اس کا حق ادا کرنا اس کے صدقہ کو حاصل کرنے سے اہم ہے (اس لئے یہ "الأَهَمّ" کو "مُهِمّ" پر مقدم کرنے کے باب سے ہے)

(۹) اس لئے کہ عبادت اس کی تمہارے اوپر نعمت واحسان کا شکر ادا کرنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ اور اعانت باری تعالیٰ تمہارے ساتھ کرتا ہے اور تجھے توفیق دیتا ہے، لہذا اگر تو اس کی عبودیت کو لازم کرے گا اور اس کی غلامی میں داخل ہو جائے گا تو وہ تیری اس (عبادت) کے لئے مدد کرے گا۔ پھر اس عبادت کا احترام مدد کے حصول کا سبب بنے گا اور بندہ جتنا کامل عبودیت والا ہو گا اتنی ہی اللہ کی طرف سے زیادہ اعانت حاصل ہو گی۔ اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ عبادت کو مقدم کرنا سبب کو مسبَّب پر مقدم کرنے کے باب سے ہے۔

(۱۰) اس لئے کہ ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ﴿ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ ﴾ اسی کی طرف سے ہے۔ اور جو اللہ کے لئے ہے وہ اس پر مقدم ہے اس سے جو اس کی طرف سے ہے۔ اس لئے کہ جو اس کے لئے ہے وہ اس کی محبت اور رضا سے تعلق رکھتا ہے اور جو اس کی طرف سے ہے وہ اس کی مشیئت سے تعلق رکھتا ہے اور جو اس کی محبت سے تعلق رکھتا ہے وہ زیادہ کامل ہے اس سے جو فقط اس کی مشیئت سے تعلق رکھتا ہے۔ کیوں کہ کون یعنی جو کچھ کائنات میں ہو رہا ہے وہ سارا مشیئت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور فرشتے اور شیاطین، مومنین، کفار، نیکیاں، گناہ وغیرہ اور اس کی محبت سے مخلوق کی طاعات اور ایمان متعلق ہے۔ لہذا کفار اس کی مشیئت والے ہیں جبکہ مومنین اس کی محبت والے ہیں۔ اس لئے جو اللہ کے لئے ہے (یعنی اس کی عبادت کرنے والا ہے) وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اور جو بھی اس جہنم میں اپنے گناہوں کی وجہ سے ہو گا وہ فقط اس کی مشیئت سے ہی داخل ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے استعانت (یعنی مدد طلب کرنے) کا طریقہ

اللہ تعالیٰ سے استعانت کے لئے اس کی طرف رغبت پیدا کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مہربانی کا سوال کرے جو کہ اس کی ہمت کو مضبوط کرے اور اس کے لئے اس کا کرنا آسان بنادے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور کرم سے اسے یہ خیال دے گا کہ استعانت طلب کرنے میں عظیم ثواب ہے تو یہ اس کے نشاط اور رغبت کو بڑھا دے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ استعانت کے ذریعہ یہ طلب کرتا رہے کہ وہ ہمیشہ نیکیوں پر قادر ہو اور اس کی قدرت میں وقتاً فوقتاً توانائی حاصل ہوتی رہے۔

استعانت کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور استعانت کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں ہیں:

اول: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ اور یہ سب سے اجل وافضل قسم ہے۔

ثانی: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اس کی عبادت اور اس سے استعانت سے اعراض کرتے ہیں۔

اگر ان میں سے کوئی اس سے مانگتا ہے یا مدد چاہتا ہے تو اپنے دنیاوی مفاد اور خواہشات کی خاطر، اپنے رب کی رضامندی اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے نہیں یہ سب سے برے انسان ہیں۔

ثالث: وہ لوگ جو کوئی عبادت کرتے ہیں لیکن بغیر استعانت کے یا ناقص استعانت کے ان لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

ا: قدریہ: جو کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لئے جو لطف و مہربانی کرنی تھی وہ کر دی اور اب اس کے مقدور میں بندے کے لئے کسی فعل پر اعانت باقی نہیں رہی۔ کیوں کہ اس نے آلات بنانے اور ان کو ٹھیک کرنے اور راستہ بتانے اور پیغمبروں کو ارسال کرنے کے ذریعے سے اور اس کو فعل پر قدرت دینے سے اس کی اعانت کر دی۔ اور اب اس کے بعد کوئی بھی ایسی اعانت باقی نہیں رہی کہ بندہ اس کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔

(۲) وہ لوگ جو عبادات و اذکار کرتے بھی ہیں لیکن ان کا توکل و استعانت سے حصہ ناقص ہے۔ سو یہ لوگ اور وہ (پیچھے ذکر کئے گئے) لوگ ان کا توفیق اور تاثیر سے ان کی استعانت اور توکل کے حساب سے حصہ ہے اور ان کے لئے رسوائی، ضعف، خواری اور عجز و بے بسی ان کی قلت استعانت و توکل کے حساب سے حصہ ہے۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی توکل کرتا اور ویسی استعانت چاہتا جو استعانت کا حق ہے تو وہ کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا سکتا ہے۔ اگر اسے اس پہاڑ کو ہٹانے کا حکم دیا گیا ہے۔

رابع: یہ وہ لوگ ہیں جو گواہی دیتے ہیں کہ اللہ اکیلا نفع و نقصان کا مالک ہے اور جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ لوگ اللہ کی محبت اور رضا کے کام نہیں کرتے اس کے باوجود اس پر اپنے دنیاوی فوائد اور خواہشات اور اغراض کے لئے توکل بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کوئی (اچھی) عاقبت نہیں ہے۔ اور جو کچھ انہیں دیا جاتا ہے وہ ظاہری بادشاہی اور ان اموال سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ جو ان کے لئے اسلام کو بھی لازم نہیں کرتے (یعنی اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ مسلمان ہیں) ولایت اور قرب الٰہی تو دور کی بات ہے۔

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات دیکھئے:

الإسْتِخَارَه ،الإسْتِعَاذَه، الإِسْتِغَاثَة، التَوَسُّل، الضَرَاعَة وَالتَضَرعَة ، التَوكل، الدُعَاء.

اور اس کے مدمقابل دیکھئے: الغُرُور الغِفْلَة، الكِبْر وَالعَجَب، القُنُوط.

وہ آیات جو الاستعانہ پر دلالت کرتی ہیں

(۱)﴿ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿١﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢﴾ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣﴾ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٤﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٧﴾ ﴾ الفاتحة

(۱) شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۱) سب تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے (۲) بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا (۳) بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے (۴) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (۵) ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا (۶) ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو پہچانا مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کا (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہِ حق سے برگشتہ ہو گئے) (۷)

(۲)﴿ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ ﴾ البقرة

(۲) کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟ (۴۴) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ چیز شاق ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر (۴۵) جو جانتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور یقیناً وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۴۶)

(۳)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ البقرة

(۳) اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، اللہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے (۱۵۳)

(۴)﴿ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٨﴾ ﴾

(۴) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سہارا حاصل کرو اور صبر کرو، یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنا دے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں (۱۲۸) الأعراف

(۵)﴿ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ يوسف

(۵) اور عشاء کے وقت (وہ سب) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچے (۱۶) اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور یوسف علیہ السلام کو ہم نے اسباب کے پاس چھوڑا پس اسے بھیڑیا کھا گیا آپ تو ہماری بات نہیں مانیں گے، گو ہم بالکل سچے ہی ہوں (۱۷) اور یوسف کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے خون آلود بھی کر لائے تھے، باپ نے کہا یوں نہیں بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنالی ہے پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے (۱۸)

(۶)﴿ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي

ٱلْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰٓ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّى فِيهِ رَبِّى خَيْرٌ فَأَعِينُونِى بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ ﴾

(٦) یہاں تک کہ وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا ان دونوں کے پرے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھی (۹۳) انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فسادی ہیں، تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں (اس شرط پر کہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں (۹۴) اس نے جواب دیا کہ میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے، تم صرف قوت طاقت سے میری مدد کرو (۹۵) الکهف

(۷) ﴿ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ ءَاذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ وَإِنْ أَدْرِىٓ أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلْجَهْرَ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِى لَعَلَّهُۥ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَٰلَ رَبِّ ٱحْكُم بِٱلْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾ ﴾ الأنبياء

(۷) پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تمہیں یکساں طور پر خبردار کر دیا ہے مجھے علم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور (۱۰۹) البتہ اللہ تعالیٰ تو کھلی اور ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے (۱۱۰) مجھے اس کا بھی علم نہیں، ممکن ہے یہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک مقررہ وقت تک کا فائدہ (پہنچانا) ہے (۱۱۱) خود نبی نے کہا اے رب انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو (۱۱۲)

وہ احادیث جو الاستعانہ پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ. (١)

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لئے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ۔ اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنَّ ضِمَادًا (يَعْنِي ابْنِ ثَعْلَبَة) قَدِمَ مَكَّةَ. وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ: فَلَقِيَهُ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللهَ يَشْفِي عَلَى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ: فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَعَلَى قَوْمِكَ قَالَ: وَعَلَى قَوْمِي قَالَ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ

(١) – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب الدين يسر، رقم (٣٩)

لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ: رُدُّوهَا فَإِنَّ هَـؤُلَاءِ قَـوْمُ ضِمَادٍ. (۱)

(۲)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضماد بن ثعلبہ مکہ میں آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوءۃ میں سے تھا اور جنون اور آسیب وغیرہ سے دم جھاڑ کرتا تھا تو اس نے مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد ﷺ (معاذ اللہ!) مجنون ہیں۔ تو اس نے کہا کہ میں اس شخص کو دیکھوں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کر دے غرض وہ آپ ﷺ سے ملا اور کہا اے محمد ﷺ میں جنون وغیرہ کے اثر سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفا دیتا ہے۔ تو کیا آپ کو خواہش ہے؟ تو آپ ﷺ نے (خطبہ حاجت پڑھنا شروع کیا) بے شک سب خوبیاں تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتلائے اسے کون بہکا سکتا ہے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتلا سکتا ہے؟ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں۔ اب حمد کے بعد جو (کہو) ۔ضماد نے کہا کہ ان کلمات کو دوبارہ دہراؤ۔ غرض کہ نبی ﷺ نے تین بار ان کلمات کو اسے پڑھ کر سنایا۔ پھر ضماد نے کہا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں ہیں۔ جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سنے مگر ان کلمات جیسے کلمات میں نے کہیں نہیں سنے۔ یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا اپنا ہاتھ لائیے۔ کہ میں اسلام کی بیعت کرلوں؟ غرض انہوں نے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف سے بھی میرے ہاتھ پر بیعت کرلو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ (راوی کہتا ہے) آخر رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ بھیجا اور وہ (ضماد) کی قوم پر سے گزرے تو اس لشکر کے سردار نے کہا کہ تم نے اس قوم سے تو کچھ نہیں لوٹا؟ تب ایک شخص نے کہا ہاں میں نے ایک لوٹا ان سے لیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ اسے واپس کردو۔ اس لئے کہ یہ ضماد کی قوم ہے۔ (یہ لوگ ضماد کی وجہ سے امان میں آچکے ہیں)۔

۳- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ لَمَّا قِيلَ مَا قِيلَ قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ: فَعَلَ اللهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: لِمَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ نَمَى ذِكْرَ الْحَدِيثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّ حَدِيثٍ؟ فَأَخْبَرَتْهَا قَالَتْ: فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ: نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا لِهَذِهِ؟ قُلْتُ: حُمَّى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تُحُدِّثَ بِهِ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ: وَاللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُونِي فَمَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ﴿وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝١٨﴾ (يوسف) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ مَا أَنْزَلَ فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ. (۲)

(۳)مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح بن

۱ - صحيح مسلم، كِتَاب الْجُمُعَة، بَاب تَخْفِيف الصَّلَاة وَالْخُطْبَة، رقم (۸٦۸)

۲ - صحيح البخاري، كِتَاب أَحَادِيث الْأَنْبِيَاء، بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ} رقم (۳۳۸۸)

اثاثہ) کو تباہ کرے اور وہ اسے تباہ کر بھی چکا۔ وہی کہتی ہیں کہ میں نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اسی نے تو یہ جھوٹ مشہور کیا ہے۔ پھر انصاریہ عورت نے (عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا سارا) واقعہ بیان کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کونسا واقعہ ہے؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا یہ قصہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا ایک بات ان سے ایسی کہی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے ان کو بخار آ گیا ہے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کہانی سن کر فرمایا تھا کہ) ''جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں''۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے میں صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کسی اور کا نہیں۔

٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمْ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ. (١)

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین اشخاص کی اعانت اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم قرار دی ہے۔ (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے۔ (۲) غلام کے لئے جو اپنے آپ کو آزاد کرنے کے لئے معاہدہ کرتا ہے (۳) وہ شخص جو اپنے آپ کو حرام سے محفوظ کرنے کے لئے نکاح کرتا ہے۔

٥- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. (٢)

(۵) ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگی ہیں۔ اور ان میں سے وہ ساری ہمیں یاد نہیں، تو ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو کہا کہ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگی ہیں اور ہم ان کو یاد نہیں کر پائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس میں وہ ساری دعائیں سمٹ جاتی ہیں؟ آپ یہ کہو اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں ہر اس خیر کی جو آپ کے نبی ﷺ نے آپ سے سوال کیا، اور ہر اس شر کی پناہ چاہتے ہیں جس شر سے اللہ کے رسول ﷺ نے آپ سے پناہ مانگی، آپ ہی مددگار ہیں، اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے، اور نہ ہمارے پاس قوت ہے نہ کوئی مددگار ہے سوائے آپ کے۔

٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ

١ – (حسن) صحيح سنن الترمذي، رقم (١٦٥٥)، سنن الترمذي، كتاب فَضَائِلِ الْجِهَادِ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاكِحِ...، رقم (١٥٧٩)

٢ – (ضعيف) ضعيف سنن الترمذي رقم (٣٥٢١)، سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب منه، رقم (٣٤٤٢)

أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾﴾ (النساء) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ (آل عمران) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾ (الأحزاب) . (١)

(٦) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۂ حاجت (حاجت، ضرورت کا خطبہ) اس طرح سکھایا:

"إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾﴾ (النساء) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾ (آل عمران) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾" (الأحزاب) .

"بے شک تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اس سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفوس کے شر ور سے بھی اس کی پناہ چاہتے ہیں، جسے وہ ہدایت (کی دولت) دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کے لئے پھر کوئی ہادی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں"، "اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے"۔ "اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے جس طرح ڈرنے کا حق ہے ویسے ڈرو، اور تمہاری موت اسلام پر آئے"، "اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو، وہ (اللہ) تمہارے اعمال درست کر دے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی"۔

٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَعِينُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ. (٢)

(٧) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر کام کے لئے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورہ سکھایا

---

١ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٢١١٨)، سنن أبي داود، كتاب النّكاح، باب في خُطْبَةِ النّكاح، رقم (١٨٠٩)

٢ - (صحيح) صحيح سنن النسائي، رقم (٣٢٥٣)، سنن النسائي، كتاب النّكاح، باب كَيْفَ الاسْتِخَارَةُ، رقم (٣٢٠١)

کرتے تھے فرماتے تھے جب کسی کو کوئی کام آپڑے تو اول دو رکعت نفل پڑھے پھر دعا کرے " اے اللہ! میں خیر اور بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کی برکت سے اور مدد چاہتا ہوں تیری قدرت سے اور چاہتا ہوں تیرا بہت بڑا فضل اور کرم کیوں کہ تو زبردست قدرت والا ہے اور جب کہ میں عاجز اور کمزور ہوں اور تو جانتا ہے اور میں تو بے علم ہوں اور تجھے ہی خوب معلوم ہیں غیب کے حال۔ اے اللہ میرے! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کے لئے میں استخارہ کر رہا ہوں) میرے لئے میرے دین اور میری دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے بہتر ہے (راوی کہتا ہے کہ الفاظ یہی ہیں یا یوں ہیں: "عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ") تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے، اور اگر (یا اللہ!) تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری دنیا اور انجام کے اعتبار سے برا ہے (راوی کہتا ہے کہ الفاظ یا تو یہ ہیں: "وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ") تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیرے دے اور میرے لئے اچھائی کو مقدر فرما، وہ جہاں بھی ہو اور میرے دل کو اس سے خوش کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ (استخارہ کرنے والا) اپنی حاجت کا نام لے۔

۸- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ. (۱)

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا آپ نے فرمایا، اے بچے! اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر اللہ تعالی تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اللہ تعالی کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو سوال (کا ارادہ) کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو نے مدد طلب کرنی ہو تو اللہ تعالی سے مدد طلب کر اور یقین کر کہ تمام مخلوق اگر (بالفرض) اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ فائدہ پہنچائے تو تجھے صرف اس قدر ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جس قدر اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اور اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ تکلیف دینا چاہے تو تجھے صرف اس قدر تکلیف دے سکتی ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا دیئے گئے ہیں (یعنی احکامات تحریر ہونے سے رک گئے ہیں) اور صحیفوں کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔

۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ. (۲)

(۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زبردست مسلمان (زبردست سے مراد ہے جس کا ایمان قوی ہو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہو، آخرت کے کاموں میں ہمت والا ہو) اللہ کے نزدیک بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے ناتواں مسلمان سے اور ہر طرح کا مسلمان بہتر ہے۔ حرص ان کاموں کی کر جو تیرے لئے مفید ہیں (یعنی آخرت میں کام دیں گے) اور مدد مانگ اللہ سے اور ہمت مت ہار

۱ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٥١٦) سنن الترمذي، كِتَاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَاب مِنْهُ، رقم (٢٤٤٠)
۲ - صحيح مسلم، كِتَاب الْقَدَرِ، بَاب فِي الْأَمْرِ بِالْقُوَّةِ وَتَرْكِ الْعَجْزِ ...، رقم (٢٦٦٤)

اور جو تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہہ اگر میں ایسا کرتا ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی۔ لیکن یوں کہہ اللہ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا۔ اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولتا ہے۔

۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ (ثَلَاثًا) غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ ﴿ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ: ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝﴾ قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ: مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ قَالَ: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ: ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝﴾ قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. (۱)

(۱۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا اس وقت تم لوگ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے سنا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندہ کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے۔ اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور نمازی جب ﴿ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور نمازی جب ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور یوں بھی کہتا ہے میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے، اور نمازی جب: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ پڑھتا ہے۔ تو اللہ عزوجل کہتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا پھر جب نمازی اپنی نماز میں: ﴿ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندہ کے لئے ہے۔ اور جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا میری دریافت پر یہ حدیث مجھ سے علاء بن عبد الرحمن بن یعقوب نے اس وقت بیان کی جب کہ وہ بیمار تھے اور میں ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گیا تھا۔

۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمْ

---

(۱) - صحيح مسلم، كِتَاب الصَّلَاة، بَاب وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ...)، رقم (۳۹۵)

السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. (١)

(١١) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مومن پر سے کوئی دنیا کی سختی دور کرے تو اللہ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اس پر تقاضا اور سختی نہ کرے اپنے قرض کے لئے) اللہ اس پر آسانی کرے گا دنیا اور آخرت میں اور جو شخص کسی مسلمان کا دنیا میں عیب ڈھانکے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا عیب دنیا اور آخرت میں ڈھانکے گا۔ اور اللہ بندہ کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا اور جو شخص راہ چلے علم حاصل کرنے کے لئے (یعنی علم دین خالص اللہ کے لئے) اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دے گا اور جو لوگ جمع ہوں کسی اللہ کے گھر میں اللہ کی کتاب پڑہیں اور ایک دوسرے کو پڑھائیں تو ان پر اللہ کی طرف سے سکینت اور رحمت اترے گی۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس رہنے والوں میں کرے گا (یعنی فرشتوں میں) ذکر کرتا ہے اور جس کا عمل کوتاہی کرے تو اس کا خاندان (نسب) کچھ کام نہ آئے گا۔

١٢- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ: لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ. (٢)

(١٢) عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سمرہ! حکومت طلب مت کرنا اگر تمہیں مانگنے کے بعد امیری ملی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر تمہیں مانگے بغیر ملی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور اگر تم کسی بات پر قسم کھالو اور پھر اس کے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو وہ کرو جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

نبی ﷺ کی زندگی میں "الإستعانة" کے عملی نمونے

١٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ. (٣)

(١٣) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کرتے تو یہ دعا فرماتے: "اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي وَأَنْتَ نَصِيرِي وَبِكَ أُقَاتِلُ" الٰہی! تو ہی میرا ناصر و مددگار ہے، تیری توفیق سے میں دشمن کی منصوبندی کو ناکام بناتا ہوں، اور تیری ہی توفیق سے دشمن پر حملہ کرتا ہوں، اور انہیں قتل کرتا ہوں۔

١٤- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ وَأُصِيبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: لَا قَالَ: فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ قَالَتْ: ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَالَ أَوَّلَ

---

١ - صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَاب فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ، رقم (٢٦٩٩)

٢ - صحيح البخاري، كِتَاب كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ، بَاب الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ، رقم (٧١٤٧)، صحيح مسلم رقم (١٦٥٢)

٣ - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم [illegible] ٣٥٠)

مَرَّةٍ قَالَ: فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ: تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَانْطَلِقْ. (١)

(١٤)ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے جب حرۃ الوبرہ (جو مدینہ سے چار میل پر ہے) میں پہنچے تو آپ سے ایک شخص ملا جس کی بہادری اور اصالت کا شہرہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس کو دیکھ کو خوش ہوئے جب آپ سے ملا تو اس نے کہا میں اس لئے آیا کہ آپ کے ساتھ چلوں اور جو ملے اس میں حصہ پاؤں آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔ پھر آپ چلے جب شجرہ پہنچے تو وہ شخص پھر آپ سے ملا اور وہی کہا جو پہلے اس نے کہا تھا آپنے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا اور فرمایا لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا پھر وہ لوٹ گیا بعد اس کے پھر آپ سے ملا بیداء میں آپ نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا تو یقین رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اب وہ شخص بولا ہاں میں یقین رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو خیر چل۔

١٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو: رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا لَكَ ذَاكِرًا لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا إِلَيْكَ مُخْبِتًا أَوْ مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَاهْدِ قَلْبِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي. (٢)

(١٥)ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا لَكَ ذَاكِرًا لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا إِلَيْكَ مُخْبِتًا أَوْ مُنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَاهْدِ قَلْبِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي" میرے پروردگار! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما، میرے لئے مفید منصوبہ بندی فرما، میرے خلاف منصوبہ بندی نہ فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور ہدایت کی اتباع میرے لئے آسان فرما دے۔ جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما، الٰہی! مجھے اپنا شکر گزار، ذاکر (ذکر کرنے والا)، ڈرنے والا، بہت اطاعت کرنے والا، تواضع کرنے والا یا توبہ کرنے والا بنادے، پروردگار! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری حجت (دلیل) ثابت کر دے، میرے دل کی راہنمائی فرما، میری زبان کا بولنا درست کر دے، میرے دل سے بغض و حسد نکال دے۔

١٦- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنه قَالَ: مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ قَالَ: فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالُوا: إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا: مَا نُرِيدُهُ مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ: انْصَرِفَا نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ.

---

١ - صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر، رقم (١٨١٧)

٢ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥١٠)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا سلم، رقم (١٢٩١)

(۱۶)حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے بدر میں آنے سے کسی چیز نے نہ روکا مگر یہ کہ میں نکلا اپنے باپ حسیل کے ساتھ (یہ کنیت ہے حذیفہ کے باپ کی اور بعضوں نے حسل کہا ہے) تو ہم کو قریش کے کافروں نے پکڑا اور کہا تم محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو سو ہم نے کہا ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم مدینہ میں جانا چاہتے ہیں پھر انہوں نے ہم سے اللہ کا نام لے کر عہد اور اقرار لیا کہ ہم مدینہ کو پھر جائیں گے اور محمد ﷺ کے ساتھ ہو کر نہیں لڑیں گے، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے یہ سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تم چلے جاؤ مدینہ کو ہم ان کا اقرار پورا کریں گے اور اللہ سے مدد چاہیں گے ان پر۔[1]

١٧- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ: يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ: مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ ﴿ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾ (ص) وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنْ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ فَقَرَأَ ﴿ فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِى ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ عَآئِدُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ (الدخان) ... الحديث.[2]

(۱۷)مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ میں وعظ بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جس سے منافقوں کے آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے۔ لیکن مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہو گا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔ پھر میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں ان صاحب کی یہ بات سنائی) وہ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ اسے سن کر بہت غصہ ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے اگر علم نہیں ہے تو کہہ دینا چاہیئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ بھی علم ہی ہے کہ آدمی اپنی لاعلمی کا اقرار کر لے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا: ﴿ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾ (ص) (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ و دعوت پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی طرح اسلام نہیں لاتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں بد دعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا قحط بھیج کر میری مدد کر پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھواں جیسا نظر آتا۔ پھر ابو سفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی یہ مصیبت دور ہو) اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِى ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾ سے ﴿ عَآئِدُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ (الدخان) تک۔

[1] - صحيح مسلم، كتاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَاب الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، رقم (١٧٨٧)

[2] - صحيح البخاري، كتاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب {فَلَا يَرْتَابُوا عِنْدَ اللهِ}، رقم (٤٧٧٤)

استعانت کے متعلق آثار اور علماء ومفسرین کے اقوال

(۱) موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے: یا اللہ! تیرے لئے ہر تعریف ہے، تیرے پاس ہی شکایت (کی جاتی) ہے۔ اور تجھ سے ہی مدد لی جاتی ہے۔ اور تجھے ہی (بے بسی کے عالم میں) مدد کے لئے پکارا جاتا ہے۔ اور تجھ پر ہی توکل کیا جاتا ہے اور تیری مشیئت کے بغیر کوئی قدرت و قوت نہیں ہے۔(۱)

(۲) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جنگ جمل کے دن (میرے والد) زبیر نے مجھے بلایا تو میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا انہوں نے کہا اے بیٹے آج ظالم اور مظلوم کے سوا کوئی قتل نہیں ہو گا۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا۔ اور میری سب سے بڑی پریشانی میرا قرض ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ قرض دینے سے ہمارے مال میں سے کچھ بچے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! اپنا مال فروخت کر کے میرا قرض ادا کرنا اور انہوں نے ایک تہائی مال کی وصیت کی اور اس کی ایک تہائی عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں کے لئے وصیت کی پھر کہا اگر ہمارے مال میں سے قرض چکانے کے بعد کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تیرے بیٹوں کے لئے ہو گا۔ ہشام نے کہا عبداللہ بن زبیر کے کچھ بیٹے زبیر کے بیٹوں کے ہم عمر تھے جیسے خبیب اور عباد۔ اور اس کے اس دن ۹ بیٹے اور ۹ بیٹیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ میرے والد مجھے اپنے قرض کے بارے میں وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے۔ اے بیٹے اگر تو قرض میں کچھ ادا کرنے سے بے بس ہو جائے تو میرے مولیٰ سے اس کے لئے مدد مانگنا اللہ کی قسم میں ان کی مراد سمجھ نہیں سکا۔ اور کہا بابا آپ کے مولا کون ہیں۔ کہا "اللہ" (عبداللہ نے کہا) اللہ کی قسم جب بھی مجھے ان کا قرض ادا کرنے میں تکلیف ہوئی تو کہا: اے زبیر کے مولیٰ! اس کا قرض ادا کر، تو وہ اس کا قرض ادا کر دیتا۔ پھر زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ اور انہوں نے نہ دینار چھوڑے اور نہ درہم چھوڑے مگر کچھ زمینیں چھوڑی تھیں۔ جس میں ایک باغ بھی تھا اور مدینہ منورہ میں گیارہ مکان تھے، دو مکان بصرہ میں، ایک مکان کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں چھوڑا تھا، اور ان پر قرض اس طرح چڑھا کہ آدمی ان کے پاس مال امانت رکھنے کے لئے آتا تو وہ اس کو کہتے نہیں امانت نہیں یہ قرض ہے کیوں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں ضائع (یعنی خرچ نہیں ہو جائے) اور زبیر رضی اللہ عنہ نے نہ کبھی امارت لی اور نہ ہی جزیہ و ٹیکس وصولی کا عہدہ وغیرہ مگر وہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ان کے اوپر قرضہ کا حساب لگایا تو وہ بائیس لاکھ تھا۔ کہا، پھر مجھے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ملے اور کہا اے بھتیجے: میرے بھائی (زبیر) پر کتنا قرضہ ہے؟ تو عبداللہ نے اس کو چھپایا اور کہا ایک لاکھ ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آپ کا مال اس کے لئے کافی ہو گا۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خیال ہے آپ کا کہ اگر بائیس لاکھ ہو تو؟ کہا میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس کو ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔ سو اگر آپ اس میں سے کچھ ادا نہ کر سکو تو مجھ سے مدد لینا۔ (عبداللہ نے کہا) زبیر نے وہ باغ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سولہ (۱۶) لاکھ میں بیچا پھر کہا جس کا بھی زبیر پر قرض ہے وہ ہمارے پاس باغ میں آئے۔ پھر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے زبیر پر چار لاکھ تھے۔ اس نے عبداللہ کو کہا اگر تم لوگ چاہو تو میں تمہیں چھوڑ دوں۔ عبداللہ نے کہا نہیں پھر اس نے کہا اگر تم مجھے آخر میں دینا چاہو تو بھی ٹھیک ہے۔ عبداللہ نے کہا نہیں، تو اس نے کہا پھر مجھے ٹکڑا ناپ کر دو۔ عبداللہ نے کہا تیرا یہاں سے لے کر یہاں تک

(۱) - مجموع الفتاوی رقم (۱۱۲/۱)

(حصہ) ہے۔ راوی نے کہا عبد اللہ نے اس باغ کو بیچ کر پورا پورا قرض چکا دیا۔ اور اس سے ساڑھے چار سہم یعنی حصے رہ گئے۔ پھر عبد اللہ بن زبیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جہاں پر عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ باغ کی کتنی قیمت لگائی گئی؟ اس نے کہا ہر سہم ایک لاکھ کا (معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا باقی کتنے حصے ہیں؟ کہا ساڑھے چار حصے۔ منذر بن زبیر نے کہا ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں لیا۔ اور عمرو بن عثمان نے کہا میں بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لیتا ہوں۔ اور ابن زمعہ نے کہا میں بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لیتا ہوں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کتنا رہ گیا ہے؟ کہا ڈیڑھ حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک لاکھ پچاس ہزار میں میں لیتا ہوں اور عبد اللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا۔ پھر جب عبد اللہ بن زبیر اپنے والد کا قرض ادا کرنے سے فارغ ہوئے تو زبیر کی اولاد نے کہا ہمارے درمیان میں ہماری میراث تقسیم کر عبد اللہ نے کہا نہیں، اللہ کی قسم تب تک میں تقسیم نہیں کروں گا جب تک چار سال تک دوران حج منادی کراؤں کہ جس کا بھی زبیر پر قرض ہے تو وہ آئے ہم اس کو ادا کریں گے۔ عبد اللہ اس طرح چال سال تک حج کے موسم میں اعلان کرتا رہا۔ پھر جب چار سال گذر گئے تو اس نے میراث کو ان میں تقسیم کیا اور زبیر کی چار بیویاں تھیں۔ اور انہوں نے (وصیت کا) ثلث نکالا پھر بھی (فقط) ہر بیوی کو بارہ لاکھ ملے۔[1]

(۳) عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا گیا کہ آپ قرضہ کیوں لیتی ہیں؟ تو کہا میں اللہ تعالیٰ کی بندے کے لئے مدد چاہتی ہوں۔ جو قرض ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے (تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے)۔[2]

(۴) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ: غیر اللہ سے مدد نہ مانگنا پھر وہ تجھے اس کے سپرد کر دے گا۔[3]

(۵) ابن القیم اور فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: توکل آدھا دین ہے اور دوسرا نصف انابہ یعنی اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ اور دین استعانت وعبادت ہے۔ اور توکل استعانت ہے اور انابت عبادت ہے۔[4]

(۶) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی مقصود ہے اور اس سے استعانت کرنا عبادت کی طرف پہنچنے کا وسیلہ ہے اور پوری مخلوق چاہے وہ دس لاکھ ہوں سارے اس ایک اللہ کے محتاج ہیں۔[5]

(۷) کسی دانا نے کہا ہے: اے رب! مجھے تعجب ہے اس کے بارے میں جو تجھے پہنچانتا بھی ہے اور پھر تیرے سوا دوسروں سے امید رکھتا ہے اور اس پر بھی حیرت ہے جو تجھے پہنچانتا بھی ہے اور دوسروں سے مدد طلب کرتا ہے۔[6]

(۸) کسی نے کہا ہے: ایفاء عہد اور نیکی پر محافظت کے لئے صبر کے ساتھ مدد مانگنے کا معنی تو سمجھ رہے ہیں لیکن اطاعت الٰہی اور ترک معصیت اور ریاست وجاہ کی چاہت اور دنیا کی محبت کو ختم کرنے کے لئے نماز کے ساتھ مدد مانگنے کا حکم سمجھ میں نہیں آرہا۔ تو کہا گیا کہ: نماز میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور یہ آیات جو کہ دنیا اور اس کی لذت کو چھوڑنے کی دعوت دیتی ہیں۔ نفوس کو دنیا کی

---

[1] – البخاری، الفتح رقم (۳۱۲۹/٦)
[2] – احمد رقم (۷۲/٦) بتصرف
[3] – جامع العلوم والحکم رقم (۱۸۲)
[4] – مدارج السالکین رقم (۱۱۸/۲)، بصائر ذوی التمییز رقم (۳۱۵/۲)
[5] – تفسیر ابن کثیر رقم (۲٦/۱)
[6] – جامع العلوم والحکم رقم (۱۸۲)

زینت اور دھوکے سے چھڑاتی ہیں۔ آخرت اور جنت کی اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تیار کر کے رکھی ہیں، یاد دلاتی ہیں۔ ان آیات پر غور کرنے اور عبرت لینے سے اطاعت الٰہی کرنے والوں کے لئے اس کا مزید جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ: جب بھی آپ ﷺ کو کوئی مسئلہ پریشان کرتا تو آپ نماز کی طرف جلدی کرتے تھے۔([1])

(۹) امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: ﴿ وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ﴾ البقرة: ٤٥ کی تفسیر میں کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے احبار (علماء) جن کا معاملہ (پیچھے) بیان کیا ہے، کو حکم کیا کہ انہوں نے جو اللہ کے ساتھ عہد کیا ہے اس کو سر انجام دینے کے لئے صبر و نماز کے ساتھ مدد طلب کرنے میں جلدی کریں جس طرح اپنے نبی محمد ﷺ کو بھی حکم فرمایا: ﴿ فَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ ءَانَآىِٕ ٱلَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ ٱلنَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ ﴾ طـٰہ "نماز فجر اور غروب آفتاب سے قبل (نماز عصر) اور رات کے وقت میں بھی تسبیح بیان کر (یعنی نماز پڑھ) اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ تو راضی ہو جائے" یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مصائب کے دوران صبر و صلاۃ کی طرف جلدی کرنے کا حکم دیا ہے۔([2])

(۱۰) عیینہ بن عبد الرحمن اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے بھائی قثم کی موت کی خبر دی گئی اور آپ سفر میں تھے۔ پھر انہوں نے استرجاع کیا (یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہا) راستہ سے ایک طرف اپنی سواری کو بٹھایا اور دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر بیٹھے رہے۔ پھر اٹھ کر سواری کی طرف آئے اور کہتے رہے: ﴿ وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَـٰشِعِينَ ﴿٤٥﴾ ﴾ البقرة ([3])

(۱۱) ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ﴿ وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ﴾ کی تفسیر میں کہا: صبر و نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے مدد مانگو اور جان لو کہ یہ بھی اللہ کی اطاعت یعنی نیکی ہے۔([4])

(۱۲) ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: بے شک یہ دونوں (یعنی صبر و صلاۃ) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول میں معاون ہیں۔([5])

(۱۳) ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: ﴿ وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ﴾ کے متعلق کہا کہ: "اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم تم ہمیں بہت مشکل کام کی دعوت دیتے ہو"۔ یعنی نماز اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کی۔([6])

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ آیت میں) اپنے بندوں کو حکم کیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت کی خیر حاصل کرنے کے لئے صبر و نماز سے مدد لیں۔ جیسا کہ مقاتل بن حیان نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ: فرائض کی ادائیگی پر صبر کرتے ہوئے نماز سے آخرت طلب کرو۔([7])

[1] – الطبری رقم (۲۹۸/۱)، المقدمة اللغوية رقم (۲۱۵)
[2] – المرجع السابق رقم (۲۹۸/۱، ۲۹۹)
[3] – المرجع السابق رقم (۲۹۹/۱)
[4] – تفسیر الطبري رقم (۲۹۹/۱)
[5] – المرجع السابق رقم (۲۹۹/۱)
[6] – ابن كثير رقم (۸۸/۱)
[7] – المرجع السابق رقم (۲۹۸/۱، ۲۹۹)

استعانت کے فوائد

(۱)استعانت اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کے مظاہر میں سے ہے۔

(۲)استعانت باللہ یعنی اللہ سے مدد مانگنے سے انسان پیش آنے والے بڑے خطرات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

(۳)استعانت سے مسلمان قوت محسوس کرتا ہے کیوں کہ وہ اکیلا مشکلات کا سامنا نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اس کا رب بھی ہے۔

(۴)بے بسی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

(۵) قلب کی اصلاح ہوتی ہے اور روحانی کمزوری کا سد باب ہوتا ہے۔

(۶)استعانت سے صعوبتیں آسان ہوتی ہیں اور بندے کو اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سے تقویت پہنچتی ہے اور وہ کام کر سکتا ہے جو اکیلے نہیں کر سکتا تھا۔

(۷)استعانت کی وجہ سے مسلم فرد کا اپنے رب کے ساتھ تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اور وہ جب اس سے دعا مانگے گا تو قبول ہو گی اور اس کی تکالیف اور درد ختم ہو جائیں گے۔اور اس کے گناہ بھی بخش دیئے جائینگے۔

الاستغاثہ

(پکارنا/ مدد طلب کرنا)

لغوی بحث

"إِسْتِغَاثَة"(از باب استفعال)"إِسْتَغَاثَ"کا مصدر ہے اور یہ "الغَوْثُ" سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی اغاثہ یعنی تکلیف کے وقت میں کسی کی مدد کرنا اور "الْغَيْثُ" کا معنی بارش ہے، "اسْتَغَثْتُهُ" کا معنی ہے میں نے اس سے مدد یا بارش طلب کی "فَأَغَاثَنِي" یعنی اس نے میری مدد کی یا بارش دی۔ فرمان الٰہی ہے:﴿ وَإِن يَسْتَغِيثُواْ يُغَاثُواْ بِمَآءٍ كَٱلْمُهْلِ ﴾(الكهف: ۲۹)اس آیت کریمہ میں وارد فعل "الغَوْثُ"اور"الْغَيْثُ"دونوں سے مشتق ہو سکتا ہے۔"غَوَّثَ الرَّجُلُ وَاسْتَغَاثَ"کا معنی ہے اس نے مدد کے لئے "وَاغَوْثَاه"پکارا۔ اوراسی طرح مصیبت زدہ آدمی یہ کہتا ہے "اَغِثْنِي"یعنی میرے لئے کشادگی فرما، تنگی کو دور فرما۔ اور "إِسْتَغَاثَنِي فُلَانٌ فَأَغَثْتُهُ"اس نے مجھے مدد کے لئے پکارا تو میں نے اس کی مدد کی۔ اوراس کا اسم مصدر غِيَاثٌ ہے ایک اور محاورہ استعمال کرتے ہیں:"وَاسْتَغَثْتُ فُلاناً فَمَا كَانَ لِيَ عِنْدَهُ مَغُوْثَةٌ وَلَاغَوْثٌ"،یعنی میں نے فلاں سے مدد مانگی لیکن اس کے ہاں میرے لئے کوئی مدد نہیں تھی۔ نیز"ضُرِبَ فُلَانٌ فَغَوَّثَ تَغْوِيْثًا"،یعنی فلاں کو مارا گیا تو اس نے "وَاغَوْثَاه"کہا، اور"وَأَغَاثَهُ اللهُ"(باب افعال سے ہے) اور"غَاثَهُ غَوْثًا وَغِيَاثًا"(باب مجرد)اس کا معنی ہے: اللہ نے مدد کی۔([1])

اصطلاحی وضاحت

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: "الإِسْتِغَاثَةُ طَلَبُ الْغَوْثِ وَهوَ لإِزَالَةِ الشِّدَّةِ" یعنی استغاثہ کا معنی ہے تکلیف کو دور کرنے کے لئے پکارنا۔ جس طرح"الإِسْتِنْصَارُ"طلب نصرت کو کہتے ہیں۔ اورالإِسْتِعَانَةُ معونت (مدد) طلب کرنے کو کہتے ہیں۔([2])

المُغِيْثُ اسم باری تعالیٰ ہے : "المُغِيْثُ" کا معنی ہے"المُجِيْبُ"(قبول کرنے والا)لیکن"الإِغَاثَةُ"افعال کے ساتھ خاص ہے جبکہ"الإِجَابَةُ"اقوال کے ساتھ۔

استغاثہ اور دعاء کے درمیان کیا فرق ہے

بعض اہل علم نے کہا ہے: استغاثہ اور دعاء میں یہ فرق ہے کہ استغاثہ مکروب(یعنی کرب و مصیبت) والے کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ دعاء عام ہے۔ مصیبت زدہ وغیرہ سے صادر ہوتی ہے۔ دونوں کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت مطلق ہے یعنی دعاء المکروب میں استغاثہ اور دعاء دونوں ہیں دیگر پکاروں میں اکیلی دعاء ہوتی ہے اس طرح ہر استغاثہ دعاء ہے لیکن ہر دعا استغاثہ نہیں ہے۔([3])

ابو عبد اللہ الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"الغَيَّاثُ مُغِيثٌ"مدد کرنے والے کو کہتے ہیں اور اکثر کہا جاتا ہے:"غِيَاثُ الْمُسْتَغِيْثِيْن"

[1]- لسان العرب (۳۳۱۲/٦) الصحاح(۲۸۹/۱) المختار(٤٨٣) مقاييس اللغة (٤/٠٠٤)

[2]- مجموع الفتاوي (١٠٥/١)

[3]- فتح المجيد (١٦٥،١٦٦) مختصرا

یعنی مصائب وشدائد میں اپنے بندوں (کی مدد) کو پہنچنے والا۔ جب بھی اسے پکارتے ہیں ان کی دعاء قبول کرتا ہے اور انہیں چھٹکارا دینے والا ہے۔ ([1])

اقسام استغاثہ

(۱) غیر مشروع استغاثہ

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تکلیف اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا (یعنی آپ ﷺ کے ذریعہ اللہ کا قرب چاہتا ہے) تو وہ آپ ﷺ کو کرب ومصیبت کے اندر گویا کہ پکارتا ہے، برابر ہے کہ یہ استغاثہ کے لفظ سے ہو یا توسل (یا وسیلہ وغیرہ) کے لفظ سے ہو۔ جو کہ اس کا معنی دیتا ہو۔ اور آدمی کا کہنا کہ: یا اللہ میں تیرے رسول ﷺ کے وسیلے سے تیرے قریب ہوتا ہوں یا کہے کہ: "اَسْتَغِيْثُ بِرَسُوْلِكَ عِنْدَكَ أَنْ تَغْفِرلِي" یعنی میں تیرے رسول ﷺ کے واسطے سے پکارتا ہوں کہ مجھے بخش دے، یہ در حقیقت لغت عربی اور ساری امتوں کی زبانوں میں رسول اللہ ﷺ کو پکارنا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا توسل وسیلہ لینا آپ کو پکارنا ہے اور یہ (یعنی آپ ﷺ سے دعا کروانا) آپ کی زندگی میں اور اس وقت جب کہ آپ مجلس میں بنفس نفیس موجود ہوتے جائز تھا۔

اب آپ ﷺ کی وفات یا آپ ﷺ کی غیر حاضری میں یہ جائز نہیں ہے اور پھر یہ استغاثہ (مخلوق سے) کیا بھی ان امور میں جاسکتا ہے جن پر ان کو قدرت بھی ہو، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ: ﴿ وَإِنِ ٱسۡتَنصَرُوكُمۡ فِي ٱلدِّينِ فَعَلَيۡكُمُ ٱلنَّصۡرُ ﴾ (الأنفال:۷۲) یعنی اگر وہ تم سے دین (کے معاملہ میں) مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے۔ اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَٱسۡتَغَٰثَهُ ٱلَّذِي مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى ٱلَّذِي مِنۡ عَدُوِّهِۦ ﴾ (القصص:۱۵) یعنی (موسیٰ علیہ السلام کو اس شخص نے مدد کے لئے پکارا جو کہ اس کے جماعت سے تھا اس شخص کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا۔ جبکہ وہ کام جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدرت نہیں ہے وہ فقط اللہ اکیلے سے مانگے جائیں گے۔ اسی وجہ سے مسلمان صحابہ کرام و تابعین کرام نبی کریم ﷺ کے فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ کے واسطے سے نہیں پکارتے تھے اور نہ بارش طلب کرتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے توسل سے مانگتے تھے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے بارش طلب کی یعنی ان سے دعا کروائی اور پھر کہا: "اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا إِذَا أَجْدَبْنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَسْتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْنَ"۔ "یا اللہ جب ہم قحط سالی کا شکار ہوتے تھے تو تجھ سے تیرے نبی کریم ﷺ کے توسل سے بارش مانگتے تھے یعنی آپ ﷺ کی دعا کے ذریعہ سے پھر تو ہمیں بارش دیتا تھا، اور اب ہم نبی کریم ﷺ کے چچا کے وسیلہ سے تجھ سے بارش طلب کرتے ہیں یا اللہ ہمیں پانی دے"۔ تو بارش برستی تھی۔ ([2])

---

[1] - مجموع الفتاوىٰ (۱/۱۱۱)

[2] - مجموع الفتاوىٰ (۱/۱۰۵-۱۰۱) بتصرف شديد

(۲) مشروع استغاثہ:

اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرنا یعنی اسے پکارنا یا انبیاء اکرام یا صالحین سے ان کی زندگی میں ان سے دعا کروانا یا اس کام کے لئے مدد مانگنا جس پر ان کو قدرت ہو۔ باقی ان کی وفات کے بعد یا اس چیز کے لئے جس کی ان کو قدرت نہ ہو استغاثہ جائز نہیں ہے۔

اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے واسطے سے استغاثہ کرنا حقیقت میں اس کی ذات سے استغاثہ کرنے (پکارنے) کی طرح ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے واسطے سے استعاذہ (یعنی پناہ طلب کرنا) اس کی ذات سے استعاذہ کرنے کی طرح ہے۔([1])

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شرک کی اقسام سے، مردوں سے حاجت روائی کے لئے سوال کرنا یا ان کو تکلیف میں پکارنا یا ان کی طرف توجہ کرنا بھی ہے۔ اور یہ حقیقی شرک ہے جو اس وقت دنیا میں واقع ہوتا ہے۔ کیوں کہ مرنے والے کا کام ختم ہو چکا اور اب وہ پکارنے والے یا اس سے اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرنے کی استدعا کرنے والے کے لئے نفع و نقصان دینا تو دور کی بات ہے، خود کے لئے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے"۔([2])

اس کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الاستعاذة، الإغاثة، التعاون على البر والتقوى، الدعاء، التوسل، الضراعة والتضرع، الابتهال .

اور اس کی ضد میں دیکھئے: الإعراض، الشرك، الغفلة، الكسل، القنوط، الكبر والعجب، اليأس .

وہ آیات جو الاستغاثہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(۱) ﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ ﴾ الأنفال

(۱) اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے (۹) اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تا کہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے (۱۰)

(۲) ﴿ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ ﴾ القصص

(۲) اور موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے وقت شہر میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں تھے یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا، یہ ایک تو ان کے رفیقوں میں سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں میں سے، ان کی قوم والے نے اس کے خلاف جو ان کے دشمنوں میں سے تھا ان سے فریاد کی، جس پر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مکا مارا جس سے وہ مر گیا موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے، یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور

---

[1] - السابق (۱/۱۱۱)

[2] - فتح المجيد (۱٦٨)

پر بہکانے والا ہے(۱۵)

(۳)﴿ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ ﴾ الأحقاف

(۳)اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آگیا، تم مجھ سے یہی کہتے رہو گے کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا مجھ سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں، وہ دونوں جناب باری میں فریادیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے خرابی ہو تو ایمان لے آ، بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں (۱۷)

وہ آیات جو الاستغاثہ پر معنوی طور دلالت کرتی ہیں

(۴)﴿ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ ﴾ البقرة

(۴)ان کے نبی نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے یقیناً یہ تو تمہارے لئے کھلی دلیل ہے اگر تم ایمان والے ہو(۲۴۸) جب طالوت لشکروں کو لے کر نکلے تو کہا سنو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے، جس نے اس میں سے پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا طالوت مومنین سمیت جب نہر سے گزر گئے تو وہ لوگ کہنے لگے آج تو ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر یقین رکھنے والوں نے کہا بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے(۲۴۹) جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار ہمیں صبر دے، ثابت قدمی دے اور قوم کفار پر ہماری مدد فرما(۲۵۰)

(۵) ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ ﴾ الأنفال

(۵)جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی، یہ

سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو ایمان تولائے ہیں لیکن ہجرت نہیں کی تمہارے لئے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں، ہاں اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے سوائے ان لوگوں کے کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ خوب دیکھتا ہے (۷۲)

(٦)﴿ وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰقَوْمِ إِن كُنتُمْ ءَامَنتُم بِٱللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُواْ عَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٨٦﴾ ﴾ يونس

(٦) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو (۸۴) انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا (۸۵) اور ہم کو اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں سے نجات دے (۸۶)

(۷)﴿ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُمْ كَانُواْ قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ ﴾ الأنبياء

(۷) نوح کے اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ اس نے اس سے پہلے دعا کی ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی (۷٦) اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے تھے ان کے مقابلے میں ہم نے اس کی مدد کی، یقیناً وہ برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو ڈبو دیا (۷۷)

(۸)﴿ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ أَهْلَهُۥ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَٰبِدِينَ ﴿٨٤﴾ ﴾ الأنبياء

(۸) ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۸۳) تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا اور اس کو اہل و عیال عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور اپنی خاص مہربانی سے تاکہ سچے بندوں کے لئے سببِ نصیحت ہو (۸۴)

(۹)﴿ وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِى ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ ﴾ الأنبياء

(۹) مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا (۸۷) تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں (۸۸)

(۱۰)﴿ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِى كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَٱفْتَحْ بَيْنِى وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِى وَمَن مَّعِىَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنجَيْنَٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ ٱلْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ ٱلْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ ﴾ الشعراء

(۱۰) آپ نے کہا اے میرے پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا (۱۱۷) پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور

میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے(۱۱۸) چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (سوار کرا کر) نجات دے دی(۱۱۹) اس کے بعد ہم نے باقیوں کو غرق کر دیا(۱۲۰)

(۱۱)﴿ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ ﴾ الشعراء

(۱۱) میرے پروردگار مجھے اور میرے گھرانے کو اس (وبال) سے بچالے جو یہ کرتے ہیں(۱۶۹)

(۱۲) ﴿ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ ﴾

(۱۲) بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو(۶۲) النمل

(۱۳)﴿ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢١﴾ ﴾ القصص

(۱۳) پس موسیٰ علیہ السلام وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے کہنے لگے اے پروردگار مجھے ظالموں کے گروہ سے بچالے(۲۱)

(۱۴)﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ ﴾ ص

(۱۴) اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا (بھی) ذکر کر، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے(۴۱) اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے(۴۲) اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی اور بھی اسی کے ساتھ اپنی (خاص) رحمت سے، اور عقلمندوں کی نصیحت کے لئے(۴۳) اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر، سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑی ہی رغبت رکھنے والا(۴۴)

(۱۵)﴿ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ﴿١٤﴾ ﴾ القمر

(۱۵) پس اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد کر(۱۰) پس ہم نے آسمان کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا(۱۱) اور زمین سے چشموں کو جاری کر دیا پس اس کام کے لئے جو مقدر کیا گیا تھا (دونوں) پانی جمع ہو گئے(۱۲) اور ہم نے اسے تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر سوار کر لیا(۱۳) جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، بدلہ اس کی طرف سے جس کا کفر کیا گیا تھا(۱۴)

(۱۶)﴿ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١١﴾ ﴾ التحريم

(۱۶) اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جبکہ اس نے دعا کی کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے(۱۱)

وہ احادیث جو الاستغاثہ پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ؟ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ: آللهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (إبراهيم) وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتْ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتْ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ: بِجَنَاحِهِ حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا: هَكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنْ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَرْحَمُ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنْ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللهِ يَبْنِي هَذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنْ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا قَالَ: وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ: نَعَمْ وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْإِنْسَ فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ:

هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللهِ فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ قَالَتْ: اللَّحْمُ قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: الْمَاءُ قَالَ: اللهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ: وَتُعِينُنِي قَالَ: وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾﴾ قَالَ: فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ:﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾﴾البقرة [1]

(۱)سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا عورتوں میں کمر پٹہ باندھنے کا رواج اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہ علیہا السلام) سے چلا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے کمر پر پٹہ اس لئے باندھا تھا تاکہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں (وہ جلد بھاگ جائیں) پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم (علیہ السلام) ساتھ لے کر مکہ میں آئے۔ اس وقت ابھی وہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک بڑے درخت کے پاس بٹھا دیا جو اس جگہ تھا جہاں آب زمزم ہے مسجد کی بلند جانب میں ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ اس لئے وہاں پانی بھی نہیں تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کے لئے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں پانی رکھ دیا پھر ابراہیم علیہ السلام (اپنے گھر کے لئے) روانہ ہوئے۔ اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس خشک جنگل میں جہاں کوئی بھی آدمی اور کوئی بھی چیز موجود نہیں آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے کئی دفعہ اس بات کو دہرایا لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے ہی نہیں تھے۔ آخر ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر ہاجرہ بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرے گا۔ وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے۔ جب وہ ثنیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے۔ تو ادھر

[1] - صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى {واتخذ الله إبراهيم خليلا} رقم (٣٣٦٤)

رخ کیا جہاں اب کعبہ ہے (جہاں پر ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام کو چھوڑ کر آئے تھے) پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب و دانہ میدان میں ٹھہرایا ہے (سورۃ ابراہیم) یشکرون تک۔ ادھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلانے لگیں اور ان کے لخت جگر بھی پیاسے رہنے لگے وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا بیٹا (پیاس کی شدت سے) پیچ و تاب کھا رہا ہے یا (کہا کہ) زمین پر لوٹ رہا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئیں کیوں کہ اس حالت میں بچے کو دیکھنے سے ان کا دل بے چین ہوتا تھا صفا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔ وہ (پانی کی تلاش میں) اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی انسان نظر نہیں آیا۔ وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھا لیا (تا کہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لئے دوڑنا اسی وجہ سے مشروع ہوا (ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی۔ انہوں نے کہا خاموش! وہ اپنے آپ سے کہہ رہی تھیں اور پھر آواز کی طرف انہوں نے کان لگا دیئے۔ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی۔ اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے تو کر دو۔ کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں آب زمزم (کا کنواں) ہے وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔ فرشتے نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کر دیا یا یہ کہا کہ اپنے بازو سے جس سے وہاں پانی ابل آیا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے اسے حوض کی شکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کر دیا (تا کہ پانی بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں۔ جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ پھر ابل پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ! ام اسماعیل پر رحم کرے اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزہ نہ بھرا ہوتا تو زمزم ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت میں ہوتا۔ بیان کیا کہ پھر ہاجرہ علیہا السلام نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔ اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے برباد ہونے کا خوف ہرگز نہ کرنا کیوں کہ یہیں اللہ کا گھر ہوگا۔ جسے یہ بچہ اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اب جہاں بیت اللہ ہے اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا۔ اس طرح وہاں کے دن و رات گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) قبیلہ جرہم کے چند گھرانے مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس میدان سے گزرے ہیں یہاں پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے۔ وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا۔ چنانچہ انہوں نے واپس آکر پانی کی اطلاع دی۔ اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دیں گی۔ ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔ انہوں نے تسلیم کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب ام اسماعیل کو پڑوسی مل گئے۔ انسانوں کی موجودگی ان کے لئے دلجمعی کا باعث ہوئی۔ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوا لیا اور وہ سب لوگ بھی یہیں آکر ٹھہر گئے۔ اس طرح یہاں ان کے کئی

گھرانے آکر آباد ہو گئے۔ اور بچہ (اسماعیل علیہ السلام جرہم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ جوانی میں اسماعیل ایسے خوبصورت تھے۔ کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے تھے۔ چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کر دی پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہ علیہا السلام) کا انتقال ہو گیا۔ اسماعیل کی شادی کے بعد ابراہیم علیہ السلام یہاں اپنے چھوڑے ہوئے خاندان کو دیکھنے آئے۔ اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے اسماعیل علیہ السلام کے متعلق پوچھا انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کی معاش وغیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے۔ بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے شکایت کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام واپس تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور دریافت فرمایا کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے۔ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس اس شکل کے یہاں آئے تھے۔ اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر اوقات کا کیا حال ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی سے ہوتی ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ انہوں نے تمہیں کچھ وصیت بھی کی تھی؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور وہ یہ بھی کہہ گئے کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کر دوں۔ اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ چنانچہ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں طلاق دے دی اور بنی جرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ جب تک اللہ کو منظور رہا ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں آئے۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد وہ تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر میں موجود نہیں تھے۔ آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگوں کا حال کیسا ہے؟ آپ کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق پوچھا انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے۔ بڑی فراخی ہے۔ انہوں نے اس کے لئے اللہ کی تعریف و ثنا کی ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ان دنوں انہیں اناج میسر نہیں تھا۔ اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ صرف گوشت اور پانی کی خوراک میں ہمیشہ گزارہ کرنا مکہ کے سوا اور کسی زمین پر بھی موافق نہیں پڑتا۔ ابراہیم علیہ السلام نے (جاتے ہوئے) اس سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ایک بزرگ بڑی اچھی شکل و صورت کے آئے تھے۔ بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا (کہ کہاں ہیں؟) اور میں نے بتا دیا پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کا کیا حال ہے۔ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں انہوں نے آپ کو سلام کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے۔ چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔ پھر جتنے دنوں اللہ کو منظور رہا اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں (جہاں ابراہیم انہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے ہیں۔ جب اسماعیل

علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہی طرز عمل ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اسماعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کریں۔ انہوں نے فرمایا اور تم بھی میری مدد کر سکو گے ؟ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر اللہ کا ایک گھر بناؤں اور آپ نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے اور ابراہیم علیہ السلام دیوار بناتے رہے۔ اب ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے اور دونوں یہ دعا پڑھتے جاتے تھے۔ ہمارے رب! ہماری یہ خدمت قبول کر بے شک تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ فرمایا کہ یہ دونوں تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے: "اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول فرما بے شک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے"۔

٢- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنْ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي فَكُلُّ امْرِئٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَيَعِيثُ يَمِينًا وَيَعِيثُ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا فَإِنِّي سَأَصِفُهُ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي ثُمَّ يُثَنِّي فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ فَمَنْ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا كَانَتْ النَّارُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ...) [1]

(۲) ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال سے متعلق تھا آپ نے دجال کا ہم سے بیان کیا اور ہم کو اس سے ڈرایا تو فرمایا کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں، اور تم آخر میں ہو سب امتوں سے اور دجال تم ہی لوگوں میں ضرور پیدا ہو گا پھر اگر وہ نکلے اور میں تم میں موجود ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے لڑنے والا ہوں گا۔ (اس سے یہ نکلتا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک یہ معلوم نہ تھا کہ دجال کے نکلنے کا وقت کونسا ہے۔ لیکن اس حدیث میں ہے کہ دجال کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ اور وہ امام مہدی کے بعد نکلے گا۔ پس یہ کلمہ صحابہ کی تشفی کے لئے ہے یا اس سے اور ڈرانا مقصود ہے کہ دجال کا فتنہ ایسا بڑا ہے کہ اگر میرے سامنے نکلے تو مجھ کو اس سے بحث کرنا پڑے گی۔ اور کوئی شخص اس کام کے لئے کافی نہ ہو گا) اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے حجت کرلے۔ اور اللہ سبحانہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر دیکھو دجال نکلے گا خلہ سے جو شام اور عراق کے درمیان ہے (خلہ

[1] - سنن ابن ماجه، كِتَاب الْفِتَنِ، بَاب فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ...، رقم (٤٠٦٧)

کہتے ہیں راہ کو) پھر وہ دائیں اور بائیں ہر طرف فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو جمے رہنا، ایمان پر کیوں کہ میں تم سے اس کی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کی (پس اس صفت سے تم اس کو خوب پہچان لوگے) پہلے تو وہ کہے گا میں نبی ہوں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پھر دوبارہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں، اور دیکھو تم اپنے رب کو مرنے تک نہیں دیکھ سکتے (پس دجال جو دنیا کی زندگی میں دکھلائی دے گا کیوں کر رب ہو سکتا ہے) اور ایک بات اور ہے وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ (وہ اللہ ہر ایک عیب سے پاک ہے) اور دوسرا یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا۔ "کافر"، اس کو ہر ایک مومن (بقدرت الٰہی) پڑھ لے گا۔ خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اس کا فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی لیکن اس کی جنت دوزخ ہے۔ (فی الحقیقت) اور اس کی دوزخ جنت ہے پس جو کوئی اس کی دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ضرور وہ سچے مومنوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے گا) وہ اللہ سے فریاد کرے اور سورہ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے وہ دوزخ (اللہ کے حکم سے) اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور سلامتی جیسے ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

٣- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ: لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَحِي ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ فَيَسْتَحِي فَيَقُولُ: ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ: ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَةَ اللهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنَ لِي فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمْ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ: مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

و له لفظ آخرعند البخاري وهو : إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسَى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَزَادَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ. (١)

(٣) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور (آپس میں) کہیں گے۔ بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور میں آج کسی کو ہم اپنا سفارشی بناتے۔ چنانچہ سب لوگ سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ کے لئے فرشتوں کو سجدہ

---

١ - صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب قول الله {وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا} رقم (٤٤٧٦)، صحيح مسلم رقم (١٩٣)

کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیں تاکہ آج کی اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے حضور میں جانے سے شرم آئے گی۔ کہیں گے کہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے بعد) زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ ان کو بھی شرم آئے گی اور کہیں گے کہ اللہ کے خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی عذر کر دیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ ان کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے شرم دامن گیر ہوگی کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں تم جناب محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور جو چاہو مانگو۔ تمہیں دیا جائے گا۔ جو چاہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کراؤں گا اور پھر جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا میں پھر سفارش کروں گا، اور میرے لئے اللہ حد متعین کرے گا۔۔۔ میں ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کراؤں گا۔ اور شفاعت میں جنت میں داخل کراؤں گا۔ چوتھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو عرض کروں گا جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ضرور قرار دے دیا ہے۔ (بخاری کی دوسری روایت میں ہے) اور آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اسی حال میں اپنی خلاصی کے لئے سیدنا آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے اور پھر محمد ﷺ سے عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ شفاعت کریں گے کہ مخلوق کا فیصلہ کیا جائے۔ پھر آپ بڑھیں گے اور جنت کے دروازے کا حلقہ تھام لیں گے اور اسی دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا جس کی تمام اہل محشر تعریف کریں گے۔

٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بَوَاكِي فَقَالَ: اللهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ قَالَ: فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ. (١)

(۴) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بارش کے طلبگار آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں فائدے مند، خوشگوار اور خوشحال کرنے والی نفع مند نہ کہ نقصان دے، تاخیر کے بجائے جلدی برسنے والی بارش عطا فرما۔ چنانچہ اسی وقت ان پر بادلوں سے

(١) - (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١١٦٩)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء، رقم (١١٦٩)

آسمان (فضا) بھر گیا۔

٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ فَأَبَى فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّخْلَ فَمَشَى فِيهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ: جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِي لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِينَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ: أَخْبِرْ ذَلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُبَارَكَنَّ فِيهَا. (١)

(٥) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب ان کے والد شہید ہوئے تو ایک یہودی کا تیس وسق قرض اپنے اوپر چھوڑ گئے، جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت مانگی لیکن وہ نہیں مانا، پھر جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ اس یہودی (ابو شحم) سے (مہلت دینے کی) سفارش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے یہ فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کے پھل (جو بھی ہوں) اس قرض کے بدلے میں لے لے، جو ان کے والد کے اوپر اس کا ہے، اس نے اس سے بھی انکار کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ باغ میں داخل ہوئے اور اس میں چلتے رہے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ باغ کا پھل توڑ کے اس کا قرض ادا کرو، جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے باغ کی کھجوریں توڑیں اور یہودی کا تیس وسق ادا کر دیا۔ سترہ وسق اس میں سے بچ بھی رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو بھی یہ اطلاع دیں۔ آپ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی خبر ابن خطاب کو بھی کر دو۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ باغ میں چل رہے تھے کہ اس میں ضرور برکت ہو گی۔

٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتْ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَغِثْنَا اللَّهُمَّ أَغِثْنَا اللَّهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ: فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ حَوْلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ. (٢)

(٦) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص (کعب بن مرہ یا ابو سفیان) کا ذکر کیا جو منبر کے سامنے والے دروازہ سے جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا

---

١ - صحيح البخاري، كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب إذا قاص أو جازفه في الدين تمرا بتمر أو غيره، رقم (٢٣٩٦)

٢ - صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، رقم (٨٩٧)

رسول اللہ ﷺ! (بارش نہ ہونے سے) جانور مر گئے اور راستے بند ہو گئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمایئے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنتے ہی ہاتھ اٹھا دیئے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں سیر اب کر، اے اللہ! ہمیں سیر اب کر۔ اے اللہ! ہمیں سیر اب کر۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! کہیں دور دور تک آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ کوئی اور چیز (ہوا وغیرہ جس سے معلوم ہو کہ بارش آئے گی) اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان بھی نہ تھا (کہ ہم بادل ہونے کے باوجود نہ دیکھ سکتے ہوں) پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا اور بیچ آسمان تک پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور بارش شروع ہو گئی۔ اللہ کی قسم ہم نے سورج ایک ہفتہ تک نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص دوسرے جمعہ اسی دروازے سے آیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اس شخص نے پھر آپ کو کھڑے کھڑے ہی مخاطب کیا یا رسول اللہ ﷺ! (بارش کی کثرت سے) مال و متاع پر تباہی آگئی اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ یا اللہ اب ہمارے ارد گرد بارش برسا ہم سے اسے روک دے۔ ٹیلوں پہاڑوں پہاڑیوں وادیوں اور باغوں کو سیر اب کر انہوں نے کہا کہ اس دعا سے بارش ختم ہو گئی اور ہم نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔

٧- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: اللهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي اللهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتَكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝٩﴾ (الأنفال) فَأَمَدَّهُ اللهُ بِالْمَلَائِكَةِ. [1]

(٧) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن بدر کی لڑائی ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کیا پھر دونوں ہاتھ پھیلائے اور پکار کر دعا کرنے لگے، اپنے پروردگار سے (اس حدیث سے یہ نکلا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے) یا اللہ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر یا اللہ اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہو گی (بلکہ جھاڑ پہاڑ پوجے جائیں گے) پھر آپ برابر دعا کرتے رہے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک مونڈھوں سے اتر گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی چادر مونڈھے پر ڈال دی۔ پھر پیچھے لپٹ گئے اور فرمایا اے اللہ کے نبی ﷺ بس آپ کی اتنی دعا کافی ہے اب اللہ اس وعدہ کو پورا فرمائے گا جو اس نے آپ سے کیا ہے۔ تب اللہ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ اخیر تک۔

٨- عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو اللهَ وَيَسْتَغِيثُهُ وَيَسْتَنْصِرُهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ. [2]

---

[1] - صحيح مسلم، كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَاب الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ، رقم (١٧٦٣)

[2] - تفسير الطبري رقم (١٢٧٠١٢٦)

(۸)امام سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے رب سے دعا فرمانے لگے مدد اور استغاثہ طلب کرتے رہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کے لئے فرشتے نازل فرمائے۔

"الاستغاثہ" کے متعلق آثار و علماء و مفسرین کے اقوال

(۱)جناب موسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے: یا اللہ! تیرے لئے ہی ہر قسم کی تعریف ہے۔ اور تیرے پاس ہی شکایت کرتے ہیں، اور تجھ سے ہی مدد مانگی جاتی ہے اور تجھ سے ہی بے بسی کے عالم میں مدد کی درخواست کی جاتی ہے۔ اور تجھ پر ہی توکل کیا جاتا ہے اور تیری مشیئت کے سوا نہ کوئی قدرت ہے نہ طاقت۔[1]

(۲)ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "مخلوق کا مخلوق سے امداد طلب کرنا ڈوبنے والے کا ڈوبنے والے کو مدد کے لئے پکارنے کی طرح ہے۔[2]

(۳)امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: ﴿ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ ﴾ الأنبياء یعنی "اور نوح نے جب اس سے پہلے پکارا تو ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا پھر اس کو اور اس کے اہل کو عظیم تکلیف سے نجات دی۔ اور ہم نے اس کی مدد کی"۔ کی تفسیر میں کہا ہے یعنی "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ! نوح علیہ السلام کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا۔ آپ سے پہلے اور ابراہیم اور لوط علیہ السلام سے بھی پہلے اور اس نے ہم سے سوال کیا کہ ہم اس کی قوم کو ہلاک کریں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی تھی اس وعید میں جو نوح علیہ السلام نے انہیں سنائی تھی۔ اور نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اس چیز کے بارے میں جو وہ ان کے پاس اپنے رب کی طرف سے لائے تھے۔ اور نوح علیہ السلام نے کہا: ﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ ﴾ نوح یعنی "اے رب زمین پر ایک بھی کافر رہنے والا نہ چھوڑ" پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے اہل (یعنی اہل ایمان) کو عظیم تکلیف یعنی اس عذاب سے نجات دی جو تکذیب کرنے والوں پر نازل ہوا تھا۔[3]

(۴)طبری نے اس آیت: ﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّى مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ ﴾ الأنفال یعنی "تم اپنے دشمن سے اپنے رب کی پناہ مانگ رہے تھے اور اس کو ان (کفار) پر مدد کے لئے پکار رہے تھے۔ (فاستجاب لکم) یعنی تمہاری دعا اس طرح قبول فرمائی کہ فرمایا "میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کر رہا ہوں" جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں۔[4]

(۵)اور امام قرطبی نے آیت: ﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا۟ عَبْدَنَا وَقَالُوا۟ مَجْنُونٌ وَٱزْدُجِرَ ﴿٩﴾ فَدَعَا رَبَّهُۥٓ أَنِّى مَغْلُوبٌ فَٱنتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَآ أَبْوَٰبَ ٱلسَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ ﴾ (القمر) یعنی "نوح علیہ السلام نے ان (کفار) پر اس وقت بد دعا کی اور کہا اے میرے رب (میں

---

[1] – مجموع الفتاوی رقم (۲۰۶/۱)

[2] – مجموع الفتاوی رقم (۱۱۲/۱)

[3] – تفسیر الطبري رقم (۳۷/۹)

[4] – تفسیر الطبري رقم (۱۲۶،۱۲۷/۶)

مغلوب ہوں) یعنی وہ اپنی سرکشی سے مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔(فَٱنتَصِرۡ) یعنی میری مدد فرما: "فَفَتَحۡنَآ أَبۡوَٰبَ ٱلسَّمَآءِ "یعنی ہم نے اس کی دعا قبول کی اور (اسے) بحری جہاز بنانے کا حکم دیا اور آسمان کے دروازے زبردست پانی سے کھول دیئے۔([1])

(٦) شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا" مخلوق کا مخلوق کو پکار کر امداد طلب کرنا ویسا ہے جیسا قیدی کا قیدی کو مدد کے لئے پکارنا ہے۔

(٧) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا"اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں انصاف کرنے والے علماء کرام نے کہا ہے کہ ہر مکلف(بالغ مسلمان) پر واجب ہے کہ وہ یہ جان لے کہ مطلقاً اللہ کے سوا کوئی بھی عنایت کرنے والا اور مدد کرنے والا نہیں اور ہر مدد در حقیقت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

الاستغاثہ کے فوائد

(١) استغاثہ میں پوری ہمت (و توجہ) اس اللہ کی طرف لگائی جاتی ہے جو ساری کائنات کے اندر اپنی کمال قدرت کے ساتھ تصرف کرنے والا ہے۔اور یہ بھی یقین کرنا ہے کہ مخلوق اس کی تقدیر اور امر پر عمل کر رہے ہیں۔

(٢) ان امور کے اندر (اللہ کو) مدد کے لئے پکارنا کہ جن پر کوئی دوسرا گرفت نہیں رکھتا، توحید سے ہے اور یہ فقط اسی پر ایمان رکھنے کی دلیل ہے۔

(٣) استغاثہ کی وجہ سے انسان کا عزم قوی ہوتا ہے اس کے اس علم کی وجہ سے کہ وہ جس کو پکار رہا ہے وہ اس کی مدد پر پورا قادر ہے۔

(٤) استغاثہ مدد الٰہی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے جس طرح بدر کے دن مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔

(٥) استغاثہ سے پکارنے والے کی روحانیت پختہ ہوتی ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ جلد ہی تکلیف اور مصیبت دور ہو جائیگی۔

(٦) استغاثہ سے خیر حاصل ہوتی ہے اور انسانوں اور زمین میں خیر عام ہوتا ہے۔

[1] - تفسير الطبري رقم (١٣١/١٧)

الاستغفار

مغفرت طلب کرنا / بخشش طلب کرنا

لغوی بحث

"اسْتِغْفَارٌ" (باب استفعال) "اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ" کا مصدر ہے۔ اس کا اصل مادہ (غ ف ر) ہے جو کہ عام طور پر ستر (یعنی ڈھانپنے) پر دلالت کرتا ہے۔ اور "الغَفْرُ وَالغُفْرَان" کا ایک ہی معنی ہے۔

کہتے ہیں: "غَفَرَاللّٰهُ ذَنْبَهُ غَفْرًا وَمَغْفِرَةً وَغُفْرَانًا" یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا گناہ بخش دیا۔

شاعر نے مغفرت کے بارے میں کہا:

فِي ظِلِّ مَنْ عَنَتِ الْوُجُوهُ لَهُ　　مَلِكُ الْمُلُوكِ وَمَالِكُ الْغَفْرِ

جس کے سائے میں چہرے سرنگوں ہوں جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور مغفرت کا مالک ہے

ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الغَفْرُ" کا اصل معنی "التَّغْطِيَةُ وَالسَّتْرُ" یعنی ڈھانپنا اور چھپانا ہے۔ اور "اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا" یعنی یا اللہ ہمارے گناہ بخش دے۔ "إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الْغَفَّارُ يَا أَهْلَ الْمَغْفِرَة" یعنی تو ہی بخشنے والا ہے۔ "غَفَرَاللّٰهُ ذُنُوْبَهُ" یعنی اللہ نے اس کے گناہوں پر پردہ رکھ دیا۔

حدیث میں ہے: "غِفَارٌ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا" ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا احتمال ہے کہ ان کے لئے دعا ہو بخشش کی یا ان کو خبر سنائی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے اور "اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ذَنْبَهُ" یعنی اللہ اس کے گناہ بخش دے۔ سیبویہ کا شعر ہے:

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ ذَنْبًا لَسْتُ مُحْصِيَهُ　　رَبَّ العِبَادِ إِلَيْهِ القَوْلُ وَالْعَمَلُ

میں اللہ سے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں جنہیں شمار نہیں کر سکتا۔ اس بندوں کے رب سے کہ جس کی طرف قول و عمل لوٹتا ہے۔

اور "تَغَافَرَا" معنی دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کے لئے بخشش طلب کی۔

اور "وَامْرَأَةٌ غَفُوْرٌ" بغیر ہاء کے استعمال ہوتا ہے۔ (۱)

راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:۔ الغَفْرُ: "إِلْبَاسُ مَا يَصُونُهُ عَنِ الدَّنَسِ" کسی کو وہ چیز پہنانا جو کہ اسے میل سے بچائے۔

اسی سے کہا جاتا ہے اور اغْفِرْ ثَوْبَكَ فِي الدِّعَاءِ وَاصْبُغْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَغْفَرُ لِلْوَسَخ" یعنی کپڑے کو رنگ دے۔ کیوں کہ یہ اس کو میل سے زیادہ بچانے والا ہے اور "الغُفْرَانُ وَالْمَغْفِرَةُ مِنَ اللّٰهِ هُوَ أَنْ يَصُونَ الْعَبْدَ مِنْ أَنْ يَمَسَّهُ العَذَابُ" یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے بچاتا ہے۔

اور استغفار کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے قول و فعل کے ذریعے عذاب سے نجات طلب کرنا۔

اور "اغْفِرُوا هَذَا الأَمْرَ بِغَفْرَتِهِ" کا معنی ہے اس بات کو اس طرح ڈھانپو جس طرح اس کا ڈھانپنا واجب ہے۔ (۲)

---

۱ – لسان العرب (۵/۲۵، ۲٦) باختصار

۲ – المفردات في غريب القرآن للأصفهاني (۳٦۲)

"الغَفُوْرِ وَالغَفَّار"اور"غَافِرُ الذَّنْبِ"اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں۔

"الغَفُوْرِ وَالغَفَّـار"اسماء مبالغہ ہیں، جن کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں پر پردہ رکھنے والا اور ان کی خطاؤں اور گناہوں کو درگذر کرنے والا ہے۔ "غَافِرُ الذَّنْبِ"اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء کریمہ میں سے ہے۔([1])

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"الغَفَّار"وہ ہے جو کہ اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے، اور گناہ ان بھی برائیوں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کی سزا دینے سے تجاوز کرتا ہے۔ اور مغفرت ہی چھپانا ہے۔ گناہ بخشتا رہتا ہے۔ جتنی بار گناہوں سے توبہ ہوتی اتنی بار مغفرت ہوتی ہے۔

اور غفور غفار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن لفظ غفور میں مبالغہ کا اضافی معنی پایا جاتا ہے۔ جیسے:"الفعال"، کثرت فعل کا معنی پایا جاتا ہے اور الفعول میں فعل کی اچھائی کمال اور شمول کا معنی پایا جاتا ہے۔([2])

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لہذا"الغفار"وہ ہے جو اپنے بندوں کے گناہ چھپاتا ہے اور ان کے اوپر اپنی رحمت اور مہربانی کا سایہ کرتا ہے۔ اور ستر کا معنی یہ ہے کہ وہ بندے کا معاملہ اپنی خلق کے سامنے ظاہر نہیں کرتا اور نہ ہی سزا دے کر اس کا پردہ کھولتا ہے جس سے اسے لوگوں کے سامنے شہرت ہو جائے۔([3])

اصطلاحی وضاحت

"اسْتَغْفَار غُفْـرَان"(بخشش) طلب کرنے کو کہتے ہیں اور بخشش گناہوں کو معافی کے ساتھ چھپانے کو کہتے ہیں۔ اور اسی طرح قول وفعل کے ساتھ بخشش طلب کرنے کو بھی کہتے ہیں۔([4])

مغفرت اور عفو(معافی)میں کیا فرق ہے

کفوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "غُفْـرَانَ عِقَـاب"(یعنی سزا) کو ساقط کرنے کا مقتضی ہے۔ اور ثواب کے حصول کا بھی اور اس کا فقط مؤمن ہی مستحق ہو سکتا ہے۔ اور یہ فقط باری تعالیٰ کے حق میں ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ جبکہ عفو، ملامت وندامت کے اسقاط کا مقتضی ہے جبکہ ثواب کے حصول کا مقتضی نہیں ہے اور یہ انسان کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

ابو ہلال عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ نہیں کہا جا سکتا "غَفَرَ زَيْدٌ لَكَ" زید نے تجھے بخش دیا، یہ نہایت شاذ استعمال ہے۔ اس کے شاذ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ بندے کی صفات کے لئے تصرف(گردان) نہیں ہوتا جس طرح باری تعالیٰ کی صفات کے متصرف ہوتا ہے، آپ نے نہیں سوچا کہ "اسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ" میں نے اللہ سے بخشش چاہی، تو کہا جا سکتا ہے جبکہ "اسْتَغْفَرْتُ زَيْداً" نہیں کہا جا سکتا۔ اور "مَحْوٌ، عَفْوٌ" اور "غُفران" سے زیادہ عام ہے۔([5])

---

[1] – المقصد الأسنى (٨٠)

[2] – المقصد الأسنى (٢٠٥)

[3] – شأن الدعاء للخطابي (٥٢،٥٣)

[4] – له الأسماء الحسنى للشرباصي (٢/٢٦٣)

[5] – الكليات للكفوي (٦٦٦–٦٦٧)، والفروق لأبي هلال (١٩٥)

اس کے علاوہ "غُفْرَان" اور "السِتْر وَالصَّفْح" کے درمیان فرق کے لئے صفت "السِتْر" اور "الصَّفْح" کا مطالعہ کیجیے۔

مزید معلومات کے لئے درج ذیل صفات کا، طالعہ کریں:

الإبتهال، الإنابة، التوبة، الدعاء، الذكر، الضداعة، التضرع القنوت .

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے:

الإصدار على الذنب- الأعراض، الغفلة، الغرور، القنوط .

وہ آیات جو الاستغفار پر دلالت کرتی ہیں

اول: امید رکھنے والوں کی امید گناہگاروں کی مانوسیت اللہ کی مغفرت کو سن کر پوری ہوتی ہے کہ اللہ غفور اور غفار ہے

(۱)﴿ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ ﴾ البقرة

(۱) اور ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں جاؤ اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو اور دروازے میں سجدے کرتے ہوئے گزرو اور زبان سے حطہ کہو ہم تمہاری خطائیں معاف فرمادیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے (۵۸)

(۲) ﴿ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ ﴾ البقرة

(۲) تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے (۱۷۳)

(۳) ﴿ فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ﴾ البقرة

(۳) ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۱۸۲)

(۴) ﴿ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٢﴾ ﴾ البقرة

(۴) انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے (۱۹۱) اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۱۹۲)

(۵)﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ ﴾

(۵) البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے (۲۱۸)۔ البقرة

(٦) ﴿ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَآءُو فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ ﴾ البقرة

(٦) جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے (۲۲٦)

(۷) ﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِۦ مِنْ خِطْبَةِ ٱلنِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِىٓ أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا۟ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا۟ عُقْدَةَ ٱلنِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ ٱلْكِتَٰبُ أَجَلَهُۥ ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ فَٱحْذَرُوهُ ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ ﴾ البقرة

(۷) تم پر اس پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارہ کنایوں میں ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو، یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے، لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کر لو ہاں یہ اور بات ہے۔ کہ تم بھلی بات بولا کرو اور عقد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے پختہ نہ کرو، جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ بخشش اور حلم والا ہے (۲۳۵)

(۸) ﴿ ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ ﴾ البقرة

(۸) شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے (۲٦۸)

(۹) ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ آل عمران

(۹) کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)

(۱۰) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَلَّوْا۟ مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا۟ ۖ وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ ﴾ آل عمران

(۱۰) تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں کے باعث شیطان کے پھسلانے میں آ گئے لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اللہ تعالیٰ ہے بخشنے والا اور تحمل والا (۱۵۵)

(۱۱) ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ وَعَمَّٰتُكُمْ وَخَٰلَٰتُكُمْ وَبَنَاتُ ٱلْأَخِ وَبَنَاتُ ٱلْأُخْتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِىٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا۟ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنْ أَصْلَٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا۟ بَيْنَ ٱلْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾ ﴾ النساء

(۱۱) حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں، تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہیں، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۲۳)

(۱۲) ﴿ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ ٱلْمُحْصَنَـٰتِ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُم مِّن فَتَيَـٰتِكُمُ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ۚ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَـٰنِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّنۢ بَعْضٍ ۚ فَٱنكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَءَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ مُحْصَنَـٰتٍ غَيْرَ مُسَـٰفِحَـٰتٍ وَلَا مُتَّخِذَٰتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَـٰحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى ٱلْمُحْصَنَـٰتِ مِنَ ٱلْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِىَ ٱلْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾ ﴾ النساء

(۱۲) اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو (اپنا نکاح کر لے) اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے، تم سب آپس میں ایک ہی تو ہو، اس لئے ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدہ کے مطابق ان کے مہران کو دو، وہ پاک دامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں، پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے، کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں گناہ اور تکلیف کا اندیشہ ہو اور تمہارا ضبط کرنا بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے (۲۵)

(۱۳) ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا۟ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِى سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا۟ ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلْغَآئِطِ أَوْ لَـٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُوا۟ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٤٣﴾ ﴾ النساء

(۱۳) اے ایمان والو جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے (۴۳)

(۱۴) ﴿ لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَـٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُو۟لِى ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَـٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَـٰهِدِينَ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى ٱلْقَـٰعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَـٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَـٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَـٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٩٦﴾ ﴾ النساء

(۱۴) اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور

اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے(۹۵)اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے(۹۶)

(۱۵) ﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾ ﴾

(۱۵)جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے(۹۷)مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے(۹۸)بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے در گزر کرے، اللہ تعالیٰ در گزرنے کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے(۹۹)جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور کشادگی بھی اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے(۱۰۰)۔ النساء

(۱۶)﴿ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ ﴾ النساء

(۱۶)جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربانی کرنے والا پائے گا۔

(۱۷)﴿ وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٢٩﴾ ﴾ النساء

(۱۷)تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو اس لئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے(۱۲۹)

(۱۸)﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٥٢﴾ ﴾

(۱۸)اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، یہ ہیں جنہیں اللہ ان کو پورا ثواب دے گا اور اللہ ہی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے(۱۵۲) النساء

(۱۹) ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳﴾ ﴾ المائدة

(۱۹) تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے (۳)

(۲۰) ﴿ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳۳﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۴﴾ ﴾ المائدة

(۲۰) جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے (۳۳) ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کر لیں کہ تم ان پر قابو پالو تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش اور رحم و کرم والا ہے (۳۴)

(۲۱) ﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۹﴾ ﴾ المائدة

(۲۱) چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے (۳۸) جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے (۳۹)

(۲۲) ﴿ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۹۸﴾ ﴾ المائدة

(۲۲) تم یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا بھی ہے (۹۸)

(۲۳) ﴿ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ المائدة

(۲۳) ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کے منکر ہو گئے (۱۰۲)

(۲۴) ﴿ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵۴﴾ ﴾ الأنعام

(۲۴)اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت والا ہے (۵۴)

(۲۵)﴿ قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ ۚ فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ ﴾ الأنعام

(۲۵) آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشر طیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور الرحیم ہے۔

(۲۶)﴿ وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَٰٓئِفَ ٱلْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ ٱلْعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌۢ ﴿١٦٥﴾ ﴾ الأنعام

(۲۶)اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے (۱۶۵)

(۲۷)﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ ٱلْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنَٰهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ ٱلصَّٰلِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَٰهُم بِٱلْحَسَنَٰتِ وَٱلسَّيِّـَٔاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا ٱلْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُۥ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَٰقُ ٱلْكِتَٰبِ أَن لَّا يَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ وَدَرَسُوا۟ مَا فِيهِ ۗ وَٱلدَّارُ ٱلْءَاخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ ﴾ الأعراف

(۲۷)اور وہ وقت یاد کرنا چاہئے کہ آپ کے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا، بلاشبہ آپ کا رب جلدی ہی سزا دے دیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے (۱۶۷)اور ہم نے دنیا میں ان کی مختلف جماعتیں کر دیں بعض ان میں نیک تھے اور بعض ان میں اور طرح تھے اور ان کو خوش حالیوں اور بد حالیوں سے آزماتے رہے کہ شاید باز آجائیں (۱۶۸) پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا وہ اس دنیائے فانی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہو جائے گی حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اس کو بھی لے لیں گے، کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں، اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقویٰ رکھتے ہیں، پھر کیا تم نہیں سمجھتے (۱۶۹)

(۲۸)﴿ فَإِذَا ٱنسَلَخَ ٱلْأَشْهُرُ ٱلْحُرُمُ فَٱقْتُلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَٱحْصُرُوهُمْ وَٱقْعُدُوا۟ لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ ﴾ التوبة

(۲۸) پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو انہیں گرفتار کرو ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۵)

(۲۹) ﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٧﴾ ﴾ التوبة

(۲۹) یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے (۲۵) پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی، ان کفار کا یہی بدلہ تھا (۲۶) پھر اس کے بعد بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی توجہ فرمائے گا، اللہ ہی بخشش و مہربانی کرنے والا ہے (۲۷)

(۳۰) ﴿ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾ لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩١﴾ ﴾ التوبة

(۳۰) بادیہ نشینوں میں سے عذر والے لوگ حاضر ہوئے کہ انہیں رخصت دے دی جائے اور وہ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے جھوٹی باتیں بنائی تھیں اب تو ان میں جتنے کفار ہیں انہیں دکھ دینے والی مار پہنچ کر رہے گی (۹۰) ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے (۹۱)

(۳۱) ﴿ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾ ﴾ التوبة

(۳۱) اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لئے موجب قربت ہے ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے (۹۹)

(۳۲) ﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ

إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ التوبة

(۳۲)اور کچھ تمہارے گرد و پیش والوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے، ان کو ہم جانتے ہیں ہم ان کو دہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے (۱۰۱)اور کچھ اور لوگ ہیں اپنی خطا کے اقراری ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے اللہ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے (۱۰۲)

(۳۳) ﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ ۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿۱۰۷﴾ ﴾ یونس

(۳۳)اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے (۱۰۷)

(۳۴) ﴿ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ ٱلتَّنُّورُ قُلْنَا ٱحْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ ٱثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ ٱلْقَوْلُ وَمَنْ ءَامَنَ ۚ وَمَآ ءَامَنَ مَعَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ٱرْكَبُوا۟ فِيهَا بِسْمِ ٱللَّهِ مَجْر۪ىٰهَا وَمُرْسَىٰهَآ ۚ إِنَّ رَبِّى لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۴۱﴾ ﴾ هود

(۳۴) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور ابلنے لگا ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے (جانداروں میں سے) جوڑے (یعنی) دو (جانور، ایک نر اور ایک مادہ) سوار کرالے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی سوائے ان کے جن پر پہلے سے بات پڑ چکی ہے، اور سب ایمان والوں کو بھی اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے (۴۰) نوح عَلَيْهِ السَّلَام نے کہا اس کشتی میں بیٹھ جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، یقیناً میرا رب بڑی بخشش اور بڑے رحم والا ہے (۴۱)

(۳۵) ﴿ وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِىٓ ۚ إِنَّ ٱلنَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِٱلسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىٓ ۚ إِنَّ رَبِّى غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵۳﴾ ﴾ یوسف

(۳۵) میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا بے شک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے (۵۳)

﴿ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ ٱلْمَثُلَٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿۶﴾ ﴾ الرعد

(۳۶)اور جو تجھ سے (سزا کی طلبی مین) جلدی کر رہے ہیں راحت سے پہلے ہی، یقیناً ان سے پہلے سزائیں (بطور مثال) گزر چکی ہیں اور بے شک تیرا رب البتہ بخشنے والا ہے لوگوں کے بے جا ظلم پر بھی اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ تیرا رب بڑی سخت سزا دینے والا بھی ہے (۶)

(۳۷) ﴿ وَأَنَّ عَذَابِى هُوَ ٱلْعَذَابُ ٱلْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ﴿۵۱﴾ ﴾ الحجر

(۳۷)اور ساتھ ہی میرے عذاب بھی نہایت دردناک ہیں (۵۰) انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا (بھی) حال سنا دو (۵۱)

(۳۸) ﴿ وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ لَا تُحْصُوهَآ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۸﴾ ﴾ النحل

(۳۸)اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے(۱۸)
(۳۹)﴿ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠﴾ ﴾ النحل
(۳۹)جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بے شک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے(۱۰)
(۴۰) ﴿ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٥﴾ ﴾ النحل
(۴۰)تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ خواہشمند ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے(۱۱۵)
(۴۱)﴿ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ ﴾ الإسراء
(۴۱)ہم نے تو اس قرآن میں ہر ہر طرح بیان فرما دیا کہ لوگ سمجھ جائیں لیکن اس سے انہیں تو نفرت ہی بڑھتی ہے(۴۱) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو ضرور وہ اب تک مالک عرش کی جانب راہ ڈھونڈ نکالتے(۴۲)
(۴۲)﴿ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ ﴾ الكهف
(۴۲)تیرا پروردگار بہت ہی بخشش والا اور مہربانی والا ہے وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بے شک انہیں جلد ہی عذاب کر دے، بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کی گھڑی مقرر ہے جس سے وہ سرکنے کی ہرگز جگہ نہیں پائیں گے(۵۸)
(۴۳)﴿ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ﴾ الحج
(۴۳)اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا پھر وہ شہید کر دیئے گئے یا اپنی موت مر گئے، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے(۵۸) انہیں اللہ تعالیٰ ایسی جگہ پہنچائے گا کہ وہ اس سے راضی ہو جائیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ علم اور بردباری والا ہے(۵۹) بات یہی ہے اور جس نے بدلہ لیا کہ اسی کے برابر جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا پھر اگر اس سے زیادتی کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ خود اس کی مدد فرمائے گا بے شک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے(۶۰)
(۴۴) ﴿ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ
عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ
وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۳﴾ ﴾ النور

(۴۴) تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہوگے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے (۳۲) اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہئے جو اپنا نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنادے، تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانا چاہے تو تم ایسی تحریر انہیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو، اور اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو، تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان پر جبر کے بعد بخشش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے (۳۳)

(۴۵) ﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ
الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾ ﴾ الفرقان

(۴۵) اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے، دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سر تاسر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں (۴) اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں بس وہی صبح و شام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں (۵) کہہ دیجئے کہ اسے تو اس اللہ نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے (۶)

(۴۶) ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ
لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا
سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا
يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾
يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ
سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾ ﴾ الفرقان

(٤٦) رحمن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے (۶۳) اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں (۶۴) اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے (۶۵) بے شک وہ

ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بد ترین جگہ ہے(٦٦)اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں(٦٧)اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا(٦٨)اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا(٦٩)سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے(٧٠)

(٤٧)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّٰتِيٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَٰلَٰتِكَ ٱلَّٰتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَٱمْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ ٱلنَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ أَزْوَٰجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ ﴾ الأحزاب

(٤٧)اے نبی ﷺ ہم نے تیرے لئے تیری وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے، اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کے بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ باایمان عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ خاص طور پر صرف تیرے لئے ہی ہے اور مومنوں کے لئے نہیں ہم اسے بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں، یہ اس لئے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے اور رحم والا ہے

(٤٨)﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ فِي ٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي ٱلْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ ٱلرَّحِيمُ ٱلْغَفُورُ ﴿٢﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَا تَأْتِينَا ٱلسَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَٰلِمِ ٱلْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلْأَرْضِ وَلَآ أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٣﴾ لِّيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ ﴾ سبأ

(٤٨)تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، آخرت میں بھی تعریف اسی کے لئے ہے، وہ (بڑی) حکمتوں والا اور (پورا) خبر دار ہے(١)جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے جو آسمان سے اترے اور جو چڑھ کر اس میں جائے وہ سب سے باخبر ہے اور وہ مہربان نہایت بخشش والا ہے(٢) کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی، اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے(٣) تاکہ وہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کو بھلا بدلہ عطا فرمائے یہی لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے(٤)

(٤٩)﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفَّٰرُ ﴿٦٦﴾ ﴾ ص

(۴۹) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف خبر دار کرنے والا ہوں اور بجز اللہ واحد غالب کے اور کوئی لائق عبادت نہیں (۶۵) جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے (۶۶)

(۵۰) ﴿ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ بِٱلْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ ٱلَّيْلَ عَلَى ٱلنَّهَارِ وَيُكَوِّرُ ٱلنَّهَارَ عَلَى ٱلَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِى لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفَّٰرُ ﴿٥﴾ ﴾ الزمر

(۵۰) نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اس نے سورج چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے یقین مانو کہ وہی زبردست اور گناہوں کا بخشنے والا ہے (۵)

(۵۱) ﴿ أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ ۞ قُلْ يَٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾ ﴾ الزمر

(۵۱) کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ (بھی)، ایمان لانے والوں کیلئے اس میں (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں (۵۲) (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے (۵۳)

(۵۲) ﴿ تَنزِيلُ ٱلْكِتَٰبِ مِنَ ٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْعَلِيمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ ٱلذَّنۢبِ وَقَابِلِ ٱلتَّوْبِ شَدِيدِ ٱلْعِقَابِ ذِى ٱلطَّوْلِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿٣﴾ ﴾ غافر

حم (۱) اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے (۲) گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا سخت عذاب والا انعام وقدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے (۳)

(۵۳) ﴿ وَقَالَ ٱلَّذِىٓ ءَامَنَ يَٰقَوْمِ ٱتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يَٰقَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا مَتَٰعٌ وَإِنَّ ٱلْءَاخِرَةَ هِىَ دَارُ ٱلْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ ٱلْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ ۞ وَيَٰقَوْمِ مَا لِىٓ أَدْعُوكُمْ إِلَى ٱلنَّجَوٰةِ وَتَدْعُونَنِىٓ إِلَى ٱلنَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُونَنِى لِأَكْفُرَ بِٱللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِۦ مَا لَيْسَ لِى بِهِۦ عِلْمٌ وَأَنَا۠ أَدْعُوكُمْ إِلَى ٱلْعَزِيزِ ٱلْغَفَّٰرِ ﴿٤٢﴾ ﴾ غافر

(۵۳) اور اس مومن شخص نے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگ) تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا (۳۸) اے میری قوم یہ حیات دنیا متاع فانی ہے، (یقین مانو کہ قرار) اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی کا (۳۹) جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر کا بدلہ ہی ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے (۴۰) اے میری قوم یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو (۴۱) تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے (معبود) کی طرف دعوت دے رہا ہوں (۴۲)

(۵۴) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَبْشِرُوا۟ بِٱلْجَنَّةِ

ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِىٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ ﴾ فصلت

(۵۴)(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ (اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو (۳۰) تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے (۳۱) غفور ورحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے (۳۲)

(۵۵)﴿ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ ﴾ فصلت

(۵۵) آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے یقیناً آپ کا رب معافی والا اور دردناک عذاب والا ہے

(۵۶)﴿ تَرَى ٱلظَّٰلِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا۟ وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فِى رَوْضَاتِ ٱلْجَنَّاتِ ۖ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ ٱلَّذِى يُبَشِّرُ ٱللَّهُ عِبَادَهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِى ٱلْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُۥ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ ﴾

(۵۶) آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے جن کے وبال ان پر واقع ہونے والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے وہ جو خواہش کریں اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے یہی ہے بڑا فضل (۲۲) یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق) نیک عمل کیے تو کہہ دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لئے اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھادیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے (۲۳)۔ الشوری

(۵۷)﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ ٱفْتَرَىٰهُ ۖ قُلْ إِنِ ٱفْتَرَيْتُهُۥ فَلَا تَمْلِكُونَ لِى مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِۦ شَهِيدًۢا بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٨﴾ ﴾ الأحقاف

(۵۷) اور انہیں جب ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو منکر لوگ سچی بات کو جب کہ ان کے پاس آچکی کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷) کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے تو اس نے خود گھڑ لیا ہے آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں ہی اسے بنالایا ہوں تو تم میرے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، تم اس (قرآن) کے بارے میں جو کچھ کہہ سن رہے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے، میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے وہی کافی ہے، اور وہ بخشنے والا مہربان ہے (۸)

(۵۸) ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا۟ حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ ﴾ الحجرات

(۵۸) اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لئے بہتر ہوتا، اور اللہ غفور ورحیم ہے

(۵۹)﴿ وَلِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ لِيَجْزِىَ ٱلَّذِينَ أَسَٰٓـُٔوا۟ بِمَا عَمِلُوا۟ وَيَجْزِىَ ٱلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ بِٱلْحُسْنَى ﴿٣١﴾ ٱلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ ٱلْإِثْمِ وَٱلْفَوَٰحِشَ إِلَّا ٱللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَٰسِعُ ٱلْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِى بُطُونِ أُمَّهَٰتِكُمْ ۖ

فَلَا تُزَكُّوٓاْ أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ ﴿٣٢﴾ ﴾ النجم

(۵۹)اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تا کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے(۳۱)ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے، وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو، وہی پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے(۳۲)

(۶۰) ﴿ قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِى تُجَٰدِلُكَ فِى زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿١﴾ ٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَآئِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَٰتِهِمْ ۖ إِنْ أُمَّهَٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّٰٓـِٔى وَلَدْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ ٱلْقَوْلِ وَزُورًا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٢﴾ ﴾ المجادلة

(۶۰)یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے(۱)تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں)وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے(۲)

(۶۱)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَٰجَيْتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ المجادلة

(۶۱)اے مسلمانو جب تم رسول ( ) سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ تر ہے، ہاں اگر نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے(۱۲)

(۶۲)﴿ تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ ﴿٢﴾ ﴾

(۶۲)بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے(۱)جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے(۲)۔ الملك

(۶۳)﴿ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُۥ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو ٱلْعَرْشِ ٱلْمَجِيدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ ﴾

(۶۳)یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے(۱۲)وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا(۱۳)وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے(۱۴)عرش کا مالک عظمت والا ہے(۱۵)جو چاہے اسے کر گزرنے والا ہے(۱۶)۔ البروج

دوم: اللہ کے طرف سے استغفار کرنے کا حکم

(۶۴)﴿ ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُواْ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾ ﴾ البقرة

(٦٤)پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(٦٥)﴿ وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِى

ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَـٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ ﴾ آل عمران

(٦٥)اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۳) جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے (۱۳۴)

(٦٦) ﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ ﴾ النساء

(٦٦) یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے، اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو (۱۰۵) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے (۱۰۶)

(٦٧) ﴿ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَـٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَـٰهٍ إِلَّآ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا۟ عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى ٱللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ المائدة

(٦٧) وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہوگئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا تیسرا ہے، دراصل سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں، اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں المناک عذاب ضرور پہنچے گا (۷۳) یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو بہتر ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے (۷۴)

(٦٨) ﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱلْكِتَـٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُو۟لِى ٱلْأَلْبَـٰبِ ﴿٥٤﴾ فَٱصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِبْكَـٰرِ ﴿٥٥﴾ ﴾ غافر

(٦٨) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ عطا فرمایا اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا (۵۳) کہ وہ ہدایت و نصیحت تھی عقل مندوں کے لئے (۵۴) تو اے نبی تو صبر کر اللہ کا وعدہ بلا شک (وشبہ) سچا ہی ہے تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ اور صبح شام اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ (۵۵)

(٦٩) ﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ وَٱسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ ﴾

(٦٩) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے (٦) فصلت

(٧٠) ﴿ فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَىٰكُمْ ﴿١٩﴾ ﴾ محمد

(٧٠) سو (اے نبی) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی اللہ تم لوگوں کی آمد و رفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے (۱۹)

(۷۱) ﴿ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ ٱلَّيْلِ وَنِصْفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَٱللَّهُ يُقَدِّرُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَءَاخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِى ٱلْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ ۙ وَءَاخَرُونَ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَقْرِضُوا۟ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا۟ لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَٱسْتَغْفِرُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌۢ ﴿٢٠﴾ ﴾ المزمل

(۷۱) آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، وہ (خوب) جانتا ہے کہ تم اسے ہر گز نہ نبھا سکو گے پس اس نے تم پر مہربانی کی لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لئے آسان ہو اتنا ہی پڑھو وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوں گے بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی روزی بھی) تلاش کریں گے اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے، سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو اور جو نیکی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۲۰)

(۷۲) ﴿ إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ﴿٣﴾ ﴾ النصر

(۷۲) جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے (۱) اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے (۲) تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے (۳)

سوم: انبیاء کرام اور نیک لوگوں کا اپنی قوموں کو استغفار کرنے کا حکم

(۷۳) ﴿ الٓر ۚ كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّا ٱللَّهَ ۚ إِنَّنِى لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ وَأَنِ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَٰعًا حَسَنًا إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِى فَضْلٍ فَضْلَهُۥ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾ إِلَى ٱللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤﴾ ﴾ هود

(۷۳) الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے (۱) یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسی کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی) دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (۳) تم کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے (۴)

(۷۴) ﴿ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱلَّذِى فَطَرَنِىٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَٰقَوْمِ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا۟ مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾ ﴾ هود

(۷۴)اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا میری قوم والو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم تو صرف بہتان باندھ رہے ہو(۵۰)اے میری قوم میں تم سے اس کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے (۵۱)اے میری قوم کے لوگو تم اپنے پالنے والے سے اپنی تقصیروں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو، تاکہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر اور طاقت و قوت بڑھا دے اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو(۵۲)

(۷۵)﴿ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ ﴾ ھود

(۷۵)اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے(۶۱)

(۷۶) ﴿ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ ﴾ ھود

(۷۶)اور اے میری قوم (کے لوگو) کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو میری مخالفت ان عذابوں کا مستحق بنادے جو قوم نوح اور قوم ہود اور صالح کو پہنچے ہیں اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں(۸۹)تم اپنے رب سے استغفار کرو اور اس کی طرف توبہ کرو، یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے(۹۰)

(۷۷)﴿ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ ﴾ یوسف

(۷۷)خاوند نے جو دیکھا کہ یوسف کا کرتا پیٹھ کی جانب سے پھاڑا گیا ہے تو صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم عورتوں کی چال بازی ہے بے شک تمہاری چال بازی بہت بڑی ہے(۲۸)یوسف اب اس بات کو آئی جائی کرو اور (اے عورت) تو اپنے گناہ سے توبہ کر، بے شک تو گنہگاروں میں سے ہے(۲۹)

(۷۸)﴿ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾

(۷۸)ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے وہ تو تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے تمام گناہ معاف فرمادے، اور ایک مقرر وقت تک تمہیں مہلت عطا فرمائے، انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو(۱۰)۔ إبراهيم

(۷۹) ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾﴾ نوح

(۷۹) یقیناً ہم نے نوح (عَلَیْہِ السَّلَام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرادو (اور خبر دار کر دو) اس سے پہلے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آجائے (۱) (نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے) کہا اے میری قوم میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۲) کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو (۳) تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دے گا، یقیناً اللہ کا وعدہ جب آجاتا ہے تو موخر نہیں ہوتا کاش کہ تمہیں سمجھ ہوتی (۴) (نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے) کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے (۵) مگر میرے بلانے سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے (۶) میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا (۷)

چہارم: استغفار کرنا انبیاء کرام اور نیک لوگوں کی صفات میں سے ہے

(۸۰) ﴿ءَامَنَ الرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِۦ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾﴾ البقرة

(۸۰) رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے (۲۸۵) اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما (۲۸۶)

(۸۱) ﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِىٍّ قَٰتَلَ مَعَهُۥ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَآ أَصَابَهُمْ فِى سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّٰبِرِينَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِىٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿١٤٧﴾ فَـَٔاتَىٰهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْءَاخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾﴾ آل عمران

(۸۱) بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں کو (ہی) چاہتا ہے (۱۴۶) وہ یہی کہتے رہے کہ اے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے (۱۴۷) اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے (۱۴۸)

(۸۲) ﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِى خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَٰطِلًا سُبْحَٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُۥ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِى لِلْإِيمَٰنِ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا ۚ رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ ﴾ آل عمران

(۸۲) آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (۱۹۰) جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے (۱۹۱) اے ہمارے پالنے والے تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں (۱۹۲) اے ہمارے رب ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا با آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے یا الٰہی اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر (۱۹۳)

(۸۳) ﴿ وَيَٰٓـَٔادَمُ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِىَ لَهُمَا مَا وُۥرِىَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَىٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّى لَكُمَا لَمِنَ ٱلنَّٰصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّىٰهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا ٱلشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ ٱلْجَنَّةِ ۖ وَنَادَىٰهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا ٱلشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَآ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ ٱهْبِطُوا۟ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢٤﴾ ﴾ الأعراف

(۸۳) اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (۱۹) پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ (۲۰) اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں (۲۱) سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن

ہے؟(۲۲)دونوں نے کہااے ہمارے رب ہم نے اپنابڑا نقصان کیااور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گااور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے(۲۳)حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک(۲۴)

(۸۴)﴿ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١٥٠﴾ ﴾ الأعراف

(۸۴)اور موسیٰ(علیہ السلام) کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا معبود ٹھہرالیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھااور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھااس کو انہوں نے معبود قرار دیااور بڑی بے انصافی کا کام کیا(۱۴۸)اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارارب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے ہو جائیں گے(۱۴۹)اور جب موسیٰ(علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیااپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کرلی،اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے،ہارون(علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھااور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤاور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو(۱۵۰)

(۸۵)﴿ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ۖ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ ﴾ الأعراف

(۸۵)اور موسیٰ(علیہ السلام) نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین کے لئے منتخب کیے،سو جب ان کو زلزلہ نے آپکڑا تو موسیٰ(علیہ السلام) عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اگر تجھ کو یہ منظور ہوتا تو اس سے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا کیا تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا؟ یہ واقعہ محض تیری طرف سے ایک امتحان ہے،ایسے امتحانات سے جس کو تو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت پر قائم رکھے تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرمااور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے(۱۵۵)

(۸۶)﴿ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ

أَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِۦ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِيٓ أَكُن مِّنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٤٧﴾ ﴾ هود

(۸۶)نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے، اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے(۴۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں تجھے ہرگز وہ چیز نہ مانگنی چاہئے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے(۴۶) نوح نے کہا میرے پالنہار میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا، تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا(۴۷)

(۸۷)﴿ قَالُوا۟ لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَآءَنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلَّذِى فَطَرَنَا ۖ فَٱقْضِ مَآ أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِى هَٰذِهِ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَآ ﴿٧٢﴾ إِنَّآ ءَامَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَٰيَٰنَا وَمَآ أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ ٱلسِّحْرِ ۗ وَٱللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ ﴿٧٣﴾ ﴾ طه

(۸۷)انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ترجیح دیں ان دلیلوں پر جو ہمارے سامنے آچکیں اور اس اللہ پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اب تو تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے وہ اسی دنیوی زندگی میں ہی ہے)۷۲(ہم (اس امید سے) اپنے پروردگار پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے اور (خاص کر) جادوگری (کا گناہ) جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا ہے، اللہ ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے(۷۳)

(۸۸)﴿ إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِى يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَٱتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰٓ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِى وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ ﴾ المؤمنون

(۸۸)میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لاچکے ہیں تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے(۱۰۹) (لیکن) تم انہیں مذاق میں ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس مشغلے نے) تم کو میری یاد (بھی) بھلادی اور تم ان سے مذاق ہی کرتے رہے(۱۱۰)

(۸۹)﴿ فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿١١٧﴾ وَقُل رَّبِّ ٱغْفِرْ وَٱرْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١١٨﴾ ﴾ المؤمنون

(۸۹)اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ ہے اور بڑی بلندی والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بزرگ عرش کا مالک ہے(۱۱۶) جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں(۱۱۷) اور کہو کہ اے میرے رب تو بخش اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے(۱۱۸)

(۹۰)﴿ قَالَ ءَامَنتُمْ لَهُۥ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُۥ لَكَبِيرُكُمُ ٱلَّذِى عَلَّمَكُمُ ٱلسِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَٰفٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا۟ لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَٰيَٰنَآ أَن كُنَّآ أَوَّلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ ﴾

(۹۰)فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں

گا(۴۹)انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی(۵۰)اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں ہمیں امید پڑتی ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرمادے گا(۵۱)۔ الشعراء

(۹۱)﴿ قَالَ أَفَرَءَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُمُ ٱلْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّىٓ إِلَّا رَبَّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٧٧﴾ ٱلَّذِى خَلَقَنِى فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَٱلَّذِى هُوَ يُطْعِمُنِى وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَٱلَّذِى يُمِيتُنِى ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَٱلَّذِىٓ أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِى خَطِيٓـَٔتِى يَوْمَ ٱلدِّينِ ﴿٨٢﴾ ﴾ الشعراء

(۹۱)آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو؟(۷۵)تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں(۷۶)بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے(۷۷)جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے(۷۸)وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے(۷۹)اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے(۸۰)اور وہی مجھے مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا(۸۱)اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میں میرے گناہوں کو بخش دے گا(۸۲)

(۹۲)﴿ وَدَخَلَ ٱلْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِۦ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِۦ ۖ فَٱسْتَغَٰثَهُ ٱلَّذِى مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى ٱلَّذِى مِنْ عَدُوِّهِۦ فَوَكَزَهُۥ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۖ إِنَّهُۥ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّى ظَلَمْتُ نَفْسِى فَٱغْفِرْ لِى فَغَفَرَ لَهُۥٓ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ ﴾ القصص

(۹۲)اور موسیٰ (علیہ السلام) ایک ایسے وقت شہر میں آئے جبکہ شہر کے لوگ غفلت میں تھے یہاں دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا، یہ ایک تو اس کے رفیقوں میں سے تھا اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے، اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی، جس پر موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کے مکا مارا جس سے وہ مر گیا موسیٰ (علیہ السلام) کہنے لگے یہ تو شیطانی کام ہے، یقیناً شیطان دشمن اور کھلے طور پر بہکانے والا ہے(۱۵)پھر دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا، تو مجھے معاف فرمادے اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا وہ بخشش اور بہت مہربانی کرنے والا ہے(۱۶)

(۹۳)﴿ وَهَلْ أَتَىٰكَ نَبَؤُا۟ ٱلْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا۟ ٱلْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا۟ عَلَىٰ دَاوُۥدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَٱحْكُم بَيْنَنَا بِٱلْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَٱهْدِنَآ إِلَىٰ سَوَآءِ ٱلصِّرَٰطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَآ أَخِى لَهُۥ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِىَ نَعْجَةٌ وَٰحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِى فِى ٱلْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِۦ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْخُلَطَآءِ لَيَبْغِى بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُۥدُ أَنَّمَا فَتَنَّٰهُ فَٱسْتَغْفَرَ رَبَّهُۥ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُۥ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُۥ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَـَٔابٍ ﴿٢٥﴾ ﴾ ص

(۹۳)اور کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی (بھی) خبر ملی؟ جبکہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں آ گئے(۲۱)جب یہ داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچے پس یہ ان سے ڈر گئے انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم دو فریق مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے(۲۲)(سنئے) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک بھی مجھ ہی کو دے دے اور مجھ پر بات میں بڑی

سختی برتتا ہے(۲۳) آپ نے فرمایا اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبی ملا لینے کا سوال بے شک تیرے اوپر ایک ظلم ہے اور اکثر حصہ دار اور شریک (ایسے ہی ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نہوں نے نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں اور داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے پھر تو اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور (پوری طرح) رجوع کیا(۲۴) پس ہم نے بھی ان کا وہ (قصور) معاف کر دیا، یقیناوہ ہمارے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور بہت اچھے ٹھکانے والے ہیں(۲۵)

(۹۴) ﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَٰنَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِۦ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ ٱغْفِرْ لِى وَهَبْ لِى مُلْكًا لَّا يَنۢبَغِى لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِىٓ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ ﴾ ص

(۹۴) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا(۳۴) کہا کہ اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے(۳۵)

(۹۵) ﴿ وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلْإِيمَٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِى قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ ﴾ الحشر

(۹۵) اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے(۱۰)

(۹۶) ﴿ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَٱغْفِرْ لَنَا رَبَّنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٦﴾ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ٱلَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَٱللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ ﴾ الممتحنة

(۹۶) اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے(۵) یقینا تمہارے لئے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد و ثناء ہے(۶) کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے، اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے(۷)

(۹۷) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَٱغْفِرْ لَنَآ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ ﴾ التحريم

(۹۷) اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان داروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان

کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے(۸)

پنجم: استغفار اپنے نفس اور دوسروں کے لئے کیا جاتا ہے

(۹۸)﴿ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ ﴾ آل عمران

(۹۸)قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیئے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں(۱۵۷) بالیقین خواہ تم مر جاؤ یا مار ڈالے جاؤ جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کئے جاؤ گے(۱۵۸) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے سو آپ ان سے در گزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے(۱۵۹)

(۹۹)﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ ﴾ النساء

(۹۹)ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آ جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے، تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے(۶۴)

(۱۰۰)﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ ﴾ الأعراف

(۱۰۰)موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے(۱۵۱) بے شک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں(۱۵۲) اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر وہ ان کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ معاف کر دینے والا رحمت کرنے والا ہے(۱۵۳)

(۱۰۱)﴿ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ ﴾ یوسف

(۱۰۱)جواب دیا آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، اللہ تمہیں بخشے، وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے(۹۲)

(۱۰۲)﴿ فَلَمَّآ أَن جَآءَ ٱلْبَشِيرُ أَلْقَىٰهُ عَلَىٰ وَجْهِهِۦ فَٱرْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا ٱسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَآ إِنَّا كُنَّا خَٰطِـِٔينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّىٓ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ ﴾

(۱۰۲)جب خوشخبری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر وہ کرتا ڈالا اسی وقت وہ پھر سے بینا ہو گئے کہا کیا میں تم سے نہ کہا کرتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۹۶) انہوں نے کہا ابا جی آپ ہمارے لئے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بے شک ہم قصوروار ہیں (۹۷) کہا اچھا میں جلد ہی تمہارے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا، وہ بہت بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے (۹۸)۔ یوسف

(۱۰۳)﴿ رَبِّ ٱجْعَلْنِى مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِى ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ ٱلْحِسَابُ ﴿٤١﴾ ﴾ ابراهيم

(۱۰۳)اے میرے پالنے والے مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما (۴۰) اے ہمارے پروردگار مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے (۴۱)

(۱۰۴)﴿ يَٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ ءَالِهَتِى يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَٱهْجُرْنِى مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّىٓ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ بِى حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَأَدْعُوا۟ رَبِّى عَسَىٰٓ أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّى شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ ﴾ مريم

(۱۰۴)ابا جان مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں (۴۵) اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ (۴۶) کہا اچھا تم پر سلام ہو، میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے (۴۷) میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا (۴۸)

(۱۰۵)﴿ ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَٱغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا۟ وَٱتَّبَعُوا۟ سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٧﴾ ﴾ غافر

(۱۰۵)عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے (۷)

(۱۰۶)﴿ حمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِىٓ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ ۚ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥﴾ ﴾ الشورى

(۱۰۶)حم(۱)عسق(۲)اللہ تعالیٰ جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے اسی طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا (۳)آسمانوں کی (تمام) چیزیں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے وہ برتر اور عظیم الشان ہے(۴) قریب ہے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانیوالا رحمت والا ہے(۵)

(۱۰۷) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾

(۱۰۷)اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زناکاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی، اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کر لیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے اور معاف کرنے والا ہے(۱۲)۔ الممتحنة

(۱۰۸)﴿ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا۟ عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوٓا۟ إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَّبِّ ٱغْفِرْ لِى وَلِوَٰلِدَىَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا تَبَارًۢا ﴿٢٨﴾ ﴾ نوح

(۱۰۸)اور نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پالنے والے تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ(۲۶)اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو (یقینا) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کر دیں گے اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں ہی کو جنم دیں گے(۲۷)اے میرے پروردگار تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا(۲۸)

ششم: اللہ رب العالمین کا معاف کرنا توبہ اور نیک عمل کے ساتھ مشروط ہے۔

(۱۰۹)﴿ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ ٱسْكُنُوا۟ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةَ وَكُلُوا۟ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا۟ حِطَّةٌ وَٱدْخُلُوا۟ ٱلْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيٓـَٰٔتِكُمْ سَنَزِيدُ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ ﴾ الأعراف

(۱۰۹)اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے اور جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دیں گے(۱۶۱)

(۱۱۰)﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَتَّقُوا۟ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ ﴾ الأنفال

(۱۱۰)اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے(۲۹)

(۱۱۱)﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي ٱلْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْـَٔاخِرَةَ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا۟ مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَٰلًا طَيِّبًا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيْدِيكُم مِّنَ ٱلْأَسْرَىٰٓ إِن يَعْلَمِ ٱللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ ﴾ الأنفال

(۱۱۱) نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے(۶۷) اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی(۶۸) پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ غفور ورحیم ہے(۶۹) اے نبی اپنے ہاتھ تلے کے قیدیوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا اور پھر گناہ بھی معاف فرمائے گا اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے(۷۰)

(۱۱۲)﴿ وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَٰهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا۟ ٱلسُّوٓءَ بِجَهَٰلَةٍ ثُمَّ تَابُوا۟ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوٓا۟ إِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٩﴾ ﴾ النحل

(۱۱۲) اور یہودیوں پر جو کچھ ہم نے حرام کیا تھا اسے ہم پہلے ہی سے آپ کو سنا چکے ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے(۱۱۸) جو کوئی جہالت سے برے عمل کرلے پھر توبہ کرلے اور اصلاح بھی کرلے تو پھر آپ کا رب بلاشک وشبہ بڑی بخشش کرنیوالا اور نہایت ہی مہربان ہے(۱۱۹)

(۱۱۳)﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَٱخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ ٱلذُّلِّ مِنَ ٱلرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ٱرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِن تَكُونُوا۟ صَٰلِحِينَ فَإِنَّهُۥ كَانَ لِلْأَوَّٰبِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ ﴾ الإسراء

(۱۱۳) اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا(۲۳) اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے(۲۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے(۲۵)

(۱۱۴)﴿ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ قَدْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَٰعَدْنَٰكُمْ جَانِبَ ٱلطُّورِ ٱلْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ ٱلْمَنَّ وَٱلسَّلْوَىٰ ﴿٨٠﴾ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا۟ فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ﴿٨١﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ثُمَّ ٱهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ ﴾ طه

(۱۱۴)اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں طرف کا وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا(۸۰)تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو جائے وہ یقیناتباہ ہوا(۸۱)ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں(۸۲)

(۱۱۵)﴿ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥﴾ ﴾ النور

(۱۱۵)جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو یہ فاسق لوگ ہیں(۴)ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے(۵)

(۱۱۶)﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ ﴾ النور

(۱۱۶)تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کرلینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے(۲۲)

(۱۱۷)﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٥٩﴾ ﴾ الأحزاب

(۱۱۷)اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکالیا کریں اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے(۵۹)

(۱۱۸)﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ ﴾ الأحقاف

(۱۱۸)اور یاد کرو جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب(نبی کے)پاس پہنچ گئے تو(ایک دوسرے سے)کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے(۲۹)کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے یقیناوہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ(عَلَيْهِ السَّلَام)کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے(۳۰)اے ہماری قوم اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا(۳۱)

(۱۱۹)﴿ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ

اَللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ ﴾ الحدید

(۱۱۹)(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان کے لئے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۲۱)

(۱۲۰)﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَـٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَـٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ وَمَسَـٰكِنَ طَيِّبَةً فِى جَنَّـٰتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ ﴾ الصف

(۱۲۰) اے ایمان والو کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلادوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ (۱۰) اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو (۱۱) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲)

ہفتم: استغفار کا قبول ہونا اللہ کی مشیئت کے تحت ہے

(۱۲۱)﴿ لِّلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَإِن تُبْدُوا۟ مَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ ٱللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨٤﴾ ﴾ البقرۃ

(۱۲۱) آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (۲۸۴)

(۱۲۲)﴿ وَلِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ ﴾ آل عمران

(۱۲۲) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے (۱۲۹)

(۱۲۳) ﴿ وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ وَٱلنَّصَـٰرَىٰ نَحْنُ أَبْنَـٰٓؤُا۟ ٱللَّهِ وَأَحِبَّـٰٓؤُهُۥ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ ﴾ المائدۃ

(۱۲۳) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے

(۱۲۴)﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ المائدۃ

(۱۲۴) کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (۴۰)

(۱۲۵)﴿ وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ ﴾ المائدة

(۱۲۵)اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبانہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا، تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے(۱۱۶) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے(۱۱۷) اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے(۱۱۸)

(۱۲۶)﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَءَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَصَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا۟ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِىَ ٱللَّهُ ٱلصَّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ ٱلْمُنَٰفِقِينَ إِن شَآءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾ ﴾ الأحزاب

(۱۲۶)یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے(۲۱) اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے کہ انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا(۲۲) مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی(۲۳) تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو سزا دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے(۲۴)

(۱۲۷)﴿ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ ﴾ الفتح

(۱۲۷)اور زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

ہشتم: استغفار مومن اور متقی کا قبول ہوتا ہے

(۱۲۸)﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۙ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٩﴾ ﴾ المائدة

(۱۲۸)اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے(۹)

(۱۲۹)﴿ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (۱۵) ﴾ محمد

(۱۲۹)اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بد بو کرنے والا نہیں، اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے کیا یہ مثل اس کے ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے؟ اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا(۱۵)

(۱۳۰) ﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (۱) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (۲) ﴾ الفتح

(۱۳۰)بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی ہے(۱) تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالی معاف فرمائے، اور تجھ پر اپنا احسان پورا کر دے اور تجھے سیدھی راہ چلائے(۲)

(۱۳۱) ﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (۲۹) ﴾ الفتح

(۱۳۱)محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے(۲۹)

(۱۳۲)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (۲) إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (۳) إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (۴) ﴾ الحجرات

(۱۳۲)اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو(۲) بے شک جو لوگ رسول اللہ کے خدمت میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لئے جانچ لیا ہے ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے(۳) جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (بالکل) بے عقل ہیں(۴)

(۱۳۳)﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ

لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٨﴾ ﴾ الحديد

(۱۳۳) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا، جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۲۸)

(۱۳۴) ﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ﴾ التغابن

(۱۳۴) پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے (۱۶)

(۱۳۵) ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ ﴾ الملك

(۱۳۵) بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے (۱۲)

نہم: کافر سے استغفار اس وقت قبول ہوگا جب وہ اسلام لے آئے

(۱۳۶) ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٨٦﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٨٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٨٩﴾ ﴾ آل عمران

(۱۳۶) جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا (۸۵) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہو جائیں، اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا (۸۶) ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو (۸۷) جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۸۸) مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۸۹)

(۱۳۷) ﴿ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ ﴾

(۱۳۷) آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے (۳۸) الأنفال

دہم: مشرک اور فاسق سے استغفار قبول نہیں کیا جائے گا

(۱۳۸) ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ ﴾

(۱۳۸) اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا (۱۱۶) النساء

(۱۳۹)﴿ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٠﴾ ﴾ التوبة

(۱۳۹)جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے، انہی کے لئے دردناک عذاب ہے(۷۹)ان کے لئے تو استغفار کر یا نہ کر اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا(۸۰)

یازدہم: استغفار کے لئے افضل اوقات

(۱۴۰)﴿ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ﴿١٧﴾ ﴾ آل عمران

(۱۴۰)آپ ﷺ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں(۱۵)جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لا چکے اس لئے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا(۱۶)جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں(۱۷)

(۱۴۱) ﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ الذاريات

(۱۴۱)بے شک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے(۱۵)ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہوں گے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے(۱۶)وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے(۱۷)اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے(۱۸)

دوازدہم: استغفار کا دنیا میں فائدہ یہ ہے کہ عذاب سے دوری اور خیر و برکات کا حاصل ہونا

(۱۴۲)﴿ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ الأنفال

(۱۴۲)اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

(۱۴۳)﴿ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ ﴾ الكهف

(۱۴۳)لوگوں کے پاس ہدایت آچکنے کے بعد انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف اسی چیز نے روکا کہ اگلے

لوگوں کا سا معاملہ انہیں بھی پیش آئے یا ان کے سامنے کھلم کھلا عذاب آموجود ہو جائے (۵۵)

(۱۴۴) ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ ﴾ النمل

(۱۴۴) آپ نے فرمایا اے میری قوم کے لوگو تم نیکی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں مچا رہے ہو؟ تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۶)

(۱۴۵) ﴿ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَٰرًا ﴿١٢﴾ ﴾ نوح

(۱۴۵) پھر میں نے انہیں باآواز بلند بلایا (۸) اور بے شک میں نے ان سے علانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی (۹) اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر آسمان کو خوب برساتا ہوا چھوڑ دے گا (۱۱) اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا (۱۲)

سیزدہم: آخرت میں استغفار کرنے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری

(۱۴۶) ﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ﴿١٣٦﴾ ﴾ آل عمران

(۱۴۶) جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے (۱۳۵) انہیں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے ان نیک کاموں کے کرنیوالوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے (۱۳۶)

(۱۴۷) ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ ﴾ الأنفال

(۱۴۷) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں (۲) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے (۴)

(۱۴۸) ﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ الأنفال

(١٤٨) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی (٧٤)

(١٤٩) ﴿ وَلَئِنْ أَذَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَٰهَا مِنْهُ إِنَّهُۥ لَيَـُٔوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ ٱلسَّيِّـَٔاتُ عَنِّىٓ ۚ إِنَّهُۥ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾ ﴾ هود

(١٤٩) اگر ہم انسان کو اپنی کسی نعمت کا ذائقہ چکھا کر پھر اسے اس سے لے لیں تو وہ بہت ہی ناامید اور بڑا ہی ناشکرا بن جاتا ہے (٩) اور اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں اس سختی کے بعد جو اسے پہنچ چکی تھی تو وہ کہنے لگتا ہے کہ بس برائیاں مجھ سے جاتی رہیں، یقیناً وہ بڑا ہی اترانے والا شیخی خور ہے (١٠) سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں انہی لوگوں کے لئے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا نیک بدلہ بھی (١١)

(١٥٠) ﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَآ أَنَا۠ لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ وَٱلَّذِينَ سَعَوْا۟ فِىٓ ءَايَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ ﴾ الحج

(١٥٠) اعلان کر دو کہ لوگو میں تمہیں کھلم کھلا چوکنا کرنیوالا ہی ہوں (٤٩) پس جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان ہی کے لئے بخشش ہے اور عزت والی روزی (٥٠) اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو پست کرنے کے در پے رہتے ہیں وہی دوزخی ہیں (٥١)

(١٥١) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ٱلْغَٰفِلَٰتِ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا۟ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ ٱللَّهُ دِينَهُمُ ٱلْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ ٱلْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ ٱلْخَبِيثَٰتُ لِلْخَبِيثِينَ وَٱلْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَٰتِ ۖ وَٱلطَّيِّبَٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَٱلطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَٰتِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ ﴾ النور

(١٥١) جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے (٢٣) جبکہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے (٢٤) اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے (٢٥) خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں، ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ (بہتان باز) کر رہے ہیں وہ ان سے بالکل بری ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت والی روزی (٢٦)

(١٥٢) ﴿ إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَٱلْقَٰنِتِينَ وَٱلْقَٰنِتَٰتِ وَٱلصَّٰدِقِينَ وَٱلصَّٰدِقَٰتِ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَٱلصَّٰبِرَٰتِ وَٱلْخَٰشِعِينَ وَٱلْخَٰشِعَٰتِ وَٱلْمُتَصَدِّقِينَ وَٱلْمُتَصَدِّقَٰتِ وَٱلصَّٰٓئِمِينَ وَٱلصَّٰٓئِمَٰتِ وَٱلْحَٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ

وَٱلْحَـٰفِظَـٰتِ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ ﴾ الأحزاب

(۱۵۲)بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لئے اللہ تعالی نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (۳۵)

(۱۵۳) ﴿ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلذِّكْرَ وَخَشِىَ ٱلرَّحْمَـٰنَ بِٱلْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ ﴾ یس

(۱۵۳)بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے رحمن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر کی خوش خبریاں سنا دیجئے (۱۱)

(۱۵۴)﴿ وَمَا لِىَ لَآ أَعْبُدُ ٱلَّذِى فَطَرَنِى وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ ٱلرَّحْمَـٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّى شَفَـٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّىٓ إِذًا لَّفِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّىٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَـٰلَيْتَ قَوْمِى يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِى رَبِّى وَجَعَلَنِى مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ ﴾ یس

(۱۵۴)اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۲) کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں (۲۳) پھر تو میں یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں (۲۴) میری سنو میں تو (سچے دل سے) تم سب کے رب پر ایمان لا چکا (۲۵) (اس سے) کہا گیا کہ جنت میں چلا جا کہنے لگا کاش میری قوم کو بھی علم ہو جاتا (۲۶) کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں سے کر دیا (۲۷)

(۱۵۵)﴿ ٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَوْلَـٰدِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ ٱلْكُفَّارَ نَبَاتُهُۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَىٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَـٰمًا ۖ وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنٌ ۚ وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَـٰعُ ٱلْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ ﴾ الحديد

(۱۵۵)خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا زینت اور آپس میں فخر (و غرور) اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے اور کچھ بھی تو نہیں (۲۰)

وہ احادیث جو "الاستغفار" پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ. (1)

(۱)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے چاہیئے کہ اسے اپنے کپڑے کے کنارے سے تین مرتبہ صاف کرلے اور یہ دعا پڑھے: اے میرے رب! تیرا نام لے کر میں اپنی کروٹ رکھتا ہوں۔ اور تیرے نام ہی کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان کو باقی رکھا تو اسے معاف کرنا اور اگر اسے (اپنی طرف سوتے ہی میں) اٹھالیا تو اس کی حفاظت اس طرح کرنا جس طرح تو اپنے نیکوکار بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: عَبْدِي أَذْنَبَ ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى: لَا أَدْرِي أَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ اعْمَلْ مَا شِئْتَ. (2)

(۲)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا کہ ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا کہ یا اللہ میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا اے میرے مالک میرا گناہ بخش دے پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا اے پالنے والے میرے میرا گناہ بخش دے پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے اے بندے اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا۔ عبدالاعلیٰ نے کہا: (جو کہ راوی حدیث ہے) مجھے یاد نہیں تیسری بار یا چوتھی بار یہ فرمایا: اب جو چاہے عمل کر۔

٣- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْنَا: بَلَى قَالَ: قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ

(1) – صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، رقم (٧٣٩٣)، صحيح مسلم رقم (٢٧١٤)

(2) – صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وإن تكررت الذنوب والتوبة رقم (٢٧٥٨)

فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ: لَا شَيْءَ قَالَ: لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ: نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ: فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ.[1]

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تم کو اپنی بپتی اور رسول اللہ ﷺ کی بپتی سناؤں؟ ہم نے کہا ضرور، فرمایا ایک رات نبی ﷺ میرے یہاں تھے کہ آپ آرام کرنے کے لئے لیٹے اور چادر لی اور جوتی اتار کر اپنے پاؤں کے آگے رکھی۔ اور چادر کا کنارہ اپنے بچھونے پر بچھایا اور لیٹے رہے اور تھوڑی دیر اس خیال سے ٹھہرے رہے اور یہ گمان کر لیا کہ میں سو گئی۔ پھر آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتی پہنی اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور پھر آہستہ سے اس کو بند کر دیا۔ پھر میں نے بھی اپنی چادر لی اور سر پر اوڑھی اور تہبند پہنا اور آپ کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر دونوں ہاتھ تین بار اٹھائے۔ پھر واپس ہوئے اور میں بھی واپس ہوئی پھر آپ جلدی چلنے لگے تو میں بھی جلدی چلنے لگی پھر آپ ﷺ دوڑنے لگے تو میں بھی دوڑنے لگی پھر آپ ﷺ گھر آگئے اور میں بھی گھر آگئی۔ مگر آپ ﷺ سے پہلے آئی اور گھر میں آتے ہی لیٹ گئی۔ اور آپ ﷺ جب گھر میں آئے تو فرمایا: اے عائشہ! کیا ہوا تمہارا سانس پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم بتا دو! نہیں تو وہ باریک بین دباخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھے خبر دے دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں پھر میں نے آپ کو بتا دیا تب آپ ﷺ نے فرمایا: جو کالا کالا میرے آگے نظر آتا تھا وہ تم ہی تھیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر گھونسا مارا (یہ محبت سے تھا) کہ مجھے درد ہوا اور فرمایا کہ: تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق دبائیں گے۔ تب میں نے کہا جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو اللہ اس کو جانتا ہے (یعنی اگر آپ مجھ سے کسی بی بی کے پاس جاتے بھی تو بھی اللہ دیکھتا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ جب تم نے دیکھا انہوں نے مجھے پکارا اور تم سے چھپایا تو میں نے بھی چاہا کہ تم سے چھپاؤں اور وہ تمہارے پاس نہیں آیا کرتے تھے اس حال میں کہ تم آرام کرنے کے لئے لیٹ چکی ہوتی تھیں۔ اور میں سمجھا کہ تم سو گئیں۔ سو میں نے برا جانا کہ تم کو جگاؤں اور یہ بھی خوف کیا کہ تم گھبراؤ گی کہ کہاں چلے گئے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا پروردگار حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کو جاؤ اور ان کے لئے مغفرت مانگو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں! آپ ﷺ نے فرمایا: کہو سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر اللہ رحمت کرے ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر۔ اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

---

[1] – صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، رقم (٩٧٤)

٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: وَلِلْمُقَصِّرِينَ.[1]

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما! صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لئے بھی (یہی دعا فرمایئے) لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت کر پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی۔ تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔

٥- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ.

(۵) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور پوتوں کو۔[2]

٦- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ فَقَالَ: آذِنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ فَآذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رضي الله عنه فَقَالَ: أَلَيْسَ اللهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ﴾ التوبة: ٨٠ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾ التوبة: ٨٤.[3]

(٦) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کی موت ہوئی تو اس کا بیٹا (عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! والد کے کفن کے لئے آپ اپنی قمیص عنایت فرمایئے۔ اور ان پر نماز پڑھئے اور مغفرت کی دعا کیجئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص (مروت کی وجہ سے) عنایت کی اور فرمایا کہ مجھے بتانا میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اطلاع بھجوائی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے جیسا ارشاد باری ہے: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ﴾ التوبة:٨٠ "تو ان کے لئے استغفار کر یا نہ کر اور اگر تو ستر مرتبہ بھی استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا"۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اس کے بعد یہ آیت اتری: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾ التوبة: ٨٤ "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھانا"۔

٧- عَنْ جُنْدَبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ أَوْ كَمَا قَالَ.[4]

(۷) جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص بولا قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا اللہ تعالیٰ نے

[1] – صحيح البخاري، كتاب الحجّ، باب الحلق والتقصير عند الإحلال رقم (١٧٢٨) صحيح مسلم رقم (١٣٠٢)
[2] – صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار رضي الله تعالى عنهم رقم (٢٥٠٦)
[3] – صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكفّ أو لا يكفّ ومن كفّن بغير قميص رقم (١٢٦٩)
[4] – صحيح مسلم، كتاب البرّ والصّلة والآداب، باب النهي عن تقنيط الإنسان من رحمة الله تعالى رقم (٢٦٢١)

فرمایا کون ہے وہ جو قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کے (جس نے قسم کھائی تھی) اعمال لغو اور بے کار کر دیئے۔

٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ. (١)

(٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے جس نے (بنی اسرائیل میں سے) کوئی نیک کام کبھی نہیں کیا تھا وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا ڈالیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی دریا میں بکھیر دیں کیونکہ اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو ایسا عذاب مجھ کو دے گا جو دنیا کے کسی شخص کو بھی وہ نہیں دے گا پھر اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اس نے خشکی کو حکم دیا تو جو راکھ اس کے اندر تھی جمع کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے خوف سے میں نے ایسا کیا اور تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي قَالُوا يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي قَالُوا وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونَنِي قَالُوا مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا لَا قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي قَالُوا وَيَسْتَغْفِرُونَكَ قَالَ: فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ: فَيَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ: فَيَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ. (٢)

(٩) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر اختتام پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے تیری کبریائی بیان کرتے تھے تیری حمد کرتے تھے۔ اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے

(١) - صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه رقم (٢٧٥٦)

(٢) - صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل مجالس الذكر رقم (٢٦٨٩)

جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزو مند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں۔ واللہ! انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

١٠- عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ بَعَثَ إِلَى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِنْ إِخْوَانِكَ حَتَّى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ: تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهِ حَتَّى دَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ: إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ: وَكُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتَّى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: لِمَ قَتَلْتَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقَتَلْتَهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيدُهُ عَلَى أَنْ يَقُولَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (١)

(١٠) جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ہوا تو انہوں نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا کہ تم میرے لئے اپنے چند بھائیوں کو جمع کرو تا کہ میں ان سے باتیں کروں۔ عسعس نے لوگوں کو بلا بھیجا وہ اکٹھے ہوئے تو جندب رضی اللہ عنہ آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے۔ انہوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جندب رضی اللہ عنہ کی باری آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انہوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس اس ارادے سے آیا ہوں تا کہ تم سے تمہارے پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمنا سامنا ہوا میدان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو تاکا اور

---

١ – صحيح مسلم، كتاب الإيمان باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال لا إله إلا الله (٩٧)

لوگوں نے ہم سے کہا وہ مسلمان اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب انہوں نے تلوار اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا: ”لا الہ الا اللہ“ لیکن انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر ایک خوش خبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا حال بھی بیان کر دیا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو بہت تکلیف دی اور فلاں اور فلاں کو قتل کیا اور کئی آدمیوں کے نام لئے۔ پھر میں اس پر غالب ہوا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا؟ پھر آپ ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے۔ تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا۔

١١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مِفْصَلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَ اللهَ وَهَلَّلَ اللهَ وَسَبَّحَ اللهَ وَاسْتَغْفَرَ اللهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ السُّلَامَى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ. قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ يُمْسِي. (١)

(١١) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں سو جس نے اللہ کی بڑائی کی اور اللہ کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور لوگوں کی راہ سے پتھر ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹا دی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا اس نے تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر سلامتی حاصل کی وہ اس دن اس حال میں چل رہا ہو گا کہ اس نے اپنی جان کو دوزخ سے آزاد کر وا دیا۔ ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ وہ شام بھی اسی حال میں کرتا ہے۔

١٢- عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه فِي بَيْتِهِ قَالَ: فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ: كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ: فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهُ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى قَالَ: فَجِئْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

١ - صحيح مسلم، كِتَاب الزَّكَاة، بَاب بَيَان أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَة يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوف رقم (١٠٠٧)

(۱۲)ابو سائب سے روایت ہے کہ جو ہشام بن زہرہ کا غلام تھے وہ گئے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ابو سائب نے کہا میں نے ان کو نماز میں پایا تو میں بیٹھ گیا۔ منتظر تھا نماز ختم ہونے کا کہ اتنے میں گھر کے کونے میں رکھی ہوئی لکڑیوں میں سے کچھ حرکت کی آواز آئی۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا میں دوڑا اس کے مارنے کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کوٹھری مجھے بتائی اور پوچھا یہ کوٹھڑی دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اس میں ہم لوگوں میں سے ایک جوان رہتا تھا جس کی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ نکلے خندق کی طرف وہ جوان دوپہر کو آپ سے اجازت مانگتا اور گھر آجایا کرتا ایک دن آپ علیہ السلام سے اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے ڈر ہے بنی قریظہ کا (جنہوں نے دغابازی کی تھی اور موقع دیکھ کر مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے) اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لئے جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دونوں پٹوں کے بیچ میں دروازے میں کھڑی ہے اس نے غیرت کے مارے اپنا نیزہ اٹھایا اس کے مارنے کو عورت نے کہا اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہو گا میں کیوں نکلی ہوں۔ وہ جوان اندر گیا دیکھا تو ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے جوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور نیزے سے زخمی کر دیا پھر باہر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹا اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرا یا جوان۔ پھر ہم رسول اللہ علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ اس جوان کو پھر سے زندہ کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لئے بخشش کی دعا کرو پھر فرمایا مدینہ میں جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو (اسی طرح جیسے اوپر گذرا) اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو وہ شیطان ہیں (یعنی کافر جن ہیں یا شریر سانپ ہیں)۔ (١)

١٣- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(۱۳)حمران مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے خبر دی۔ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی (لے کر) ڈالا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی دیا پھر ناک صاف کی۔ پھر تین دفعہ اپنا منہ دھویا اور کہنیوں تک تین دفعہ ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر ہر ایک پاؤں تین دفعہ دھویا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام میرے اس وضو جیسا وضو فرمایا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے اور (حضور قلب سے) دو رکعت پڑھے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو اللہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (٢)

١٤- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي

١ - صحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها رقم (٢٢٣٦)

٢ - صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (١٥٩)، صحيح مسلم رقم (٢٢٦)

وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ ﴾ آل عمران: ١٣٥ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (١)

(١٤) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا اور جب کوئی اور شخص مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا پس جب وہ مجھے قسم دے دیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ فرمایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی انسان گناہ کر بیٹھتا ہے تو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ پھر انہوں نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ ﴾ آل عمران

١٥- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ قَالَ: أَبُو أُمَامَةَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَقَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ: ذَنْبَكَ. (٢)

(١٥) ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ مجھ سے حد کا کام ہوا ہے مجھ کو حد لگائیے۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس نے پھر کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے حد کا کام کیا ہے مجھ پر حد لگائیے۔ آپ ﷺ چپ ہو رہے اس نے تیسری بار بھی ایسا ہی کہا۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوئی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا یہ دیکھنے کو کہ آپ ﷺ اس شخص کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے ملا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں نے حد کا کام کیا ہے مجھ کو حد لگائیے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت تو اپنے گھر سے نکلا تھا تو نے اچھی طرح سے وضو نہیں کیا؟ وہ بولا کہ اے اللہ کے رسول کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ وہ بولا: ہاں یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ نے تیری حد کو یا تیرے گناہ کو بخش دیا۔

١٦- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللهِ رَجُلٌ فَقَالَ تَرَكْتُ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلًا يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ يُفَسِّرُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿ يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾ الدخان قَالَ: يَأْتِي النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دُخَانٌ فَيَأْخُذُ بِأَنْفَاسِهِمْ حَتَّى يَأْخُذَهُمْ

---

١ - (حسن)صحيح سنن الترمذي رقم (٣٠٠٦)، سنن الترمذی، كتاب تفسير الْقُرْآن، بَاب وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ (٣٠٠٦)

٢ - صحيح مسلم، كتَاب التَّوْبَة، بَاب قَوْله تَعَالَى{إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ} رقم (٢٧٦٥)

مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللهُ أَعْلَمُ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ اللهُ أَعْلَمُ إِنَّمَا كَانَ هَذَا أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَحَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ اللهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَقَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ فَدَعَا اللهَ لَهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ الدخان قَالَ فَمُطِرُوا فَلَمَّا أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَةُ قَالَ عَادُوا إِلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾ الدخان ﴿ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ ﴾ الدخان قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.[1]

(۱٦) مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور بولا: اے ابو عبد الرحمن ایک بیان کرنے والا کندہ کے دروازوں پر بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے یہ دھواں آنے والا ہے اور کافروں کا سانس روک دے گا۔ مسلمانوں کو اس سے زکام کی کیفیت پیدا ہو گی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو تم میں سے جو شخص کوئی بات جانتا ہے اس کو کہے اور جو نہیں جانتا تو یوں کہے کہ: اللہ پاک خوب جانتا ہے۔ کیونکہ علم کی یہی بات ہے کہ جو بات تم میں سے کوئی نہ جانتا ہو اس کے لئے اللہ اعلم کہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی سے فرمایا: کہو اے محمد ﷺ میں کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کی کیفیت دیکھی کہ وہ سمجھانے سے نہیں مانتے تو فرمایا: اے اللہ ان پر سات برس کا قحط بھیج جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سال تک قحط ہوا تھا۔ آخر قریش پر قحط پڑا جو ہر چیز کو کھا گیا یہاں تک انہوں نے کھالوں اور مردار کو بھی کھالیا بھوک کے مارے یہاں تک کہ اگر شخص آسمان کو دیکھتا تو فاقے کی وجہ سے دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا۔ یہاں تک انہوں نے ہڈیاں وغیرہ کھانا شروع کر دیں پھر آپ ﷺ کے پاس آیک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے محمد تمہاری قوم تو تباہ ہو گئی ان کے لئے اللہ سے دعا کرو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مضر تو بہت بڑا بہادر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ ہم ان سے عذاب کو ہٹاتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنی عادات کی طرف واپس لوٹ آئیں گے فرمایا: ان پر بارش برسے گی۔ پھر جب ان کی تنگدستی ختم ہو گئی تو واپس اپنی روش پر آ گئے۔ تو اللہ رب العالمین نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿١٠﴾ ﴾ اور ﴿ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ ﴾ (الدخان) انتظار کر اس دن کا جب آسمان سے کھلم کھلا دھواں اٹھے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانک لے گا یہ دکھ کا عذاب ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا: ہم عذاب کو موقوف کرنے والے ہیں۔ اگر اس آیت میں آخرت کا عذاب مراد ہوتا تو وہ کہیں موقوف ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے ہم بدلہ لیں گے تو اس پکڑ سے مراد بدر کی پکڑ ہے۔

١٧- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرْ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرْ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى

[1] - صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب الدخان، رقم (٢٧٩٨)

إِذَا كَانَتْ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ فِيمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ مِنْ الزِّنَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبِهِ جُنُونٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَزَنَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُولُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ قَالَ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنْ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ إِنَّهَا حُبْلَى مِنْ الزِّنَى فَقَالَ آنْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ لَهَا حَتَّى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ حَتَّى وَضَعَتْ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتْ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ فَرَجَمَهَا. ([1])

(۱۷) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہو واپس جا اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ تھوڑی دور گئے پھر واپس آ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے ہلاکت ہو واپس جا اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ تھوڑی دور گئے پھر واپس آ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔ جب چوتھی مرتبہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے کس چیز سے پاک کروں؟ ماعز رضی اللہ عنہ نے کہا: زنا سے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) پوچھا: کیا اس کو جنون ہے؟ معلوم ہوا جنون نہیں ہے۔ پھر فرمایا: کیا اس نے شراب پی ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور ان کا منہ سونگھا تو شراب کی بو نہیں پائی۔ پھر آپ ﷺ نے (ماعز رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: کیا تو نے زنا کیا ہے؟ وہ بولے ہاں۔ آپ ﷺ نے حکم کیا تو ان کو رجم کیا گیا۔ اب اس کے باب میں لوگ دو فریق ہو گئے۔ ایک تو یہ کہتا کہ: ماعز رضی اللہ عنہ تباہ ہوئے گناہ نے ان کو گھیر لیا۔ دوسرا یہ کہتا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور کہنے لگا مجھ کو پتھروں سے مار ڈالیئے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے آپ ﷺ نے سلام کیا۔ پھر بیٹھے فرمایا: ماعز رضی اللہ عنہ کے لئے بخشش طلب کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ تعالی ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو بخشے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں بانٹی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ بعد اس کے آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی غامد کی (جو ایک شاخ ہے) ازد کی (ازد ایک مشہور قبیلہ ہے) اور کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھ کو پاک کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلی جا اور دعا مانگ اللہ سے بخشش کی اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔ عورت نے کہا آپ مجھ کو لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز رضی اللہ عنہ کو لوٹایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ وہ بولی میں پیٹ سے ہوں زنا سے۔ آپ

[1] - صحیح مسلم، کتاب الحُدُود، بَاب مَنْ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى، رقم (١٦٩٥)

علیہ السلام نے فرمایا تو خود؟ اس نے کہا ہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا ٹھہر۔ جب تک تو جنے (کیونکہ حاملہ کا رجم نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اسی طرح کوڑے لگانا یہاں تک وہ جنے) پھر ایک انصاری شخص نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لی۔ جب وہ جنی تو انصاری جناب رسول اللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ غامدیہ جن چکی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ابھی تو ہم اس کو رجم نہیں کریں گے۔ اور اس کے بچے کو بے دودھ کے نہ چھوڑیں گے۔ ایک انصاری شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں بچے کو دودھ پلوالوں گا تب آپ علیہ السلام نے اس کو رجم کیا۔

۱۸- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَسَفَتْ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ اللهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتْ الشَّمْسُ وَقَالَ يُخَوِّفُ عِبَادَهُ. (۱)

(۱۸) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ علیہ السلام گھبرا کر اٹھے کہ قیامت آئی اور مسجد میں آئے اور کھڑے نماز پڑھتے رہے جس میں قیام اور رکوع اور سجدہ بہت لمبا تھا کہ میں نے اتنا لمبا سجدہ ان کی کسی نماز میں نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا کہ: یہ نشانیاں ہیں کہ اللہ ان کو بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پھر جب ایسے کچھ دیکھو تو اللہ کے آگے گڑ گڑا کر اسے یاد کرو اور اس سے دعا کرو اور اس سے بخشش مانگو اور ابن علاء کی روایت میں "کسفت" کا لفظ ہے اور یہ کہ اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔

۱۹- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ. (۲)

(۱۹) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ علیہ السلام ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی تھیں پھر ان کو بند کر دیا اور فرمایا کہ: جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔ اور لوگوں نے ان کے گھر میں رونا شروع کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے لئے اچھی ہی دعا کرو اس لئے کہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو بخش دے اور بلند کر ان کا درجہ ہدایت والوں میں اور تو ان کے باقی رہنے والے عزیزوں میں ان کا خلیفہ ہو جا۔ اور اے پالنے والے عالموں کے بخش دے ہم کو اور ان کو۔ اور کشادہ کر ان کی قبر کو اور روشنی کر اس میں۔

۲۰- عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي اغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنْ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنْ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

---

۱ - صحيح مسلم، كتاب الْكُسُوف، بَاب ذِكْرِ النِّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، رقم (۹۱۲)

۲ - صحيح مسلم، كتاب الْجَنَائِز، بَاب فِي إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ رقم (۹۲۰)

(۲۰) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ سید الاستغفار (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے کہ یوں کہے: اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر تیری نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔([1])

۲۱- عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ (۱۳) وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ (۱۴)﴾ الزخرف ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ قُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ.([2])

(۲۱) علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں پس جب انہوں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو فرمایا: "بسم اللہ" تین مرتبہ، پھر جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو فرمایا: "الحمد للہ" پھر فرمایا: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ (۱۳) وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ (۱۴)﴾ الزخرف (وہ ذات پاک ہے جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم میں یہ صلاحیت نہیں تھی اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے) پھر تین بار "الحمد للہ" اور تین بار "اللہ اکبر" کہا پھر یہ کلمات پڑھے: "سُبْحَانَكَ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ" (تیری ذات پاک ہے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا پس مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا) پھر آپ مسکرائے میں ان سے کہا: اے امیر المومنین! آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا جیسے میں نے کیا پھر آپ ﷺ مسکرائے تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس وقت بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ: "اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي" میرے گناہ معاف کر دے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

۲۲- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ

[1] - صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار رقم (٦٣٠٦)

[2] - (صحيح)صحيح سنن الترمذي رقم (٣٤٤٦)، سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا ركب الناقة (٣٤٤٦)

وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ. (١)

(۲۲)عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ایک جنازے پر نماز پڑھی اور میں نے آپ کی دعا میں سے یہ لفظ یاد رکھے: اے اللہ بخش اس کو اور رحم کر اور تندرستی دے اس کو اور معاف کر اس کو اور اپنی عنایت سے مہربانی کر اس کی اس کا گھر (قبر) کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھودے اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو اس گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا۔ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔

٢٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ عليه السلام صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِهِمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ. (٢)

(۲۳)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا آدمی کا جماعت سے نماز پڑھنا اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا زیادہ (اجر و ثواب کا باعث) ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف جائے اور مسجد کی طرف جانے سے اس کا مقصد سوائے نماز کے کوئی اور نہ ہو۔ تو یہ جو قدم بھی اٹھائے گا، اس کے ذریعے سے اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہو گا پھر جب نماز پڑھ لے گا تو جب تک باوضو اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے گا، فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت فرما، اے اللہ! اس پر مہربان ہو جا، اور جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے وہ برابر نماز ہی میں رہتا ہے۔

٢٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ عليه السلام يَقُولُ قَالَ اللهُ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. (٣)

(۲۴)انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے (اچھی) امید رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے عمل کیسے ہی ہوں، اور میں پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا، اے آدم کے بیٹے! اگر مجھے اس حال میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو گا تو میں تیرے پاس زمین بھر بخشش لے کر آؤں گا۔

---

١ - صحيح مسلم، كتاب الْجَنَائِزِ، بَاب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ، رقم (٩٦٣)

٢ - مسند أحمد رقم (٧١٢١)، صحيح البخاري، كتاب الْبُيُوعِ، بَاب مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ، رقم (٤٤٥)، صحيح مسلم، كتاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ، رقم (٦٤٩)

٣ - (صحيح)صحيح سنن الترمذي رقم (٣٥٤٠)، سنن الترمذي، كتاب الدَّعَوَاتِ، بَاب فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ...، رقم (٣٥٤٠)

۲۵- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ: اللهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ. (1)

(۲۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بلند حصے میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں اترے اور یہاں چوبیس راتیں قیام فرمایا پھر آپ ﷺ نے بنو نجار کو بلا بھیجا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میری نظروں کے سامنے نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں، جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کے لوگ آپ کے چاروں طرف ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اترے اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے تو فوراً نماز ادا کرلیں۔ آپ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے پھر آپ ﷺ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے حکم فرمایا۔ چنانچہ بنو نجار کے لوگوں کو بلوا کر فرمایا کہ: اے بنو نجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ ﷺ! اس کی قیمت ہم صرف اللہ سے مانگتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جیسا کہ تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں۔ اس باغ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت بھی تھے پس نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھڑوا دیا ویرانے کو صاف اور برابر کرایا اور درختوں کو کٹوا کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے قبلے کی جانب بچھا دیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنا دیا۔ صحابہ پتھر اٹھائے ہوئے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ: اے اللہ! آخرت کے فائدے کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں پس انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما۔

۲۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ مَسِيرَنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوِهِ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ مِنْ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَحَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِيَ الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ قَالَتْ وَكَانَتْ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُهَبَّلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ

1 - صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب هل تُنبش قبور مشركي الجاهلية ويُتخذ مكانها مساجد، رقم (۴۲۸)، صحيح مسلم رقم (۱۸۰۵)

إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَحَلُوهُ وَرَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ وَظَنَنْتُ أَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ قَدْ عَرَّسَ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَقَدْ كَانَ يَرَانِي قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ الْحِجَابُ عَلَيَّ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَ وَاللهِ مَا يُكَلِّمُنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ فِي شَأْنِي وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ وَلَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ فَذَاكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقَهْتُ وَخَرَجَتْ مَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَلَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّنَزُّهِ وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ بِنْتُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا ابْنَةُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَبِنْتُ أَبِي رُهْمٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا قَدْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قُلْتُ وَمَاذَا قَالَ قَالَتْ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ قُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَتَيَقَّنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهْ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ قُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ وَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي وَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ لَهُمْ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هُمْ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَ أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا

مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ قَالَتْ وَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ بَكَيْتُ لَيْلَتِي الْمُقْبِلَةَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَأَبَوَايَ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي اسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ لِي مَا قِيلَ وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا قَالَ فَقَالَ وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ بِهَذَا حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي نُفُوسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَإِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا كَمَا قَالَ أَبُو يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾﴾ يوسف قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي قَالَتْ وَأَنَا وَاللهِ حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَدٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ عِنْدَ الْوَحْيِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي الْيَوْمِ الشَّاتِ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ عَشْرَ آيَاتٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ بَرَاءَتِي قَالَتْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَيْهِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾(النور: ٢٢) قَالَ حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذِهِ أَرْجَى آيَةٍ فِي كِتَابِ اللهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ

ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَمْرِي مَا عَلِمْتِ أَوْ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ. (۱)

(۲۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی عورتوں پر اور جس عورت کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے قرعہ ڈالا ایک جہاد کے سفر میں اس میں میرا نام نکلا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئی اور یہ ذکر اس وقت کا ہے جب پردہ کا حکم اتر چکا تھا میں اپنے ہودے میں سوار ہوتی اور راہ میں جب اترتی تو بھی اسی ہودے میں رہتی جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے فارغ ہوئے اور لوٹے اور مدینہ سے قریب ہو گئے ایک بار آپ نے رات کو کوچ کا حکم دیا میں کھڑی ہوئی جب لوگوں نے کوچ کی خبر کر دی اور چلی یہاں تک کہ لشکر کے آگے بڑھ گئی۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوئی تو اپنے ہودے کی طرف آئی اور سینے کو چھوا۔ معلوم ہوا کہ میرا ظفار کے نگینوں کا ہار گر گیا ہے (ظفار ایک گاؤں ہے یمن میں) میں لوٹی اور اس ہار کو ڈھونڈھنے لگی۔ اس کو ڈھونڈھنے میں مجھے دیر لگی اور وہ لوگ آپہنچے جو میرا ہودہ اٹھاتے تھے، انہوں نے ہودہ اٹھایا اور میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ میں اسی ہودے میں ہوں اس وقت عورتیں ہلکی (دبلی) تھیں۔ نہ بھاری تھیں نہ گوشت پوست کا ڈر کیونکہ تھوڑا کھاتی تھیں۔ اس لئے ان کو ہودے کا بوجھ عادت کے خلاف معلوم نہ ہوا۔ جب انہوں نے اس کو اونٹ پر لادا اور اٹھایا، میں ایک کم سن لڑکی بھی تھی آخر لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے اور میں نے اپنا ہار اس وقت پایا جب سارا لشکر چل دیا۔ میں جو ان کے ٹھکانے پر آئی تو وہاں نہ کسی کی آواز ہے نہ کوئی سننے والا ہے۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ جہاں بیٹھی تھی وہیں بیٹھ جاؤں۔ اور میں یہ سمجھی کہ لوگ جب مجھے نہ پائیں گے تو یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ تو میں اسی ٹھکانے پر بیٹھی تھی اتنے میں میرے آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ ایک شخص تھا وہ آرام کے لئے آخر رات میں لشکر کے پیچھے ٹھہرا تھا جب وہ روانہ ہوا تو صبح کو میرے ٹھکانے پر پہنچا اس کو ایک آدمی کا جثہ معلوم ہوا جو سو رہا ہے وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس لئے کہ میں پردے کا حکم اترنے سے پہلے اس کے سامنے ہوا کرتی تھی۔ میں جاگ اٹھی اس کی آواز سن کر جب اس نے مجھ کو پہچان کر ”اناللہ واناالیہ راجعون“ پڑھا میں نے اپنی اوڑھنی سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم اس نے کوئی بات مجھ سے نہیں کی نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے ”اناللہ واناالیہ راجعون“ کہنے کے پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اپنا ہاتھ میرے چڑھنے کے لئے بچھا دیا۔ میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ پیدل چلا اونٹ کو کھینچتا ہوا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اور لشکر کے لوگ سخت دوپہر کی گرمی میں اتر چکے تھے۔ تو میرے مقدمے میں تباہ ہوئے جو لوگ تباہ ہوئے (یعنی جنہوں نے بدگمانی کی) اور قرآن میں جس کی نسبت ”تولی کبرہ“ آیا ہے۔ یعنی بانی مبانی اس تہمت کا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) تھا، آخر ہم مدینہ میں آئے اور میں جب مدینہ میں پہنچی تو بیمار ہو گئی ایک مہینہ تک بیمار رہی اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ بہتان کرنے والوں کی باتوں میں غور کرتے اور مجھے ان کی کسی بات کی خبر نہ تھی، صرف مجھ کو اس امر سے شک ہوا کہ میں نے اپنی بیماری میں رسول اللہ ﷺ کی وہ شفقت نہ دیکھی جو پہلے میرے حال پر ہوتی۔ جب میں بیمار ہوئی آپ صرف اندر آتے سلام کرتے پھر فرماتے یہ عورت کیسی ہے۔ سو اس امر سے مجھے شک ہوتا لیکن مجھے اس خرابی کی خبر

(۱) - صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، رقم (۲۷۷۰)

نہ تھی یہاں تک کہ جب میں دبلی ہو گئی بیماری جانے کے بعد تو میں نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں بھی نکلی مناصع کی طرف (مناصع موضع تھے مدینہ کے باہر) اور وہ ہم لوگوں کی قضائے حاجت کی جگہ تھی۔ ہم لوگ رات ہی کو نکلا کرتے اور رات ہی کو چلے آتے اور یہ ذکر اس وقت کا ہے جب ہمارے گھروں کے نزدیک قضائے حاجت کی جگہ نہیں تھی۔ اور ہم اگلے عربوں کی طرح جنگل میں جایا کرتے اور گھر کے پاس قضائے حاجت کی جگہ بنانے سے نفرت رکھتے تو میں چلی اور ام مسطح میرے ساتھ تھی وہ ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی (اس کا نام سلمیٰ تھا) اس کے بیٹے کا نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب تھا۔ غرض میں اور ام مسطح دونوں جب اپنے کام سے فارغ ہو چکیں تو لوٹی ہوئی اپنے گھر کی طرف آ رہی تھیں اتنے میں ام مسطح کا پاؤں الجھا اپنی چادر میں اور بولی ہلاک ہوا مسطح، میں نے کہا تو نے بری بات کہی۔ تو برا کہتی ہے اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ بولی اے نادان تو نے کچھ نہیں سنا مسطح نے کیا کہا میں نے کہا کیا کہا۔ اس نے مجھ سے بیان کیا جو بہتان والوں نے کہا تھا، یہ سن کر میری بیماری دو چند ہو گئی۔ میں جب اپنے گھر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور سلام کیا اور فرمایا اب اس عورت کا کیا حال ہے میں نے کہا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی اور میرا اس وقت یہ ارادہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے پاس جا کر اس خبر کی تحقیق کروں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اجازت دی اور میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی۔ میں نے اپنی ماں سے کہا اماں یہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ وہ بولی بیٹا تو اس کا خیال نہ کر اور اس کو بڑی بات مت سمجھ اللہ کی قسم ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی مرد کے پاس ایک خوبصورت عورت ہو جو اس کو چاہتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور سوکنیں اس کے عیب نہ نکالیں میں نے کہا سبحان اللہ! لوگوں نے تو یہ کہنا شروع کر دیا۔ میں ساری رات روتی رہی۔ صبح تک میرے آنسو نہ ٹھہرے اور نہ نیند آئی صبح کو بھی میں رو رہی تھی اور جناب رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا کیونکہ وحی نہیں اتری تھی۔ اور ان دونوں سے مشورہ کیا مجھ کو جدا کرنے کے لئے (یعنی طلاق دینے کے لئے) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے تو وہی رائے دی جو وہ جانتے تھے رسول اللہ ﷺ کی بی بی کے حال کو اور اس کی عصمت کو اور آپ کی محبت کو اس کے ساتھ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی ہیں اور ہم تو سوا بہتری کے اور کوئی بات اس کی نہیں جانتے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا عورتیں بہت ہیں اور اگر آپ خادمہ سے پوچھئے تو وہ آپ سے سچ کہہ دے گی (خادمہ سے مراد بریرہ ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتی تھی) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ تو نے کبھی عائشہ سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاکدامنی میں شک پڑے بریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کے بھیجا ہے اگر میں ان کا کوئی کام دیکھتی کبھی تو میں ان میں عیب بیان کرتی۔ اس سے زیادہ کوئی عیب نہیں ہے کہ عائشہ کم عمر لڑکی ہے آٹا چھوڑ کر گھر کو سو جاتی ہے پھر بکری آتی ہے اور اس کو کھا لیتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے بدلا چاہا۔ آپ ﷺ نے منبر پر فرمایا: اے مسلمان لوگو! کون بدلہ لے گا میرا اس شخص سے جس کی سخت بات ایذا دینے والی میرے گھر والوں کی نسبت مجھ تک پہنچی۔ اللہ کی قسم میں تو اپنی گھر والی (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو) نیک سمجھتا ہوں اور جس شخص سے یہ لوگ تہمت لگاتے ہیں (یعنی صفوان بن معطل سے اس کو بھی میں نیک سمجھتا ہوں اور وہ کبھی میرے گھر نہیں گیا مگر میرے ساتھ یہ سن کر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ (جو قبیل اوس کے سردار تھے) کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ کا بدلہ میں لیتا ہوں۔ اگر

تہمت کرنے والا ہماری قوم اوس میں سے ہو تو ہم اس کی گردن مارتے ہیں اور ہم ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہو تو آپ حکم کیجئے ہم آ کے حکم کی تعمیل کریں گے (یعنی اس کی گردن ماردیں گے) یہ سن کر سعد بن عباد کھڑے ہوئے اور وہ خزرج قبیلہ کے سردار تھے۔ اور نیک آدمی تھے پر اس وقت ان کو غیرت آگئی اور کہنے لگے اے سعد بن معاذ اللہ کی بقا کی قسم تو ہماری قوم کے شخص کو قتل نہ کرے گا نہ کرسکے۔ یہ سن کر اسید بن حضیر جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے تو نے غلط کہا اللہ کے بقا کی ہم اس کو قتل کریں گے اور تو منافق ہے جب تو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے غرض کہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ کشت وخون شروع ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تھے ان کو سمجھارہے تھے اور ان کا غصہ فرد کررہے تھے یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگئے اور آپ بھی خاموش ہورہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس دن بھی سارا دن رویا کرتی میرے آنسو نہ تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی اور میرے باپ نے یہ گمان کیا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رورہی تھی اتنے میں انصار کی ایک عورت نے اجازت مانگی۔ میں نے اس کو اجازت دی وہ بھی آکر رونے لگی پھر ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سلام کیا اور بیٹھے۔ اور جس روز سے مجھ پر تہمت ہوئی تھی اس روز سے آج تک آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ اور ایک مہینہ یونہی گذرا تھا میرے مقدمے میں کوئی وحی نہیں اتری۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے تو تشہد پڑھا پھر فرمایا: امابعد! اے عائشہ مجھ کو تمہاری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے پھر اگر تم پاکدامن ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکدامنی بیان کردیگا، اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو توبہ کر اور بخشش مانگ اللہ سے اس واسطے کہ بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات تمام کرچکے تو میرے آنسو بند ہوگئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا تم جواب دو میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اس مقدمے میں جو آپ نے فرمایا۔ میرے باپ بولے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں (سبحان اللہ باپ تو محب رسول تھے گو ان کی بیٹی کا مقدمہ تھا پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہمت نہ کرسکے، میں نے اپنے ماں سے کہا تم جواب دو میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو۔ وہ بولی اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ آخر میں نے خود ہی کہا اور میں کم سن لڑکی تھی میں نے قرآن نہیں پڑھا ہے لیکن میں اللہ کی قسم یہ جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے اس بات کو یہاں تک سنا کہ تمہارے دل میں جم گئی۔ اور تم نے اس کو سچ سمجھ لیا۔ (یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ سے فرمایا ورنہ سچ کسی نے نہیں سمجھا تھا بجز تہمت کرنے والوں کے)۔ پھر اگر تم سے کہوں میں بے گناہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو بھی تم مجھ کو سچا نہیں سمجھنے کے اور اگر میں ایک گناہ کا اقرار کرلوں جس کو میں نے نہیں کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو تم مجھ کو سچا سمجھو گے۔ اور میں اپنی اور تمہاری مثل سوا اس کے کوئی نہیں پاتی جو سیدنا یوسف علیہ السلام کے باپ کی تھی (سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج میں ان کا نام نہ یاد آیا تو یوسف علیہ السلام کا باپ کہا) جب انہوں نے کہا: ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (یوسف) یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے پھر میں نے کروٹ موڑلی اور میں اپنے بچھونے پر لیٹ رہی۔ اور اللہ کی قسم میں اس وقت جانتی تھی کہ میں پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میری پاکی ظاہر کرے گا لیکن اللہ کی قسم مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میری شان میں قرآن اترے گا جو پڑھا جائے گا (قیامت تک) کیونکہ میری شان خود میرے گمان میں اس لائق نہ تھی کہ اللہ جل جلالہ عزت والا

بزرگی والا میرے مقدمے میں کلام کرے اور کلام بھی ایسا جو پڑھا جائے۔ البتہ مجھ کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب میں کوئی مضمون ایسا دیکھیں گے جس سے اللہ تعالیٰ میری پاکی ظاہر کر دے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی بھیجی اور قرآن اتارا، آپ ﷺ کو وحی کی سختی معلوم ہونے لگی یہاں تک کہ آپ کے جسم مبارک سے موتی کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے جاڑوں کے دنوں میں اس کلام کی سختی سے جو آپ پر اترا(اس لئے کہ بڑے شہنشاہ کا کلام تھا) جب یہ حالت آپ کی جاتی رہی (یعنی وحی ختم ہو چکی) تو آپ ہنسنے لگے اور پہلا کلمہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: اے عائشہ ! خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بے گناہ اور پاک فرمایا۔ میری ماں نے کہا اٹھ اور جناب ﷺ کی تعریف کر (اور شکر کر اور آپ کے سر کا بوسہ لے) میں نے کہا اللہ کی قسم میں تو جناب کی طرف نہیں اٹھونگی اور نہ کسی کی تعریف کروں گی۔ سوا اللہ کے اسی نے میری پاکی اتاری۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ نے اتارا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ النور: ۱۱ " آخر تک دس آیتوں کو تو اللہ جل جلالہ نے ان آیتوں کو میری پاکی کے لئے اتارا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو مسطح سے عزیز داری کی وجہ سے سلوک کرتے۔ یہ کہا کہ اللہ کی قسم اب میں اس کو کچھ نہ دوں گا جب اس نے عائشہ کی نسبت ایسا کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُواْ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ﴾ (النور: ۲۲) آخر تک۔ حبان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں یہ آیت بڑی امید کی ہے (کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ناتے داروں کے ساتھ سلوک کرنے میں بخشش کا وعدہ کیا) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے پھر مسطح کو جو کچھ دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا اور کہا میں کبھی بند نہ کروں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین زینب بنت جحش سے میرے باب میں پوچھا جو وہ جانتی تھیں یا انہوں نے دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا (حالانکہ وہ سوکن تھیں) یارسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھ کی احتیاط رکھتی ہوں۔ میں تو عائشہ کو نیک ہی سمجھتی ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا زینب ہی ایک بی بی تھیں جو میرے مقابل کی تھیں۔ جناب کی بی بیویوں میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تہمت سے بچایا ان کی پرہیز گاری کی وجہ سے اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش نے ان کے لئے تعصب کیا اور ان کے لئے لڑیں تو جو لوگ تباہ ہوئے ان میں وہ بھی تھیں (یعنی تہمت میں شریک تھیں)۔

۲۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ قَالُوا إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا. (۱)

(۲۷) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کسی کام کا حکم دیتے تو وہ ایسا ہی کام ہوتا جس کے کرنے کی لوگوں میں طاقت ہوتی (اس پر) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ تو آپ جیسے نہیں ہیں (آپ تو معصوم ہیں) اور آپ کی اللہ پاک نے اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف فرمادی ہیں (اس لئے ہمیں اپنے سے کچھ زیادہ عبادت کرنے کا حکم فرمائیے) (یہ سن کر) آپ ﷺ ناراض ہوئے حتی کہ خفگی آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہونے لگی پھر فرمایا کہ بے شک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور تم سے زیادہ اسے جانتا ہوں (پس تم مجھ سے بڑھ کر عبادت نہیں کر سکتے)۔

---

۱ - صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ أنا أعلمكم بالله، رقم (۲۰)

٢٨- عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِي فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ الْكُوفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا قَالَ أَكُونُ فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيلَ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتَى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ لَقِيتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ أُسَيْرٌ وَكَسَوْتُهُ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هَذِهِ الْبُرْدَةُ.[1]

(٢٨) اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب اہل یمن آتے تو وہ ان سے پوچھتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں یہاں تک کہ ایک دن اویس رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ اویس ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے کہا: مراد کی شاخ قبیلہ قرن سے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے کہا: کیا تجھے برص کی بیماری میں لگی تھی پھر اس سے آپ شفایاب ہوگئے سوائے ایک درہم کے برابر جو جگہ باقی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیری والدہ ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک شخص آئے گا یمن سے اس کا نام اویس ہے اور وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا (اپنے عزیزوں میں سے) سو اپنی ماں کے اس کو (برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اس نے اللہ سے دعا کی اللہ نے دور کر دی وہ سفیدی اس کے بدن سے مگر ایک دینار یا درہم برابر باقی ہے جو کوئی تم میں سے اس کو ملے تو اپنے لئے دعا کروائے اس سے تو آپ میری مغفرت کی دعا کریں۔ تو اویس رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر آپ نے پوچھا؟ کہا کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کوفے کا۔ آپ نے کہا کہ میں اپنے عامل کی طرف آپ کے لئے رقعہ لکھ کر دوں؟ انہوں نے کہا میں کمزور اور ضعیف مسلمانوں کے ساتھ رہوں یہ میرے لئے بہتر ہے۔ جب دوسرا سال حج کے موقع پر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا اسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سوال کیا؟ میں نے اس کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس کے پاس تھوڑا سا سامان ہے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک شخص آئے گا یمن سے اس کا نام اویس ہے اور وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا (اپنے عزیزوں میں سے) سو اپنی ماں کے اس کو (برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اس نے اللہ سے دعا کی اللہ نے دور کر دی وہ سفیدی اس کے بدن سے مگر ایک دینار یا درہم برابر باقی ہے جو کوئی تم میں سے اس کو ملے تو اپنے لئے دعا کروائے۔ تو وہ شخص کوفہ واپس آیا اور اویس کو آکر کہا کہ میری مغفرت کی دعا کیجئے۔ تو

[1] - صحیح مسلم، كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَاب مِنْ فَضَائِلِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ رضي الله عنه رقم (٢٥٤٢)

اویس نے جواب دیا کہ: آپ اچھے سفر سے آئے ہیں سو آپ میرے لئے دعا کریں۔ تو اس شخص نے کہا: میرے لئے دعا کریں۔ تو اویس نے کہا: کیا تیری ملاقات عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ تو لوگوں میں ان کی شہرت خیر ہونے لگی۔ تو ایک دن آپ وہاں سے کوچ کر گئے۔

اسیر نے کہا: کہ آپ کے جسم پر ایک چادر ہوا کرتی تھی، تو جب بھی کوئی شخص اسے دیکھتا تو یہ سوال کرتا کہ یہ چادر کہاں سے آئی؟۔

۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ وَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ﴿٣﴾﴾ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ. (١)

(۲۹) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو اس پر اعتراض ہوا۔ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اسے مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں اس کے جیسے تو ہمارے بھی بچے ہیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) میں سمجھ گیا کہ آپ نے آج مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے۔ پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ الخ" یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہوئی تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا ابن عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی "یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے" اس لئے آپ اپنے پروردگار کی پاکی و تعریف بیان کیجئے اور اس سے بخشش مانگا کیجئے۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔

۳۰- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. (٢)

(۳۰) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں گویا نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ: "اے اللہ! میری

[1] – صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب قوله {فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا} رقم (٤٩٧٠)
[2] – صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، رقم (٣٤٧٧)، صحيح مسلم رقم (١٧٩٢)

قوم کی مغفرت فرمایہ لوگ جانتے نہیں ہیں"۔

٣١- قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا وَكَانَ مِنْ خَبَرِي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَاللهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَثِيرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيدُ بِذَلِكَ الدِّيوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ يَظُنُّ أَنَّ ذَلِكَ سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَغَزَا رَسُولُ اللهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا وَأَقُولُ فِي نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلَى ذَلِكَ إِذَا أَرَدْتُ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ يَتَمَادَى بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ فَيَا لَيْتَنِي فَعَلْتُ ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذَلِكَ لِي فَطَفِقْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَحْزُنُنِي أَنِّي لَا أَرَى لِي أُسْوَةً إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِينَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَثِّي فَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ بِمَ أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَأَسْتَعِينُ عَلَى ذَلِكَ كُلَّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي فَلَمَّا قِيلَ لِي إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَصَبَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ حَتَّى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلَكِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ

إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عُقْبَى اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ لِي عُذْرٌ وَاللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِيكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي وَاللهِ مَا عَلِمْنَاكَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ بِهِ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَكَ قَالَ فَوَاللهِ مَا زَالُوا يُؤَنِّبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِي مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعَةَ الْعَامِرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ قَالَ فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيهِمَا أُسْوَةٌ قَالَ فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي قَالَ وَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَقَالَ تَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرَتْ لِي فِي نَفْسِيَ الْأَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْأَرْضِ الَّتِي أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ وَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ ذَلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَنَّ أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ حَتَّى جَاءَنِي فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ وَكُنْتُ كَاتِبًا فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ قَالَ فَقُلْتُ حِينَ قَرَأْتُهَا وَهَذِهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَامَمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهَا بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ قَالَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ قَالَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ قَالَ فَجَاءَتْ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ إِنَّهُ وَاللهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَ وَاللهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا قَالَ فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ فَقَدْ أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ قَالَ فَقُلْتُ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا يُدْرِينِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ قَالَ فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ

صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى سَلْعٍ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ قَالَ فَآذَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ رَجُلٌ إِلَيَّ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ قِبَلِي وَأَوْفَى الْجَبَلَ فَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي فَنَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ بِبِشَارَتِهِ وَاللهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا فَانْطَلَقْتُ أَتَأَمَّمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُونِي بِالتَّوْبَةِ وَيَقُولُونَ لِتَهْنِئْكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي وَاللهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ قَالَ فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ وَيَقُولُ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَقُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَقَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ كَأَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ قَالَ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَقُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ قَالَ وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ إِنَّمَا أَنْجَانِي بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ قَالَ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي اللهُ بِهِ وَاللهِ مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللهُ فِيمَا بَقِيَ قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ ٱلْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا۟ حَتَّىٰٓ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ ٱلْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ ﴾ التوبة:- ١١٨ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾ ﴾ التوبة قَالَ كَعْبٌ وَاللهِ مَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللهُ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا إِنَّ اللهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ وَقَالَ اللهُ: ﴿ سَيَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ لَكُمْ إِذَا ٱنقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا۟ عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا۟ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ ﴾ التوبة قَالَ كَعْبٌ كُنَّا خُلِّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللهُ فِيهِ فَبِذَلِكَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا۟ ﴾ وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

(۳۱) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے البتہ بدر میں پیچھے رہا۔ پر آپ نے کسی پر غصہ نہیں کیا جو پیچھے رہ گیا تھا اور بدر میں تو آپ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے نکلے تھے لیکن اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا (بغیر وعدہ کے) اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا لیلۃ العقبہ میں (لیلۃ

العقبہ وہ رات ہے جب آپ نے انصار سے بیعت لی تھی اسلام پر اور آپ کی مدد کرنے پر اور یہ بیعت جمرہ عقبہ کے پاس جو منا میں ہے دو بار ہوئی پہلی میں بارہ انصاری تھے اور دوسری بار میں ستر انصاری تھے۔) اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے بدلے میں جنگ بدر میں شریک ہوتا گو جنگ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ مشہور ہے (یعنی لوگ اس کو افضل کہتے ہیں) اور میرا قصہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کا یہ ہے کہ جب یہ غزوہ ہوا تو میں سب سے زیادہ طاقتور اور مالدار تھا۔ اللہ کی قسم اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی نہیں ہوئیں اور اس لڑائی کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں۔ آپ اس لڑائی کے لئے چلے سخت گرمی کے دنوں میں اور سفر بھی لمبا تھا اور راہ میں جنگل تھے (دور دراز جن میں پانی کم ملتا اور ہلاکت کا خوف ہوتا) اور مقابلہ تھا بہت دشمنوں سے اس لئے آپ نے مسلمانوں سے کھول کر فرمادیا کہ میں اس لڑائی کو جاتا ہوں (حالانکہ آپ کی یہ عادت تھی کہ اور لڑائیوں میں اپنا ارادہ صاف صاف نہ فرماتے مصلحت سے تاکہ خبر مشہور نہ ہو تاکہ وہ اپنی تیاری کرلیں پھر ان سے کہہ دیا کہ فلاں طرف ان کو جانا پڑیگا اس وقت آپ کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے اور کوئی دفتر نہ تھا جس میں ان کے نام لکھے ہوتے تو ایسے شخص کم تھے جو غائب رہنا چاہتے اور گمان کرتے کہ یہ امر پوشیدہ رہے گا جب تک اللہ پاک کی طرف سے وحی نہ اترے اور یہ جہاد رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کیا جب پھل پک گئے تھے اور سایہ خوب تھا اور مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ تیاری کی، میں نے بھی صبح کو نکلنا شروع کیا اس ارادہ سے کہ میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں لیکن ہر روز میں لوٹ آتا کچھ فیصلہ نہ کرتا اور اپنے میں یہ کہتا کہ میں جب چاہوں جاسکتا ہوں (کیونکہ سامان سفر کا میرے پاس موجود تھا) یوں ہوتا رہا یہاں تک کہ لوگ برابر کوشش کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ بھی صبح کے وقت نکلے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ نکلے اور میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر صبح کو میں نکلا اور لوٹ کر آگیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا میرا یہی حال رہا یہاں تک کہ لوگوں نے جلدی کی اور سب مجاہدین آگے نکل گئے۔ اس وقت میں نے بھی کوچ کا قصد کیا ان سے مل جاؤں تو کاش میں ایسا کرتا لیکن میری تقدیر میں نہ تھا، بعد اس کے جب میں باہر نکلتا رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد تو مجھ کو رنج ہوتا کیونکہ میں کوئی پیروی کے لائق نہ پاتا مگر ایسا شخص جس پر منافق ہونے کا گمان تھا یا معذور ضعیف اور ناتواں لوگوں میں سے خیر رسول اللہ ﷺ نے (راہ میں) میری یاد کہیں نہ کی یہاں تک کہ آپ تبوک میں پہنچے۔ آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت فرمایا: کعب بن مالک کہاں گیا۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص بولا: یارسول اللہ اس کی چادروں نے اس کو روک رکھا وہ اپنے دونوں کناروں کو دیکھتا ہے (یعنی اپنے لباس او نفس میں مشغول اور مصروف ہے) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا تونے بری بات کہی اللہ کی قسم یارسول اللہ ہم تو کعب بن مالک کو اچھا سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر چپ ہو رہے اتنے میں آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے آرہا تھا اور ریتے کو اڑارہا تھا (چلنے کی وجہ سے) آپ نے فرمایا: ابو خیثمہ ہے پھر وہ ابو خیثمہ ہی تھا۔ اور ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ وہ شخص تھا جس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تھی۔ جب منافقوں نے اس پر طعنہ کیا تھا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے لوٹے مدینہ کی طرف تو میرا رنج بڑھ گیا۔ میں نے جھوٹی باتیں بنانا شروع کیں کہ کوئی بات ایسی کہوں جس سے آپ کا غصہ مٹ جائے کل کے روز اور اس امر کے لئے میں نے ہر ایک عقلمند شخص سے مدد لینا شروع کی اپنے گھر والوں میں سے یعنی ان سے بھی صلاح لی (کہ کیا بات بتاؤں) جب لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قریب آپہنچے۔ اس وقت سارا جھوٹ کافور ہوگیا اور میں سمجھ گیا کہ اب کوئی جھوٹ بناکر میں آپ سے نجات نہیں پانے کا آخر میں نے نیت کرلی سچ بولنے کی

اور صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ یہ کر چکے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے عذر بیان کرنے شروع کئے اور قسمیں کھانے لگے ایسے اسی پر چند آدمی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی ظاہر کی بات کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور انکی نیت (یعنی دل کی بات کو) اللہ کے سپرد کیا یہاں تک کہ میں بھی آیا۔ جب میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم کیا لیکن وہ تبسم جیسے غصہ کی حالت میں کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا آؤ! میں چلتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کیوں پیچھے رہ گیا تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کے سوا کسی اور شخص کے پاس دنیا کے لوگوں میں سے بیٹھتا تو میں یہ خیال کرتا کہ کوئی عذر بیان کر کے اس کے غصہ سے نکل جاؤں اور مجھے اللہ نے زبان کی قوت دی ہے (یعنی میں عمدہ تقریر کر سکتا ہوں) کہ اگر میں کوئی جھوٹ بات آپ سے کہہ دوں اور آپ خوش ہو جائیں مجھ سے تو قریب ہے اللہ آپ کو میرے اوپر غصہ کر دے گا (یعنی اللہ آپ کو بتلا دے گا کہ میرا عذر غلط اور جھوٹ تھا اور آپ ناراض ہو جائیں گے) اور اگر میں آپ سے سچ سچ کہوں گا تو بے شک آپ غصے ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ اس کا انجام بخیر کرے گا۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ اللہ کی قسم میں کبھی نہ اتنا طاقت دار تھا نہ اتنا مالدار تھا جتنا اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب نے سچ کہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اچھا انتظار کر یہاں تک کہ اللہ حکم دے تیرے باب میں۔ میں کھڑا ہوا اور چند لوگ بنی سلمہ کے دوڑ کے میرے پیچھے ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو تو تم عاجز کیوں ہو گئے اور کوئی عذر کیوں نہ پیش کیا، یا رسول اللہ ﷺ کے سامنے جیسے اور لوگوں نے جو پیچھے رہ گئے تھے عذر بیان کئے اور تیرا گناہ مٹانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا استغفار کافی تھا۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مجھے ملامت کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے قصد کیا پھر لوٹوں رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اپنے تئیں جھوٹا کروں (اور کوئی عذر بیان کروں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا ہے جو میرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں دو شخص اور ہیں انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا میں نے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں انہوں نے کہا مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما ان لوگوں نے ایسے دو شخصوں کا نام لیا جو نیک تھے اور بدر کی لڑائی میں موجود تھے۔ اور پیروی کے قابل تھے۔ جب ان لوگوں نے ان دونوں شخصوں کا نام لیا تو میں چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے۔ ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ تو لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کیا اور ان کا حال ہمارے ساتھ بالکل بدل گیا یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہچانتا تھا پچاس راتوں تک ہمارا یہی حال رہا۔ میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے روتے ہوئے لیکن میں تو سب لوگوں میں کم سن اور زوردار تھا۔ میں نکلا کرتا تھا اور نماز کے لئے بھی آتا اور بازاروں میں پھرتا پر کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا اور آپ کو سلام کرتا اور آپ اپنی جگہ بیٹھے ہوتے نماز کے بعد اور دل میں یہ کہتا کہ آپ نے اپنی لبوں کو ہلایا سلام کا جواب دینے کے لئے یا نہیں ہلایا۔ پھر آپ کے قریب نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظر سے (کنکھیوں سے) آپ کو دیکھتا تو جب میں نماز میں ہوتا آپ ﷺ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ منہ پھیر لیتے یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر لمبی ہوئی تو میں چلا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ میرے چچازاد بھائی تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی ان کو سلام کیا تو

اللہ کی قسم انہوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا اے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ خاموش رہے پھر سہ بار قسم دی تو بولے اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ (یہ بھی کعب رضی اللہ عنہ سے نہیں بولے بلکہ خود اپنے میں بات کی) آخر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر چلا اور دیوار پر چڑھا۔ میں مدینہ کے بازار میں جارہا تھا تو ایک کسان شام کے کسانوں میں سے جو مدینہ میں اناج بیچنے کے لئے آیا تھا کہنے لگا کعب بن مالک کا گھر مجھ کو کون بتائے گا؟ لوگوں نے اس کو اشارہ کیا یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے ایک خط دیا غسان کے بادشاہ کا۔ میں منشی تھا میں نے اس کو پڑھ لیا اس میں یہ لکھا تھا بعد حمد و نعت کے کعب کو معلوم ہو کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) تم پر جفا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ذلت کے گھر میں نہیں کیا نہ اس جگہ جہاں تمہارا حق ضائع ہو تو تم ہم سے مل جاؤ۔ ہم تمہاری خاطر داری کریں گے میں نے جب یہ خط پڑھا تو کہا یہ بھی ایک بلا ہے اور اس خط کو میں نے چولہے میں جلا دیا۔ جب پچاس دن میں سے چالیس دن گذر گئے اور وحی نہ آئی تو یکایک رسول اللہ ﷺ کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا رسول اللہ ﷺ تم کو حکم کرتے ہیں کہ اپنی بی بی سے علیحدہ رہو۔ میں نے کہا میں اس کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ وہ بولا نہیں طلاق مت دو صرف الگ رہو اور اس سے صحبت مت کرو اور میرے دونوں یاروں کے پاس بھی یہی پیام گیا، میں نے اپنی بی بی سے کہا تو اپنے عزیزوں میں چلی جاؤ اور وہیں رہو یہاں تک کہ اللہ اس باب میں کوئی حکم نازل کرے۔ ہلال بن امیہ کی بی بی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ ایک بوڑھا بیکار شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ برا سمجھتے ہیں اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں خدمت کو برا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے۔ وہ بولی اللہ کی قسم اس کو کسی کام کا خیال نہیں اور اللہ کی قسم وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے۔ میرے گھر والوں نے کہا کاش تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بی بی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو کیونکہ آپ ﷺ نے ہلال بن امیہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دی۔ میں نے کہا میں کبھی اجازت نہ لوں گا آپ ﷺ سے اپنی بی بی کے لئے اور معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے۔ اگر میں اجازت لوں اپنی بی بی کے لئے اور میں جوان آدمی ہوں پھر دس راتوں تک میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اس تاریخ سے جب سے آپ نے منع کیا تھا ہم سے بات کرنے سے پھر پچاسویں رات کو صبح کے وقت میں نے نماز پڑھی اپنے گھر کی چھت پر میں اسی حال میں بیٹھا تھا جو اللہ نے ہمارا حال بیان کیا کہ میرا جی تنگ ہو گیا تھا اور زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تھی باوجودیکہ اتنی کشادہ ہے۔ اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پر چڑھا (سلع ایک پہاڑ ہے مدینہ میں) اور بلند آواز سے پکارا: اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ یہ سن کر میں سجدہ میں گرا اور میں نے پہچانا کہ خوشی آئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خبر کی کہ اللہ نے ہم کو معاف کیا جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے۔ لوگ چلے ہم کو خوش خبری دینے کے لئے تو میرے دونوں یاروں کے پاس چند خوشخبری دینے والے گئے اور ایک شخص نے میرے پاس گھوڑا دوڑایا اور ایک دوڑنے والا دوڑا اسلم کے قبیلے سے میری طرف اور اس کی آواز گھوڑے سے جلدی مجھ کو پہنچی۔ جب وہ شخص آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی خوشخبری کی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیئے اس کی خوشخبری کے صلے میں، اللہ قسم کی اس وقت میرے پاس وہی دو کپڑے تھے میں نے دو کپڑے مانگے کے لئے اور انکو پہنا اور چلا رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی نیت سے لوگ مجھ سے ملتے جاتے تھے گروہ در گروہ اور مجھ کو مبارکباد دیتے جاتے تھے معافی کی اور کہتے تھے مبارک ہو تم کو اللہ کی معافی کی تمہارے

لئے۔ یہاں تک کہ میں مسجد پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے اور آپ کے پاس لوگ تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوئے اور دوڑے یہاں تک کہ مصافحہ کیا مجھ سے اور مجھ کو مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی شخص نہیں کھڑا ہوا تو کعب رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس احسان کو نہیں بھولتے تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا چہرا خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے فرمایا خوش ہو جا آج کے دن سے جو تیرے لئے بہتر دن ہے۔ جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہو جاتے تو آپ کا چہرہ چمک جاتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو پہچان لیتے (یعنی آپ کی خوشی کو) جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری معافی کی خوشی میں میں اپنے مال کو صدقہ کر دوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ آپ نے فرمایا تھوڑا مال اپنے لئے رکھ لے۔ میں نے عرض کیا تو میں اپنا لئے خیر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آخر سچائی نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ ہمیشہ سچ کہوں گا جب تک زندہ رہوں۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی مسلمان پر ایسا احسان کیا ہو سچ بولنے میں جب سے میں نے یہ ذکر کیا رسول اللہ ﷺ سے جیسا عمدہ طرح سے مجھ پر احسان کیا۔ اللہ کی قسم جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کی ہے اس وقت سے اب تک قصداً جھوٹ نہیں بولا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: ﴿ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﴾ التوبة: ١١٧ آخر تک۔ یعنی بے شک اللہ نے معاف کیا نبی اور مہاجرین اور انصار کو جنہوں نے ساتھ دیا نبی کا مفلسی کے وقت یہاں تک کہ فرمایا وہ مہربان ہے رحم والا اور اللہ نے معاف کیا ان تین شخصوں کو جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجود کشادگی کے اور ان کے جی بھی تنگ ہو گئے اور سمجھے کہ اب کوئی بچاؤ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر اللہ نے معاف کیا ان کو تاکہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ساتھ رہو سچوں کے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اللہ نے اس سے بڑھ کر کوئی احسان مجھ پر نہیں کیا اسلام کے بعد جو اتنا بڑا ہو میرے نزدیک اس بات سے کہ میں نے سچ بول دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اور جھوٹ نہیں بولا ورنہ تباہ ہوتا جیسے جھوٹے تباہ ہوئے۔ جب وحی اتری تو اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کی ایسی برائی کی کہ کسی کی نہ کی۔ تو فرمایا: جب تم لوٹ کر آئے تو وہ قسمیں کھانے لگے تاکہ تم کچھ نہ بولو ان سے۔ سو نہ بولو ان سے وہ ناپاک ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا قسمیں کھاتے ہیں تم سے کہ تم خوش ہو جاؤ ان سے۔ سو اگر تم خوش ہو جاؤ ان سے تب بھی اللہ خوش نہیں ہو گا بدکاروں سے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پیچھے ڈالے گئے تینوں آدمی ان لوگوں سے جن کا عذر رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا، جب انہوں نے قسم کھائی تو بیعت کی ان سے اور استغفار کیا ان کے لئے اور ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ڈال رکھا (یعنی ہمارا مقدمہ ڈال رکھا) یہاں تک کہ اللہ نے فیصلہ کیا اسی سبب سے اللہ نے فرمایا کہ معاف کیا ان تینوں کو جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا اور اس لفظ سے (یعنی خُلِّفُوا سے) یہ مراد نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مراد وہی ہے ہمارے مقدمہ کا پیچھے رہنا اور ڈال رکھنا آپ کا اس کو بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا آپ سے اور آپ نے قبول کیا ان کے عذر کو۔([1])

---

[1] - صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك وصاحبیه، رقم (٢٧٦٩)

٣٢- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ لَهُمَا ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ (التحريم: ٤) فَحَجَجْتُ مَعَه فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ حَتَّى جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ فَقَالَ وَا عَجَبِي لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَجَارٌ لِي مِنْ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذْ هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَتْنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَتَهْلِكِينَ لَا تَسْتَكْثِرِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ وَاسْأَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي قُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ لَا أَدْرِي هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ

أَوَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ وَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأُنْزِلَ آيَةُ التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ أَعْلَمُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ قَالَ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ الأحزاب قُلْتُ أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.[1]

(۳۲)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ اس بات کا آرزو مند رہتا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ان دو بیویوں کے نام پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورہ تحریم میں) فرمایا ہے: ﴿ إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ﴾ اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرو (تو بہتر ہے) کہ تمہارے دل بگڑ گئے ہیں"۔ پھر میں ان کے ساتھ حج کو گیا عمر رضی اللہ عنہ راستے سے قضائے حاجت کے لئے ہٹے تو میں بھی ان کے ساتھ (پانی کا ایک) چھاگل لے کر گیا۔ پھر وہ قضائے حاجت کے لئے چلے گئے۔ اور جب واپس آئے تو میں نے ان کے دونوں ہاتھوں پر چھاگل سے پانی ڈالا۔ اور انہوں نے وضو کیا پھر میں نے پوچھا: امیر المومنین! نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں وہ دو خواتین کونسی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ: "تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرو"۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہ! تم پر حیرت ہے وہ تو عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہو کر پورا واقعہ بیان کرنے لگے۔ آپ نے بتلایا کہ بنو امیہ بن زید کے قبیلے میں جو مدینہ سے ملا ہوا تھا میں اپنے ایک انصاری پڑوسی کے ساتھ رہتا تھا۔ ہم دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضر ہوتے اور ایک دن میں۔ جب میں حاضری دیتا تو اس دن کی تمام خبریں وغیرہ لاتا (اور ان کو سناتا) اور جب وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے۔ ہم قریش کے لوگ (مکہ میں) اپنی عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ لیکن جب ہم (ہجرت کر کے) انصار کے یہاں آئے تو انہیں دیکھا کہ ان کی عورتیں خود ان پر غالب تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان کا طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیا میں نے ایک دن اپنی بیوی کو ڈانٹا تو انہوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ ان کا یہ جواب مجھے ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں اگر جواب دیتی ہوں تو تمہیں ناگواری کیوں ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ کی ازواج تک آپ کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض بیویاں تو آپ سے پورے دن اور پوری رات خفا رہتی ہیں۔ اس بات سے میں بہت گھبرایا اور میں نے کہا کہ ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہوگا وہ تو بڑے نقصان اور خسارے میں ہے۔ اس کے بعد میں نے کپڑے پہنے اور حفصہ رضی اللہ عنہا (سیدہ عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المومنین) کے پاس پہنچا اور کہا۔ اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی کریم ﷺ سے پورے دن رات تک غصہ رہتی ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں بول اٹھا کہ پھر تو وہ تباہی اور نقصان میں رہیں۔ کیا تمہیں اس سے امن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی خفگی کی وجہ سے (تم پر) غصہ ہو جائے اور تم ہلاک ہو جاؤ؟ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ چیزوں کا

[1] - صحيح البخاري، كتاب المظالم والغصب، باب الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة ...، رقم (٢٤٦٨)

مطالبہ ہرگز نہ کیا کرو۔ نہ کسی معاملہ میں آپ ﷺ کی کسی بات کا جواب دو اور نہ آپ پر خفگی کا اظہار ہونے دو۔ البتہ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو وہ مجھ سے مانگ لیا کرو۔ کسی خود فریبی میں مبتلا نہ رہنا۔ تمہاری یہ پڑوسن تم سے زیادہ جمیل اور نظیف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیاری بھی ہیں۔ آپ کی مراد عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں یہ چرچا ہو رہا تھا کہ غسان کے فوجی ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے نعل باندھ رہے ہیں۔ میرے پڑوسی ایک دن اپنی باری پر مدینہ گئے ہوئے تھے۔ پھر عشاء کے وقت واپس لوٹے۔ آکر میرا دروازہ انہوں نے بڑی زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا آپ سو گئے ہیں؟ میں بہت گھبرایا ہوا باہر آیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کیا غسان کا لشکر آگیا؟ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی بڑا اور سنگین حادثہ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حفصہ تو تباہ و برباد ہو گئی۔ مجھے تو پہلے ہی کھٹکا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے۔ (عمر رضی اللہ عنہ نے کہا) پھر میں نے کپڑے پہنے۔ صبح کی نماز رسول کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز پڑھتے ہی) رسول اللہ ﷺ اپنے بالا خانے میں تشریف لے گئے اور وہیں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے یہاں گیا۔

دیکھا تو وہ رو رہی تھیں میں نے کہا رو کیوں رہی ہو؟ کیا پہلے ہی میں نے تمہیں نہیں کہہ دیا تھا؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ آپ بالا خانہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ پھر میں باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ وہاں کچھ لوگ موجود تھے اور بعض رو بھی رہے تھے تھوڑی دیر تو میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا لیکن مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا اور میں بالا خانے کے پاس پہنچا جس میں آپ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ایک سیاہ غلام سے کہا (کہ رسول اللہ ﷺ سے کہو) کہ عمر اجازت چاہتے ہیں۔ وہ غلام اندر گیا اور آپ سے گفتگو کر کے واپس آیا اور کہا کہ میں نے آپ کی بات پہنچا دی تھی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ میں واپس آکر انہیں لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ پھر مجھ پر رنج غالب آیا اور میں دوبارہ آیا۔ لیکن اس دفعہ بھی وہی ہوا۔ پھر آکر انہیں لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے لیکن اس مرتبہ پھر مجھ سے نہیں رہا گیا اور میں نے غلام سے آکر کہا کہ عمر کے لئے اجازت چاہو۔ لیکن بات جوں کی توں رہی۔ جب میں واپس ہو رہا تھا کہ غلام نے مجھ کو پکارا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ اس لئے چٹائی کے ابھرے ہوئے حصوں کا نشان آپ کے پہلو میں پڑ گیا تھا۔ آپ اس وقت ایک ایسے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جس کے اندر کھجور کی چھال بھری گئی تھی۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے نگاہ میری طرف کر کے فرمایا کہ نہیں میں نے آپ ﷺ کے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کی اور کہنے لگا جبکہ ابھی تک میں کھڑا ہوا تھا: یا رسول اللہ! آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب رہتے تھے۔ لیکن جب ہم ایک ایسی قوم میں آگئے جن کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل ذکر کی۔ اس بات پر رسول کریم ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر میں نے کہا میں حفصہ کے یہاں بھی گیا تھا۔ اور اس سے کہہ آیا تھا کہیں کسی خود فریبی میں نہ مبتلا رہنا۔ یہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور پاک ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب بھی ہیں۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اس بات پر آپ ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے۔ جب میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو (آپ کے

پاس) بیٹھ گیا اور آپ کے گھر میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ بخدا سوا تین کھالوں کے اور کوئی چیز وہاں نظر نہ آئی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت کو کشادگی عطا کر دے۔ فارس اور روم کے لوگ تو پوری کشادگی کے ساتھ رہتے ہیں دنیا انہیں خوب ملی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! کیا تمہیں ابھی کچھ شبہ ہے؟ کیا تم دنیا کی دولت کو اچھا سمجھتے ہو؟ یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اچھے اعمال (جو وہ معاملات کی حد تک کرتے ہیں ان کی جزا) اسی دنیا میں ان کو دے دی گئی ہے۔ (یہ سن کر) میں بول اٹھا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے (اپنی ازواج سے) اس بات پر علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوشیدہ بات کہہ دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس انتہائی خفگی کی وجہ سے جو آپ کو ہوئی تھی۔ فرمایا تھا کہ میں اب ان کے پاس ایک مہینے تک نہیں جاؤں گا۔ اور یہی موقعہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متنبہ کیا تھا۔ پھر جب انیتس دن گزر گئے تو آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں سے آپ نے ابتداء کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو عہد کیا تھا کہ ہمارے یہاں ایک مہینے تک تشریف نہیں لائیں گے؟ اور آج ابھی انتیسویں کی صبح ہے۔ میں تو دن گن رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ انیتس دن کا ہے اور وہ مہینہ انیتس دن کا ہی تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر وہ آیت نازل ہوئی جس میں (ازواج النبی ﷺ کو) اختیار دیا گیا تھا۔ اس کی بھی ابتداء آپ ﷺ نے مجھ ہی سے کی اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ جواب فوراً دو، بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ میرے ماں باپ کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ ﴾ سے ﴿ عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ تک۔ میں نے کہا: کیا میں اس بات میں اپنے والدین سے مشورہ کرنے جاؤں گی۔ اس میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

٣٣- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَن يَسْتَغْفِرُوا۟ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓا۟ أُو۟لِى قُرْبَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَـٰبُ ٱلْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ ﴾ التوبة وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾ القصص. ([1])

[1] - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت ما لم يشرع في النزع، رقم (١٣٦٠)، صحيح مسلم رقم (٢٤)

(۳۳)سعید بن مسیب اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا: جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مرنے کا وقت آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا! کہو: "لا الہ الا اللہ" ایک کلمہ جس کا میں اللہ کے پاس گواہ رہوں گا تمہارے لئے (یعنی اللہ عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابو طالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہونی چاہیئے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے، اے ابو طالب! عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید کا اقرار ادھر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں۔ اور "لا الہ الا اللہ" کہنے سے انکار کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا ﴾ (التوبة: ۱۱۳) اخیر تک۔ نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کے لئے دعا کریں اگر چہ وہ ناتے والے ہوں۔ جب معلوم ہو گیا ہو وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری، رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾ (القصص) تم راہ پر نہیں لا سکتے جس کو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جس کو چاہے اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے۔

٣٤- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئْ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرَمَّلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنْ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.

(۳۴)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا اس معرکے میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا جان! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے

بتایا کہ وہ جشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا تجھے شرم نہیں آتی۔ تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جاکر کہا کہ میں نے آپ کے قاتل کو قتل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے، میں نے نکال دیا تو اس سے پانی نکلنے لگا پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی میں واپس ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کے لئے درخواست کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ! عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ ﷺ کی بغل میں سفیدی (جب آپ ﷺ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامر رضی اللہ عنہ کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمانا۔ میں نے عرض کیا اور میرے لئے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرما۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لئے تھی دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے۔ (1)

۳۵- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَوْ أَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا اللهُ لَكُمْ لَجَاءَ اللهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا لَهُمْ. (2)

(۳۵) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرو البتہ اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کرے جو گناہ کریں (پھر بخشش مانگیں) اللہ ان کو بخش دے۔

۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ.

(۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لایعنی باتیں کیں۔ پس اپنی اس مجلس سے کھڑے ہونے سے قبل اس نے کہا: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (3)

---

1 - صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة أوطاس، رقم (۴۳۲۳)، صحيح مسلم رقم (۲۴۹۸)

2 - صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة، رقم (۲۷۴۸)

3 - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (۳۴۳۳)، سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا قام من المجلس، رقم (۳۴۳۳)

٣٧- عَنْ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ (ثَلاَثاً) غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ. ([1])

(٣٧)زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھے: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ . "میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے میں اسی سے توبہ کرتا ہوں"۔ پھر اگرچہ وہ میدان جہاد سے ہی کیوں نہ فرار ہوا ہو اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔

٣٨- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَزِمَ الاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ([2])

(٣٨)ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص استغفار کو معمول بنالیتا ہے اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سختی سے نکلنے کی سبیل (راہ) بنا دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دے دیتا ہے اور اسے ایسے مقامات و مواقع سے رزق فراہم کرتا ہے جن کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

٣٩- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَا رَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهْ وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ. ([3])

(٣٩)عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے درد سر! اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسا میری زندگی میں ہو گیا (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) تو میں تمہارے لئے استغفار اور دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: افسوس اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپ میرا جانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ تو وہ رات بھی آپ اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ میں خود درد سر میں مبتلا ہوں۔ میرا ارادہ ہوتا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کر دوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں (کہ ہم خلیفہ ہو جائیں) پھر میں نے اپنے جی میں کہا (اس کی ضرورت ہی کیا ہے) خود اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ ہونے دے گا نہ مسلمان اور کسی کی خلافت ہی قبول کریں گے۔

٤٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ. ([4])

[1] – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥١٧)، سنن أبي داود، كتاب الصَّلَاة، بَاب فِي الاسْتِغْفَار، رقم (١٥١٧)

[2] – سنن أبي داود، كتاب الصَّلَاة، بَاب فِي الاسْتِغْفَار، رقم (١٥١٨)، تحقيق أحمد شاكر: أسناده صحيح .

[3] – صحيح البخاري، كتاب الْمَرْضَى، بَاب قَوْلِ الْمَرِيضِ إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهْ أَوْ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ، رقم (٥٦٦٦)

[4] – صحيح مسلم، كتاب التَّوْبَة، بَاب سُقُوط الذُّنُوب بالاسْتِغْفَار تَوْبَةً، رقم (٢٧٤٩)

(۴۰)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو البتہ اللہ تعالیٰ تم کو فنا کر دے اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اس سے بخشش مانگیں اور اللہ ان کو بخش دے گا۔

٤١- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ (قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ) فَأَبَى ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ لِلَّذِي ذَخَرَ اللهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ. (١)

(۴۱)جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کے لئے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ ﷺ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق ہوئی۔ (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے کتیا لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے تھا۔ طفیل نے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دونوں ہاتھ چھپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا۔ ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا پھر یہ خواب طفیل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخشش دے یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔

٤٢- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا

١ - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن قاتل نفسه لا يكفر، رقم (١١٦)

عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ. (۱)

(۴۲)ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا تو تم ظلم مت کرو آپس میں ایک دوسرے پر۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ بتلاؤں، تو مجھ سے راہ مانگو میں تم کو راہ بتلاؤں گا اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں تو مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں تو کپڑا مانگو مجھ سے میں پہناؤں گا تم کو۔ اے میرے بندو تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں تو بخشش چاہو مجھ سے میں بخشوں کا تم کو اے میرے بندو تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھ کو فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں کا بڑا پرہیز گار شخص تو میری سلطنت میں کچھ افزائش نہ ہو گی اور اگر تم میں کے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات اور سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں کا بڑا بدکار شخص تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہ ہو گا۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو مانگے سو دوں تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہو گا مگر اتنا جیسے دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا جتنا پانی کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہو گا اس لئے کہ دریا کتنا ہی بڑا ہو آخر محدود ہے اور میرا خزانہ بے انتہا ہے پر یہ صرف مثال ہے) اے میرے بندو یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا سو جو شخص بہتر بدلہ پائے تو چاہیے کہ اللہ کا شکر کرے کہ اس کی کمائی بیکار نہ گئی اور جو برا پائے تو اپنے ہی تئیں برا سمجھے (کہ اس نے جیسا کیا ویسا پایا)۔

۴۳- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الِاسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ. (۲)

(۴۳)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اے عورتوں کی جماعت! تم کثرت سے صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں۔ ایک عقل مند عورت بولی یا رسول اللہ! کیا سبب ہے؟ عورتیں جہنم میں زیادہ کیوں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں

---

۱ - صحیح مسلم - (ج ۱۲ / ص ۴۵۵) كتاب البر والصلة والآداب باب تحريم الظلم (۴۶۷۴)

۲ - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات وبيان إطلاق لفظ الكفر ...، رقم (۷۹)

پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان میں روزے نہیں رکھتی، (حیض کے دنوں میں)۔

٤٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ. (1)

(۴۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ہر رات میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جب تہائی رات گذر جاتی ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں قبول کروں، کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، کون ہے کہ مجھ سے مغفرت مانگے اور میں اسے بخش دوں، غرض کہ صبح روشن ہونے تک ایسا ہی فرماتا رہتا ہے۔

٤٥- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَغْفَرَ لِلْأَنْصَارِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الْأَنْصَارِ لَا أَشُكُّ فِيهِ.

(۴۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی انصار کی بخشش کے لئے اور انصار کی اولاد اور غلاموں کے لئے۔ (2)

٤٦- عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِي الْكَعْبَةِ فَسَبَّحَ وَكَبَّرَ وَدَعَا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَرْكَعْ وَلَمْ يَسْجُدْ. (3)

(۴۶) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ میں تشریف فرما تھے، تسبیح، تکبیر اور اللہ سے استغفار کرتے رہے، رکوع یا سجدہ نہیں کیا۔

٤٧- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. (4)

(۴۷) ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شمار کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس (نشست) میں سو بار یہ دعا پڑھتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ"۔ "میرے پروردگار! مجھے معاف فرمادے، میری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے"۔

٤٨- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ

---

1 – صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، رقم (٧٥٨)

2 – صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار رضي الله عنهم، (٢٥٠٧)

3 – مسند أحمد (١٦٩٩) مجمع الزوائد (باب الصلاة في الكعبة) رواه احمد والطبراني في الكبير بنحوه ورجاله رجال الصحيح.

4 – (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (١٥١٦)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، رقم (١٥١٦)

خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي وَإِذَا رَفَعَ قَالَ اللهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ اللهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. (۱)

(۴۸) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو "وَجَّهْتُ" سے "وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" تک پڑھتے: یعنی میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنایا ایک طرف کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا اللہ تو بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں مگر تو، تو میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا سو میرے سب گناہوں کو بخش دے اس لئے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشا مگر تو اور سکھا دے مجھ کو اچھی عادتیں کہ نہیں سکھاتا ان کو مگر تو، میں تیری خدمت کے لئے حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف سے تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت مانگتاہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔ اور جب رکوع کرتے تو پڑھتے: اے اللہ میں تیرے لئے جھکتاہوں اور تجھ پر یقین رکھتاہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ جھک گئے تیرے لئے میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میرے پٹھے۔ اور جب سر اٹھاتے تو پڑھتے: اے اللہ اے ہمارے پروردگار حمد تیرے ہی لئے ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور انکے درمیان بھر اور اس کے بعد جتنا تو چاہے بھر۔ اور جب سجدہ کرتے تو کہتے: اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میرے منہ نے اس کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں کہتے: اے اللہ مجھے بخش دے، جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر۔ تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۴۹- عَنْ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. (۲)

(۴۹) اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دل پر پردہ ہو جاتا ہے اور میں اللہ سے ہر روز سو بار مغفرت مانگتا ہوں۔

۵۰- عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. وَقَالَ الْوَلِيدُ أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ

---

۱ - صحيح مسلم، كِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَاب الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِه، رقم (۷۷۱)

۲ - صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَاب اسْتِحْبَابِ الِاسْتِغْفَارِ وَالِاسْتِكْثَارِ مِنْهُ، رقم (۲۷۰۲)

قَالَ تَقُولُ أَسْتَغْفِرُ اللهَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ. ([1])

(۵۰)ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے:"اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"۔اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے، اے بزرگی و احترام والے تو بابرکت ہے۔ ولید نے کہا میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیسے ہوتا ہے؟ کہا: استغفر اللہ کہتے یعنی میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

٥١- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. ([2])

(۵۱)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سورہ فتح نازل ہونے کے بعد) اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي" یعنی "پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرمادے"۔ قرآن مجید کے حکم مذکور پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے۔

٥٢- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ خَبَّرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرَى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ فَتْحُ مَكَّةَ ﴿وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾﴾.

(۵۲)ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ فرماتے تھے: "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" کہتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ: "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" زیادہ کہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے بیان کیا کہ تو اپنی امت میں ایک نشانی دیکھے گا۔ پھر جب میں اس نشانی کو دیکھتا ہوں تو تسبیح کہتا ہوں یعنی یہی "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" کہتا ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ آخر تک یعنی جب اللہ کی مدد آگئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق شریک ہونے لگے تو اللہ کی تعریف کر اس کی پاکی بیان کر اور اس سے بخشش مانگ وہ بخشنے والا ہے۔([3])

٥٣- عَنْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ

---

[1] - صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، رقم (٥٩١)

[2] - صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، رقم (٤٩٦٨)، صحيح مسلم رقم (٤٨٤)

[3] - صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم (٤٨٤)

وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. (1)

(۵۳)ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے۔ تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لئے مناسب ہے۔ اور تعریف تیرے ہی لئے ہے تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء سچے ہیں، محمد ﷺ سچے ہیں، اور قیامت کا ہونا سچ ہے، اے میرے اللہ! تیرا ہی فرمانبردار ہوں اور تجھ ہی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھ ہی کو حاکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے۔ یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ عبد الکریم ابو امیہ نے اس دعا میں یہ زیادتی کی ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) سفیان نے بیان کیا کہ سلیمان بن مسلم نے طاؤس سے یہ حدیث سنی تھی۔ انہوں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

۵۴- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ اسْتَغْفَرَ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَقُولُ اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ أَوْ إِنَّكَ تَوَّابٌ غَفُورٌ.

(۵۴)ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے آپ کو سو مرتبہ استغفار کرتے ہوئے سنا، پھر آپ نے فرمایا: "اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ أَوْ إِنَّكَ تَوَّابٌ غَفُورٌ" "اے اللہ! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔(2)

۵۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ إِلَّا قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ ، لاَ إِلَه إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْك » فَقُلْتُ لَهُ : يَا رَسُولَ اللهِ ، مَا أَكْثَرَ مَا تَقُولُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ إِذَا قُمْتَ . قَالَ: لَا يَقُوْلُهُنَّ مِنْ أَحَدٍ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ مِنْهُ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ. (3)

1 – صحيح البخاري، كتاب الْجُمُعَة، بَاب التَّهَجُّد بِاللَّيْلِ، رقم (٧٦٩)
2 – (صحيح) السلسلة الصحيحة مختصرة رقم (٢٦٠٣)، مسند أحمد رقم (٥١٠٠)
3 – (صحيح) صحيح الجامع رقم (٤٨٦٧)، المستدرك، كتاب الدعاء، والتكبير، والتهليل، والتسبيح والذكر رقم (١٧٨١)

(٥٥)عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کسی مجلس سے یہ کہے بغیر نہیں اٹھتے تھے: ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ ، لاَ إِلٰه إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ‘‘ ’’اے میرے رب! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں‘‘، تو میں نے کہا آپ ﷺ بہت کثرت سے یہ الفاظ کہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی یہ الفاظ اپنی مجلس سے اٹھتے وقت کہتا ہے تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

٥٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً. ([1])

(٥٦)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

٥٧- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمْ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّأْمَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالَى.

(٥٧)ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو اس وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا منہ کر لیا کرو۔ ابو ایوب نے فرمایا کہ ہم جب شام میں آئے تو یہاں کے بیت الخلاء قبلہ رخ بنے ہوئے تھے۔ (جب ہم قضائے حاجت کے لئے جاتے) تو ہم مڑ جاتے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے تھے([2])

استغفار کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(١)عبد الرحمن بن کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب میرے والد نابینا ہو گئے تو ان کو (نماز کے لئے) لے جاتا تھا۔ اور میں جب بھی ان کو جمعہ کے لئے لے کر نکلتا اور وہ اذان سنتے تو ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ میں ان سے یہ ایک وقت تک سنتا رہا۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم یہ کتنی نہ لاچاری ہے کہ میں انہیں سنتا ہوں جب بھی جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لئے استغفار کرتے ہیں دعا مانگتے ہیں، لیکن میں ان سے پوچھتا بھی نہیں ہوں کہ یہ کیوں کر رہے ہیں؟۔ پھر میں انہیں لے کر چلا جیسے ان کو جمعہ کے لئے لے کر جاتا تھا اور پھر جب انہوں نے اذان سنی تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کیا جس طرح پہلے کرتے تھے تو میں نے انہیں کہا: اے بابا! آپ جب بھی جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں کیوں؟ انہوں نے کہا: اے بیٹے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ سے مدینہ میں ہجرت کر کے آنے سے پہلے بنی بیاضہ کی سیاہ پتھریلی زمین کے میدان میں خضمات کے کنویں کے پاس جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: آپ اس دن کتنے

---

[1] - صحيح البخاري، كِتَاب الدَّعَوَاتِ، بَاب اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ رقم (٦٣٠٧)

[2] - صحيح البخاري، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ...)، رقم (٣٩٤)، صحيح مسلم رقم (٢٦٤)

افراد تھے۔ کہا: چالیس۔([1])

(۲) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے لئے دو امن تھے۔ ان میں سے ایک چلا گیا یعنی رسول اللہ ﷺ اور (دوسرا) استغفار باقی ہے۔ یہ اگر ختم ہو گیا تو ہم ہلاک ہو جائینگے۔([2])

(۳) ربیع بن خثیم تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اپنے رب کی طرف عاجزی کے ساتھ (اور گریہ زاری کے ساتھ) آؤ اور اسے آسانی کے وقت میں پکارو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: جو مجھے آسانی کے وقت میں پکارے گا میں اس کی سختی اور تنگی کے وقت میں دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا اور جو میرے لئے تواضع کرے گا میں اسے بلند کروں گا۔ اور جو میرے سامنے عاجزی و گریہ زاری کرے گا میں اس پر رحم کروں گا اور جو مجھ سے استغفار (یعنی بخشش) مانگے گا میں اسے بخش دوں گا۔([3])

(۴) فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بغیر گناہ ترک کرنے کے استغفار کرنا کذابوں کی توبہ کی طرح ہے۔ اس سے ملتا جلتا قول رابعہ عدویہ کا ہے کہا ہمارا استغفار بہت زیادہ استغفار کا محتاج ہے۔([4])

(۵) سہل رضی اللہ عنہ سے اس استغفار کے متعلق پوچھا گیا جو گناہوں کو مٹاتا ہے؟ کہا: استغفار کی ابتداء "الإِسْتِجَابَة" (یعنی امر الٰہی کو ماننے) سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد "الإِنَابَة" (یعنی رب تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے) اور اس کے بعد توبہ یعنی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ "الإِسْتِجَابَةُ أَعْمَالُ الْجَوَارِح" قبولیت ظاہری اعمال حسنہ ہیں۔ "الإِنَابَة" اعمال قلوب ہیں۔ توبہ کا مطلب اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا ہے، یعنی مخلوق کو چھوڑ دے پھر اپنی اس کوتاہی سے استغفار کرے جو اس سے ہو رہی ہے۔([5])

(۶) ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابلیس نے کہا: میں نے آدم کی اولاد کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے استغفار سے اور "لا الہ الا اللہ" سے ہلاک کر دیا۔ پھر جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کے اندر خواہشات کو پھیلا دیا پھر وہ گناہ کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔([6])

(۷) کچھ بدوی لوگوں سے یہ الفاظ مروی ہیں: جب کعبے کے غلاف کو پکڑ کر یہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! گناہوں پر اصرار کرتے ہوئے تجھ سے مغفرت طلب کرنا ندامت ہے اور تیرے مغفرت اور عفو کے وسیع تر دروازوں کو جانتے ہوئے مغفرت نہ طلب کرنا کمزوری ہے۔ تو کتنی نعمتیں مجھے عطا کرتا ہے باوجود اس کے کہ تو مجھ سے غنی ہے اور کتنے گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں حالانکہ میں تیرے در کا فقیر ہوں۔ اے الٰہی جو وعدے کو پورا کرتا ہے، جو گناہ گاروں سے معاف اور درگزر کرتا ہے، میرے بڑے بڑے گناہوں کو تو اپنے عفو و درگزر سے معاف فرما دے، اے ارحم الراحمین۔

---

[1] – ابن ماجه رقم (١٠٨٢)

[2] – التوبة إلى الله، للغزالي رقم (١٢٤)

[3] – منهاج الصالحين رقم (٩٥١)

[4] – الأذكار رقم (٤٨١)

[5] – التوبة إلى الله، للغزالي رقم (١٢٥)

[6] – مفتاح دار السعادة لابن القيم رقم (١٤٢/١)

استغفار کے فوائد

(۱)استغفار، بخشش مانگنے والوں کے لئے موسلا دھار بارش لاتا ہے اور ان کے لئے باغات اور دریاؤں میں برکت کا باعث بنتا ہے۔

(۲)استغفار اصحاب استغفار کے لئے اللہ کی طرف سے رزق اور اولاد کی نعمت کا سبب بنتا ہے۔

(۳)نیکیاں آسان ہوتی ہیں، کثرت کے ساتھ دعا مانگنے کی ہمت ملتی ہے اور رزق میں آسانی ہوتی ہے۔

(۴)اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان میں وحشت ختم ہو جاتی ہے۔

(۵)استغفار کرنے والے کے دل میں دنیا کم اور چھوٹی ہو جاتی ہے۔

(۶)شیاطین انسان اور شیاطین جن دور بھاگ جاتے ہیں۔

(۷)ایمان اور نیکی کا مزہ حاصل ہوتا ہے۔

(۸)اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

(۹)عقل و ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۰)رزق میں آسانی ہوتی ہے۔ پریشانی، غم اور دکھ ختم ہو جاتے ہیں۔

(۱۱)اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی توبہ پر خوش ہوتا ہے۔

(۱۲)اور جب اسے موت آتی ہے تو فرشتے اللہ کی طرف سے اس کے لئے خوش خبری لاتے ہیں۔

(۱۳)اور جب قیامت کے دن لوگ جب تپش اور پسینے میں ڈوب رہے ہونگے تو استغفار کرنے والا عرش کے سائے تلے ہوگا۔

(۱۴)لوگ جب وقوف (عرفات) سے لوٹتے ہیں تو استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے متقین اولیاء کرام کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۱۵)استغفار سے فرد اور معاشرہ کے برے افعال سے طہارت اور اصلاح ہوتی ہے۔

(۱۶)عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

الاستقامة

(استقامت / ثابت قدمی)

لغوی بحث

"اسْتِقَامَةٌ" (بروزن استفعال) استقام کا مصدر ہے۔ بمعنی سیدھا ہونا۔ اس کا اصل مادہ (ق و م) ہے جو کہ دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔ ایک لوگوں کی جماعت اور دوسرا معنی سیدھا کھڑا ہونا یا عزم کرنا اور اعتدال کے معنی میں لفظ "اسْتِقَامَة" اسی سے متعلق ہے۔ (یعنی دوسرے معنی سے) کہا جاتا ہے۔ "قَامَ الشَّيْءُ وَاسْتَقَامَ" یعنی معتدل اور برابر ہوئی۔ اور "اسْتَقَامَ لَهُ الأَمْرُ" یعنی معاملہ اس کے لئے معتدل ہو گیا۔ اور فرمان الٰہی ہے: ﴿فَٱسْتَقِيمُوٓاْ إِلَيْهِ﴾ فصلت: ٦ یعنی معبودان باطل کو ترک کر کے اکیلے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں سیدھے ہو جاؤ۔ اور فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ﴾ فصلت: ٣٠ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے پھر استقامت اختیار کی۔ یہاں استقامت کا معنی ہے کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کو لازم کیا۔ اور "اسْتَقَامَ فُلاَنٌ بِفُلاَنٍ" یعنی اس نے اس کی مدح اور تعریف کی۔

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اسْتَقَامَ الشِّعْرُ" یعنی شعر صحیح وزن پر ٹھہرا اور "قَوَّامُ الأَمْرِ" نظام الامر اور اس کی بنیاد کو کہتے ہیں۔ جبکہ "القَوَّام" (بالفتح) عَدل کو کہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾﴾ الفرقان اور "القَائِمُ" ثابت کو کہتے ہیں اور "كُلُّ مَنْ قَامَ عَلَى شَيْءٍ فَهُوَ ثَابِتٌ عَلَيْهِ مُسْتَمْسِكٌ بِهِ" یعنی جو بھی کسی چیز پر کھڑا ہے تو وہ اس پر ثابت اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿لَيْسُواْ سَوَآءً مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ﴾ آل عمران: ١١٣ یعنی وہ جماعت دین پر (اعمال صالحہ میں) مداومت کرنے والی اس کا قیام کرنے والی ہے۔ اور "فُلاَنٌ قَائِمٌ بِكَذَا" معنی وہ اس کی حفاظت کرنے والا اور اس کو مضبوطی سے لینے والا ہے۔

ابن بری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: "القَائِمُ عَلَى الشِّرَاءِ" خریداری پر کھڑا ہونے والا۔ "القَيِّمُ" معنی معتدل اور "المِلَّةُ الْقَيِّمَة" یعنی معتدل امت، یہی معنی "الأُمَّةُ الْقَيِّمَة" کا ہے۔ ([1])

اسم باری تعالیٰ "القَيُّوم" کا معنی

اسم باری تعالیٰ القیوم کا معنی ہے وہ جو بذات خود قائم ہو۔ کسی غیر کی وجہ سے اس کا قیام نہیں ہے۔ اور اس کے دائمی وجود کے لئے کسی دوسرے کے وجود کی شرط نہیں ہے۔ اور ہر موجود اسی سے قائم ہے۔ یہاں تک کہ اشیاء کے وجود کا تصور بھی اس کے وجود کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ کسی کے وجود کے دوام کا مگر اس کے وجود سے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "القَيُّومُ: القَائِمُ الدَّائِمُ بِلاَ زَوَالٍ ويُقَالُ: هُوَ الْقَيِّمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِالرِّعَايَةِ" یعنی قیوم کا معنی ہے ہمیشہ موجود جس کو زوال نہ آئے۔ بعض نے کہا وہ ہر چیز پر نگہبان ہے یعنی اس کو سنبھالتا ہے۔

[1] - لسان العرب (٣٧٨١/٦-٣٧٨٧)، الصحاح (٢٠١٦/٥-٢٠١٨)

اور "قُمْتُ بِالشَّيْءِ" اس وقت کہہ سکتا ہے جب تو نے اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری لی ہو۔(۱)

اصطلاحی وضاحت

اصطلاحاً "اسْتِقَامَة" صراط مستقیم پر چلنے کو کہتے ہیں اور یہ (صراط مستقیم) وہ سیدھا دین ہے کہ اس کے نہ دائیں ٹیڑھا پن ہے نہ بائیں۔ اور ظاہری و باطنی طاعات، نیکیاں اور نافرنانیوں کو چھوڑنا بھی اسی کو شامل ہے۔(۲)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الإِسْتِقَامَة كِنَايَةٌ عَنِ التَّمَسُّكِ بِأَمْرِاللهِ فِعْلاً وَتَرْكًا" یعنی استقامت امر الٰہی کو مضبوطی سے تھام لینے کا نام ہے معروف پر عمل کرتے ہوئے منہی و منکر کو ترک کرتے ہوئے۔(۳)

امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اسْتِقَامَة" یہ ہے کہ خطِ مستقیم اس کیفیت و صورت میں ہو کہ اس کے فرض کئے گئے اجزاء اس کی جمیع اوضاع یعنی ساری ہیئات و اشکال میں ایک دوسرے کے ساتھ موافق اور مناسب ہوں۔ اور اہل علم کی اصطلاح میں "اسْتِقَامَةٌ" کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ عہد و پیمان کو لازم کرنا، سیدھے راستے پر ہمیشگی اختیار کرنا اور اعتدال کی حد کا لحاظ کرتے ہوئے سارے امور میں یعنی کھانا پینا لباس اور ہر دینی اور دنیاوی معاملات میں، سو یہی صراط مستقیم ہے۔

اور بعض نے "اسْتِقَامَة" کی تعریف یوں کی ہے کہ: نیکیاں بھی کرے اور معاصی سے بھی اجتناب کرے۔ اور کسی نے کہا کہ: "اسْتِقَامَة ضِدُّ الاعْوِجَاج" استقامۃ ٹیڑھے پن کی ضد ہے اس کا مطلب ہے بندہ بندگی کے راستے سے شریعت و عقل کے ارشاد (واحکام) کے مطابق گذرے۔(۴)

اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فرمان الٰہی میں پانچ توجیہات ذکر کی ہیں ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُواْ﴾ فصلت ۳۰ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر استقامت اختیار کی۔

(۱) "ثُمَّ اسْتَقَامُوا عَلَى أَنَّ اللهَ رَبُّهُمْ وَحْدَهُ وَهوَ قَوْلُ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَمُجَاهِد" یعنی پھر اس بات پر ثابت قدم ہو گئے کہ اللہ اکیلا ہی ان کا رب ہے یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(۳) موت تک دین و عمل کو خالص کرنے پر مستقیم رہے۔ یہ ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ اور سدّی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(۴) اپنے اقوال کی طرح افعال میں بھی استقامت اختیار کی۔

(۵) ظاہر کی طرح اندر میں بھی استقامت اختیار کی۔

اور کہا: چھٹی وجہ بھی احتمال رکھتی ہے کہ استقامت یہ ہے کہ نیکی کرنے اور معاصی سے اجتناب کرنے کو جمع کرے کونکہ تکلیف (ایمان و عمل کا امر) نیکی کے لئے امر پر مشتمل ہے جو کہ اسے رغبت دلاتا ہے اور معصیت سے روکنے پر مشتمل ہے جو کہ

---

(۱) – المقصد الاسنى للغزالي(۱۳۲) بتصرف

(۲) – جامع العلوم والحكم ابن رجب(۱۹۳)

(۳) – الفتح (۲۵۷/۱۳)

(۴) – التعريفات للجرجاني(۱۹) بتصرف يسير

اسے اللہ کے خوف کی دعوت دیتی ہے۔

استقامت ہی نجات کا راستہ ہے

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: استقامت صراط مستقیم کو لازم کرنے کا نام ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ﴾ فصلت: ۳۰ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے ان کے پاس فرشتے آئیں گے۔ اور فرمایا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُوا۟ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ الأحقاف: ۱۳ یعنی استقامت اختیار کرنے والوں پر خوف نہیں ہو گا۔ اور رب تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا: ﴿فَٱسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ﴾ هود: ۱۱۲ یعنی ثابت قدم رہیں جس طرح آپ کو حکم ہے اور جو لوگ آپ کے ساتھ مسلمان ہوتے ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ استقامت میں طغیان اور سرکشی نہیں ہو گی (طغیانی کا مطلب حدود الٰہی کو پامال کرنا ہے)۔

اور فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ وَٱسْتَغْفِرُوهُ﴾ فصلت: ٦

اور انسان سے استقامت مطلوب ہے اور یہ صراط مستقیم پر سیدھا چلنے کا نام ہے پھر اگر اس کی قدرت نہیں رکھتا تو پھر اس کے قریب ہونے کی کوشش کرے۔ (یعنی معاصی کی طرف زیادہ مائل نہ ہو)۔

صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے "سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُوَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَلاَ أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ" یعنی سیدھے ہو کر چلو اور مقاربت (یعنی استقامت کے قریب رہو) اور جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ بھی نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ؟ فرمایا میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ دے۔

اس حدیث نے دین کے مقامات کو جمع کر دیا ہے آپ ﷺ نے سیدھی راہ پر چلنے کا حکم دیا اور نیت و اقوال میں اخلاص کا بھی۔

اور ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا وہ استقامت کی طاقت نہیں رکھتے تو ان کے قریب ہونے کی کوشش کریں۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ اپنی حسب طاقت استقامت کے قریب رہیں۔ اور اس کے باوجود ان کو بتایا کہ استقامت اور اس کا قرب قیامت کی سختیوں سے بچا نہیں سکتے۔ بلکہ نجات اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور فضل سے ہی ملے گی۔

استقامت جامع کلمہ ہے دین کے تمام مجموعات کو لینے والا ہے اور مجامع الدین اللہ تعالیٰ کے سامنے حقیقۃ الصدق (ایمان واخلاص کے اندر) اور ایفاء عہد کے ساتھ کھڑا ہونے کا نام ہے۔

اور استقامت، اقوال و افعال اور احوال و نیات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان کے اندر استقامت کا مطلب ہے کہ سارے اقوال اللہ کے لئے خالص ہوں۔ سارے افعال اللہ کے امر کے مطابق ہوں اور نیات اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوں۔

کسی نے کہا ہے کہ: استقامت اختیار کرنے والے بنو برتری چاہنے والے نہ بنو کیوں کہ تیرا نفس برتری کے لئے متحرک ہے۔ لہٰذا ہر حال کے لئے استقامت کا ہونا ویسا ضروری ہے جیسا بدن کے لئے روح کا۔ جس طرح روح کے نکلنے سے بدن مر جاتا ہے اسی طرح حال جب استقامت سے خالی ہو تو وہ فاسد دبے کار ہے۔ پھر جس طرح احوال کی زندگی استقامت سے ہے اسی طرح زاہدین کے

اعمال کا بڑھنا اور ان (اعمال) کا نور اور پاکائی استقامت پر منحصر ہے۔ اور بغیر استقامت کے اعمال نہ پاک ہو سکتے ہیں اور نہ صحیح۔

اور کہا: جس شخص کو اس دنیا میں صراط مستقیم کی ہدایت مل گئی وہ صراط مستقیم جو کہ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں اور اس کے بارے میں کتابیں نازل ہوئیں ہیں۔ قیامت کے دن اسی شخص کو جنت کا راستہ دکھلایا جایا گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے بندوں کے لئے صراط مستقیم متعین کی ہے۔ اس پر ثابت قدمی کے حساب سے ہی قیامت کے دن بندہ پل صراط پر سے گزرنے میں ثابت قدم رہے گا۔ اور جس طرح وہ دنیا میں اس صراط مستقیم پر چلتا ہے اسی حساب سے وہ قیامت کے دن پل صراط سے چلے گا۔

لہٰذا بندے کو شبہات اور خواہشات سے بچ کر چلنا چاہیئے جو اسے اس صراط مستقیم سے چلنے سے روکتی ہیں اور وہی کلالیب چمٹے تو ہیں جو پل صراط کے دونوں اطراف میں ہونگی۔ جو کہ اسے پکڑ لیں گے اور اس پر سے گذرنے سے روکیں گے پھر اگر یہی شبہات و خواہشات (یعنی اعتقادی و عملی برائیاں) زیادہ ہونگی تو اسی طرح وہاں پر پل صراط کے پاس کلالیب زیادہ ہونگے۔ ﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّٰمٍ لِّلۡعَبِيدِ ﴿٤٦﴾﴾ (فصلت: ٤٦) اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔([1])

جب دل سیدھا ہو تو جوارح بھی سیدھے ہونگے

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اصل استقامت قلب کا توحید پر استقامت اختیار کرنا ہی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ﴾ میں استقامت کے بارے میں کہا: "لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَى غَيْرِهِ" پھر وہ کسی دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتے۔ لہٰذا جب دل اللہ کی معرفت، خشیت، اجلال، ہیبت، محبت، امید، دعا اس پر توکل اور اس کے سوا ہر چیز سے اعراض کرنے میں ثابت قدم رہے گا تو "جوارح" (ظاہری اعضاء) اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں استقامت اختیار کریں گے۔ کیوں کہ دل ہی اعضاء کا بادشاہ ہے۔ اور وہ اس کے لشکر ہیں اس لئے جب ملک یعنی بادشاہ استقامت اختیار کرے گا۔ تو اس کا لشکر اور رعیت بھی استقامت اختیار کرے گی۔ اور دل کے بعد انسان کی استقامت کا سب سے زیادہ لحاظ رکھنے والی چیز اس کی زبان ہے کیوں کہ یہی دل کی ترجمان ہے۔ اور اس کی تشریح کرنے والی ہے۔([2])

طاہر بن عاشور رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ﴾ فصلت: ٣٠ کی تفسیر میں کہا ہے: حقیقت میں استقامت کا معنی ہے ٹیڑھاپن اور (صراط مستقیم سے دوسری طرف) میلان کو کہتے ہیں۔ سین اور تاء اس کے اندر مبالغہ کے لئے ہے۔

اس طرح الاستقامت کا حقیقی معنی ہوا "اسْتَقَلَّ غَيْرَ مَائِلٍ، وَلاَ مُنْحَنٍ" یعنی مستقل سیدھا چلا اور ادھر نہ مڑا۔ اور استقامت حق اور سچ پر اچھائی کے ساتھ عمل کرنے اور چلنے کو بھی کہتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے ﴿فَٱسۡتَقِيمُوٓاْ إِلَيۡهِ وَٱسۡتَغۡفِرُوهُ﴾ فصلت: ٦ اور فرمایا: ﴿فَٱسۡتَقِمۡ كَمَآ أُمِرۡتَ﴾ هود: ١١٢([3])

لہٰذا "فَاسْتَقَامُوا" جس چیز کی انہیں تکلیف دی گئی ہے (یعنی ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے) اس کو ادا کرنے اور پورا کرنے کے معنی پر مشتمل ہے اور اس کے مشمولات میں سے سب سے پہلی چیز توحید پر ثابت قدم رہنا۔ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثُمَّ اسْتَقَامُوا کی تفسیر

[1] – التفسير القيم (١٠٩)

[2] – جامع العلوم والحكم (١٩٣–١٩٤)

[3] – بصائر ذوى التميز (٣١٢/٦)

میں مروی ہے کہ: ”لَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئاً“یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدھی راہ پر چلتے رہتے ہیں اس کی فرمانبرداری کے لئے اور لومڑیوں کی طرح دائیں بائیں یا ادھر ادھر نہیں بھاگتے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اور عمل کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر فرائض ادا کرتے ہیں۔ یہ سارے اقوال ایمان اور اس کے آثار (اعمال صالحہ) کے معنی پر مشتمل ہیں۔ تو استقامت اقرار بالتوحید سے مرتبے میں اعلیٰ ہے کیوں کہ استقامت میں اقرار بالتوحید، اس پر ثابت قدم رہنا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا بھی شامل ہے۔

اور فرمان الٰہی ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُوا۟﴾ نے اسلامی کمال کے دو اصولوں کو جمع کیا ہے اور ” قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ “کمال نفسانی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ حق کو پہچاننے کا نام ہے تاکہ اس سے ہدایت لی جائے۔ اور نیکی کو پہچاننے کا نام ہے تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اور لفظ ”ٱسْتَقَـٰمُوا۟“ اعمال صالحہ کی ایک اساس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ حق پر ثابت قدم رہنا۔ یہ (عمل صالح) معتدل ہو اور افراط و تفریط کی طرف مائل نہ ہو۔

اعتقاد کا کمال استقامت پر منحصر ہے۔ اور حقیقی اعتقاد یہ ہے کہ نفی کی جانب اتنا نہ چلا جائے کہ تعطل (صفات کا انکار) کر دے اور نہ ہی اثبات کی طرف اتنا چلا جائے کہ تشبیہ اور تمثیل کو اختیار کرے۔ بلکہ تشبیہ و تعطل کے درمیان خط فاصل (یعنی فرق کرنے والی لائن) پر چلے اور اسی طرح جبریہ اور قدریہ کے درمیان چلے اور رجاء اور قنوط کے درمیان چلے اور اعمال میں غلو اور تفریط کے درمیان چلے۔[1]

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات دیکھئے:

الإتباع، الإيمان، الإخلاص، الإسلام، الأدب، التقوى، تعظيم، الحرمات، حسن الخلق، الحجاب، حسن العشيرة، غض البصر، حسن المعاملة، الهدى.

اور اس کے مقابل میں دیکھئے:

الإعوجاج، اتباع الهوى، الضلال، الفسوق، الفجور، العصيان، الفساد، الغي والإغواء، الفحش، التبرج، إطلاق البصر، الإعراض.

[1]- التحرير والتنوير (۲۸۲/۲۴-۲۸۴)

وہ آیات جو الاستقامۃ پر دلالت کرتی ہیں

(١)﴿ ﴿١﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٥﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾ ﴾ الفاتحة

(١) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنہوں نے حق کو پہنچانا مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہو گئے)۔

(٢) ﴿ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٤٢﴾ ﴾ البقرة

(٢) عنقریب نادان لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس سے انہیں کس چیز نے ہٹایا؟ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ کی ہدایت کر دے۔

(٣)﴿ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۚ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾ ﴾ البقرة

(٣) دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے، اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں تا کہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آ چکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا اس لئے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہبری کی اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

(٤)﴿ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ ﴾ آل عمران

(٤) یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے تم سب اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

(٥)﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ﴾ آل عمران

(٥) اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد کافر بنا دیں گے۔ (گو یہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجود یکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلا شبہ اسے راہ راست دکھا دی گئی۔

(۶)﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٦٨﴾ ﴾ النساء

(۶)سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔ اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اسے ان میں سے بہت ہی کم لوگ بجالاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لئے بہتر اور بہت زیادہ مضبوطی والا ہو۔ اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں (۶۷) اور یقیناً انہیں راہ راست دکھادیں۔

(۷)﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾ ﴾ النساء

(۷)اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے (۱۷۴) پس جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسے مضبوط پکڑ لیا انہیں تو وہ عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں لے لے گا اور انہیں اپنی طرف کی راہ راست دکھادے گا۔

(۸)﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ ﴾

(۸)اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف انکی رہبری کرتا ہے۔ المائدۃ

(۹)﴿ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾ ﴾ الأنعام

(۹)اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں، ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جائیں

گ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو طرح طرح کی ظلمتوں میں بہرے گونگے ہو رہے ہیں اللہ جس کو چاہے بے راہ کر دے اور وہ جس کو چاہے سیدھی راہ پر لگا دے۔

(۱۰) ﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيْنَٰهَآ إِبْرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٠﴾ ﴾ الأنعام

(۱۰) اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔ اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام کو اور سلیمان علیہ السلام کو اور ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اور (نیز) زکریا علیہ السلام کو اور یحییٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور الیاس علیہ السلام کو، سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور نیز اسماعیل علیہ السلام کو اور یسع علیہ السلام کو اور یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی۔ اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی۔ اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔ یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

(۱۱) ﴿ فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَٰطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ ﴾ الأنعام

(۱۱) سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاک مسلط کر دیتا ہے۔ اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا۔

(١٢)﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ الأنعام

(١٢)اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔

(١٣)﴿ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِى هَدَىٰنِى رَبِّىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِى وَنُسُكِى وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِى لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ ﴾ الأنعام

(١٣)جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی، اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہو گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتادیا ہے کہ وہ ایک دین مستحکم ہے جو طریقہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے، اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

(١٤)﴿ قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَٰطَكَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَءَاتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَٰنِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ ﴿١٧﴾ ﴾ الأعراف

(١٤)اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیے گا۔

(١٥)﴿ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ ٱللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِۦٓ إِلَّا ٱلَّذِينَ عَٰهَدتُّمْ عِندَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ ۖ فَمَا ٱسْتَقَٰمُوا۟ لَكُمْ فَٱسْتَقِيمُوا۟ لَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ ﴾ التوبة

(١٥)مشرکوں کے لئے عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے، جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

(١٦)﴿ وَٱللَّهُ يَدْعُوٓا۟ إِلَىٰ دَارِ ٱلسَّلَٰمِ وَيَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ ٱلْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٦﴾ ﴾ يونس

(١٦)اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۷) ﴿ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَٱجْعَلُوا۟ بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ ءَاتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُۥ زِينَةً وَأَمْوَٰلًا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا۟ عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا ٱطْمِسْ عَلَىٰٓ أَمْوَٰلِهِمْ وَٱشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا۟ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَٱسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ ﴾ یونس

(۱۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے اے ہمارے رب (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔

(۱۸) ﴿ إِنِّى تَوَكَّلْتُ عَلَى ٱللَّهِ رَبِّى وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ ءَاخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَآ ۚ إِنَّ رَبِّى عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ ﴾ ھود

(۱۸) میرا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہے، جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے، یقیناً میرا رب بالکل صحیح راہ پر ہے۔

(۱۹) ﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَـٰبَ فَٱخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَـٰلَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَٱسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا۟ ۚ إِنَّهُۥ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوٓا۟ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَىِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَـٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ ﴿١١٤﴾ وَٱصْبِرْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ ﴾ ھود

(۱۹) یقیناً ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی پھر اس میں اختلاف کیا گیا، اگر پہلے ہی آپ کے رب کی بات صادر نہ ہو گئی ہوتی تو یقیناً ان کا فیصلہ کر دیا جاتا، انہیں تو اس میں سخت شبہ ہے۔ یقیناً ان میں سے ہر ایک جب ان کے روبرو جائے گا تو آپ کا رب اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا بے شک وہ جو کر رہے ہیں ان سے وہ باخبر ہے۔ پس آپ جمے رہیئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں خبردار تم حد سے نہ بڑھنا اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی (دوزخ کی) آگ لگ جائے گی، اور اللہ کے سوا اور تمہارا مددگار نہ کھڑا ہو سکے گا اور نہ تم مدد دیئے جاؤ گے۔ دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیئے۔ آپ صبر کرتے رہیئے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(۲۰)﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ ﴾ الحجر

(۲۰)(شیطان نے) کہا کہ اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ہاں یہی مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے۔ میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں، لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔

(۲۱)﴿ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ ﴾

(۲۱) اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس معقول روزی دے رکھی ہے جس میں سے وہ چھپے کھلے خرچ کرتا ہے کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب تعریف ہے، بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے دو شخصوں کی، جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر، برابر ہو سکتے ہیں؟۔ النحل

(۲۲) ﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ ﴾ النحل

(۲۲) بے شک ابراہیم پیشوا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور ایک طرفہ مخلص تھے وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں اپنا برگزیدہ کر لیا تھا اور انہیں راہ راست سجھا دی تھی۔

(۲۳)﴿ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٣٥﴾ ﴾ الإسراء

(۲۳) اور جب ناپنے لگو تو بھرپور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔

(۲۴)﴿ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ ﴾

(۲۴) اب عیسیٰ علیہ السلام کو لئے ہوئے وہ اپنی قوم کے پاس آئیں سب کہنے لگے مریم تو نے بڑی بری حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا سب کہنے لگے کہ لو بھلا ہم گود کے بچے سے باتیں کیسے

کریں؟۔ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔ اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے۔ یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ بن مریم کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کا ہونا لائق نہیں وہ تو بالکل پاک ذات ہے، وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔ میرا اور تم سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔ مریم

(۲۵)﴿ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ ﴾ الحج

(۲۵) اور اس لئے بھی کہ جنہیں علم عطا فرمایا گیا ہے وہ یقین کرلیں کہ یہ آپ کے رب ہی کی طرف سے سراسر حق ہی ہے پھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جائیں یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو راہ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہی ہے۔

(۲۶)﴿ لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ ﴾

(۲۶) ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جسے وہ بجالانے والے ہیں پس انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کرنا چاہیے آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلائیں یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں۔ الحج

(۲۷)﴿ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ ﴾ المؤمنون

(۲۷) اگر حق ہی ان کی خواہشوں کا پیرو ہو جائے تو زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز درہم برہم ہو جائے، حق تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں ان کی نصیحت پہنچا دی ہے لیکن وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔ کیا آپ ان سے کوئی اجرت چاہتے ہیں؟ یاد رکھئے کہ آپ کے رب کی اجرت بہت ہی بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی رساں ہے۔ یقیناً آپ تو انہیں راہ راست کی طرف بلا رہے ہیں (۷۳) بے شک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ سیدھے راستے سے مڑ جانے والے ہیں۔

(۲۸)﴿ لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ ﴾ النور

(۲۸) بلاشک و شبہ ہم نے روشن اور واضح آیتیں اتار دی ہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

(۲۹) ﴿ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ ﴾ الشعراء

(۲۹) جبکہ ان سے شعیب علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر خوف نہیں؟۔ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔ اللہ کا خوف کھاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔ میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں چاہتا، میرا اجر تمام جہانوں کے پالنے والے کے پاس ہے۔ ناپ پورا بھرا کرو کم دینے والوں میں شمولیت نہ کرو۔ اور سیدھی صحیح ترازو سے تولا کرو۔

(۳۰) ﴿ يسٓ ﴿١﴾ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٣﴾ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤﴾ تَنزِيلَ ٱلْعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٥﴾ ﴾ يس

(۳۰) یٰسین۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی۔ کہ بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہ قرآن اللہ زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

(۳۱) ﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ ٱعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ ﴾

(۳۱) اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری ہی عبادت کرنا سیدھی راہ یہی ہے۔ یس

(۳۲) ﴿ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنَٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَٰهُمْ فَكَانُوا۟ هُمُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٦﴾ وَءَاتَيْنَٰهُمَا ٱلْكِتَٰبَ ٱلْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنَٰهُمَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾ ﴾ الصافات

(۳۲) یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بڑا احسان کیا۔ اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دے دی۔ اور ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے۔ اور ہم نے انہیں (واضح اور) روشن کتاب دی۔ اور انہیں سیدھے راستہ پر قائم رکھا۔

(۳۳) ﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ وَٱسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ﴿٧﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ ﴾ فصلت

(۳۳) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائیں اور بھلے کام کریں ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

(۳٤) ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَبْشِرُوا۟ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِىٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ ﴾ فصلت

(۳٤) (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو (۳۰) تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود ہے (۳۱) غفور ورحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

(٣٥)﴿ فَلِذَٰلِكَ فَٱدْعُ ۖ وَٱسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۖ وَقُلْ ءَامَنتُ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِن كِتَٰبٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ ٱللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَٰلُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ ٱللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ ﴾

(٣٥)پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں، ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، ہم تم میں کوئی کٹ حجتی نہیں اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ الشورى

(٣٦) ﴿ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِى مَا ٱلْكِتَٰبُ وَلَا ٱلْإِيمَٰنُ وَلَٰكِن جَعَلْنَٰهُ نُورًا نَّهْدِى بِهِۦ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَٰطِ ٱللَّهِ ٱلَّذِى لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلْأُمُورُ ﴿٥٣﴾ ﴾

(٣٦)اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہ راست کی رہنمائی کررہے ہیں۔ اس اللہ کی راہ کی جس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز ہے، آگاہ رہو سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ الشورى

(٣٧)﴿ فَٱسْتَمْسِكْ بِٱلَّذِىٓ أُوحِىَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ ﴾ الزخرف

(٣٧)پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں بے شک آپ راہ راست پر ہیں۔

(٣٨) ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ ﴾ الزخرف

(٣٨)اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔

(٣٩)﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ ﴾ الأحقاف

(٣٩)بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔

(٤٠)﴿ وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ ٱلْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقُرْءَانَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا۟ أَنصِتُوا۟ ۖ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا۟ إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا۟ يَٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَٰبًا أُنزِلَ مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ ﴾

(٤٠)اور یاد کرو جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لئے واپس لوٹے گئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ الأحقاف

(٤١) ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝١ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝٢ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝٣﴾ الفتح

(٤١) بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے۔ تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، اور تجھ پر اپنا احسان پورا کر دے اور تجھے سیدھی راہ چلائے۔ اور آپ کو ایک زبردست مدد دے۔

(٤٢) ﴿وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝٢٠﴾ الفتح

(٤٢) اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے، جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو تمہیں جلدی ہی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے، تاکہ مومنوں کے لئے یہ ایک نشانی ہو جائے، اور (تاکہ) وہ تمہیں سیدھی راہ چلائے۔

(٤٣) ﴿أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝٢٢﴾ الملك

(٤٣) اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے منہ کے بل اوندھا ہو کر چلے یا وہ جو سیدھا (پیروں کے بل) راہ راست پر چلا ہو؟۔

(٤٤) ﴿وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ۝١٦ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝١٧﴾

(٤٤) اور اے نبی یہ بھی کہہ دو) کہ اگر لوگ راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے۔ تاکہ وہ اس میں انہیں آزمالیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ الجن

(٤٥) ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝٢٧ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٢٩﴾ التكوير

(٤٥) یہ تو تمام جہان والوں کے لئے نصیحت نامہ ہے۔ (بالخصوص) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔ اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

وہ آیات جو الاستقامة پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

(٤٦) ﴿الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝١ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝٢﴾ إبراهيم

(٤٦) الر، یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔ جس اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور کافروں کے لئے تو سخت عذاب کی خرابی ہے۔

(٤٧) ﴿قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝١٣٥﴾ طه

(٤٧) کہہ دیجئے ہر ایک انجام کا منتظر ہے پس تم بھی انتظار میں رہو ابھی ابھی قطعاً جان لو گے کہ راہ راست والے کون ہیں اور کون راہ یافتہ ہیں۔

(٤٨) ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝٢٢﴾ القصص

(٤٨) اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے گا۔

(٤٩) ﴿ إِذْ دَخَلُوا۟ عَلَىٰ دَاوُۥدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَٱحْكُم بَيْنَنَا بِٱلْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَٱهْدِنَآ إِلَىٰ سَوَآءِ ٱلصِّرَٰطِ ﴿٢٢﴾ ﴾ ص

(٤٩) جب یہ داؤد (عَلَیْہِ السَّلَام) کے پاس پہنچے، پس یہ ان سے ڈر گئے، انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم دو فریق مقدمہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتادیجئے۔

وہ احادیث جو الاستقامۃ پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمْ الصَّلَاةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ. [1]

(١) ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدھے اور مضبوط رہو اور سب نیکیوں کا احاطہ نہ کر سکو گے اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہتر عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت نہیں کرتا مگر مومن۔

٢- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَقِيمُوا وَنِعِمَّا إِنْ اسْتَقَمْتُمْ وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمْ الصَّلَاةُ وَلَنْ يُحَافِظَ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ. [2]

(٢) ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قائم رہو اور کیا خوب ہے اگر تم سیدھے رہو اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت نہیں کرتا مگر مومن۔

٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَراً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصِنِي قَالَ: اعْبُدِ اللهَ لَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ زِدْنِي قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ زِدْنِي قَالَ: اسْتَقِمْ وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ.

(٣) عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا نصیحت میں اضافہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب آپ سے کوئی کمی یا گناہ سرزد ہو تو اس کے بعد اچھائی کرنا۔ پھر معاذ نے وہی مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام پر استقامت اختیار کر اور اپنے اخلاق کو اچھا بنا۔ [3]

٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ أَعْضَاءَهُ تُكَفِّرُ لِلِّسَانِ تَقُولُ اتَّقِ اللهَ فِينَا فَإِنَّكَ إِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا. [4]

(٤) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابن آدم کی صبح ہوتی ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کو ڈانٹتے ہیں کہ ہمارے متعلق اللہ سے ڈر جا اگر آپ استقامت پر رہو گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اگر تو ٹیڑھی ہو جائے گی تو ہم بھی استقامت سے ہٹ جائیں گے۔

---

[1] – (صحيح) صحيح الجامع رقم (٩٥٢)، مسند أحمد رقم (٢٨٢)

[2] – (صحيح)صحيح سنن ابن ماجه رقم (٢٧٩) سنن ابن ماجه، كِتَاب الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا، بَاب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْوُضُوءِ، رقم (٢٧٩)

[3] – (حسن) السلسلة الصحيحة رقم (١٢٢٨) المعجم الأوسط للطبراني،رقم (٨٩٩٢)

[4] – (حسن)صحيح الجامع [illegible]

٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هَذَا سَبِيلُ اللهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ (مُتَفَرِّقَةٌ)عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ﴾ الأنعام: ۱۵۳ . وَلَفْظُ الآخَرِ هَذِهِ سَبِيْلُ اللهِ مُسْتَقِيْمًا. (۱)

(۵)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے (سمجھانے کے) لئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے بعد ازاں اس کے دائیں اور بائیں جانب کچھ خط کھینچے اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں اور ہر راہ (کے کنارے) پر شیطان ہے جو کہ (لوگوں کو) ان راستوں کی جانب بلاتا ہے اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ﴾ "اور میرا یہ راستہ سیدھا ہے تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے روستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیں گے"۔

٦- عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَعَلَى جَنْبَتَيْ الصِّرَاطِ سُورَانِ فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ وَعَلَى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيعًا وَلَا تَتَفَرَّجُوا وَدَاعٍ يَدْعُو مِنْ جَوْفِ الصِّرَاطِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ وَالسُّورَانِ حُدُودُ اللهِ تَعَالَى وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ مَحَارِمُ اللهِ تَعَالَى وَذَلِكَ الدَّاعِي عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالدَّاعِي فَوْقَ الصِّرَاطِ وَاعِظُ اللهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ.

(۶)نواس بن سمعان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی مثال بیان کی ہے۔ سیدھے راستے دونوں پہلوؤں میں دو دیواریں ہیں، ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں، اور ان دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں اور سیدھے راستے کے سر پر ایک دعوت دینے والا پکار رہا ہے کہ صراط مستقیم پر چلو اور (ادھر ادھر) نہ جھکو اور اس سے اوپر ایک داعی ہے جو پکارتا رہتا ہے۔ جب بھی کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی دروازے کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو پکارنے والا کہتا ہے تجھ پر افسوس ہے تو دروازہ نہ کھول، اگر تو نے دروازہ کھول دیا تو تو اس میں داخل ہو جائے گا، تو راستہ اسلام ہے دیواریں اللہ رب العالمین کی حدود ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں ہیں، صراطِ مستقیم کے سر پر دعوت دینے والا قرآنِ پاک ہے اور اس سے اوپر دعوت دینے والا اللہ (کی جانب سے) وعظ کرنے والا ہے۔ جو ہر مؤمن کے دل میں ہوتا ہے۔(۲)

٧- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ. (۳)

(۷)سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام میں ایسی بات بتادیجئے کہ پھر میں اس کو

---

۱ - (صحيح)شرح العقيدة الطحاوية رقم (۵۸۷)، مسند أحمد رقم (۴۱۴۲، ۴۴۳۷)

۲ - مسند أحمد رقم (۱۷۶۱۷)

۳ - صحيح مسلم، كِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ، رقم (۳۸)

آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جمارہ۔

٨- عَنْ عَائِشَةَ أَنَهَا قَالَتْ كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. (١)

(٨)ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کے شروع میں پڑھتے: "اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ" اے اللہ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے پالنے والے۔ آسمانوں اورزمین کے پیدا کرنے والے ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا۔ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اپنے حکم سے بے شک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔

٩- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ. (٢)

(٩)سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور دیتا اللہ ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچے۔

١٠- عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ اللَّيْثِي أَوْ الدَّوْسِي وَاسْمُهُ أُنَيْسٌ وَقِيلَ عَبْدُ بْنُ أُنَيْسٍ صَحَابِيٌّ سَكَنَ الشَّامَ وَمِصْرَ رضي الله عنه قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا. (٣)

(١٠)ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جس پر میں جمارہوں اور اس کو کرتا رہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ہجرت پر جمے رہو، اس کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

وہ احادیث جو "الإستقامة" پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

١١- عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ أَوْ قَالَ بِقَدِيدٍ فَجَعَلَ رِجَالٌ مِنَّا يَسْتَأْذِنُونَهُ إِلَى أَهْلِيهِمْ فَيَأْذَنُ لَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَكُونُ شِقُّ الشَّجَرَةِ الَّتِي تَلِي رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبْغَضَ إِلَيْهِمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَلَمْ نَرَ عِنْدَ ذَلِكَ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا بَاكِيًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الَّذِي يَسْتَأْذِنُكَ بَعْدَ هَذَا لَسَفِيهٌ فَحَمِدَ اللهَ وَقَالَ حِينَئِذٍ أَشْهَدُ عِنْدَ اللهِ لَا يَمُوتُ عَبْدٌ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ وَقَدْ وَعَدَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي

---

١ – صحيح مسلم، كِتَابُ الْإِيمَانِ، بَاب الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِه، رقم (٧٧٠)

٢ – صحيح البخاري، كِتَاب الْجُمُعَة، بَاب الطِّيب لِلْجُمُعَة (٧٣١٢)

٣ – سنن النسائي، كِتَاب الْبَيْعَةِ الْحَثُّ عَلَى الْهِجْرَةِ، بَاب الحث على الهجرة، رقم (٤٠٩٧)

سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوَّءُوا أَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِكُمْ وَأَزْوَاجِكُمْ وَذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ وَقَالَ إِذَا مَضَى نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ قَالَ ثُلُثَا اللَّيْلِ يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُ عَنْ عِبَادِي أَحَدًا غَيْرِي مَنْ ذَا يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ مَنْ الَّذِي يَدْعُونِي أَسْتَجِيبُ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي أُعْطِيهِ حَتَّى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ. ([1])

(۱۱)رفاعۃ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قدید یا کدید نامی جگہ پر تھے تو آپ ﷺ ہماری طرف آئے تو ہم میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی، پھر آپ نے فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو بغض رکھتے ہیں آپ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں سے، یہ آپ ﷺ کا کہنا تھا کہ لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ہر ایک رونا شروع ہو گیا، پھر ایک شخص نے کہا جو شخص آپ سے گھر جانے کی اجازت لیتا ہے تو وہ جاہل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف بیان کی پھر آپ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ رب العالمین کے ہاں کہ کوئی شخص نہیں جو اس دنیا سے جائے اور وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا سچا رسول ﷺ ہوں، اپنی دل کی سچائی سے پھر اس پر جمارہتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ جنت کے راستے پر چلتا ہے تحقیق میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کتاب کے اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کرے گا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ نہیں داخل کیئے جائیں گے یہاں تک کہ تم اور تمہارے والدین اور تمہاری بیویاں اور تمہاری اولادیں جنت میں ٹھہر چکے ہونگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب رات کا آدھا حصہ گذرتا ہے یا تیسرا حصہ اللہ رب العالمین آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پھر کہتا ہے نہیں پوچھنے والا مجھ سے زیادہ میرے بندوں کے متعلق، کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگتا ہے؟ تو میں اس کو معاف کر دوں۔ کون ہے جو مجھ کو پکارتا ہے، کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرتا ہے، میں اس کے سوال کا جواب دوں، یہاں تک کہ صبح ہوتی ہے۔

۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنْ الدُّلْجَةِ. ([2])

(۱۲)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لئے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ۔ (کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

۱۳- عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمْ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ

---

[1] – (صحيح) صحيح الترغيب والترهيب رقم (١٥٢٣)، مسند أحمد رقم (١٥٦٢٥)

[2] – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب الدين يسر، رقم (٣٩) صحيح مسلم رقم (٧١٢)

سُلْطَانًا وَإِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ قَالَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ قَالَ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو غَسَّانَ فِي حَدِيثِهِ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ. (١)

(١٣) عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبے میں فرمایا آگاہ رہو میرے رب نے مجھ کو حکم کیا سکھلاؤں تم کو جو تم کو معلوم نہیں، ان باتوں میں سے جو اللہ نے آج کے دن مجھ کو سکھلائیں ہیں۔ میں جو مال اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے اس کے لئے اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر اور بعضوں نے کہا مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پیشتر لیا تھا ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُواْ بَلَىٰ﴾ پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کے دین سے ان کو ہٹا دیا (یا ان کے دین سے روک دیا) اور جو چیزیں میں نے انکے لئے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اور ان کو حکم کیا کہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا پھر ان سب کو گمراہ پایا۔ عرب کے ہوں یا عجم کے سوا ان چند لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے۔ (سیدھی راہ پر یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لوگ جو توحید کے قائل تھے اور تثلیث کے منکر تھے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ کو اس کے لئے بھیجا کہ تجھ کو آزماؤں اور ان لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تجھ کو بھیجا اور میں نے تجھ پر کتاب اتاری جس کو پانی نہیں دھوتا (کیونکہ وہ کتاب صرف کاغذ پر نہیں لکھی بلکہ سینوں پر نقش ہے) تو اس کو پڑھتا ہے سوتے اور جاگتے اور اللہ نے مجھے حکم دیا قریش کے لوگوں کو جلا دینے کا (یعنی ان کے قتل کا) میں نے عرض کیا اے رب وہ تو میرا سر توڑ ڈالیں گے روٹی کی طرح اس کو ٹکڑے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور جہاد کر ان سے ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر تیرے اوپر خرچ کیا جائے گا۔ اور تو لشکر بھیج ہم ویسے پانچ لشکر بھیجیں گے (فرشتوں کے) اور جو لوگ تیری اطاعت کریں ان کو لے کر ان سے لڑ جو تیرا کہا نہ مانیں۔ اور جنت والے تین شخص ہیں ایک تو وہ جو حکومت کرتا ہے۔ اور انصاف کرتا ہے، سچا ہے نیک کاموں کی توفیق دیا گیا۔ دوسرے وہ جو ہر مسلمان اور قرابت دار پر مہربان اور نرم دل ہے، تیسرے جو پاک دامن ہے اور سوال نہیں کرتا بال بچوں والا۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ ناتواں جن کو تمیز نہیں (کہ بری بات سے بچیں) جو تم میں تابعدار ہیں وہ نہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال (یعنی محض بے فکری حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے) دوسرے وہ خائن جس کی طمع ختم نہ ہو اگرچہ حقیر چیز بھی اسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ تیسرے وہ شخص جو صبح اور شام تجھ سے فریب کرتا ہے تیرے گھر والوں اور تیرے مال میں اور بیان کیا آپ نے بخیل اور جھوٹے کا اور (شنظیر) کا یعنی گالیاں بکنے والا فحش کہنے والا۔

١ - صحيح مسلم، كتاب الْجَنَّة وَصِفَة نَعِيمهَا وَأَهْلهَا، بَاب الصِّفَات الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ رقم (٢٨٦٥)

١٤- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدِّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ بِآيَاتِ اللهِ بِحُسْنِ خُلُقِهِ وَكَرَمِ ضَرِيبَتِهِ. (١)

(۱۴)عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک کھرا، اچھے خلق اور اچھی طبیعت والا مسلمان اجر پاتا ہے اس شخص کے اجر جیسا جو کثرت سے روزے رکھتا ہے اور راتیں اللہ کی آیات تلاوت کرتے قیام کرتا ہے۔

١٥- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (٢)

(۱۵)ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتلایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ کر اور نماز قائم کر اور زکوٰۃ دے، اور ناتے کو ملا۔ پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا جن کا حکم کیا گیا یا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔

١٦- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْ اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ وَالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ. (٣)

(۱۶)علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہو اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھ کو سیدھا کر دے اور فرمایا کہ یہ دعا مانگتے وقت ہدایت سے راہ کی ہدایت اور راستی سے تیر کی راستی کا دھیان کیا کر۔

١٧- عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ. (٤)

(۱۷)قیس بن عباد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع خضوع کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں سے ہیں۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل

---

١ – (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم (٥٢٢)، مسند أحمد رقم (٦٦٤٨)

٢ – صحيح مسلم، كِتَاب الْإِيمَان، بَاب بَيَان الْإِيمَان الَّذي يُدْخَلُ به الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ به دَخَلَ الْجَنَّةَ، رقم (١٣)

٣ – صحيح مسلم، كِتَاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ، بَاب التَّعَوُّذ منْ شَرِّ مَا عَملَ وَمنْ شَرِّ مَا لَمْ يُعْمَلْ، رقم (٢٧٢٥)

٤ – صحيح البخاري، كِتَاب الْمَنَاقِبِ، بَاب مَنَاقِبُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه، رقم (٣٨١٣)

گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا اللہ کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور رسول اللہ ﷺ سے اسے بیان کیا میں نے خواب یہ دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے (العروۃ) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقیٰ ہے اس لئے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ اجْتِمَاعًا يَضُرُّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مُؤْمِنٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ. (١)

(١٨) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں جہنم میں اس طرح اکٹھا نہ ہوں جو ایک دوسرے کو نقصان پہنچا دے لوگوں نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ ﷺ ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کافر کو قتل کرے پھر نیکی پر قائم رہے۔

١٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَسْتَقِيمُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (٢)

(١٩) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بندے کا ایمان اس وقت تک مستقیم نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل مستقیم نہ ہو۔ اور اس کا دل مستقیم نہ ہو گا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔ اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

استقامت کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(١) جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: تم ان دو آیتوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُواْ﴾ (فصلت: ٣٠) اور ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمْ يَلْبِسُوٓاْ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ﴾ (الأنعام: ٨٢) انہوں نے کہا: "لم يذنبوا" یعنی گناہ نہیں کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے تو اس آیت کو بہت ہی مشکل بات پر محصول کیا ہے۔ "بظلم" کا معنی ہے "بشرك" یعنی شرک نہیں کیا۔ اور ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُواْ﴾ یعنی جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے) اس سے مراد ہے کہ وہ پھر

١ – صحيح مسلم، كِتَاب الْإِمَارَةِ، بَاب مَنْ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ، رقم (١٨٩١)

٢ – (حسن) صحيح الترغيب ... رقم (١٣٠٤٨)

بت پرستی کی طرف نہیں لوٹے (اور مرتد نہیں ہوئے)۔ (١)

(٢) اس امت کے صدیق اور سب سے بڑے استقامت والے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: (استقامت کا مطلب ہے) کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر" ان کی مراد محض توحید پر استقامت ہے۔ (٢)

(٣) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: استقامت کا معنی ہے کہ تو امر و نھی پر استقامت اختیار کر اور لومڑ کی طرح ادھر ادھر نہ جا۔ (٣)

(٤) جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: استقامت کا معنی ہے اعمال کو اللہ کے لئے خالص کیا۔ (٤)

(٥) علی بن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا: "ٱسۡتَقَـٰمُواْ" فرائض کو ادا کیا کرو۔ (٥)

(٦) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ کے دین پر ثابت قدم رہے اور اس کی اطاعت کی اور اس کی نافرمانی سے بچے۔ (٦)

(٧) مجاهد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس بات کی گواہی پر قائم رہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (٧)

(٨) قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا نام زینب تھا، اس کو دیکھا کہ بات نہیں کر رہی ہے، پوچھا کیوں نہیں بات کر رہی ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے چپ سے حج کرنے کی نیت کی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بول، یہ (چپ سے حج کرنا) جائز نہیں ہے، یہ جاہلیت کا کام ہے، اس پر وہ عورت بات کرنے لگی۔ اس نے پوچھا آپ کون ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مہاجروں میں سے ہوں۔ کہا کون سے مہاجر ہو، کہا قریش سے اس نے پوچھا کون سے قریش سے ابو بکر نے کہا تو بہت سوال پوچھنے والی ہے، میں ابو بکر ہوں، اس نے پوچھا، جاہلیت کے بعد جو یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین دین دیا ہے اسی پر ہم کب تک رہ سکتے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس دین پر تم تب تک رہ سکتے ہو جب تک تمہارے رہنما تمہیں (اس دین پر) سیدھا رکھیں گے۔ اس نے کہا وہ رہنما کون ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیری قوم کے سردار اور بڑے آدمی نہیں جو حکم کرتے ہیں تو لوگ ان کی بات مانتے ہیں۔ اس عورت نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے کہا یہی لوگ ہی جو لوگوں پر (حکم چلاتے) ہیں۔ (٨)

(٩) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا (اے قراء کی جماعت، استقامت پکڑو، بیشک تم بہت آگے نکل گئے ہو۔ پھر اگر تم دائیں بائیں مڑو گے تو بہت دور کے گمراہ ہو جاؤ گے۔ (٩)

(١٠) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَـٰمُواْ﴾ کی تفسیر میں کہا: "اسْتَقَامُوا عَلَى أَدَاءِ الْفَرَائِضِ" یعنی فرائض) کی ادائیگی میں استقامت سے کام لیتے ہیں۔ اور کہا: "أَخْلَصُوا لَهُ الدِّينَ وَالْعَمَل" یعنی اللہ کے لئے ہی

---

[١] – الدر المنثور رقم (٣٢٢/٧)

[٢] – مدارج السالكين رقم (١٠٨/٢)، وبصائر ذوي التمييز رقم (٣١٢/٤)

[٣] – مدارج السالكين رقم (١٠٩/٢)

[٤] – المرجع السابق نفسه، والصفحة نفسها .

[٥] – المرجع السابق نفسه، والصفحة نفسها .

[٦] – المرجع السابق نفسه، والصفحة نفسها .

[٧] – مدارج السالكين رقم (١٠٩/٢)

[٨] – البخاري رقم (٣٨٣٤/٧)

[٩] – البخاري رقم (٧٢٨٢/١٣)

دین و عمل کو خالص کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔([1])

(۱۱)اور انہوں نے ہی کہا ہے: "عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلاَّ الله" یعنی کلمہ شہادت (جو کہ توحید پر مبنی ہے اس کے مطلب) پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔([2])

(۱۲)اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کتاب اللہ کے اندر کون سی آیت زیادہ امید دلانے والی ہے ؟فرمایا فرمان الہیٰ ہے ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَـٰمُواْ﴾ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب فقط اللہ اکیلا ہے پھر استقامت اختیار کرتے ہیں) یعنی اس بات کی گواہی پر کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔([3])

(۱۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: سب سے بڑی کرامت استقامت کو لازم کرنا ہے۔([4])

(۱۴)اور ان سے ہی پچھلی آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ استقامت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادت پر اور اس سے دائیں و بائیں نہیں مڑ کر دیکھتے۔([5])

استقامت کے فوائد

(۱)استقامت کمالِ ایمان اور حسنِ اسلام سے ہے۔(یعنی صاحب استقامت اسی قدر کامل ایمان اور بہتر مسلمان ہو گا)

(۲)استقامت سے ہی انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت(یعنی عزت ودرجہ) اور اعلیٰ مقام حاصل کرے گا۔

(۳)استقامت قلبی سے اعضاء وجوارح کے اندر استقامت آتی ہے۔

(۴) استقامت پر دوام بہت سی نفلی عبادات سے بہتر ہے۔

(۵)استقامت اختیار کرنے والے شخص پر لوگوں کا بھروسا زیادہ ہوتا ہے اور لوگ اس کے ساتھ رہن سہن کو پسند کرتے ہیں

(۶) استقامت بہت بڑی کرامت ہے۔

(۷)استقامت یقین اور رب تعالیٰ کی رضامندی کی دلیل ہے۔

---

[1] – جامع العلوم والحكم رقم (١٩٢)

[2] – مدارج السالكين رقم (١٠٩/٢)

[3] – الدر المنثور رقم (٣٢٢/٧)

[4] – المرجع السابق نفسه، والصفحة نفسها.

[5] – المرجع السابق رقم (١٠٩/٢)

الاسلام

(فرمانبردار ہونا/ مطیع ہونا/ دین اسلام قبول کرنا)

اسلام کی لغوی بحث

"الإِسْلاَمُ ،اَسْلَمَ"(از باب افتعال) کامصدر ہے۔ بمعنی فرمانبردار ہونا، خود کو کسی کے سپرد کرنا وغیرہ، اس کا اصل مادہ(س ل م) ہے۔ جو کہ غالب طور پر صحت و عافیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور "سَلاَمَةٌ" کا معنی ہے کہ انسان آفت، تباہی اور تکلیف سے بچ جائے۔ اور اللہ کا نام "السَّلاَمُ" ہے، کیوں کہ وہ ہر عیب، نقص، فساد وغیرہ سے سالم ہے اور اسی باب سے "الإِسْلاَمُ" ہے اس کا معنی "الإِنْصَادُ" مطیع ہونا ہے۔ کیوں کہ وہ انکار سے بچ جاتا ہے۔ اور اس سے "السِّلْمُ" بکسر السین بمعنی صلح کے ہے۔(۱) اور "الإِسْلاَمُ وَالإِسْتِسْلاَمُ" جھک جانے فرماں بردار ہونے کو کہتے ہیں۔ اور فلان مسلم کے بارے میں دو قول ہیں ایک "هُوَ الْمُسْتَسْلِمُ لِأَمْرِ اللهِ" یعنی وہ اللہ کے امر کے لئے مطیع ہونے والا۔ جھک جانے والا ہے۔ اور دوسرا "الْمُخْلِصُ لِلّٰهِ الْعِبَادَة" وہ اللہ کے لئے عبادت کو خالص کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں "سَلَّمَ الشَّيْءَ لِفُلاَنٍ أَيْ خَلَّصَهُ" اس نے اس چیز کو فلاں کے لئے خالص کر دیا۔ اور "سَلِمَ الشَّيْءُ لَهُ" یعنی چیز اس کے لئے خالص ہوئی۔(۲)

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الإِسْلاَمُ الدُّخُولُ فِي السِّلْمِ" یعنی اسلام سلامتی میں داخل ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اس کا معنی ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے الم و تکلیف سے سالم رہے۔

اور شرع کے اندر اسلام کی دو قسمیں ہیں

(۱) فقط زبان سے اعتراف کرنا۔ اور اسی سے جان و مال محفوظ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اور یہی معنی مراد ہے اس فرمان الٰہی سے: ﴿ قَالَتِ ٱلۡأَعۡرَابُ ءَامَنَّاۖ قُل لَّمۡ تُؤۡمِنُواْ وَلَٰكِن قُولُوٓاْ أَسۡلَمۡنَا ﴾ الحجرات: ١٤ یعنی اعراب (دیہاتی بدوؤں) نے کہا ہم ایمان لائے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں (یعنی فقط زبانی)۔

(۲) جب ایمان سے بھی زیادہ اشیاء مشتمل ہو۔ یعنی اقرار باللسان کے ساتھ ساتھ اعتقاد بالقلب، اور ہر قضاء و قدر الٰہی میں اس کا مطیع ہونا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِذۡ قَالَ لَهُۥ رَبُّهُۥٓ أَسۡلِمۡۖ قَالَ أَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٣١﴾ ﴾ (البقرة) جب اس کو اس کے رب نے کہا فرمانبردار بن جاؤ، کہا میں رب العالمین (جہانوں کے رب) کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔

او فرمایا: ﴿ تَوَفَّنِي مُسۡلِمٗا ﴾ یوسف: ١٠١ یعنی مجھے ان لوگوں سے بنا جو تیری رضا کے لئے جھک جاتے ہیں۔ اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے۔ مجھے شیطان کے شر سے سالم رکھ۔ اور فرمایا: ﴿ يَحۡكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسۡلَمُواْ ﴾ المائدة: ٤٤ یعنی غیر اولی العزم انبیاء اولو

---

۱ - مقاییس اللغة (۳/۹۰)

۲ - اللسان - سلم (۲۰۸۰)

العزم انبیاء کے مطیع بن گئے۔(۱)

اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ ٱدْخُلُواْ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً ﴾ البقرة: ۲۰۸ یہاں پر "السِّلْمُ" سے مراد اسلام اور اس کے تمام شرائع مراد ہیں۔ "سِلْم" اسلام کو کہتے ہیں۔

شاعر احوص نے کہا ہے:

فَذَادُوا عَـــدُوَّالسِّـلْمِ عَنْ عُقْــرِ دَارِهِمْ
وَأَرْسَـــوْا عَمُـــوْدَ الـدِّيْنِ بَعْدَ التَّمَــــايُلِ (۲)

پس انہوں نے اسلام کے دشمن کو اپنے اصل گھر سے دھکیل دیا
اور جنگ کے بعد مضبوط دین کے عمود کو آپس میں گاڑ دیا

اصطلاحی وضاحت

جو دین محمد ﷺ لائے ہیں اس کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا اظہار کرنا۔ اور کسی نے کہا ہے "إِظْهَارُ الشَّرِيْعَةِ، وَالْتِزَامُ مَا أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ" یعنی شریعت کا اظہار (اقرار) کرنا اور جو نبی کریم ﷺ لائے ہیں اس پر التزام کرنا۔

کسی نے کہا: "هُوَ الْإِسْتِسْلاَمُ لِلّٰهِ بِالتَّوحِيْدِ وَالإِنْقِيَادُ لَهُ بِالطَّاعَةِ وَالخُلُوصِ مِنَ الشِّرْكِ" یعنی اللہ تعالیٰ کو توحید کے ساتھ ماننا، عمل صالح کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرنا اور شرک سے بچنا اسلام کہلاتا ہے۔

اور یہ بھی کہا ہے: "الإِسْلاَمُ أَنْ تَشْهدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ وَتُـؤْتِي الـزَّكَاةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً" یعنی اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرے اور زکاۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔

الکفوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسلام کی دو قسمیں ہیں:

اول: ایمان کے بغیر یعنی فقط زبان سے اعتراف کرنا اگرچہ اس کے ساتھ اعتقاد نہ ہو اور اسی سے جان محفوظ ہو جاتی ہے۔

دوم: ایمان سے بھی مزید اشیاء پر مشتمل ہے یعنی اقرار اور اس کے ساتھ دل سے اعتقاد رکھنا اور عمل سے دفاع کرنا۔(۳)

اسلام اور ایمان کے درمیان کیا فرق ہے:

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: علماء اسلام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا اسلام ایمان ہی ہے یا دوسری چیز ہے۔ اگر دوسری چیز ہے تو کیا وہ ایمان سے جدا اور متصل ہے اور ایمان کے سوا بھی موجود رہ سکتا ہے یا نہیں۔ یا وہ ایمان سے ملا ہوا اور ساتھ ساتھ ہے۔

---

۱ – المفردات (۲٤٠)

۲ – الصحاح للجوهري (٥/١٩٥٠)، ولسان العرب (٢٩٥/٢٩٣/١٢)

۳ – الكليات للكفوي (١١٢)

بعض نے کہا ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہے۔ بعض نے کہا دونوں الگ الگ ایک دوسرے سے منفصل (جدا جدا) چیزیں ہیں آپس میں مل نہیں سکتیں۔ بعض نے کہا کہ اسلام اور ایمان دو چیزیں ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط (ملی ہوئی) ہیں۔

حق یہ ہے کہ اس باب میں تین مباحث ہیں:

(۱) مبحث لغوی (۲) مبحث تفسیری (۳) مبحث فقہی شرعی۔

مبحث لغوی: دلائل کے اعتبار سے اور حق بات بھی یہی ہے کہ لغت میں ایمان تصدیق کو کہتے ہیں فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا ﴾ (یوسف: ۱۷) یعنی (یوسف کے بھائیوں نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو کہا) آپ ہماری تصدیق نہیں کرنے والے۔

اور "اسلام، تسلیم، استسلام" (سر جھکانے) "اذعان و انقیاد" (مطیع ہونے) اور سرکشی، انکار اور ضد کو چھوڑنے کی عبارت ہے۔ اور تصدیق کا ایک خاص محل ہے اور وہ قلب ہے۔ اور زبان اس کی ترجمان ہے جبکہ تسلیم (کرنے کا) قلب، لسان اور جوارح سب سے تعلق ہے۔ کیوں کہ ہر تصدیق بالقلب ہی تسلیم اور انکار کو ترک، کے ساتھ فرمانبرداری ایک ہی چیز ہے۔

لہٰذا الغت کے دلائل ثابت کرتے ہیں کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص ہے۔ سو ایمان اسلام کے اشرف اجزاء کی عبارت ہے۔ لہٰذا ہر تصدیق تسلیم ہے اور ہر تسلیم تصدیق نہیں ہے۔

مبحث ثانی: دلائل کے اعتبار سے حق بات یہ ہے کہ شریعت میں اسلام و ایمان مرادف ہیں۔ اور دونوں الفاظ علی سبیل الاختلاف بھی وارد ہوئے ہیں۔

ترادف کی مثال فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ ﴾ (الذاریات) یعنی ہم نے اس (گاؤں سے) جو بھی مسلمان تھے سب کو نکال دیا۔ اور ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر پایا۔

اور فرمان نبوی ہے: "بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ..." یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (اس میں شہادت اور اعمال سب آ گئے)۔ اور (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے یہی پانچ چیزیں بتائیں۔

اور اسلام اور ایمان کے اختلاف کے بارے میں فرمان الٰہی ہے: ﴿ ۞ قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ وَلَٰكِن قُولُوٓا۟ أَسْلَمْنَا ﴾ (الحجرات: ۱۴) یعنی اعراب (دیہاتی بدوؤں) نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ ایمان نہیں لائے ہو لیکن یہ کہو کہ (زبانی) اسلام لائے ہو۔ اس کا معنی ہے کہ: ظاہر میں تسلیم کر لیا ہے۔ اور ایمان سے اس آیت میں باری تعالیٰ کی مراد فقط تصدیق بالقلب ہے اور اسلام سے ظاہر میں زبان اور جوارح سے تسلیم کرنا مراد لیا ہے۔

اور حدیث جبریل میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: "أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَبِالْحِسَابِ وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ" یعنی ایمان یہ ہے یہ کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں کو اور آخرت کو اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو اور حساب کو اور اچھی یا بری تقدیر کو مانو۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ: اسلام کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے گذشتہ پانچ صفات (جن پر اسلام کی بنیاد ہے) بیان کیں۔

تو آپ ﷺ نے ظاہر میں قول و عمل کے ساتھ تسلیم کرنے کو اسلام سے تعبیر کیا ہے۔ اور ایک حدیث جو کہ سعد رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو کچھ عطیہ دیا اور دوسرے کو نہیں دیا، تو سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے فلاں شخص کو نہیں دیا حالانکہ وہ مومن ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یا مسلم؟ سعد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا تو آپ ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی۔

اور تداخل (کی بات ہے تو) آپ ﷺ سے مروی ہے، کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: "أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَل؟" کون سا عمل زیادہ افضل (اچھا) ہے؟۔ فرمایا: "الإِسْلاَمُ" پھر پوچھا گیا کہ: " أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَل؟" کون سا اسلام افضل ہے؟ فرمایا: "الإِيمَانُ" اور یہ دونوں کے مختلف ہونے اور تداخل پر بھی دلیل ہے۔

(نوٹ: تداخل کا مطلب ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے ہیں)

اور لغت کے اندر استعمال کے لحاظ سے یہ سب سے زیادہ موافق ہے۔ اس لئے کہ ایمان کی ایک (صالح) عمل ہے۔ اور یہ سب سے افضل ہے۔ اور اسلام تسلیم کا نام ہے یا دل یا زبان و جوراح سے۔ اور افضل وہ ہے جو قلب سے ہو اور اسی کو تصدیق بالقلب کہتے ہیں بس کو ایمان کہتے ہیں۔

لہٰذا ان دونوں (ایمان و اسلام) کا بر سبیل اختلاف، تداخل اور ترادف ہر طرف سے استعمال لغت کے اندر ہونے والے طریقہ استعمال سے خارج نہیں ہے۔

مبحث ثالث: شریعت کے اندر اسلام و ایمان کے دو حکم ہیں (۱) دنیاوی (۲) اخروی۔[1]

دنیاوی حکم (یعنی کسی کے مسلمان ہونے کا) "إِقْرَارٌ بِالشَّهَادَتَيْنِ" سے ثابت ہوتا ہے کیوں کہ ایمان (اور اسلام) کلمہ (الشهاده) سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر جب وہ کلمہ شہادت کہے گا تو اس پر بالاتفاق ہم ایمان کا حکم لگائیں گے۔ اور اس پر اسلامی احکام لاگو ہوں گے۔ مثلاً اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا شریعت اسلامی کے مطابق میراث وغیرہ تقسیم ہوگی [illegible] نہیں لیا جائے گا وغیرہ۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لفظ اسلام دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ متعدی مثلاً فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ ﴾ النساء: ۱۲۵ اور لازم کے طور پر مثلاً فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِذْ قَالَ لَهُۥ رَبُّهُۥٓ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٣١﴾ ﴾ البقرة: ۱۳۱

یہ دو معانی کو جمع کرتا ہے، ایک مطیع ہونا اور تسلیم کرنا (ظاہر میں) دوسرا اس کو خالص کرنا (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے) اور اس کی پہچان و علامت اور عنوان "لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ" ہے اس کے دو معانی ہیں دین مشترک یعنی اللہ تعالیٰ اکیلے کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں یعنی وہ دین جس کے ساتھ سارے انبیاء کرام بھیجے گئے ہیں۔ (یعنی توحید باری تعالیٰ)

الثانی: وہ خاص دین شرع و منہاج جو محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا ہے۔ وہی شریعت و طریقت ہے اس کے دو مراتب ہیں۔

---

[1] – إحياء علوم الدين لأبي حامد الغزالي (١/١١٦–١١٧)، والصحاح للجوهري (٥/١٩٥٠)، وأصول الدعوة لعبد الكريم زيدان (ص:٩)

اول: ظاہری قول و عمل اس سے مراد اسلام کے بنیادی پانچ ارکان ہیں۔

ثانی: یہ کہ یہ ظاہری عمل و قول باطن کے موافق ہو اور یہ ایمان سے زیادہ عام ہے۔ لہٰذا ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن نہیں ہے۔

اور دوسری تفسیر کے حساب سے کہا جاسکتا ہے: ﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ ﴾ آل عمران: ١٩ یعنی اللہ کے ہاں دین اسلام ہی ہے۔ اور آپ ﷺ کا فرمان: "آمُرُكُمْ بِالإِيْمَانِ" یعنی میں تمہیں ایمان کا حکم کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کی تفسیر اسلام کی (پانچ) صفات سے کی۔ اور اس تفسیر کے اعتبار ایمان تام، اور دین اسلام ایک ہی چیز ہے۔[1]

قرآن میں اسلام کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لفظ "إِسْلَام" قرآن کریم میں پانچ اسباب پر وارد ہوا ہے۔

(۱) دین: جس کو تم اختیار کرو، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَٰمُۗ ﴾ آل عمران: ١٩

(۲) توحید: مثلاً فرمان الٰہی ہے: ﴿ يَحۡكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسۡلَمُواْ ﴾ المائدة: ٤٤

(۳) اخلاص: یعنی عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرنا۔

(۴) اَسْتِسْلَام: (سرنگوں ہونا) فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَهُۥٓ أَسۡلَمَ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ طَوۡعٗا وَكَرۡهٗا ﴾ آل عمران: ٨٣ یعنی آسمان وزمین جو بھی ہے اسی کے لئے سر جھکانے والا ہے خوشی یا ناخوشی سے۔

(۵) إِقْرَارٌ بِاللِّسَان: (زبان سے اقرار کرنا) فرمان الٰہی ہے: ﴿ قُل لَّمۡ تُؤۡمِنُواْ وَلَٰكِن قُولُوٓاْ أَسۡلَمۡنَا ﴾ الحجرات: ١٤ ۔[2]

اور ممکن ہے کہ تیسری وجہ کا بھی اس میں اضافہ کیا جائے وہ ہے اقرار باللسان اور عمل بالارکان۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ درج ذیل صفات: الایمان ،الاتباع، الاخلاص، الاستقامة ، اقامة الشهادة ، الطاعة ، معرفة الله عزوجل، الهدى، اليقين .

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے: الكفر ، الاحاد، الشرك، النفاق، الضلال، الزندقاة، الاعراض، ترك الصلاة، الفسوق، العصيان الفساء، اتباع الهوىٰ .

[1] – مجموع فتاوى ابن تيمية (٧/٢٣٥-٢٣٦)

[2] – نزعة الأعين النواظر (١٣٦)

وہ آیات جو ”الإسلام“ کے متعلق وارد ہوئی ہیں

اسلام کا معنی: عبادت اخلاص کے ساتھ کرنا

(۱)﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ
مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ ٱلْحَقُّ ۖ فَٱعْفُوا۟ وَٱصْفَحُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟
ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا۟ لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوا۟ لَن يَدْخُلَ ٱلْجَنَّةَ إِلَّا
مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَٰرَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ
وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُۥٓ أَجْرُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ ﴾ البقرة

(۱)ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق کے واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے(۱۰۹)تم نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے(۱۱۰) یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف انکی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو(۱۱۱) سنو جو بھی اپنے آپ خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہو گا نہ غم اور اداسی(۱۱۲)

(۲) ﴿ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِـۧمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ ﴾ البقرة

(۲)ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے(۱۲۷)اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے(۱۲۸)

(۳)﴿ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَٰهِـۧمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُۥ ۚ وَلَقَدِ ٱصْطَفَيْنَٰهُ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٣٠﴾ إِذْ
قَالَ لَهُۥ رَبُّهُۥٓ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٣١﴾ وَوَصَّىٰ بِهَآ إِبْرَٰهِـۧمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَٰبَنِىَّ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰ لَكُمُ ٱلدِّينَ فَلَا
تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِى قَالُوا۟
نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوا۟ كُونُوا۟ هُودًا أَوْ نَصَٰرَىٰ تَهْتَدُوا۟ ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِـۧمَ حَنِيفًا ۖ
وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ ﴾ البقرة

(۳)دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکو کاروں میں سے ہے(۱۳۰)جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا، فرمانبردار ہو جا، انہوں نے کہا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری

کی(۱۳۱)اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیاہے، خبر دار تم مسلمان ہی مرنا(۱۳۲)کیا یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو سب نے جواب دیا آپ کے معبود کی اور آپ کے آباو اجداد ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے(۱۳۳) یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کروگے تمہارے لئے ہے ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤگے(۱۳۴) یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ بن جاؤ تو ہدایت پاؤگے تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے(۱۳۵)

(۴)﴿ قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ ﴾ البقرة

(۴)اے مسلمانو تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق ،یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں(۱۳۶)

(۵)﴿ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنۡهُمُ ٱلۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ أَنصَارِيٓ إِلَى ٱللَّهِۖ قَالَ ٱلۡحَوَارِيُّونَ نَحۡنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشۡهَدۡ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ آل عمران: ٥٢

(۵)مگر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا کفر محسوس کر لیا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنیوالا کون کون ہے؟ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہئے کہ ہم تابعدار ہیں(۵۲)

(۶)﴿ قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ ﴿٦٤﴾ ﴾ آل عمران

(۶)آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں(۶۴)

(۷)﴿ مَا كَانَ إِبۡرَٰهِيمُ يَهُودِيّٗا وَلَا نَصۡرَانِيّٗا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفٗا مُّسۡلِمٗا وَمَا كَانَ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴿٦٧﴾ ﴾ آل عمران

(۷)ابراہیم تو نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو یک طرفہ (خالص) مسلمان تھے، وہ مشرک بھی نہ تھے(۶۷)

(۸)﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤۡتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحُكۡمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَادٗا لِّي مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِن كُونُواْ رَبَّٰنِيِّـۧنَ بِمَا كُنتُمۡ تُعَلِّمُونَ ٱلۡكِتَٰبَ وَبِمَا كُنتُمۡ تَدۡرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأۡمُرَكُمۡ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرۡبَابًاۗ أَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡكُفۡرِ بَعۡدَ إِذۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿٨٠﴾ ﴾ آل عمران

(۸)کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کے

میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب(۷۹)اور یہ نہیں(ہو سکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا(۸۰)

(۹)﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُۥ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَٱتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبْرَٰهِيمَ خَلِيلًا ﴿١٢٥﴾ ﴾

(۹)باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکو کار ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم(علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے(۱۲۵) النساء

(۱۰)﴿ قُلْ أَنَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰٓ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَىٰنَا ٱللَّهُ كَٱلَّذِى ٱسْتَهْوَتْهُ ٱلشَّيَـٰطِينُ فِى ٱلْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُۥٓ أَصْحَـٰبٌ يَدْعُونَهُۥٓ إِلَى ٱلْهُدَى ٱئْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ ﴾

(۱۰) آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا اس چیز کو پکاریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچائے اور نہ ہم کو نقصان پہنچائے اور کیا ہم الٹے پھر جائیں اس کے بعد کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے، جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اس کے کچھ ساتھ بھی ہوں کہ وہ اس کو ٹھیک راستہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آ، آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے پورے مطیع ہو جائیں(۷۱) الأنعام

(۱۱)﴿ قَالَ فِرْعَوْنُ ءَامَنتُم بِهِۦ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِى ٱلْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا۟ مِنْهَآ أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَـٰفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوٓا۟ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ ءَامَنَّا بِـَٔايَـٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾ ﴾ الأعراف

(۱۱)فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو بغیر اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں؟ بے شک یہ سازش تھی جس پر تمہارا عمل در آمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے(۱۲۳) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا(۱۲۴)انہوں نے جواب دیا کہ ہم (مرکر) اپنے مالک ہی کے پاس جائیں گے(۱۲۵)اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے، جب وہ ہمارے پاس آئے، اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال(۱۲۶)

(۱۲)﴿ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ مَا قَالُوا۟ وَلَقَدْ قَالُوا۟ كَلِمَةَ ٱلْكُفْرِ وَكَفَرُوا۟ بَعْدَ إِسْلَـٰمِهِمْ وَهَمُّوا۟ بِمَا لَمْ يَنَالُوا۟ ۚ وَمَا نَقَمُوٓا۟ إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ ۚ فَإِن يَتُوبُوا۟ يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَإِن يَتَوَلَّوْا۟ يُعَذِّبْهُمُ ٱللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾ ﴾ التوبة

(۱۲)یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ یقینا کفر کا کلمہ ان کی زبان سے نکل چکا ہے اور یہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کام کا قصد بھی کیا جو پورا نہ کر سکے، یہ صرف اسی بات کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں اللہ نے اپنے فضل

سے اور اس کے رسول نے دولت مند کر دیا، اگر یہ اب بھی توبہ کرلیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے، اور اگر منہ موڑے رہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین بھر میں ان کا کوئی حمایت اور مددگار نہ کھڑا ہو گا (۷۴)

(۱۳) ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ ﴾ یونس

(۱۳) اور آپ ان کو نوح علیہ السلام کا قصہ سنایئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہئے پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو (۷۱) پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں (۷۲)

(۱۴) ﴿ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ ﴾ هود

(۱۴) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو (۱۳) پھر اگر وہ تمہاری اس بات کو قبول نہ کریں تو تم یقین سے جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟ (۱۴)

(۱۵) ﴿ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ﴾ یوسف

(۱۵) اے میرے پروردگار تو نے مجھے ملک عطا فرمایا اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملا دے (۱۰۱)

(۱۶) ﴿ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ ﴾ لقمان

(۱۶) اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی وہ نیکو کار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے (۲۲)

(۱۷) ﴿ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ ﴾ الزمر

(۱۷) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں (۱۱) اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں (۱۲)

(۱۸) ﴿ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾ ﴾

(۱۸) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو، اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب

کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع فرمان ہو جاؤں (۶۶) غافر

اسلام کا معنی: دین حق

(۱۹) ﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ۗ وَمَا ٱخْتَلَفَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَإِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِىَ لِلَّهِ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْأُمِّيِّـۧنَ ءَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا۟ فَقَدِ ٱهْتَدَوا۟ ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَٰغُ ۗ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٢٠﴾ ﴾ آل عمران

(۱۹) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے (۱۹) پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے، اور اہل کتاب سے اور ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیا تم بھی اطاعت کرتے ہو؟ پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً ہدایت والے ہیں اور اگر یہ روگردانی کریں تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ بھال رہا ہے (۲۰)

(۲۰) ﴿ أَفَغَيْرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُۥٓ أَسْلَمَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ قُلْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾ آل عمران

(۲۰) کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۸۳) آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے او جو کچھ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ان سب پر ایمان لائے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں (۸۴) جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا (۸۵)

(۲۱) ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ ۚ وَٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُوا۟ وَٱخْتَلَفُوا۟ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ ﴾ آل عمران

(۲۱) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا (۱۰۲) اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب

مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ(۱۰۳)تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہ لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں(۱۰۴)تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے(۱۰۵)

(۲۲)﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ وَٱلْمُنْخَنِقَةُ وَٱلْمَوْقُوذَةُ وَٱلْمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ ٱلسَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى ٱلنُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا۟ بِٱلْأَزْلَٰمِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ ٱلْيَوْمَ يَئِسَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَٱخْشَوْنِ ۚ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا ۚ فَمَنِ ٱضْطُرَّ فِى مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣﴾ ﴾ المائدة

(۲۲)تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا، پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے(۳)

(۲۳)﴿ قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾ قُلْ إِنِّىٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَّن يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٦﴾ ﴾ الأنعام

(۲۳)آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا اور کسی کو معبود قرار دوں؟ آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تو مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا(۱۴) آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں(۱۵) جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور صریح کامیابی ہے(۱۶)

(۲۴) ﴿ فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَٰطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ ﴾ الأنعام

(۲۴)سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینے کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے (۱۲۵) اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا (۱۲۶)

(۲۵)﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ ﴾ الأنعام

(۲۵) آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (۱۶۲) اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں (۱۶۳) آپ فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا، پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہو گا، پھر تم کو جتلائے گا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے (۱۶۴)

(۲۶)﴿ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ ﴾ النحل

(۲۶) اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سائے بنائے ہیں اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں غار بنائے ہیں اور اسی نے تمہارے لئے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں، وہ اسی طرح اپنی پوری پوری نعمتیں دے رہا ہے کہ تم حکم بردار بن جاؤ (۸۱) پھر بھی اگر یہ منہ موڑے رہیں تو آپ پر صرف کھول کر تبلیغ کر دینا ہی ہے (۸۲)

(۲۷)﴿ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ ﴾ النحل

(۲۷) اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے (۸۹)

(۲۸)﴿ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾ ﴾ النحل

(۲۸) اور جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے اسے وہ خوب جانتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تو تو بہتان باز ہے، بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں (۱۰۱) کہہ دیجئے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں، تاکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے، اور مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت ہو جائے (۱۰۲)

(۲۹)﴿ وَجَـٰهِدُواْ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ ۚ هُوَ ٱجۡتَبَىٰكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمۡ إِبۡرَٲهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ مِن قَبۡلُ وَفِى هَـٰذَا لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُونُواْ شُہَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ۚ فَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱعۡتَصِمُواْ بِٱللَّهِ هُوَ مَوۡلَىٰكُمۡ ۖ فَنِعۡمَ ٱلۡمَوۡلَىٰ وَنِعۡمَ ٱلنَّصِيرُ ﴿٧٨﴾ ﴾ الحج

(۲۹)اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی دین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا قائم رکھو، اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ، پس تمہیں چاہئے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو وہی تمہار اولی اور مالک ہے پس کیا ہے اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے(۷۸)

(۳۰) ﴿ إِنَّمَآ أُمِرۡتُ أَنۡ أَعۡبُدَ رَبَّ هَـٰذِهِ ٱلۡبَلۡدَةِ ٱلَّذِى حَرَّمَهَا وَلَهُۥ كُلُّ شَىۡءٍ ۖ وَأُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنۡ أَتۡلُوَاْ ٱلۡقُرۡءَانَ ۖ فَمَنِ ٱهۡتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهۡتَدِى لِنَفۡسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۟ مِنَ ٱلۡمُنذِرِينَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمۡ ءَايَـٰتِهِۦ فَتَعۡرِفُونَہَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَـٰفِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُونَ ﴿٩٣﴾ ﴾ النمل

(۳۰)مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے، جس کی ملکیت ہر چیز ہے اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہو جاؤں(۹۱)اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں، جو راہ راست پر آجائے وہ اپنے نفع کے لئے راہ راست پر آئے گا، اور جو بہک جائے تو کہہ دیجئے کہ میں تو صرف ہوشیار کرنے والوں میں سے ہوں(۹۲) کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا جنہیں تم (خود) پہچان لوگے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آپ کا رب غافل نہیں(۹۳)

(۳۱) ﴿ أَفَمَن شَرَحَ ٱللَّهُ صَدۡرَهُۥ لِلۡإِسۡلَـٰمِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ فَوَيۡلٌ لِّلۡقَـٰسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكۡرِ ٱللَّهِ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ فِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ ﴾ الزمر

(۳۱)کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یاد الٰہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں یہ لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں(۲۲)

(۳۲)﴿ وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٣﴾ ﴾ فصلت

(۳۲)اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں(۳۳)

اسلام کا معنی: توحید

(۳۳)﴿ إِنَّآ أَنزَلۡنَا ٱلتَّوۡرَٰٮةَ فِيہَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحۡكُمُ بِہَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسۡلَمُواْ لِلَّذِينَ هَادُواْ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلۡأَحۡبَارُ بِمَا ٱسۡتُحۡفِظُواْ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُواْ عَلَيۡهِ شُہَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُاْ ٱلنَّاسَ وَٱخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُواْ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ المائدة

(۳۳)ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے یہودیوں میں سے اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر اقراری گواہ تھے اب تمہیں چاہیئے کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف میرا ڈر رکھو، میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مول پر نہ بیچو، جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں (۴۴)

(۳۴)﴿ وَإِذۡ أَوۡحَيۡتُ إِلَى ٱلۡحَوَارِيِّـۧنَ أَنۡ ءَامِنُواْ بِي وَبِرَسُولِي قَالُوٓاْ ءَامَنَّا وَٱشۡهَدۡ بِأَنَّنَا مُسۡلِمُونَ ﴿١١١﴾ ﴾ المائدة

(۳۴)اور جب کہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیئے کہ ہم پورے فرماں بردار ہیں (۱۱۱)

(۳۵)﴿ وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلۡ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ فَهَلۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُلۡ ءَاذَنتُكُمۡ عَلَىٰ سَوَآءٖۖ وَإِنۡ أَدۡرِيٓ أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٞ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ ﴾ الأنبياء

(۳۵)اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے (۱۰۷) کہہ دیجئے میرے پاس تو بس وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے تو کیا تم بھی اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو؟ (۱۰۸) پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تمہیں یکساں طور پر خبردار کر دیا ہے مجھے علم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور (۱۰۹)

(۳۶)﴿ وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ ٱلۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ مِن قَبۡلِهِۦ هُم بِهِۦ يُؤۡمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا بِهِۦٓ إِنَّهُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِن قَبۡلِهِۦ مُسۡلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُوْلَٰٓئِكَ يُؤۡتَوۡنَ أَجۡرَهُم مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُواْ وَيَدۡرَءُونَ بِٱلۡحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ ﴾ القصص

(۳۶)اور ہم برابر پے در پے لوگوں کے لئے اپنا کلام بھیجتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کر لیں (۵۱) جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب کی عنایت فرمائی وہ تو اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں (۵۲) اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں (۵۳) یہ اپنے کئے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا دوہرا اجر دیئے جائیں گے، یہ نیکی سے بدی کو ٹال دیتے ہیں اور ہم نے جو انہیں دے رکھا ہے اس میں سے دیتے رہتے ہیں (۵۴)

(۳۷)﴿ قَالَتِ ٱلۡأَعۡرَابُ ءَامَنَّاۖ قُل لَّمۡ تُؤۡمِنُواْ وَلَٰكِن قُولُوٓاْ أَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا يَدۡخُلِ ٱلۡإِيمَٰنُ فِي قُلُوبِكُمۡۖ وَإِن تُطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَا يَلِتۡكُم مِّنۡ أَعۡمَٰلِكُمۡ شَيۡـًٔاۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ ﴾ الحجرات

(۳۷)دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے آپ کہہ دیجئے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۴)

(۳۸)﴿ قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ أَيُّهَا ٱلۡمُرۡسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوٓاْ إِنَّآ أُرۡسِلۡنَآ إِلَىٰ قَوۡمٖ مُّجۡرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرۡسِلَ عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةٗ مِّن طِينٖ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخۡرَجۡنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدۡنَا فِيهَا غَيۡرَ بَيۡتٖ مِّنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكۡنَا فِيهَآ ءَايَةٗ لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ

ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ ﴾ الذاریات

(۳۸) ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو) تمہارا کیا مقصد ہے؟ (۳۱) انہوں نے جواب دیا کہ ہم گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ہم ان پر مٹی کے کنکر برسائیں (۳۳) جو تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں ان حد سے گزر جانے والوں کے لئے (۳۴) پس جتنے ایمان والے وہاں تھے ہم نے انہیں نکال لیا (۳۵) اور ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر پایا (۳۶) اور وہاں ہم نے ان کے لئے جو دردناک عذاب کا ڈر رکھتے ہیں ایک (کامل) علامت چھوڑی (۳۷)

اسلام کا معنی: تسلیم کرنا، تابعداری کرنا

(۳۹) ﴿ أَفَغَيْرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُۥٓ أَسْلَمَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ ﴾

(۳۹) کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۸۳) آل عمران

(۴۰) ﴿ ۞ وَجَٰوَزْنَا بِبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱلْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ ٱلْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱلَّذِىٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓا۟ إِسْرَٰٓءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ ءَآلْـَٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَٱلْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ ءَايَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ عَنْ ءَايَٰتِنَا لَغَٰفِلُونَ ﴿٩٢﴾ ﴾ یونس

(۴۰) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں (۹۰) (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (۹۱) سو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے، تاکہ تو ان کے لئے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں (۹۲)

(۴۱) ﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُوا۟ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَٱلصَّٰبِرِينَ عَلَىٰ مَآ أَصَابَهُمْ وَٱلْمُقِيمِى ٱلصَّلَوٰةِ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ الحج

(۴۱) اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (۳۴) انہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے ان کے دل تھرا جاتے ہیں انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے بھی دیتے رہتے ہیں (۳۵)

(۴۲) ﴿ قَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ أَيُّكُمْ يَأْتِينِى بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِى مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ ٱلَّذِى عِندَهُۥ عِلْمٌ مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَءَاهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ هَٰذَا

مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِيٓ ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوا۟ لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ
أَتَهْتَدِىٓ أَمْ تَكُونُ مِنَ ٱلَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُۥ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا ٱلْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾
وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَٰفِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ٱدْخُلِى ٱلصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا ۚ قَالَ
إِنَّهُۥ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَٰنَ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٤﴾ ﴾ النمل

(۴۲) آپ نے فرمایا اے سردارو تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے (۳۸) ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں اس سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار (۳۹) جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری شکر گزار اپنے ہی نفع کے لئے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پرواہ اور بزرگ) غنی اور کریم ہے (۴۰) حکم دیا کہ اس کے تخت میں کچھ پھیر بدل کر دو تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ راہ پا لیتی ہے یا ان میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے (۴۱) پھر جب وہ آ گئی تو اس سے کہا (دریافت کیا) گیا کہ ایسا ہی تیرا (بھی) تخت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے، ہمیں اس سے پہلے ہی علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے (۴۲) اسے انہوں نے روک رکھا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی یقیناً وہ کافر لوگوں میں سے تھی (۴۳) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلی چلو، جسے دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ حوض ہے اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، فرمایا یہ تو شیشے سے منڈھی ہوئی عمارت ہے، کہنے لگی میرے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرمانبردار بنتی ہوں (۴۴)

(۴۳) ﴿ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ أَنتَ بِهَٰدِى ٱلْعُمْىِ عَن ضَلَٰلَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا
مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ ﴾ النمل

(۴۳) بے شک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے رو گرداں جا رہے ہوں (۸۰) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر رہنمائی کر سکتے ہیں آپ تو صرف انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں پھر وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں (۸۱)

(۴۴) ﴿ ۞ وَلَا تُجَٰدِلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِلَّا ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ
إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَٰحِدٌ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٤٦﴾ ﴾ العنکبوت

(۴۴) اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو، مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی، ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے ہم سب اسی کے حکم بردار ہیں (۴۶)

(۴۵) ﴿ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَآ أَنتَ بِهَٰدِ ٱلْعُمْىِ عَن ضَلَٰلَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا

مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَـٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ ﴾ الروم

(۴۵) بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں (۵۲) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں (۵۳)

(۴۶) ﴿ وَمَآ أَنتَ بِهَـٰدِ ٱلْعُمْىِ عَن ضَلَـٰلَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَـٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ ﴾ الروم

(۴۶) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں پس وہی اطاعت کرتے والے ہیں۔ (۵۳) اللہ تعالی وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کے بعد توانائی دی، پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ سب سے پورا واقف اور سب پورا قادر ہے۔ (۵۴)

(۴۷) ﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ إِحْسَـٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُۥ وَفِصَـٰلُهُۥ ثَلَـٰثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَـٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَصْلِحْ لِى فِى ذُرِّيَّتِىٓ ۖ إِنِّى تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّى مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ ﴾ الأحقاف

(۴۷) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں (۱۵)

اسلام کا معنی: زبان سے اقرار، دل سے تصدیق، عمل بالجوارح

(۴۸) ﴿ إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَـٰتِ وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ وَٱلْقَـٰنِتِينَ وَٱلْقَـٰنِتَـٰتِ وَٱلصَّـٰدِقِينَ وَٱلصَّـٰدِقَـٰتِ وَٱلصَّـٰبِرِينَ وَٱلصَّـٰبِرَٰتِ وَٱلْخَـٰشِعِينَ وَٱلْخَـٰشِعَـٰتِ وَٱلْمُتَصَدِّقِينَ وَٱلْمُتَصَدِّقَـٰتِ وَٱلصَّـٰٓئِمِينَ وَٱلصَّـٰٓئِمَـٰتِ وَٱلْحَـٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَٱلْحَـٰفِظَـٰتِ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَـٰلًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ ﴾ الأحزاب

(۴۸) بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں ،راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لئے اللہ تعالی

نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (۳۵)

(۴۹)﴿ يَـٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا وَكَانُوا۟ مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ ﴾ الزخرف

(۴۹) میرے بندوں آج تو تم پر کوئی خوف (وہراس) ہے اور نہ تم (بددل اور) غمزدہ ہوگے (۶۸) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور تھے بھی وہ (فرماں بردار) مسلمان (۶۹) تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ (۷۰)

(۵۰)﴿ عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَـٰتٍ مُّؤْمِنَـٰتٍ قَـٰنِتَـٰتٍ تَـٰٓئِبَـٰتٍ عَـٰبِدَٰتٍ سَـٰٓئِحَـٰتٍ ثَيِّبَـٰتٍ وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾ ﴾

(۵۰) اگر وہ (پیغمبر) تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا، جو اسلام والیاں، ایمان والیاں اللہ کے حضور جھکنے والیاں توبہ کرنے والیاں، عبادت بجالانے والیاں روزے رکھنے والیاں ہوں گے بیوہ اور کنواریاں (۵) التحریم

وہ احادیث جو "الإسلام" پر دلالت کرتی ہیں

۱- عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.[1]

(۱) قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں قبول اسلام کی غرض سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے بیری کے پتوں سے ملے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

۲- عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْجِهَادِ.[2]

(۲) مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (مجالد) کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں اسے اس لئے لے کر حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہجرت کرنے والے اس کی فضیلت و ثواب کو حاصل کر چکے (یعنی اب ہجرت کرنے کا زمانہ تو گزر چکا) میں نے عرض کیا پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان، اسلام اور جہاد پر۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيهِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّأْمِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ يَعْنِي عَظِيمَ الرُّومِ قَالَ وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ ... الحديث، وَفِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ ﴿ قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ

[1] – (صحيح)صحيح سنن أبي داود، رقم (٣٥٥)، سنن أبي داود، كِتَاب الطَّهَارَةِ، بَاب فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ فَيُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ، رقم (٣٥٥)

[2] – صحيح البخاري، كِتَاب الْمَغَازِي، بَاب وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي...) رقم (٤٣٠٥)

سَوَآءِۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ (آل عمران) (١)

(۳)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے بالمشافہ بیان کیا کہ میں اس مدت میں جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے بیچ میں ٹھہری تھی (یعنی صلح حدیبیہ کی مدت جو سن ٦ ہجری میں ہوئی) روانہ ہوا میں شام کے ملک میں تھا اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی کتاب ہر قل کو پہنچی یعنی روم کے بادشاہ کو۔ اور دحیہ کلبی وہ کتاب لے کر آئے تھے۔ انہوں نے بصرے کے رئیس کو دی اور بصریٰ کے رئیس نے ہر قل کو دی۔ اور اس کتاب میں یہ تھا۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے، محمد اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے ہر قل جو کہ روم کا رئیس ہے سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے، بعد اس کے میں تجھے ہدایت دیتا ہوں اسلام کی دعوت، کہ مسلمان ہو جا تو سلامت رہے گا، یعنی تیری حکومت عزت اور جان سلامت اور محفوظ رہے گی۔ مسلمان ہو جا اللہ تجھے دوہرا ثواب دیگا، اگر تو نہ مانے گا تو تجھ پر اریسیین کا وبال ہو گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں ۔

٤- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ غَضَبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رضي الله عنه يُرَدِّدُ هَذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ... الحديث) (٢)

(۴)ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ روزہ کیوں کر رکھتے ہیں ؟اس پر آپ ﷺ غصہ ہو گئے (یعنی اس لئے کہ یہ سوال بے موقع تھا، اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزہ کیوں کر رکھوں) پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا غصہ دیکھا تو عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہوئے اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے۔ غرض عمر رضی اللہ عنہ بار بار ان کلمات کو کہتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا غصہ تھم گیا۔

٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (٣)

(۵)سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا اسلام بہتر ہے ؟ فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی الغرض سب کو سلام کرو۔

٦- عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ

---

[1] – صحيح مسلم، كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَاب كِتَاب النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، رقم (١٧٧٣)

[2] – صحيح مسلم، كِتَاب الصِّيَامِ، بَاب اسْتِحْبَاب صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ...، رقم (١١٦٢)

[3] – صحيح البخاري، كِتَاب الْإِيمَانِ، بَاب إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنْ الْإِسْلَامِ، رقم (١٢)

أَعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمْ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَإِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ قَالَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ قَالَ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَتْبَعُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوْ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ. (۱)

(۶) عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا آگاہ رہو میرے رب نے مجھ کو حکم کیا سکھلاؤں تم کو جو تم کو معلوم نہیں، ان باتوں میں سے جو اللہ نے آج کے دن مجھ کو سکھلائیں ہیں۔ میں جو مال اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے اس کے لئے (یعنی جو شرع کی رو سے حرام نہیں ہے وہ حلال ہے گو لوگوں نے اس کو حرام کر رکھا ہو جیسے سائبہ اور وصیلہ اور بحیرہ اور حام وغیرہ جن کو مشرکین نے حرام کر رکھا تھا) اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اور ان کو میرے ساتھ شرک کرنے کا حکم کیا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا پھر ان سب کو برا سمجھا عرب کے ہوں یا عجم کے (عجم عرب کے سوا اور ملک) سوا ان چند لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے۔ (سیدھی راہ پر یعنی عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی امت کے لوگ جو توحید کے قائل تھے اور تثلیث کے منکر تھے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ کو اس لئے بھیجا کہ تجھ کو آزماؤں۔ (صبر اور استقامت میں کافروں کی ایذاء پر) اور ان لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تجھ کو بھیجا (کہ کون ان میں سے ایمان قبول کرتا ہے کون کافر رہتا ہے کون منافق اور میں نے تجھ پر کتاب اتاری جس کو پانی نہیں دھوتا (کیونکہ وہ کتاب صرف کاغذ پر نہیں لکھی بلکہ سینوں پر نقش ہے) تو اس کو سوتے اور جاگتے پڑھتا ہے اور اللہ نے مجھ کو قریش کے لوگوں کو جلا دینے کا حکم کیا (یعنی ان کے قتل کا) میں نے عرض کیا اے رب وہ تو میرا سر توڑ ڈالیں گے، روٹی کی طرح اس کو ٹکڑے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور جہاد کر ان سے ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر تیرے اوپر خرچ کیا جائے گا۔ (یعنی تو اللہ کی راہ میں خرچ کر اللہ تجھ کو دے گا) اور تو لشکر بھیج ہم ویسے پانچ لشکر (فرشتوں کے) بھیجیں گے اور جو لوگ تیری اطاعت کریں ان کو لے کر ان سے لڑ جو تیرا کہنا نہ مانیں۔ اور جنت والے تین شخص ہیں ایک تو وہ جو حکومت رکھتا ہے، اور انصاف کرتا ہے، سچا ہے، نیک کاموں کی توفیق دیا گیا۔ دوسرے وہ جو مہربان ہے، نرم دل ہر ناتے والے پر ہر مسلمان پر، تیسرے جو پاک دامن ہے اور سوال نہیں کرتا بال بچوں والا۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ ناتواں جن کو تمیز نہیں (کہ بری بات سے بچیں) جو تم میں

(۱) – صحيح مسلم، كتَاب الْجَنَّة وَصِفَة نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا، بَاب الصِّفَات الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّة وَأَهْلُ النَّار، رقم (۲۸٦۵)

تابعدار ہیں وہ نہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال(یعنی محض بے فکری حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے) دوسرے وہ چور جب اس پر کوئی چیز اگر حقیر ہو کھلے وہ اس کو چرالے۔ تیسرے وہ شخص جو صبح اور شام تجھ سے تیرے گھر والوں اور تیرے مال میں فریب کرتا ہے اور بیان کیا آپ نے بخیل اور جھوٹے کا(کہ وہ بھی دوزخی ہے) اور شنظیر کا یعنی گالیاں بکنے والا فحش کہنے والا۔

٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [1]

(۷)ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کی زیبائش و آرائش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اچھائی برائی پیدا کرے گی؟ اس پر نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس لئے اس شخص سے کہا جانے لگا کہ کیا بات تھی، تم نے نبی کریم ﷺ سے ایک بات پوچھی لیکن رسول اللہ ﷺ تم سے بات نہیں کرتے۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے پسینہ صاف کیا(جو وحی نازل ہوتے وقت آپ کو آنے لگتا تھا) پھر پوچھا کہ سوال کرنے والے صاحب کہاں ہیں؟ ہم نے محسوس کیا کہ آپ نے اس کے (سوال کی)تعریف کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھائی برائی نہیں پیدا کرتی (مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہوتی ہے)کیوں کہ موسم بہار میں بعض ایسی گھاس بھی اگتی ہیں جو جان لیوا یا تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے کہ خوب چرتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو سورج کی طرف رخ کر کے پاخانہ پیشاب کر دیتا ہے اور پھر چرتا ہے۔ اسی طرح یہ مال دولت بھی ایک خوشگوار سبزہ زار ہے۔ اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔ یا جس طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اگر کوئی شخص زکوٰۃ حق دار ہونے کے بغیر لیتا ہے تو اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

٨- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ أَنَّهُ بَكَى طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ

---

[1] – صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الصدقة على اليتامى، رقم ١٤٦٥

النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي.[1]

(۸) ابن شماسہ (عبد الرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور مرنے کے قریب تھے تو بہت دیر تک روئے اور اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ ان کے بیٹے کہنے لگے باوا! تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی، تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں۔ ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ کو قتل کروں (معاذ اللہ) پھر اگر میں اس حال میں مر جاتا تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو تجھ کو کیا ہوا! میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا شرط! میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جو اب تک کئے ہیں) آپ نے فرمایا اے عمرو! تو نہیں جانتا کہ اسلام پیشتر کے گناہوں کو گرا دیتا ہے اسی طرح حج پیشتر کے گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی۔ اور میں آنکھ بھر کر آپ کے جلال کی وجہ سے آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور اگر میں مر جاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسنا پڑا۔ میں نہیں جانتا ان کی وجہ سے میرا کیا حال ہو گا۔ تو جب میں مر جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا تو مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تا کہ میرا دل بہلے تم سے (اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار کے فرشتوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهَا.

---

[1] – صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، رقم (۱۲۱)

(۹) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب (ایک) بندہ مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام عمدہ ہو (یقین و خلوص کے ساتھ ہو) تو اللہ اس کے گناہ کو جو اس نے (اسلام لانے) سے پہلے کیا معاف فرما دیتا ہے اور اب اس کے بعد کے لئے بدلا شروع ہو جاتا ہے۔ (یعنی) ایک نیکی کے عوض دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک (ثواب) اور ایک برائی کا اسی برائی کے مطابق (بدلا دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس برائی سے بھی در گذر کرے۔ (اور اسے بھی معاف فرما دے یہ بھی اس کے لئے آسان ہے)۔ (۱)

۱۰- عَنْ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنْ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ. (۲)

(۱۰) سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی موقع پر میری کسی کافر سے ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہنے لگے: میں اللہ پر ایمان لے آیا۔ تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی فرمایا کہ اسے قتل نہ کر کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے جو تمہارا مقام تھا اس کا وہ مقام ہو گا اور تمہارا مقام وہ ہو گا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

۱۱- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنْ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدْ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمْ أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمْ اللهُ فِيهِ.

(۱۱) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک فرزند مر گیا قدید یا عسفان میں (قدید اور عسفان مقام کے نام ہیں) تو انہوں نے کریب سے کہا کہ دیکھو کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں (یعنی نماز جنازہ کے لئے) کریب نے کہا میں گیا اور دیکھا لوگ جمع ہیں تو ان کو خبر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں؟ میں نے کہا ہاں کہا جنازہ نکالو اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی ایسے ہوں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ضرور ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔ (۳)

۱۲- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنْ الْوَاحِدِ.

---

۱ - صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حسن إسلام المرء، رقم (۴۱)

۲ - صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدرا، رقم (۴۰۱۹)

۳ - صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفعوا فيه، رقم (۹۴۸)

(۱۲)ابو موسیٰ الاسود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی اچھائی کی گواہی دے دیں اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور اگر دو آدمی گواہی دیں؟ فرمایا دو پر بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا۔ (١)

١٣- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ. (٢)

(۱۳)ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوۃ دیں۔ جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے۔ سوائے اسلام کے حق کے (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا. (٣)

(۱۴)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنالے (یعنی نفاق اور ریا سے پاک کرلے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دیتا ہے۔

١٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا فَلْيَأْكُلْ مِنْهُ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ.

(۱۵)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے اور وہ اسے کھانا کھلاتا ہے تو کھالے۔ اس سے سوال نہ کرے اور اسے کچھ پلاتا ہے تو پی لے اس سے سوال نہ کرے۔(٤)

١٦- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ. (٥)

(۱۶)ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیئے کہ اس کی نوک کا خیال رکھے یا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے انہیں تھامے رہے۔ کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

١٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدِّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ

---

١ – صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، رقم (٢٦٤٣)

٢ – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب ﴿فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم﴾ رقم (٢٤)

٣ – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حسن إسلام المرء، رقم (٤٢)

٤ – (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم :(٦٢٧)، مسند أحمد رقم (٨٨١٨)

٥ – صحيح البخاري، كتاب

بِآيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِكَرَمِ ضَرِيبَتِهِ وَحُسْنِ خُلُقِهِ. (۱)

(۱۷)عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سیدھا(کھرا) مسلمان اپنے اچھے خلق اور اچھی عادات کی وجہ سے روزے دار اور رات کو اللہ کی کتاب کے پڑھتے ہوئے قیام کرنے والے کا درجہ پاتا ہے۔

۱۸- عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ. (۲)

(۱۸)ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیمار کا(اس کے مکان پر جاکر)پوچھنے والا جنت کے باغ میں ہے جب تک وہ لوٹے۔

۱۹- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ وَذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (۳)

(۱۹)جابر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کر دے گا اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔

۲۰- عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ. (۴)

(۲۰)سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ علیہ السلام نے فرمایا سب سے زیادہ سود یہ ہے کہ بغیر حق کے اپنے مسلمان بھائی کے عرض اور عزت پر بڑھ چڑھ کر حملہ کرنا ہے۔

۲۱- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ. (۵)

(۲۱)ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک اللہ کی عظمت میں سے ہے کہ سفید بالوں والے مسلمان کی اور حامل قرآن جو اس میں غلو نہ کرتا ہو اور نہ اس سے ظلم کرتا ہو اور عادل حکمران کی عزت کی جائے۔

۲۲- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (۶)

(۲۲)جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی(یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا بجالاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ: جہاں تک مجھے قدرت ہے۔(یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آئے اس لئے اتنا اور بڑھا دیا۔ کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے)اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

---

۱ - (صحيح) السلسلة الصحيحة رقم (۵۲۲)، مسند أحمد رقم (۶۷۵۵)

۲ - صحيح مسلم،كتاب الْبِرّ والصِّلَة والْآداب، باب فضْل عِيادة الْمرِيض، رقم (۲۵۶۸)

۳ - صحيح مسلم،كتاب صلاة الْمسافرين وقصْرها. باب في اللَّيْل ساعةٌ مُسْتجاب فيها الدُّعاءُ، رقم (۷۵۷)

۴ - (صحيح)صحيح سنن أبي داود رقم (۴۸۷۶) سنن أبي داود رقم (۴۸۷۶)

۵ - (حسن)صحيح سنن أبي داود رقم (۴۸۴۳)، سنن أبي داود،كتاب الْأدب. باب في تنْزيل النّاس منازلهمْ، رقم (۴۸۴۳)

۶ - صحيح مسلم، كتاب الْإيمان،باب بيان أنّ الدين النصيحة، رقم (۵۵)

۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.[1]

(۲۳)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام اجنبی شروع ہوا اور پھر ایسے ہی لوٹ آئے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشخبری ہے ان اجنبیوں کے لئے۔

۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَاللهِ وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا وَاللهِ لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم.[2]

(۲۴)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) انہوں نے کہا محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خون ہے۔ اس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے دوسرے دن آپ نے پھر پوچھا ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے؟ انہوں نے کہا وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر چلے گئے۔ تیسرے دن پھر آپ نے ان سے پوچھا اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور میں نے پڑھا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ" اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لئے برا نہیں تھا۔ لیکن آج آپ کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں

---

[1] - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا...، رقم (١٤٥)

[2] - صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن أثال رقم (٤٣٧٢)

ہے۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ اور اللہ کی قسم! اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دیں۔

٢٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. (١)

(٢٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابھی مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب بیت المدارس (یہودیوں کا مدرسہ) پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسلام لاؤ تو سلامتی کے ساتھ رہو گے اور سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس ملک سے نکال دوں۔ پھر تم میں سے اگر کسی کی جائداد کی قیمت آئے تو اسے بیچ ڈالے۔ اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہے۔

٢٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ. (٢)

(٢٦) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہود سے لڑو گے اور ان کو مارو گے یہاں تک کہ پتھر بولے گا اے مسلمان! یہ یہودی ہے آ اور اس کو مار ڈال۔

٢٧- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلَى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا. (٣)

(٢٧) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کے صحابہ نے ہمیں حدیث بیان کی کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ رفیق سفر تھے پس ان میں سے ایک شخص سو گیا تو ان میں سے کسی نے اس شخص کی رسی لے لی۔ (جب وہ بیدار ہوا اور رسی نہ ملی) تو وہ گھبرا گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے۔

٢٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ. (٤)

١- صحيح البخاري، كتاب الجزية، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، رقم (٣١٦٧)
٢- صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل...، رقم (٢٩٢١)
٣- (صحيح) صحيح سنن أبي داود رقم (٥٠٠٤)، سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من يأخذ الشيء على المزاح، رقم (٥٠٠٤)
٤- صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، رقم (١٢٤٠)

(۲۸)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا، مریض کا مزاج معلوم کرنا، جنازے کے ساتھ چلنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک پر (اس کے الحمدللہ کے جواب میں) یرحمک اللہ کہنا۔

۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حَقٌّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ. (۱)

(۲۹)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر (اللہ تعالیٰ کا) حق ہے ہر سات دن میں ایک دن جمعہ میں غسل کرے۔ جس میں اپنے سر اور بدن کو دھوئے۔

۳۰- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ. (۲)

(۳۰)ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خازن مسلمان امانتدار جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اور بعض دفعہ فرمایا وہ چیزیں پوری طرح دیتا ہے جس کا اسے سرمایہ کے مالک کی طرف سے حکم دیا گیا اور اس کا دل بھی اس سے خوش ہے اور اسی کو دیا ہے جسے دینے کے لئے مالک نے کہا تھا تو وہ دینے والا بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

۳۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. (۳)

(۳۱)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھ اکیلے کو اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ کر بنا دیتا ہے۔

۳۲- عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ. (۴)

(۳۲) تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ نے سوال کیا کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا اللہ، اس کی کتاب، رسول، مسلمانوں کے حکمران اور عام مسلمانوں کے لئے۔

۳۳- عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ

---

۱ – صحیح مسلم، كتاب الْجُمُعَة، بَاب الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، رقم (۸٤۹)

۲ – صحيح البخاري، كتاب الزَّكَاة، بَاب أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ، رقم (۱٤۳۸)

۳ – صحيح البخاري، كتاب الْمَرْضَى، بَاب أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، رقم (۵٦٤۸)

٤ – صحیح مسلم، كتاب [illegible]

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ.(1)

(۳۳)احنف بن قیس سے کہا کہ میں اس شخص (سیدنا علی) کی مدد کرنے کو چلا۔ راستے میں مجھ کو ابو بکرہ ملے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا اس شخص (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے کو جاتا ہوں۔ ابو بکرہ نے کہا اپنے گھر کو لوٹ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہونا چاہیئے) مقتول کیوں؟ فرمایا "وہ بھی اپنے ساتھی کو مارڈالنے کی حرص رکھتا تھا۔" (موقع پاتا تو وہ اسے ضرور قتل کر دیتا دل کے عزم صمیم پر وہ دوزخی ہوا)۔

٣٤- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

(۳۴)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔(2)

٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.(3)

(۳۵)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اپنے کو مسلمان کہتا تھا فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص (مسلمانوں کی طرف) سے بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔ آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا ہے اور (زخمی ہو کر) مر بھی گیا ہے۔ آپ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرا نہیں ہے البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے بلال کو حکم دیا اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی داخل نہیں ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے۔

---

1 - صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا} فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِينَ، رقم (٣١)

2 - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، رقم (٤٨)

3 - صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب ان الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر، رقم (٣٠٦٢)

٣٦- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ. (١)

(٣٦) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے آپ نے بلند آواز کے ساتھ اعلان فرمایا "اے لوگو! جو زبان کے ساتھ اسلام لائے ہو اور ان کے دل تک اسلام نہیں پہنچا تم مسلمانوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ، نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ ہی ان کے عیوب ڈھونڈو۔ کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھونڈے گا اور جس شخص کے عیب کا اللہ تعالیٰ پیچھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دے گا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر کے پردے میں ہو۔

٣٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ زَادَ أَحْمَدُ إِلَّا صُلْحًا أَحَلَّ حَرَامًا أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ. (٢)

(٣٧) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے درمیان صلح کرنا جائز ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے (سوائے اس صلح کے جس میں حرام کو حلال کیا جائے یا حلال کو حرام کیا جائے۔ اور سلیمان ابن داؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مسلمان اپنے شروط پر قائم رہتے ہیں۔

٣٨- عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنْ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (٣)

(٣٨) ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لئے) میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ پھر بھلائی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا یہ کہ "امر بالمعروف" کا کرنا۔ عرض کیا اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ پھر برائی سے رکا رہے کہ یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

٣٩- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ. (٤)

(٣٩) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے جو گناہ (اسلام

---

[١] – (حسن) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٠٣٢)، سنن الترمذي، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَة، بَاب مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْمُؤْمِنِ، رقم (٢٠٣٢)

[٢] – (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٣٥٤٩)، صحيح سنن أبي داود، كتاب الْأَقْضِيَة، بَاب فِي الصُّلْحِ، رقم (٣٥٩٤)

[٣] – صحيح البخاري، كِتَاب الْأَدَب، بَاب كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، رقم (٦٠٢٢)

[٤] – صحيح البخاري، كِتَاب اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّينَ وَالْمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ، بَاب إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رقم (٦٩٢١)

لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک عمل کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا۔

٤٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ. (١)

(۴۰) عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لے آیا اور اس کو کافی ہونے والا رزق عطا کیا گیا وہ اس پر راضی رہا۔

٤١- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ وَمِنْ صِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ. (٢)

(۴۱) حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان نیک کاموں سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقہ، غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا۔ کیا ان کا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے گزر چکی ہیں۔

٤٢- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. (٣)

(۴۲) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہے۔

٤٣- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ. (٤)

(۴۳) سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے اسلام کی ایسی بات بتائیں جو میں آپ کے علاوہ کسی اور سے نہ پوچھوں۔ فرمایا آپ یہ کہیں کہ میں ایمان لے آیا پھر اس پر استقامت اختیار کر۔

٤٤- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ. (٥)

(۴۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبد القدوس) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ بیمار ہو

---

١ - صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، رقم (١٠٥٤)

٢ - صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب من تصدق في الشرك ثم أسلم، رقم (١٤٣٦)

٣ - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، رقم (٤٢)

٤ - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب جامع أوصاف الإسلام، رقم (٣٨)

٥ - صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات...)، رقم (١٣٥٦)

گیا۔ آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ (بیٹا) ابو القاسم ﷺ کی بات مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: شکر ہے اللہ کا جس نے اس بچے کو آگ سے بچالیا۔

٤٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ ﷺ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ (لقمان) الْآيَةَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ. (١)

(٤٥) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ فرض ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں تمہیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ (یاد رکھو قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے کہ وہ کب ہو گی (آخر آیت تک) پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

٤٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ...) (٢)

(٤٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر زخم جو اللہ کی راہ میں مسلمان کو لگے وہ قیامت کے دن اسی حالت میں ہو گا جس طرح وہ لگا تھا، اس میں سے خون بہتا ہو گا، جس کا رنگ (تو) خون کا سا ہو گا اور خوشبو مشک کی سی ہو گی۔

٤٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ

---

١ - صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي ﷺ عن الإيمان والإسلام ... رقم (٥٠)

٢ - صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، رقم ١٨٧٦

ﷺ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبَى عَلَيَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتْ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنْ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ قَدْ اسْتَجَابَ اللهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هَذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمْ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي.(۱)

(۴۷)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرک تھی ایک دن میں نے اس سے مسلمان ہونے کے لئے کہا اس نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھ کو ناگوار گذری، میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور روتا ہوا اور عرض کیا رسول اللہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ کے حق میں وہ بات مجھ کو سنائی جو مجھے ناگوار ہے تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت مل جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یااللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر۔ میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر پر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی اور بولی ذرا ٹھہر ارہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی پھر دروازہ کھولا اور بولی اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے ہیں، اور اس کے رسول ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا خوشی سے عرض کیا یارسول اللہ! خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دی۔ آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی، اس کی صفات بیان کیں اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں کی یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈالے دے پھر کوئی مومن ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے مجھ کو سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

٤٨- عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطَهَا عَمُودُ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي

۱ - صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، رقم (۲٤۹۱)

الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ. ([1])

(۴۸) قیس بن عبادؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہ اللہ کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو۔ اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے یہ خواب دیکھا اور رسول اللہ ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت، اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے۔ (العروۃ) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے، اتنے میں ایک غلام آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا۔ اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقی ہے اس لئے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔

٤٩- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ السجدة ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ... الحديث). ([2])

(۴۹) معاذؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت بڑا سوال کیا ہے البتہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اس کے لئے معمولی ہے۔ تو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، اور بیت اللہ کا

---

[1] – صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عبد الله بن سلام ؓ، رقم (٢٤٨٤)

[2] – (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٦١٦) سنن الترمذي، كتاب الإيمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة، رقم (٢٦١٦)

حج کر۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے نیک کاموں کے دروازے نہ بتاؤں؟ (سن لے) روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو (بیدار ہو کر) نفل نماز ادا کرنا۔ بعد ازاں آپ نے ایک آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ ہے) "ان کے پہلو بستر سے دور رہتے ہیں"۔ یہ آیت آپ نے "یعلمون" تک پڑھی۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون، اور اسکی چوٹی نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا، دین کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرنا ہے اور اس کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔

٥٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (١)

(۵۰) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک دوسرے سے بغض مت رکھو ایک دوسرے سے حسد مت کرو ایک دوسرے سے دشمنی مت کرو اور اللہ کے بندو! بھائیوں کی طرح ہو اور کسی مسلمان کے لئے نہیں حلال ہے کہ اپنے بھائی کی ملاقات تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے درست نہیں اپنے مسلمان کا تین راتوں سے زیادہ چھوڑنا پر اس طرح کہ دونوں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیرے لے۔ ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

٥١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنْ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (٢)

(۵۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت حسد کرو نجش مت کرو مت بغض رکھو مت دشمنی کرو۔ کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اور اللہ کے بندے ہو جاؤ بھائی بھائی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا (یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک سینہ اس کا صاف نہ ہو) کافی ہے آدمی کو یہ برائی کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون مال عزت اور آبرو۔

٥٢- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (٣)

(۵۲) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سفید بال نہیں اکھاڑو، کسی مسلمان پر اسلام کی حالت میں

---

١ - صحيح مسلم، كتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تحريم التّحاسد والتّباغض والتّدابر، (٢٥٥٩، ٢٥٦٠)

٢ - صحيح مسلم، كتاب البرّ والصّلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، رقم (٢٥٦٤)

٣ - (حسن) صحيح سنن أبي داود رقم (٤٢٠٢)، صحيح سنن أبي داود، كتاب الترجّل، باب في نتف الشّيب، رقم (٤٢٠٢)

سفیدی نہیں آتی سوائے یہ کہ وہ سفیدی قیامت کے دن اس کے لئے نور کا باعث ہو گی۔

٥٣- عَنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا. (١)

(٥٣)حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں مؤذن ان کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر کہا اللہ کی قسم! میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتو میں تم سے بیان نہ کرتا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے۔

٥٤- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلَامٍ أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَوَاللهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ قَطُّ وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللهُ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي. (٢)

(٥٤)عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے سوائے تین چیزوں کے (١)اسلام کے بعد کفر کرنا۔(٢)شادی کے بعد زنا کرنا۔(٣)کسی شخص کو ناحق قتل کرنا۔ اللہ کی قسم میں نے نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔ اور نہ میں نے پسند کیا کہ میں اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کروں۔ اور نہ میں نے کسی شخص کو قتل کیا۔ پھر یہ لوگ مجھے کیوں قتل کر رہے ہیں؟(٢)

٥٥- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُولُ هَذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا أَدْخَلَ اللهُ مَكَانَهُ النَّارَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا. (٣)

(٥٥)ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمائے گا یہ تیرا چھٹکارا ہے جہنم سے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سن کر رسول اللہ نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں مرے گا مگر اللہ اس کی جگہ پر ایک یہودی اور نصرانی کو جہنم میں داخل کرے گا۔

٥٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ. (٤)

(٥٦)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں اس کو جہنم کی آگ نہ لگے گی مگر قسم اتارنے کے لئے۔

---

١ - صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، رقم (٢٢٧)

٢ - (صحيح) صحيح سنن أبي داود، رقم (٤٥٠٢)، سنن أبي داود، كتاب الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، رقم (٤٥٠٢)

٣ - صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله، رقم (٢٧٦٧)

٤ - صحيح مسلم، كتاب [illegible]

٥٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي. وَفِي لَفْظٍ آخَرَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ. (١)

(٥٧)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت سے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

٥٨- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. (٢)

(٥٨)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے لئے وہ وصیت کرنا چاہتا ہے اور دو راتیں گزارے بے وصیت لکھی ہوئی۔

٥٩- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ. فَقَالَ أَنَسٌ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يُسْلِمُ حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (٣)

(٥٩)سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے واسطے کسی چیز کا سوال نہیں ہوا جو آپ نے نہ دی ہو ایک شخص آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو دو پہاڑوں پر بکریاں دے دیں، وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیوں کہ محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ پھر احتیاج کا ڈر نہیں رہتا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص مسلمان ہوتا محض دنیا کے لئے پھر وہ مسلمان نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسلام اس کے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔

٦٠- عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ. (٤)

(٦٠)ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرے مگر فرشتہ کہتا ہے اور تجھ کو بھی ایسا ہی ملے گا (کیونکہ پیٹھ پیچھے دعا کرنا اخلاص کی دلیل ہے اور اخلاص کا ثواب بے حد ہے)۔

٦١- عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (٥)

(٦١)مسلمانوں کی ماں رسول اللہ ﷺ کی بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ کوئی بندہ مسلمان ایسا نہیں کہ اللہ کے لئے ہر دن میں بارہ رکعتیں نفل پڑھے سوا فرضوں کے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک گھر جنت میں بناتا ہے یا فرمایا اس کے لئے ایک گھر جنت

---

١ – صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذا خليلا، قاله أبو سعيد، رقم (٣٦٥٧،٣٦٥٦)

٢ – صحيح مسلم، كتاب الوصية، رقم (١٦٢٧)

٣ – صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب ما سئل رسول الله ﷺ شيئا قط فقال لا وكثرة عطائه، رقم (٢٣١٢)

٤ – صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، رقم (٢٧٣٢)

٥ – صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، رقم (٧٢٨)

میں بنایا جاتا ہے۔

٦٢- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ. (١)

(٦٢) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

٦٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ. (٢)

(٦٣) عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جمعہ کی رات یا دن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ کر لیتا ہے۔

٦٤- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ اللهُ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا. (٣)

(٦٤) براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دو مسلمان آپس میں ملتے ہوئے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ ان کو معاف کر دیتا ہے۔ ان کے جدا ہونے سے پہلے۔

٦٥- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا. (٤)

(٦٥) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو اگر ایک کانٹا لگے یا اس سے زیادہ کوئی دکھ پہنچے تو اس کے لئے ایک درجہ بڑھے گا اور ایک گناہ اس کا مٹ جائے گا۔

٦٦- عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ. (٥)

(٦٦) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کوئی مردہ ایسا نہیں کہ اس پر ایک گروہ مسلمانوں کا جس کی گنتی سو تک پہنچتی ہو اور پھر سب اس کی شفاعت کریں۔ مگر ضرور ان کی شفاعت قبول ہو گی۔ راوی نے کہا میں نے یہ روایت شعیب بن حجاب سے بیان کی تو انہوں نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٦٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا

---

[1] - صحيح البخاري، كتاب الْمُزَارَعَة، بَاب فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ، رقم (٢٣٢٠)، صحيح مسلم رقم (١٥٥٣)

[2] - (حسن)صحيح سنن الترمذي رقم (١٠٧٤)، سنن الترمذى، كتاب الْجَنَائِزِ، بَاب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، رقم (١٠٧٤)

[3] - (صحيح)صحيح سنن أبي داود رقم (٥٢١٢)، سنن أبي داود، كتاب الْأَدَبِ، بَاب فِي الْمُصَافَحَةِ، رقم (٥٢١٢)

[4] - صحيح مسلم، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَاب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ حُزْنٍ ...، رقم (٢٥٧٢)

[5] - صحيح مسلم، كتاب الْجَنَائِزِ، بَاب مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ، رقم (٩٤٧)

وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (١)

(٦٧)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

٦٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَاقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (٢)

(٦٨)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت دور فرمائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

٦٩- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ. (٣)

(٦٩)عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا۔

٧٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّه يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. (٤)

(٧٠)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ہر قیراط اتنا بڑا ہو گا جیسے احد کا پہاڑ، اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

٧١- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. (٥)

(٧١)ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے، تو اللہ نے اس کے لئے جہنم کو

---

١ - صحيح البخاري، كتاب الْمَرْضَى، بَاب مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ، رقم (٥٦٤١،٥٦٤٢)، صحيح مسلم رقم (٢٥٧٣)

٢ - صحيح البخاري، كتاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ، بَاب لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ، رقم (٢٤٤٢)، صحيح مسلم رقم (٢٥٨٠)

٣ - صحيح البخاري، كتاب الْإِيمَانِ، بَاب الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، رقم (١٠)، صحيح مسلم رقم (٤٠)

٤ - صحيح البخاري، كتاب الْإِيمَانِ، بَاب اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْإِيمَانِ، رقم (٤٧)، صحيح مسلم رقم (٩٤٥)

٥ - صحيح مسلم، كتاب الْإِيمَانِ، بَاب وَعِيدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ، رقم (١٣٧)

واجب کر دیا اور اس پر جنت کو حرام کر دیا ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا اگر چہ پیلو کی ایک ٹہنی ہو۔

۷۲- عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ. (۱)

(۷۲) علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان کے اسلام کی اچھائی کی علامت یہ ہے کہ لایعنی امور کو چھوڑ دے۔

۷۳- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. (۲)

(۷۳) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں آکر نیک بات (یعنی کتاب و سنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آکر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب و سنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کا عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ بار گھٹے۔

۷۴- عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(۷۴) کعب بن مرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوا تو اس کے بالوں کی چاندی قیامت کے روز اس کے لئے نور کا سبب ہو گی۔ (۳)

۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. (۴)

(۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مومن پر سے کوئی سختی دور کرے تو اللہ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا۔ اور جو شخص مفلس کو مہلت دے اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کرے گا دنیا اور آخرت میں اور شخص کسی مسلمان کا عیب ڈھانکے گا دنیا میں تو اللہ اس کا عیب ڈھانکے گا دنیا اور آخرت میں اور اللہ بندہ کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا۔

۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ

---

[1] – (صحيح)صحيح سنن الترمذي رقم (۲۳۱۸)، سنن الترمذى، كتاب الزُّهْد، باب فيمن تكلّم بكلمة يُضحكُ بها النّاس، رقم (۲۳۱۸)

[2] – صحيح مسلم، كتاب الزّكاة، باب الحثّ على الصّدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة...، رقم (۱۰۱۷)

[3] – (صحيح)صحيح سنن الترمذي رقم (۱۶۳٤)، سنن الترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من شاب...، رقم (۱۶۳٤)

[4] – صحيح مسلم، كتاب الذّكر والدّعاء والتّوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذّكر، رقم (۲۶۹۹)

مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرْ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ. (١)

(۷۶)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے مجھ سے ان الفاظ کو سیکھتا ہے؟ پھر وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ یا وہ کسی شخص کو سکھاتا ہے جو اس پر عمل کرتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کہا میں ہوں اللہ کے رسول۔ پس آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے لیا پھر پانچ چیزیں گنوائیں۔ فرمایا(۱)اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے ڈر جا تو سب سے زیادہ عبادت گذار بن جائے گا،(۲)اللہ کی تقسیم پر راضی رہ تو سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔(۳)اپنے مومن پڑوسی سے اچھا سلوک کر۔(۴)لوگوں کے لئے وہ پسند کر جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے تو تو مسلمان ہو جائے گا۔(۵)کثرت سے نہ ہنسا کر بے شک زیادہ ہنسا دل کو مردہ بنادیتا ہے۔

٧٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. (٢)

(۷۷)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو سعید جو راضی ہو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اس کے لئے جنت واجب ہے

٧٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ. (٣)

(۷۸)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی دے۔(یعنی نہ لینے والا اس کو حقیر نہ سمجھ کر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔

٧٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ. (٤)

(۷۹)ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے، تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لئے مناسب ہے۔ آسمان وزمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لئے ہے اور تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے، تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا ہے، تیرے ملاقات سچی تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء سچے ہیں، محمد ﷺ سچے ہیں، اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیرا ہی فرمان بردار ہوں، اور تجھی

---

١ - (حسن)صحیح سنن الترمذي، رقم (٢٣٠٥)، سنن الترمذي، كتاب الزُّهْد، بَاب مَنْ اتَّقى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ، رقم (٢٣٠٥)

٢ - صحيح مسلم، كتاب الْإِمَارَة، بَاب بيَان ما أعدَّهُ اللَّهُ تعَالى للْمُجاهد في الْجنَّة منْ الدَّرجَات، رقم (١٨٨٤)

٣ - صحيح مسلم، كتاب الزَّكَاة، باب الْحَثِّ على الصَّدَقَة وَلَوْ بالْقليل وَلَا تَمْتَنعُ منْ الْقليل لاحتقَاره، رقم (١٠٣٠)

٤ - صحيح البخاري، كتاب الْجُمُعَة، باب التَّهجُّد باللَّيْل رقم (١١٢٠)، صحيح مسلم رقم (٤٧٨)

پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں، اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں، یا پوشیدہ، آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے، یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

۸۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَتْ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَادَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.(1)

(۸۰) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) ان کے پاس آئے، اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی، آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں عورت اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جاؤ (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا، مگر تم (عمل کرتے کرتے) اکتا جاؤ گے۔ اور اللہ کو دین (کا) وہی عمل زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے (اور انسان بغیر اکتائے اسے انجام دے)۔

۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنْ الدُّلْجَةِ.(2)

(۸۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لئے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ (کہ اس طرز عمل سے تم کو دارین کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

اسلام کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے جو نماز نہیں ادا کرتا۔(3)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک دین کی مضبوطی اور استقامت نماز اور زکوٰۃ ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور بیت اللہ کا حج اور رمضان المبارک کے روزے بھی اور صدقہ اور جہاد زیادہ اچھے اعمال میں سے ہیں۔(4)

(۳) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں کہا نے ابن ابی موسیٰ اشعری کو کہا: کیا تجھے پتہ ہے میرے والد (عمر بن خطاب) نے تیرے والد (ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری) کو کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں (مجھے نہیں پتہ) ابن عمر نے کہا: میرے والد نے تیرے والد کو کہا: اے ابو موسیٰ! کیا تجھے پسند ہے کہ ہمارا رسول اللہ کے پاس اسلام قبول کرنا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنا سب کچھ

---

1 – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب أحبّ الدّين إلى الله عزّ وجلّ أدومُهُ، رقم (٤٣)

2 – صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب الدّين يسرٌ، رقم (٣٩)

3 – الزهد للإمام أحمد رقم (١٤٥)

4 – المصنف لابن أبي شيبة

ہمارے لئے ثابت (یعنی قبول) ہو جائے اور جو کچھ ہم نے آپ علیہ السلام کے بعد عمل کیا ہے اس سے برابر برابر بچ جائیں (یعنی نہ ثواب اور نہ عذاب وگناہ ملے) تو تیرے والد (ابو موسیٰ اشعری) نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ علیہ السلام کے بعد جہاد کیا ہے اور نمازیں روزے اور بہت نیکیاں کی ہیں ہم تو ان (کے ثواب ہی) کی امید کرتے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ نے کہا میں تو اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، یہ پسند کرتا ہوں کہ جو نیکیاں رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ کی ہیں وہ قبول ہو جائیں، اور جو بعد میں کی ہیں ان سے برابر جان چھوٹ جائے۔ تو ابن ابی موسیٰ نے کہا: بلاشک آپ کے والد (یعنی عمر) میرے والد (ابو موسیٰ اشعری) سے بہتر تھے۔[1]

(۴) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام کے آٹھ حصے ہیں نماز حصہ ہے، زکوٰۃ حصہ ہے، جہاد حصہ ہے، رمضان کے روزے حصہ ہیں، بیت اللہ کا حج کرنا حصہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا حصہ ہے اور برائی سے روکنا حصہ ہے اور اسلام بھی حصہ ہے۔ اور وہ شخص خوار ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔[2]

(۵) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جس دن میں نے اسلام قبول کیا اس دن کسی نے اسلام قبول نہیں کیا اور سات دن تک میں اس میں رہا کہ تین میں سے ایک مسلمان تھا۔[3]

(۶) طارق بن شہاب نے کہا (عمر بن خطاب شام کی طرف نکلے اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے۔ پھر وہ ایک پانی کی جگہ پر آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر تھے پھر اونٹنی سے اترے اور اپنے جوتے اتار کے کندھے پر رکھے اور اپنی اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو پانی کے اندر داخل کیا تو ابو عبیدہ نے کہا اے امیر المومنین تم یہ کیا کر رہے ہو؟ جوتے اتار کر کندھے پر رکھے ہیں اور اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کو خود پانی کے اندر داخل ہو رہے ہو۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ یہاں کہ لوگ آپ کو (اس حال میں) دیکھ لیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے (غصہ سے) کہا: اے ابو عبیدہ! اگر یہ بات تیرے سوا کوئی اور کرتا تو میں اسے امت محمدیہ کے لئے نشان عبرت بنا دیتا۔ (خبردار) ہم کمزور ترین قوم تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے سے عزت وقوت عطا فرمائی۔ پھر اگر ہم اس چیز کو چھوڑ کر جس سے اللہ نے ہمیں عزت وشان وشوکت عطا فرمائی ہے، کسی دوسری چیز سے عزت وقوت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں پھر کمزور اور ذلیل کر دے گا۔[4]

(۷) محمد بن حنفیہ سے پوچھا گیا کیا سب سے پہلے ابو بکر نے اسلام قبول کیا تھا؟ کہا نہیں پوچھا گیا کس چیز سے ابو بکر نے بلندی اور سبقت حاصل کی کہ ابو بکر کے سوا کسی کا نام ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ (محمد بن حنفیہ) نے کہا وہ مسلمان ہونے سے لے کر فوت ہونے تک (دین) اسلام میں ان سب سے افضل تھے۔[5]

---

[1] – البخاري (۳۹۱۵/۷)
[2] – المصنف لابن أبي شيبة (۷:۱۱)
[3] – البخاري (۳۷۲۷/۷)
[4] – الحاكم في المستدرك (۱:۶۲)
[5] – المصنف لابن أبي شيبة (۴۷۲/۷)

(۸)ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سفارش قبول کرتا رہے گا اور جنت میں داخل کرتا رہے گا اور سفارش قبول فرماتا رہے گا اور رحم فرماتا رہے گا۔ یہاں تک کہ کہے گا: جو بھی شخص مسلمان تھا وہ جنت میں داخل ہو جائے۔(۱)

(۹)امام حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ کا دین غلو اور کمی کے درمیان میں ہے۔(۲)

(۱۰)نون شامی نے ﴿وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ﴾ (النساء:٣٦) قرابت والے پڑوسی سے مسلمان مراد لیا ہے۔(۳)

اسلام کے فوائد

(۱)(اسلام قبول کرنے سے) مال جان اور عزت محفوظ رہتی ہے۔

(۲)انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اکیلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لاتا ہے۔

(۳)اسلام اجتماعی عدل، رحمت اور برابری و مساوات پیدا کرتا ہے۔

(۴)اسلام خود ساختہ نظام اور الحادی دساتیر کا خاتمہ کرتا ہے۔

(۵)اسلام انسان کی عزت، حقوق اور کاروبار وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔

(۶) قلب کو ہدایت ورہنمائی کرتا ہے۔

(۷)جنت حاصل ہوتی ہے اور جہنم سے نجات ملتی ہے۔

(۸)انسانیت کے درمیان الفت و محبت اور اخوت قائم ہوتی ہے۔

(۹)دنیا و آخرت میں عزت و سعادت کا منبع ہے۔

(۱۰)لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور(ہدایت) کی طرف لاتا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی وجہ سے عزت دیتا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

(۱۱)اسلام قبول کرنے والا دنیا میں کمال امن و ہدایت حاصل کرتا ہے۔

(۱۲)اسلام کی وجہ سے معاشرہ میں امن وامان قائم ہوتا ہے پھر ہر فرد اپنے مسلمان بھائی کے قول و فعل کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱۳)اسلام کی وجہ سے لوگوں کے درمیان باہمی کفالت ہوتی ہے اور شاہو کار محتاج کا ساتھ دیتا ہے جبکہ طاقتور کمزور کی مدد کرتا ہے۔اور سارے انسان آپس میں محبت کرنے والے بھائی بن جاتے ہیں۔

(۱۴)اسلام تواضع پیدا کرتا ہے اور مسلمان کو عزت دلاتا ہے۔

---

(۱) — ابن جرير في التفسير (١٤/٨)، وابن أبي الدنيا في حسن الظن (ص:١٤٤٠)

(۲) — الدر المنثور للسيوطي (٤٦٦/٢)

(۳) — المرجع السابق (٢/...)

الأسوة الحسنة

(مثالی نمونہ / احسن طریقہ)

لغوی بحث

"الأُسْوَةُ الإئْتِسَاء" کا مصدر ہے۔ یعنی اقتداء کرنا۔ اس کا اصل مادہ (ا س و) ہے جو کہ "مَدَاوَاةٌ" (یعنی علاج کرنا) اور اصلاح پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً: "أَسَوْتُ الْجُرْحَ" یعنی میں نے زخم کا علاج کیا۔ اسی وجہ سے طبیب کو "اَلآسِي" کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں: "أَسَوْتُ بَيْنَ الْقَوْمِ" میں نے لوگوں کے درمیان صلح کروائی۔ اور اسی باب سے ہے: "لِي فِي فُلَانٍ اُسْوَةٌ" (الف پر ضمہ اور کسرہ کے ساتھ) یعنی میرے لئے فلاں شخصیت میں قدوہ اور نمونہ ہے اور میں اس کی اقتداء کرتا ہوں۔ اور "أَسَّيْتُ فُلاَنًا" یعنی میں نے اس سے تعزیت کی، اس کو تسلی دی۔ اسی باب سے ہے کہ میں نے اسے کہا: "لِيَكُنْ لَكَ بِفُلاَنٍ أُسْوَةٌ" تم فلاں کی اقتداء کرو۔ "فَقَدْ أُصِيْبَ بِمِثْلِ مَا اُصِبْتَ بِهِ فَرَضِيَ وَسَلَّمَ" اس کو بھی تیری طرح مصیبت پہنچی پھر وہ (قضاء الٰہی پر) راضی رہا اور (امر الٰہی کو) تسلیم کیا۔ اور معاملات اللہ کے سپرد کئے۔

ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الأُسْوَةُ" اور "الإِسْوَةُ" دونوں کا معنی قدوہ کے لئے ہے۔ اور "إِئْتَسِ بِهِ" کا معنی ہے اس کی اقتداء کر۔ اور اس جیسا ہو جا۔ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "فُلاَنٌ يَأْتَسِيْ بِفُلاَنٍ" یعنی وہ اپنے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو فلاں پسند کرتا ہے۔ اور اس کی اقتداء کرتا ہے اور اس جیسا ہے۔ اور "الْقَوْمُ أُسْوَةٌ فِي هَذَا الأَمْرِ" یعنی لوگ اس مسئلہ میں ایک دوسرے جیسے ہیں۔ اور "التَأَسِّي فِي الأُمُوْرِ" اور "الْمُؤَاسَاةُ، الأُسْوَةُ" کا معنی اقتداء کرنا ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "هِيَ فُعْلَةٌ مِنَ الإئْتِسَاءِ كَالْقُدْوَةِ مِنَ الإِقْتِدَاءِ اسْمٌ وُضِعَ مَوْضِعَ الْمَصْدَرِ" یعنی یہ "إِئْتِسَاء" (باب افتعال) سے اسم مصدر ہے جو کہ مصدر کی جگہ استعمال ہوا ہے جیسا کہ: "اَلْقُدْوَةُ الإِقْتِدَاء" سے اسم (مصدر) ہے۔

اصطلاحی وضاحت

مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "الأُسْوَة" اس حالت کو کہتے ہیں جس پر انسان دوسرے انسان کی اتباع کرتے وقت ہوتا ہے۔ اگر اچھا ہے تو اچھا اور برا ہے تو برا۔ اور کریم ہے تو کریم اور نقصان رساں ہے نقصان رساں۔

شیخ محمد امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ ﴾ [الممتحنة: ٤ ترجمہ: تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں کے اندر جو ان کے ساتھ تھے۔ اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ) ہے۔ کی تفسیر میں کہا ہے: "الأُسْوَة" قدوہ کے معنی میں ہے اور یہ دوسرے کی اتباع / پیروی کا نام ہے۔ اس حالت کا جس پر وہ ہوتا ہے اچھی ہو یا بری۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا واجب ہے یا مستحب۔ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ واجب ہے یہاں تک کہ استحباب کی دلیل آئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا مستحب ہے یہاں تک کہ وجود کی دلیل آجائے۔ اور اس کا بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ دین کے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی اقتداء کرنا واجب اور دنیاوی

معاملات میں مستحب پر محمول کیا جائے۔

انسانوں کے لئے بہترین نمونے کا ہونا ضروری ہے

انسانوں میں سے (بہترین) نمونے اور مثالیں دیکھے بغیر (جہالت) کے قید و بند ھن نہیں ٹوٹ سکتے۔ ایسے نمونے جو انسانوں کے لئے انتہاء کی بہترین مثالیں پیش کریں۔ انسان قوت سے ڈرتا ہے اور بہادری کا احترام کرتا ہے۔ اور فکر و اخلاق میں حسن کی انتہاء کو پہنچے ہوئے معانی انسان کے قلب پر قبضہ کرتے ہیں اور اس کے دل تک سرایت کرتے ہیں۔ پھر اس کے شعور کو جگاتے ہیں۔ اور اس کے سامنے حق کے معانی کھل جاتے ہیں اور اس کے لئے اس (حق) کی اتباع آسان ہو جاتی ہے۔ اور سب سے بلند درجہ قوت، حق کی قوت ہے کہ جس کی طرف دعوت دینا اور اس کی راہ میں صبر کرنا۔

اگر رسول اللہ ﷺ نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے قریبی صحابہ نہ ہوتے، اور اگر صحابہ کرام نہ ہوتے تو ان کے بعد کے لوگ (یعنی تابعین و تباع تابعین) نہ ہوتے۔ اور اگر مکۃ المکرمہ فتح نہ ہوتا تو لوگ اللہ کے دین کے اند فوج در فوج داخل نہ ہوتے۔ اور یہ کوئی مادی قوت نہیں ہے بلکہ مادی قوت بالآخر حق کی قوت کے سامنے جھک جاتی ہے۔

بلاشک وہ اصلاح مکمل ہے جو نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے مکمل ہوئی۔ جس نے تاریخ کے صفحات کو بدل دیا۔

یہ تکمیل اصلاح محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے ذریعے سے ہوئی۔ اور یہ لوگ تنفیذی اور عملی نمونہ تھے۔ اور وحی الٰہی وہ پہلا عنصر تھا جو محمد ﷺ خالق ارض و سماء سے حاصل کرتے تھے اور اپنے صحابہ کرام کو پہنچاتے تھے اور وہ وحی جاہلیت کے طوق کو توڑنے کی دعوت دیتی تھی۔ اور اس وحی تک قوی وسیلہ محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جو کہ حق کے نمونے اور وہ قوت تھے جس نے (غیر اللہ کی غلامی) کے طوق توڑ دیئے۔ اور لوگوں میں یہ جرأت پیدا کی کہ وہ ظالمانہ طوق اور قیود سے خود کو آزاد کروائیں۔

لہٰذا مسلمانوں (کی کامیابی) کے لئے بس یہی واحد راستہ ہے۔ ایسا مقدمۃ الجیش (پہلا فوجی دستہ) جو کہ محمد ﷺ اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلے۔ ہو بہو چلے، ہر ظاہر و مخفی امر میں اور ہر چھوٹے اور بڑے میں، عبادت، فکر، جنگ، تدبیر، سیاست، دعوت، جرأت اور حکمت میں: ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ﴾ (الأنعام: ۱۵۳) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے پھیر دیں گے۔

اس امت کے آخر کی اصلاح فقط اس طریقے سے ہو سکتی ہے جس سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔

خبردار! محمد ﷺ نے پہلے اقتصادی، اخلاقی اور صحت کی اور سیاسی اور اداراتی اور علمی اصلاح نہیں کی بلکہ (سب سے پہلے) آپ ﷺ نے ایمان کی اصلاح کی، توحید کی دعوت دی۔ اس کے بعد ہر طرح کی اصلاح ہو گئی۔ اور قوت و خیر حاصل ہو گئی۔ لہٰذا فقط صاحب توحید ہی سارے انحرافات کا علاج ہے اور یہی توحید وہ زادِ راہ ہے جس کے ذریعہ قوموں کو آزادی اور مدد حاصل ہوتی ہے۔

اسوہ کی اقسام

شیخ صالح بن حمید حفظہ اللہ نے کہا ہے: اسوہ کی دو قسمیں ہیں۔ حَسَنَة (اچھا) سَيِّئَة (برا)۔

اسوۂ حسنہ: یعنی اہل خیر و فضل اور صالح افراد کی شرف و رفعت اور نیک کاموں میں اقتداء کرنا۔

اسوۂ سیئہ: مذموم راستوں پر چلتے ہوئے اہل سوء (برے لوگوں) کی اقتداء کرنا۔ اور بغیر دلیل و برہان کے کسی کی اتباع کرنا۔

اسوۂ حسنہ کی اہمیت

اس کی اہمیت وعظمت درج ذیل امور سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) زندہ مثال (اسوۂ حسنہ) جو کہ درجاتِ کمال پر فائز ہو۔ وہ صاحب بصیرت شخص کے نفس پر استحسان (کسی چیز کی اچھائی کا اقرار کرنا) اور اعجاب (اچھی چیز کو پسند کرنا) تقدیر (قدر شناسی) اور محبت کی ایک بڑی مقدار کو پیدا کرتی ہے۔

(۲) اسوۂ حسنہ یہ درس دیتا ہے کہ مذکورہ فضائل پر پہنچنے کے لئے مختلف امور اور صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔

(۳) پیروکار صاحب قدوہ کی طرف دقیق اور گہری نظر کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ جبکہ اسے اس چیز کا پتہ تک نہیں چلتا۔

قدوہ کے اصول

(۱) صاحب قدوہ کا صالح ہونا، جو کہ ان تین چیزوں سے ثابت ہوتا ہے: ایمان، عبادت اور اخلاص۔

(۲) اعلٰی اخلاق پر فائز ہونا۔

(۳) قول و عمل کا موافق ہونا۔

قدوہ کے میدان میں زندہ شواہد

قدوہ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعلٰی نمونہ سمجھے جاتے ہیں اور ان سب کے سردار امام الائمۃ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔
فتنۂ خلق قرآن کے دوران امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مثال ہیں اسی طرح گذشتہ زمانے میں باعمل علماء گذرے ہیں۔

اسلام کے پھیلنے میں قدوۂ حسنہ کا کردار (یعنی عمل صالح)

دعوت الی اللہ اور لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ لانے اور اسلام کے اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے اجتناب کرنے کے لئے نہایت اہم وسائل میں سے داعی کا نیک قدوہ واسوہ (یعنی عملی نمونہ) اور اس کے اچھے اعمال، عالی صفات، اور پاک اخلاق، ان چیزوں میں سے ہیں جو کہ اسے دوسروں کے لئے اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ) بنادیتے ہیں۔ ان صفات کے ساتھ وہ ایک نمونہ بن جاتے ہیں کہ لوگ اس کے اندر اسلام کے معانی کو پڑھتے ہیں اور پھر ان معانی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس لئے افعال و سلوک کا اثر مزید گہرا اور محض زبانی تبلیغ کے اثر سے زیادہ ہوتا ہے۔

بلاشک کئی ملکوں اور علاقوں میں اسلام مسلمانوں کے اس بہترین عملی نمونے کی وجہ سے پھیلا ہے جو غیر مسلمین کی نظروں کو کھینچتا ہے۔ اور انہیں اسلام کو گلے لگانے اور قبول کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔

اور اچھا عملی نمونہ جو داعی اپنی پاک سیرت سے پیش کرتا ہے۔ درحقیقت اسلام کی عملی دعوت ہے۔ جس سے سلیم الفطرت اور سالم العقل غیر مسلم استدلال کر سکتا ہے کہ اسلام ہی حق اور اللہ کا دین ہے۔

مزید تفصیل جاننے کے لئے درج ذیل صفات دیکھئے: الاتباع، الاستقامة، الطاعة، الولاء والبراء.

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے: القدوة السيئة ،الابتداع، اتباع الهوى، الاساءة ،موالاة الكفار، الاعوجاج،الامر بالمعروف والنهى عن المنكر.

وہ آیات جو الأسوة الحسنة کے متعلق وارد ہوئی ہیں

(۱)﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ ﴾ الأحزاب

(۱) یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے (۲۱)

(۲)﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٤﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾ ﴾ الممتحنة

(۲) (مسلمانو) تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے (۴) اے ہمارے رب تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے (۵) یقیناً تمہارے لئے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد و ثنا ہے (۶)

وہ آیات جو الأسوة الحسنة پر معنوی طور دلالت کرتی ہیں

(۳) ﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ ﴾ الأنعام

(۳)جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں (۸۲)اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا علم والا ہے (۸۳)اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں (۸۴)اور (نیز) زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو سب نیک لوگوں میں سے تھے (۸۵)اور نیز اسماعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی (۸۶)اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی (۸۷)اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کو ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ لوگ بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے (۸۸)یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں (۸۹)یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے (۹۰)

(٤) ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ الأحقاف

(۴)پس (اے پیغمبر) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لئے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کرو، یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے، یہ ہے پیغام پہنچا دینا پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا (۳۵)

وہ احادیث جو الأسوة الحسنة پر دلالت کرتی ہیں

١-عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّومَ حَتَّى يَمُوتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذَلِكَ وَأَخْبَرُوهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوا ذَلِكَ فِي حَيَاةِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَقَالَ أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ فَلَمَّا حَدَّثُوهُ بِذَلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَحَكِيمٌ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ مَنْ مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ

أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝١﴾ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا سَنَّ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا. (۱)

(۱) زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور مدینہ کو آئے اور چاہا کہ اپنے باغ و زمین بیچ ڈالیں اور اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور نصاریٰ سے مرنے کے وقت تک لڑیں۔ پھر جب مدینہ میں آئے اور مدینہ والوں سے ملے۔ انہوں نے ان کو منع کیا اور خبر دی کہ چھ آدمیوں نے اس کا ارادہ کیا تھا نبی ﷺ کی زندگی میں تو آپ نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ: کیا تمہارے لئے میرا اسوہ اچھا نہیں؟۔ پھر جب لوگوں نے ان سے کہا تو انہوں نے اپنی بیوی سے رجعت کی اور ان کو طلاق دے دی تھی اور ان کی رجعت پر لوگوں کو گواہ کر لیا۔ پھر وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کا حال پوچھا انہوں نے کہا میں تم کو ایسا شخص بتادوں کہ جو ساری زمین کے لوگوں سے محمد ﷺ کے وتر کا حال بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کون ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ سو تم ان کے پاس جاؤ ان سے پوچھو پھر میرے پاس آؤ اور ان کے جواب سے باخبر کرو۔ پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور حکیم بن افلح رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے چاہا کہ وہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں جاتا اس لئے کہ میں نے ان کو روکا تھا کہ وہ ان دونوں گروہوں (علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بیچ میں کچھ نہ بولیں۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حکیم کو قسم دی۔ غرض وہ آئے اور ہم سب عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور انہیں اطلاع کی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تب انہوں فرمایا: کیا یہ حکیم ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں غرض سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پہچان لیا پھر انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے کہا میرے ساتھ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہشام کون سے؟ حکیم نے کہا عامر کے بیٹے۔ تب ان پر بہت مہربانی کی (اور قتادہ نے کہا کہ وہ جنگ احد میں

(۱) صحیح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض رقم (۱۲۳۳)

شہید ہوئے تھے۔) پھر میں نے عرض کیا کہ اے مسلمانوں کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔ انہوں نے کہا پھر میں نے چلنے کا ارادہ کیا اور چاہا کے موت کے وقت تک اب کسی سے کوئی چیز نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے عرض کیا کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے رات کے اٹھنے سے۔ پھر انہوں نے فرمایا کیا تم نے ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝﴾ نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے اول میں رات کو کھڑے ہو کر پڑھنے کو فرض کیا۔ پھر نبی ﷺ اور آپ کے سب صحابہ رات کو نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا خاتمہ بارہ مہینے تک آسمان پر روک رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس سورت کا آخر اتارا اور اس میں تخفیف فرمائی۔ پھر ہو گیا رات کا نماز پڑھنا خوشی کا سو دا بعد اس کے کہ فرض تھا۔ پھر میں نے عرض کیا اے مسلمانوں کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کی خبر دیجئے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو رات کے جس پہر چاہتا اٹھا دیتا۔ پھر آپ ﷺ مسواک اور وضو کرتے پھر نو رکعت پڑھتے تھے۔ نہ بیٹھتے اس میں مگر آٹھویں رکعت کے بعد اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ غرض اے میرے بیٹے! یہ گیارہ رکعات ہوئیں پھر جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بدن میں گوشت آ گیا تو سات رکعات وتر پڑھنے لگے اور دو رکعتیں ویسی ہی پڑھتے جیسے اوپر ہم نے بیان کیں۔ غرض اے میرے بیٹے! یہ سب نو رکعتیں ہوئیں۔ اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے اور جب آپ پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا کہ رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا کرتے اور میں نہیں جانتی کہ کبھی نبی ﷺ نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا ہو، نہ یہ جانتی ہوں کہ ساری رات آپ نے پڑھی صبح تک اور نہ یہ کہ سارا مہینہ روزہ رکھا سوائے رمضان کے۔ پھر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ بے شک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور کہا کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا یا جاتا تو یہ سب بل مشافہ سنتا۔ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔

۲- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ. وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ قَالَ: فَنَعَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: أَبُوقَتَادَةَ. قَالَ: مَتَى كَانَ هَذَا مَسِيرَكَ؟ مِنِّي قُلْتُ: مَا زَالَ هَذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ: حَفِظَكَ اللهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَرَانَا نَخْفَى عَلَى النَّاسِ؟ ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ؟ قُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ. ثُمَّ قُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ آخَرُ. حَتَّى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ: فَمَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الطَّرِيقِ. فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ

قَالَ: فَقُمْنَا فَزِعِينَ ثُمَّ قَالَ: ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتْ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَأَةٍ كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مَنْ مَاءٍ قَالَ: فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوءًا دُونَ وُضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ: احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ. ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ: فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلَى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي صَلَاتِنَا؟ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ؟ ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ. إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا ثُمَّ قَالَ: مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا؟ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَكُمْ. لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ: فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا. فَقَالَ: لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ. ثُمَّ قَالَ: أَطْلِقُوا لِي غُمَرِي قَالَ: وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيضَأَةِ تَكَابُّوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوَى. قَالَ: فَفَعَلُوا. فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيهِمْ حَتَّى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ صَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي: اشْرَبْ فَقُلْتُ: لَا أَشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا قَالَ: فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّينَ رِوَاءً قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ إِذْ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ انْظُرْ أَيُّهَا الْفَتَى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي أَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ: قُلْتُ: فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: حَدِّثْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِحَدِيثِكُمْ قَالَ: فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ: لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ أَنَّ أَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ. (١)

(۲) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم آج زوال کے بعد اپنی ساری رات چلو گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی پر پہنچو گے۔ پس لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ چلے جاتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی۔ اور میں آپ کے قریب تھا۔ اور آپ اونگھنے لگے اور اپنی سواری سے جھکے اور میں نے آکر آپ کو ٹیک دیا۔ بغیر اس کے کہ میں آپ کو جگاؤں۔ یہاں تک کہ آپ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پھر چلے یہاں تک کہ جب بہت رات گذر گئی پھر آپ جھکے اور میں نے پھر ٹیک دیا بغیر اس کے کہ آپ کو جگاؤں یہاں تک کہ آپ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پھر چلے یہاں تک کہ آخر سحر کا وقت ہو گیا پھر ایک بار یہاں تک جھکے قریب تھا کہ گر پڑیں۔ پھر میں آیا اور آپ ﷺ کو روک دیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ ابو قتادہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں رات سے آپ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہاری حفاظت کرے جیسے تم نے اس کے نبی ﷺ کی حفاظت کی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تم ہم کو دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کسی کو دیکھتے ہو؟

١ - صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها، رقم: (١٠٩٩)

میں نے کہا یہ ایک سوار ہے پھر کہا یہ ایک اور سوار ہے یہاں تک کہ ہم سات سوار جمع ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ راہ سے اک طرف الگ ہوئے اور اپنا سر زمین پر رکھا، اور فرمایا کہ تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا، پھر پہلے جو جاگے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور دھوپ آپ کی پیٹھ پر آگئی، پھر ہم لوگ گھبرا کر اٹھے اور آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ پھر چلے یہاں تک کہ جب دھوپ چڑھ گئی اور آپ اترے اپنا وضو کا لوٹا منگوایا جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ نے اس سے وضو کیا اور اس میں تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے لوٹے کو رکھ دو کہ اس کی ایک عجیب کیفیت ہو گی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان کہی اور نبی ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صبح کی فرض نماز ادا کی اور ویسے ہی ادا کی جیسے ہر روز ادا کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اور ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہوئے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک چپکے چپکے کہتا تھا کہ آج ہمارے اس قصور کا کیا کفارہ ہو گا جو ہم نے نماز میں قصور کیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کا پیشوا نہیں ہوں۔ پھر فرمایا کہ سونے میں کیا قصور ہے۔ قصور تو یہ ہے کہ ایک آدمی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز کا دوسرا وقت آجائے۔ پھر جو ایسا کرے تو لازم ہے کہ جب ہوشیار ہو ادا کرے پھر جب دوسرا دن آئے تو اپنی نماز اوقات متعینہ پر ادا کرے، پھر فرمایا کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ لوگوں نے کیا کیا ہو گا۔ پھر فرمایا کہ لوگوں نے جب صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا تب ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے ہوں گے۔ آپ ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں پھر وہ لوگ اگر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی بات مانتے تو سیدھی راہ پاتے۔ راوی نے کہا کہ پھر ہم لوگوں تک پہنچے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی اور لوگ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو مر گئے اور پیاسے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم نہیں مرے پھر فرمایا کہ ہمارا چھوٹا پیالہ لاؤ اور وہ لوٹا منگوایا اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے اور قتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی ایک لوٹا بھر ہی ہے تو لوگ اس پر گر پڑے تب آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح آہستگی سے لیتے رہو تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔ غرض کہ پھر لوگ اطمینان سے لینے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالتے تھے اور میں پلاتا تھا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا، کہا کہ پھر ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ پیو! میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ میں نہ پیوں گا جب تک آپ نہ پئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پیتا ہے۔ پھر میں نے پیا، کہا پھر لوگ پانی پر خوش خوش اور آسودہ پہنچے، کہا کہ عبد اللہ بن رباح نے کہا کہ میں لوگوں سے یہی حدیث روایت کرتا تھا جامع مسجد میں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے نوجوان غور کرو کہ تم کیا کہتے ہو اس لئے کہ میں بھی اس رات کا ایک سوار تھا تو میں نے کہا تم اس بات سے خوب واقف ہو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم کس قوم سے ہو؟ میں نے کہا کہ میں انصار میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تو تم اپنی حدیثوں کو خوب جانتے ہو۔ پھر میں نے لوگوں سے پوری روایت بیان کی تب عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رات حاضر تھا مگر میں نہیں جانتا کہ جیسا تم نے یاد رکھا ایسا اور کسی نے یاد رکھا ہو۔

٣- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَالَ: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الأحزاب:٢١) . (١)

[1] -(صحيح) صحيح سنن النسائي: رقم (٢٩٦٠)، سنن النسائي، كتاب مناسك الحج، باب أين يصلي ركعتي الطواف، رقم (٢٩٦٠)

(۳)ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ مکہ مکرمہ آئے اور سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر فرمایا: تم کو رسول اللہ ﷺ کی اچھی پیروی کرنی چاہیے۔

وہ احادیث جو الأسوة الحسنة پر معنوی طور دلالت کرتی ہیں

٤- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ: إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. (١)

(۴)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی، پھر آپ نے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا چنانچہ اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

٥- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. (٢)

(۵)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ایک رات رسول کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گذاری۔(وہ فرماتے ہیں کہ)میں تکیے کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول کریم ﷺ اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیے کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ سوتے رہے اور جب آدھی رات ہو گئی یا جب آپ بیدار ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی نیند کو دور کرنے کے لئے آنکھیں ملنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو کیا خوب اچھی طرح پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہو کر اسی طرح کیا جس طرح آپ ﷺ نے وضو کیا تھا۔ پھر جا کر میں بھی آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر اس کے بعد آپ ﷺ نے وتر پڑھا اور لیٹ گئے پھر جب مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

---

١ - صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ، رقم (٦٧٥٤)

٢ - صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، رقم (١٧٧)

٦- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيَّ جَعَلْتُ لَا أَنْحَاشُ لَهَا مِمَّا بِي مِنَ الْقُوَّةِ عَلَى الْعِبَادَةِ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ فَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى كَنَّتِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهَا: كَيْفَ وَجَدْتِ بَعْلَكِ؟ قَالَتْ: خَيْرَ الرِّجَالِ أَوْ كَخَيْرِ الْبُعُولَةِ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا وَلَمْ يَعْرِفْ لَنَا فِرَاشًا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَعَذَمَنِي وَعَضَّنِي بِلِسَانِهِ فَقَالَ: أَنْكَحْتُكَ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ ذَاتَ حَسَبٍ فَعَضَلْتَهَا وَفَعَلْتَ وَفَعَلْتَ، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَانِي فَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي: أَتَصُومُ النَّهَارَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَمَسُّ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي قَالَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ - أَحَدُهُمَا إِمَّا حُصَيْنٌ وَإِمَّا مُغِيرَةُ - : قَالَ: فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ ثَلَاثٍ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يَرْفَعُنِي حَتَّى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَهُوَ صِيَامُ أَخِي دَاوُدَ، قَالَ حُصَيْنٌ فِي حَدِيثِهِ - ثُمَّ قَالَ ﷺ: فَإِنَّ لِكُلِّ عَابِدٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَإِمَّا إِلَى سُنَّةٍ وَإِمَّا إِلَى بِدْعَةٍ فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّةٍ فَقَدِ اهْتَدَى، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ، قَالَ مُجَاهِدٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو حَيْثُ ضَعُفَ وَكَبِرَ يَصُومُ الْأَيَّامَ كَذَلِكَ يَصِلُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ لِيَتَقَوَّى بِذَلِكَ ثُمَّ يُفْطِرُ بِعَدَ تِلْكَ الْأَيَّامِ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِي كُلِّ حِزْبِهِ كَذَلِكَ، يَزِيدُ أَحْيَانًا وَيَنْقُصُ أَحْيَانًا غَيْرَ أَنَّهُ يُوفِي الْعَدَدَ إِمَّا فِي سَبْعٍ وَإِمَّا فِي ثَلَاثٍ قَالَ: ثُمَّ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ: لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَوْ عَدَلَ لَكِنِّي فَارَقْتُهُ عَلَى أَمْرٍ أَكْرَهُ أَنْ أُخَالِفَهُ إِلَى غَيْرِهِ. (١)

(۶) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میرے والد نے ایک قریشی نوجوان لڑکی سے شادی کروائی۔ جب ہماری رخصتی ہوئی تو میں عبادت کی کثرت کی وجہ سے نئی بیوی کی طرف متوجہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ تو میرے والد محترم عمرو بن عاص اپنی بہو کے پاس تشریف لائے پوچھا کہ اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا اور کہا کہ بہترین شوہر پایا، جو نہ ہمارے بستر کا خیال رکھتا ہے نہ کسی حاجت کے لئے کوئی پوشیدہ جگہ تلاش کرتا ہے (یعنی اپنی اہلیہ کے ازدواجی حقوق پورے نہیں کرتا) تو میرے والد فوراً میرے پاس آئے اور میری سرزنش کرنے لگے اور کہنے لگے: میں نے تمہیں قریش میں سب سے بہترین حسب و نسب کے اعتبار سے خوبصورت عورت سے شادی کروائی اور تم نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا؟ پھر آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور میری شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے مجھے بلوایا، میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو فرمانے لگے کہ: دن کے روزے رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر فرمایا: رات کا قیام کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، رات کا قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور اپنی بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے منہ پھیر لیا وہ مجھ سے نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کو ایک مہینے میں پورا کیا کر۔ میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ میں اس سے زیادہ قوت محسوس کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس دس دن میں قرآن ختم کیا کر۔ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا: پس تین دن میں قرآن ختم

(١) - (صحيح الإسناد) صحيح سنن النسائي رقم (٢٣٩٠)

کیا کر۔ پھر کہا: پورے مہینے میں تین دن روزے رکھا کر۔ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ رکھ سکتا ہوں تو آپ ﷺ سے میں روزے بڑھواتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر، یہ بہترین روزہ ہے، یہ میرے بھائی داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہر عابد کی زندگی میں کچھ عرصہ نشاط رہتا ہے اس کے بعد اس میں نرمی واقع ہوتی ہے اور وہ نرمی اسے سنت کی طرف یا بدعت کی طرف لے کے جاتی ہے۔ پس جس کی نرمی اسی سنت کی طرف لے کے گئی تو وہ ہدایت یافتہ ہو گیا، اور جسے بدعت کی طرف لے گئی پس وہ ہلاک ہو گیا۔ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جب بڑی عمر کے ہوئے اور جسم میں کمزوری واقع ہوئی تب بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ پھر کچھ دن افطار کرتے اور قرآن مجید بھی اسی طرح پڑھا کرتے تھے کبھی زیادہ کبھی کم۔ پھر آپ نے ایک مرتبہ کہا: کاش کہ میں آپ ﷺ کی رخصت کو قبول کرتا یہ اس سے بہتر تھا کہ جو میں آپ کو کہا۔ لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ جس عمل پر آپ ﷺ کو میں نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے پایا اس کو ترک کروں۔

٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ.[1]

(٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دوسرے کو دیکھے جو اپنے سے مال اور صورت میں زیادہ ہو تو اس کو دیکھے جو اپنے سے مال اور صورت میں کم ہو (تا کہ اللہ کا شکر پیدا ہو اور علم اور تقوے میں اس کو دیکھے جو اپنے سے زیادہ ہو)۔

٨- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَيَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ الرَّسُولِ ﷺ قَالَ: ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَوْلَاةً لِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: إِنَّهَا قَامَتِ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَكِنِّي أَنَا أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ. فَمَنِ اقْتَدَى بِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. إِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةً ثُمَّ فَتْرَةً فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى بِدْعَةٍ فَقَدْ ضَلَّ وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى سُنَّةٍ فَقَدِ اهْتَدَى.

(٨) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور یحییٰ ابن جعدہ ایک انصاری کے پاس گئے جو اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ میں سے تھے، تو انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے بنی عبد المطلب کی ایک لونڈی کا تذکرہ ہوا کہ وہ رات کو قیام کرتی اور دن کو روزے رکھتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں سوتا بھی ہوں، اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، اور افطار بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری اقتداء کی وہ مجھ سے ہے جو میری سنت سے منہ پھیر لیتا ہے وہ مجھ سے نہیں۔ ہر عمل میں ایک جذبہ ہے جس کے بعد نرمی ہے پس جس کی نرمی بدعت کی طرف ہے تو وہ گمراہ ہو گیا اور جس کی نرمی میری سنت کی طرف ہے تو وہ ہدایت پر ہے۔[2]

٩- عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمْسَكَ الْقَوْمُ ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا أَعْطَاهُ فَأَعْطَى الْقَوْمُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ سَنَّ خَيْرًا فَاسْتُنَّ بِهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ غَيْرَ مُنْتَقِصٍ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا،

---

[1] – صحيح مسلم، كتاب الزُّهد وَالرَّقَائِق، رقم (٥٢٦٣)

[2] – (صحيح) ظلال الجنة رقم (٥١)، مسند أحمد [illegible]

وَمَنْ سَنَّ شَرًّا فَاسْتُنَّ بِهِ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنْ يَتَّبِعُهُ غَيْرَ مُنْتَقِصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. (۱)

(۹) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے زمانے میں سوال کیا تو بیٹھے ہوئے لوگوں نے خاموشی اختیار کی پھر ایک شخص نے اٹھ کر اس کا سوال پورا کیا، پھر لوگوں نے دینا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس کے لئے اس پر عمل کرنے والے کا اجر ہے، اور جو اس پر عمل کرتا رہے گا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کی نیکیوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اور جس نے برائی کا طریقہ ایجاد کیا اور پھر اس طریقے کو اپنایا گیا تو اس پر اس کا اپنا گناہ ہوگا اور جو اس پر عمل کرنے والے ان کے بھی گناہ اس پر ہوں گے۔ ساتھ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

۱۰- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ فَقَالَ: أَحَجَجْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: بِمَ أَهْلَلْتَ؟ قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ: إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ. (۲)

(۱۰) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطحاء میں حاضر ہوا آپ وہاں (حج کے لئے جاتے ہوئے اترے ہوئے تھے) آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارا حج ہی کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں نے اسی کا احرام باندھا ہے۔ جس کا نبی کریم ﷺ نے احرام باندھا ہو۔ آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اب بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر لے پھر احرام کھول دے چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی، پھر بنو قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اور انہوں نے میرے سر کی جوئیں نکالیں اس کے بعد میں نے حج کا احرام باندھا۔ میں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) اسی کے مطابق لوگوں کو مسئلہ بتایا کرتا تھا جب عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہیئے کہ اس میں ہمیں (حج اور عمرہ) پورا کرنے کا حکم ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہیئے کہ اس وقت آپ نے احرام نہیں کھولا تھا جب تک ہدی کی قربانی نہیں ہو گئی تھی۔

۱۱- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَسْجُدُ فِي (ص) فَقَرَأَ ﴿وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ﴾ حَتَّى أَتَى ﴿فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ﴾ (الأنعام: ۹۰) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. (۳)

(۱۱) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں سورہ ص میں سجدہ کیا کروں؟ تو انہوں نے آیت ﴿وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ﴾ کی تلاوت کی: ﴿فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ﴾ (الأنعام: ۹۰) تک نیز انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کا حکم تھا۔

۱۲- عَنْ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقِيَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى

---

۱ – (حسن صحيح) صحيح الترغيب والترهيب رقم (۶۲)، مسند أحمد رقم (۲۲۲۰۱).

۲ – صحيح البخاري، كتاب الحجّ، باب متى يحلّ المعتمر رقم (۱۶۶۸)

۳ – صحيح البخاري، كتاب احاديث الأنبياء، باب {وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ إلى قوله وَفَصْلَ الْخِطَابِ} رقم (۳۱۶۸)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتْ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ قَالَ: فَتَخَطَّيْتُهُ فَقَالَتْ لِي: مَا لَكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحَلُّوا قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: كَيْفَ صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِمَا أَهْلَلْتَ قَالَ: فَإِنِّي قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ. (1)

(۱۲)براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو مقرر کیا یمن پر میں نے ان کے ساتھ کئی اوقیے کمائے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے (مکہ میں) تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے گھر میں خوشبو پھیلائی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان سے کہا تم نے برا کیا۔ انہوں نے کہا تمہیں کیا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم کیا انہوں نے احرام کھول دیا میں نے کہا میں نے تو رسول اللہ ﷺ کی طرح احرام باندھا ہے، پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا آپ کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تو قران کیا ہے اور ہدی ساتھ لایا ہوں۔

١٣- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ. مَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنْ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَحَدَّثْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ. فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ. فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ. فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ. (2)

(۱۳)عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے ہاتھ سے لڑے وہ مومن ہے اور جو کوئی زبان سے لڑے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی ان سے دل سے لڑے (ان کو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں، (اگر دل سے بھی برا نہ جانے تو اس میں ذرا برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور قناۃ (نامی مقام) میں اترے تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تھا۔

١٤- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَا يَبِيتُ أَحَدٌ ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ قَالَ: فَمَا بِتُّ مِنْ

---

1 – (صحيح) صحيح سنن النسائي رقم (٢٧٤٥)، سنن النسائي، كتاب مناسك الحج، باب الحج بغير نية يقصده المحرم، رقم (٢٦٩٥)

2 – صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ... رقم ...

لَيْلَةٍ بَعْدُ إِلَّا وَوَصِيَّتِي عِنْدِي مَوْضُوعَةٌ. (١)

(١٤)ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص پر تین راتیں نہ گزریں اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کوئی رات ایسی نہیں گذاری سوائے اس کے کہ میری وصیت میرے پاس ہوتی ہے۔

١٥- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّيْلَةَ قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. (٢)

(١٥)زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں گا تو آپ ﷺ نے دو رکعت ہلکی پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں لمبی سے لمبی اور لمبی سے لمبی پھر دو رکعت اور کہ وہ ان سے کم تھیں، پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر وتر پڑھا، یہ سب تیرہ رکعات ہوئیں۔

١٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَا بَيْنَ عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ فَقَالُوا: تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ. فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى مَوْضِعٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ: فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهَؤُلَاءِ أُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ قَالَتْ: وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: وَاللهِ لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ:

١- (صحيح) صحيح الترغيب والترهيب رقم (٣٤٨٢)، مسند أحمد رقم (٤٢٣٩)

٢- (صحيح)، صحيح سنن أبي داود رقم (١٣٦٦)، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في صلاة الليل رقم (١٥٩٠)

اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ وَأَخْبَرَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ. وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا. [1]

(١٦) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دس جاسوس بھیجے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا جو عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو بنی ہذیل کے ایک قبیلہ کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلہ کا نام بنی لحیان تھا۔ اس کے سو تیر انداز ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلاش میں نکلے اور ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ آخر اس جگہ پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھجور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یثرب (مدینہ) کی کھجور (کی گٹھلیاں ہیں)۔ پھر وہ ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ جب سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے آنے کو معلوم کر لیا تو ایک (محفوظ) جگہ پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ۔ اور ہماری پناہ خود قبول کر لو تو تم سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانو! میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا۔ پھر انہوں نے دعا کی اے اللہ! ہمارے حالات کی خبر اپنے نبی ﷺ کو کر دے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی کی اور عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں ان کے وعدہ پر تین صحابہ اتر آئے۔ یہ جناب خبیب، زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابہ تھے۔ قبیلہ والوں نے جب ان تینوں صحابیوں پر قابو پالیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا۔ تیسرے صحابی نے کہا یہ تمہاری پہلی دغابازی ہے میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا میرے لئے تو انہیں کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ کا اشارہ ان صحابہ کی طرف تھا جو ابھی شہید کئے جا چکے تھے۔ کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا اور زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا) اور جناب خبیب رضی اللہ عنہ اور جناب زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے اور (مکہ میں لے جا کر) انہیں بیچ دیا۔ یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے جناب خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ انہوں ہی نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک تو وہ ان کے یہاں قید رہے۔ آخر انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا انہیں دنوں حارث کی کسی لڑکی سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لئے استرہ مانگا۔ اس نے دے دیا اس وقت اس کا ایک چھوٹا بچہ ان کے پاس (کھیلتا ہوا) اس عورت کی بے خبری میں چلا گیا۔ پھر جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ بچہ ان کی ران پر بیٹھا ہوا ہے اور استرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھتے ہی وہ اس درجہ گھبرا گئی کہ جناب خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھا اور بولے کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ یقین رکھو کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ان خاتون نے بیان کیا کہ

[1] - صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرا، رقم (٣٩٨٩).

اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی جناب خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن انگور کے ایک خوشے سے انگور کھاتے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے خبیب رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجی تھی۔ پھر بنو حارثہ انہیں قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا اللہ کی قسم اگر تمہیں یہ خیال نہ ہونے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے (دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں) تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔ اور یہ اشعار پڑھے: "جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا"۔ اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ جناب خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل حسنہ سے ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے دو رکعت) نماز کی سنت قائم کی ہے۔ ادھر جس دن ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبت آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی دن اس کی خبر دے دی تھی۔ قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے۔ کیوں کہ انہوں نے بھی (بدر میں) ان کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بادل کی طرح بھڑوں کی ایک فوج بھیج دی اور ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔

اسوہ حسنہ کے متعلق آثار اور علماء و مفسرین کے اقوال

(۱) ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں شیبہ کے پاس اس مسجد میں بیٹھا، اس نے کہا میرے پاس تیری اس جگہ پر جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے اور کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کعبۃ اللہ کے اندر جو بھی سونا اور چاندی ہے وہ سارا کا سارا مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا تو ایسا نہیں کر سکتا، کہا کیوں؟ میں نے کہا یہ کام تیرے دونوں (پیش رو) ساتھیوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا ہے۔ تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ان دونوں کی ہی اقتداء کی جائے۔ [1]

(۲) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو چوما اور کہا: میں جانتا ہوں کہ، تو پتھر ہے، نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو کبھی نہ چومتا۔ [2]

(۳) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبید اللہ کو احرام کے اندر رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ عمر نے کہا: اے طلحہ! یہ رنگین کپڑا کیوں پہنا ہے؟ طلحہ نے کہا امیر المومنین یہ تو مٹی (کا رنگ) ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے جماعت (صحابہ) تم رہنما ہو۔ لوگ تمہاری پیروی کر رہے ہیں اور اگر کوئی جاہل (یعنی عام بے علم) شخص یہ کپڑا دیکھے گا تو کہے گا طلحہ بن عبید اللہ احرام کے اندر رنگین (یعنی زعفران وغیرہ

---

[1] - صحیح البخاري رقم (۷۲۷۵/۱۳)

[2] - صحیح البخاري رقم (۱۵۹۷/۵)

سے رنگے ہوئے) کپڑے پہنتا تھا۔ لہٰذا اے جماعت (صحابہ) ان رنگین کپڑوں میں سے بالکل کچھ بھی نہیں پہنا کرو۔([1])

(۴)ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی عبید اللہ کو (نو ذوالحجۃ یعنی) عرفات کے دن کھانے کے لئے بلایا تو انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم رہنما ہو تمہاری اقتداء کی جاتی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن (یعنی عرفات کے دن) دیکھا آپ ﷺ نے پانی منگایا اور پھر پیا۔([2])

(۵)جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: لوگوں نے تیرے خلاف ہر چیز کے متعلق شکایت کی ہے۔ یہاں تک کہ نماز کے بارے میں بھی۔ جناب سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں تو پہلی دونوں رکعتیں لمبی کرتا ہوں اور پچھلی دونوں رکعتیں ہلکی کرتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء میں کوتاہی نہیں کرتا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے بارے میں یہی گمان تھا۔ یا کہا میرا ابھی تیرے بارے میں یہی گمان ہے۔([3])

(۶)نافع سے روایت ہے کہ جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا بیٹا عبد اللہ آیا اور ان کی سواری گھر کے اندر تھی۔ اس (بیٹے) نے کہا: مجھے خطرہ ہے کہ اس سال لوگوں کے درمیان لڑائی ہوگی۔ پھر آپ کو بیت اللہ (کا حج کرنے) سے روک دیا جائیگا۔ اگر آپ رک جائیں (تو بہتر ہوگا) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی (عمرے کے لئے) نکلے تھے پھر کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ لہٰذا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوتی ہے تو میں بھی ویسے ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾(الأحزاب) اور کہا میں نے (خود پر) عمرہ کو واجب کر دیا ہے۔ پھر چلنے لگا یہاں تک کہ (ذوالحلیفۃ کے قریب) بیداء کے پاس آئے تو کہا: میں ان دونوں (یعنی حج و عمرہ) کا مسئلہ ایک جیسا ہی سمجھتا ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر دیا ہے۔ پھر آئے اور دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔([4])

(۷)سعید بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے پر چل رہا تھا پھر جب مجھے صبح صادق ہونے کا ڈر لگا تو سواری سے اترا اور وتر نماز ادا کی پھر میں ان کو جا کے پہنچا۔ ابن عمر نے کہا کدھر تھے؟ میں نے کہا مجھے فجر ہونے کا ڈر لگا اس لئے اتر کر وتر نماز ادا کی (یوں دیر ہو گئی) جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اسوہ اور نمونہ نہیں ہے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! کہا: رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔([5])

(۸)عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن برد آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس ٹھہرا۔ حر ان افراد میں سے تھا جنہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتا تھا۔ اور اہل علم ہی جناب عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس و مشاورت میں ہوتے تھے، بوڑھے

---

[1]- تنوير الحوالك رقم (۱/۳۰٤)

[2]- مسند أحمد رقم (۱/۳٤٦)

[3]- صحيح البخاري رقم (۲/۷۰۷)

[4]- مسند أحمد رقم (٤٤۸۰)

[5]- صحيح مسلم رقم (۷۰۰)

ہوں یا جوان۔ پھر عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کیا آپ کی بات امیر المومنین کے پاس چلتی ہے تاکہ تم میری اس سے ملاقات کراؤ؟ اس نے کہا ہاں میں آپ کی ان سے ملاقات کرادیتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، حر نے عیینہ کے لئے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت دلوائی اور جب وہ اندر داخل ہوا تو کہا: اے خطاب کے بیٹے! نہ تو تو ہمیں بخشش و عطیہ دیتا ہے اور نہ ہی ہمارے درمیان انصاف کرتا ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا، یہاں تک کہ اسے سزا دینے کا ارادہ کیا، تو حر نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے: ﴿ خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ ﴾ (الأعراف۔ ١٩٩) یعنی معاف کرنے کو اختیار کر اور نیکی کا حکم کر اور جاہلوں سے اعراض کر۔ اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ پس اللہ کی قسم اس آیت کو جب حر نے تلاوت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے تجاوز نہیں کیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (سے دلیل آنے) پر ہمیشہ رک جاتے تھے۔ (١)

(۹) جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب وہ عرفات سے واپس مزدلفہ کی طرف آئے اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو کہا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عمل کیا ہے جو میں نے کیا ہے۔ اور راوی ہشیم نے ایک دفعہ کہا: انہوں نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور پھر کہا نماز پڑھو اور انہوں نے (نماز عشاء کی) دو رکعت پڑھی پھر کہا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ہمیں نماز پڑھائی ہے۔ (٢)

(۱۰) ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے ابن شبرمہ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا اور میرے پاس بہت شدید مسئلہ تھا، میں نے کہا، اس مسئلہ میں غور کریں اللہ تم پر رحم فرمائے، انہوں نے کہا: جب میرے لئے راستہ واضح ہو جائے گا اور حدیث مل جائے گی تو (آپ سے بات نہیں چھپاؤں گا)۔ (٣)

(۱۱) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: ﴿ وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ ﴾ (الفرقان) کی تفسیر میں کہا ہے: ایسے امام (بنا کہ) ہم اپنے سے پہلوں کی (یعنی صحابہ و تابعین) کی اقتداء کریں اور پچھلے لوگ ہماری اقتداء کریں۔ (٤)

(۱۲) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے ایسے لوگ دیکھے، کہ اگر وہ ایک ناخن کے برابر آگے نہ جاتے تو میں بھی نہ جاتا۔ اور لوگوں کی اہانت کے لئے یہ کافی ہے کہ ان کے افعال کی مخالفت کی جائے۔ (٥)

(۱۳) جناب امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بغیر اخلاص اور اقتداء (یعنی اتباع سنت) کے عمل کی مثال اس طرح ہے کہ ایک مسافر اپنی تھیلی ریت سے بھرتا ہے جو اسے اٹھانے میں تو بھاری لگتی ہے مگر کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ (٦)

(۱۴) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الأحزاب) کی تفسیر میں کہا ہے: یہ آیت

---

١ – صحيح البخاري رقم (١٣/٧٢٨٦)

٢ – مسند أحمد رقم (٤٤٦٠)

٣ – سنن الدارمي رقم (١/٨٣)

٤ – الفتح رقم (١٣/٢٦٥)

٥ – سنن الدارمي رقم (١/٨٣)

٦ – الفوائد لابن القيم رقم (٦٧)

کریمہ بہت بڑا اصول ہے رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال میں آپ ﷺ کی اقتداء کرنے کے لئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یوم الاحزاب کو نبی ﷺ کی آپ کے صبر، مقابلہ کے دوران جمے رہنے، سخت جدوجہد اور اپنے رب کی طرف سے کشادگی کے انتظار کرنے میں اقتداء کا حکم فرمایا ہے۔(1)

(۱۵) امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: نبی ﷺ کے بعد امراء و خلفاء بھی اہل علم میں سے اصحاب امانت سے مباح امور کے اندر مشاورت کرتے تھے۔ تاکہ آسان چیز پر عمل کریں۔ پھر جب کتاب اللہ یا سنت سے دلیل مل جاتی تھی تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی طرف نہیں جاتے تھے بلکہ نبی ﷺ کی اقتداء کرتے تھے۔(2)

(۱۶) کسی نے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کے متعلق کہا ہے: جب ہم رات کو چلتے ہیں اور آپ ہمارے امام ہوتے ہیں تو سواریوں کی حدی کے لئے آپ کا پاک ذکر (یعنی درود) ہی کافی ہوتا ہے اور اگر ہم راستہ بھول جاتے ہیں اور کوئی رہبر نہیں پاتے تو آپ کے چہرہ انور کا نور ہماری رہبری کے لئے کافی ہوتا ہے۔(3)

(۱۷) وہب بن منبہ نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک جابر (حکمران) لوگوں کو خنزیر کا گوشت نہ کھانے پر قتل کرتا تھا۔ اور معاملہ ایسے ہی چلا (یعنی روزانہ لوگوں کو پکڑ کر زبردستی خنزیر کا گوشت کھلایا جاتا تھا) یہاں تک کہ ان کے عابدوں میں سے ایک عابد کو بھی پکڑ کر لایا گیا۔ یہ بات لوگوں کے لئے تکلیف دہ تھی۔ پولیس افسر نے کہا میں آپ کے لئے ایک سالہ بکری کا بچہ ذبح کرتا ہوں جب ظالم آپ کو کھانے کے لئے بلائے تو کھا لیجئے گا۔ پھر جب اس نے اس کو کھانے کے لئے کہا تو انکار کر دیا ظالم نے کہا، اس کو لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ پولیس افسر نے اس عابد کو کہا کہ آپ نے بکری کے بچے کا گوشت کیوں نہیں کھایا حالانکہ میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ بکری کے بچے کا گوشت ہے۔ عابد نے کہا: لوگوں کی نظریں میری طرف ہیں اور میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ لوگ میری غلطی کی پیروی کریں، راوی نے کہا پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔(4)

1 - تفسير ابن كثير رقم (٤٨٣/٣)
2 - فتح الباري رقم (٣٥١/١٣)
3 - الفوائد لابن القيم رقم (٥٦)
4 - كتاب الورع لابن أبي الدنيا رقم (١١٤-١١٥)

اسوۂ حسنہ کے فوائد

(۱)اسوہ حسنہ میں رسول اللہ ﷺ ہی سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اپنے اخلاق، افعال، اقوال اور ساری صفات میں۔

(۲)مسلمان جب اپنی عبادات اور معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور ان کو اسی طرح چلاتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے والا ہے۔

(۳)رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کی دلیل یہ ہے کہ ہم آپ کے اسوۂ حسنہ کی اقتداء کریں۔

(۴)جب مسلمان کا ظاہر رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا مظہر ہوگا تو لوگ اس سے محبت کریں گے اور اس پر وثوق اور بھروسہ کریں گے اور اس کو قدوہ بنائینگے جس کی اقتداء کی جائے۔

(۵) منہج نبوی پر چلنے والا مسلمان اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والا اپنے اندر بڑی سعادت محسوس کرے گا۔ اس لئے کہ اسے پتہ ہے کہ وہ بصیرت وہدایت پر ہے اور نور سے دیکھتا ہے اور صحیح راستے پر چلتا ہے۔

(۶)علماء کرام پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کے لئے عملی نمونہ بنیں، کیوں کہ وہ مقام اسوہ ہیں (یعنی عوام اسوۂ رسول اللہ ﷺ کو انہیں سے حاصل کرتے ہیں)۔

(۷)کتاب وسنت پر عمل کرنا رسول اللہ ﷺ کی اقتداء ہے۔

(۸)تربیت کے میدان میں کامیابی اسوۂ حسنہ (پر عمل کرنے) پر ہی منحصر ہے۔

(۹)تشدد اور بے اعتدالی کے اندر اقتداء رسول ﷺ سے انحراف ہے۔

(۱۰)دین کے اندر اسوہ پر عمل اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اپنے سے افضل کو دیکھے جبکہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم کو دیکھنا چاہیئے۔

(۱۱)جو شخص نیکی کا رواج ڈالتا ہے، پھر لوگ اس کو قدوہ اور نمونہ بناتے ہیں تو اس شخص کو اس کا اجر ملے گا اور جو اس نیکی پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی اس کو ملے گا۔

الاصــــلاح

(درست کرنا/ صلح کروانا)

لغوی بحث

یہ "أَصلَحَ یُصلِحُ" (از باب افعال) کا مصدر ہے۔یعنی درست کرنا صلح کروانا۔اس کا اصل مادہ (ص ل ح) ہے جو کہ خلاف فساد (یعنی اس کی ضد) پر دلالت کرتا ہے۔

اور "صَلُحَ الشَّيْءُ یَصْلُحُ صَلاَحًا" کوئی چیز درست اور ٹھیک ہوئی۔اور "صَلَحَ" بفتح لام بھی آتا ہے اور مصدر "صُلُوحٌ" ہوتا ہے۔جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

وَكَيْفَ بِأَطْرَافِي إِذَا مَا شَتَمْتَنِي   وَمَا بَعْدَ شَتْمِ الْوَالِدَيْنِ صُلُوحُ

اور کیا حالت تھی میرے پلکوں کی جب تونے مجھے گالیادیں۔   اور والدین کو گالیاں دینے کے بعد کوئی اچھائی نہیں۔

ابن منظور نے کہا: اصلاح فساد کی ضد ہے۔اور "أَصْلَحَ الشَّيْءَ بَعْدَ فَسَادِهِ" یعنی خراب چیز کو درست کیا۔اور "أَصْلَحَ الدَّابَّةَ" معنی جانور کے ساتھ اچھائی کی تو وہ ٹھیک ہوگیا۔

اور صُلح لوگوں کی آپس میں ناراضگی کو ختم کرنے سکو کہتے ہیں۔اور صلح جنگ بندی کو بھی کہتے ہیں: "اصْطَلَحُوا،صَالَحُوا، تَصَالَحُوا، وَاصَّلَحُوا" (صاد کی تشدید کے ساتھ یہاں تاء کو صاد سے بدل کر صاد میں مدغم کیا گیا ہے)۔سب ایک ہی معنی میں ہیں۔

"وَقَوْمٌ صُلُوحٌ" یعنی مصالحت کرنے والے لوگ (یہاں شاید مصدر کو صفت بنایا گیا ہے۔)اور "الصِّلاَحُ" صاد کے کسرہ کے ساتھ "مُصَالَحَةٌ" (باب مفاعلہ) کی طرح مصدر ہے اس کو عرب مؤنث استعمال کرتے ہیں اور اسم "الصِّلْحُ" مذکر ومؤنث دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔اور "اصْلَحَ مَا بَیْنَهُمْ ،صَالَحَهُمْ مُصَالَحَةً وَصِلاَحًا" یعنی اس نے ان کے درمیان صلح کروائی۔(۱)

اصطلاحی وضاحت

یہ صلح سے ماخوذ ہے اور صلح اس عقد وعہد کہتے ہیں کو جو جھگڑے کو ختم کرے اور یہ "مُصَالِحَةٌ" کے معنی میں ہے۔اسے "مُسَالَمَةٌ" بھی کہتے ہیں جو "مُخَاصَمَةٌ" کی ضد ہے۔

یہ اصل میں "إِصْلاَح" سے نکلا ہے جو کہ فساد کی ضد ہے۔اور اس کا معنی اس کی ذاتی اچھائی پر دلالت کرتا ہے۔اور اس کی ذاتی اچھائی کی وجہ سے کتنے فساد صلاح میں تبدیل ہوتے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فساد اور فتن پیدا ہونے پر اس (اصلاح وصلح) کا حکم فرمایا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:﴿ وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ﴾ (الحجرات: ۹) یعنی اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔اور فرمایا:﴿ وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يُصْلِحَا

۱ – لسان العرب لابن منظور (۲/۵۱۶،۵۱۷)، مقاییس اللغة (۳/۳۰۳)

بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾(النساء: ۱۲۸) یعنی اگر عورت اپنے شوہر سے بد اخلاقی اور بے رخی کا ڈر رکھتی ہے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

علماء کرام نے کہا ہے کہ: اس کا معنی ہے "جِنْسُ الصُّلْحِ خَيْرٌ" یعنی صلح کی جنس اچھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلح (کی جنس کے) تمام انواع اچھی ہیں کیونکہ اس سے لوگوں کے درمیان اختلاف کی آگ بجھ جاتی ہے اور انہیں ہلاک کرنے والے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔[1]

اصلاح کی انواع

"اصْلاَحُ ذَاتِ الْبَيْنِ": ذات البین کا معنی ہے "صَاحِبَةُ الْبَيْنِ"۔ اور "اَلْبَيْن" عربی لغت میں دو متضاد معانی میں مستعمل ہے۔ بمعنی "الفِرَاقِ وُالفُرْقَةِ" یعنی جدائی اور دوسرا معنی ہے "الوَصْل" میل ملاپ ملانا۔

پہلے معنی کے اعتبار سے اصلاح ذات البین کا معنیٰ ہو گا "اصْلاَحُ صَاحِبَةِ الفُرْقَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْن" یعنی مسلمانوں کے اندر افتراق پیدا کرنے والی جماعت کی اصلاح کرنا۔ اور یہ اصلاح مخاصمت اور جھگڑے کے اسباب کو ختم کرنے سے ہو سکتی ہے۔ یا درگذر کرنے اور معاف کرنے سے یا کسی بھی وجہ پر آپس کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔ اور اس اصلاح سے اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اور افتراق کی گرہ کھل جائے گی۔

اور "اَلبَيْن" کے دوسرے معنٰی کے اعتبار سے "اصْلاَحُ ذَاتِ البَيْن" کا معنی ہو گا "إِصْلاَحِ صَاحِبَةِ الْوَصْلِ وَالتَّحَابُبِ وَالتَّآلُفِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْن" یعنی اس جماعت کی اصلاح کرنا (اور اس سے صلح کروانا) جو کہ مسلمانوں کے درمیان ملاپ، محبت، الفت، چاہنے والی ہے۔ اور اس کی اصلاح اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس سے جو تفرق ہوا ہے اس کی اصلاح کی جائے اور اس فساد کا ازالہ کیا جائے جو اس کو دنیاوی امور میں مخاصمت اور جھگڑے کی وجہ سے پہنچا ہے۔[2]

اصلاح کے لئے قرآن کیا کہتا ہے

قرآن کریم کے کئی متعدد مواضع میں اصلاح کا حکم وارد ہوا ہے۔ مثلاً: ﴿وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ ﴾ الأعراف یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو (کوہ طور کی طرف جاتے وقت وصیت کرتے ہوئے کہا) اے ہارون: تم میرا خلیفہ (یعنی نائب) بن کر میری قوم میں رہو اور اصلاح کر اور فساد پیدا کرنے والوں کے راستے پر نہیں چلنا یہاں پر اصلاح رفق یعنی نرمی کرنے کے معنی میں ہے۔ اور اسی باب سے فرمان الٰہی ہے: ﴿ قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا ٱلْإِصْلَٰحَ مَا ٱسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِيٓ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ ﴾ (ھود) یعنی (شعیب علیہ السلام نے کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل لئے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہے، میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہارے خلاف کر کے

[1] – تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي (۵/۲۹، ۳۰)

[2] – الأضداد للأنباري ۷۵، والأضداد الأصمعي والسجستاني وابن السكيت (۵۱، ۳۰۲، ۳۵۲، ۲۲۵)، والاخلاق الإسلامي للميداني (۲/۲۳۰)

خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں۔ میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے، اسی پر میرا بھروسا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔) یہاں اصلاح احسان کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ ﴾ الأعراف: ٥٦ یعنی نہ فساد کرو زمین میں اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد مفسرین نے کہا ہے: یہاں پر "إِصْلَاح: الطَّاعَة" کے معنی میں ہے جو کہ فساد یعنی معصیت کی ضد ہے۔

اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ ﴾ هود: ١١٧ یعنی نہیں ہے تیرا رب کہ تباہ کرے شہروں کو جبکہ ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔

یہاں پر اصلاح امر بالمعروف اور نھی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے) کے معنی میں آیا ہے۔[1]

مزید تفصیل کے لئے درج ذیل صفات کا مطالعہ کریں: الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، التعاون علی البر والتقویٰ، حسن المعاملة، العفو، المروءة، النصیحة، التقویٰ، الصفح.

اور اس کی ضد کے لئے دیکھئے: الفساد، التعاون علی الاثم والعدوان، سوء المعاملة، العدوان.

وہ آیات جو الاصلاح کے متعلق وارد ہوئی ہیں

توبہ کرنے کے بعد اصلاح کرنا مغفرت کا باعث ہے

(١) ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ ﴾ البقرة

(١) جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے (١٥٩) مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں (١٦٠)

(٢) ﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٨٦﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٨٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٨٩﴾ ﴾ آل عمران

(٢) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہو جائیں اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا (٨٦) ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو (٨٧) جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی (٨٨) مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (٨٩)

[1] – نزهة العيون النواظر (٣٩٧/١)

(۳)﴿ وَٱلَّٰتِي يَأۡتِينَ ٱلۡفَٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمۡ فَٱسۡتَشۡهِدُواْ عَلَيۡهِنَّ أَرۡبَعَةٗ مِّنكُمۡۖ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمۡسِكُوهُنَّ فِي ٱلۡبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلۡمَوۡتُ أَوۡ يَجۡعَلَ ٱللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلٗا ﴿١٥﴾ وَٱلَّذَانِ يَأۡتِيَٰنِهَا مِنكُمۡ فَـَٔاذُوهُمَاۖ فَإِن تَابَا وَأَصۡلَحَا فَأَعۡرِضُواْ عَنۡهُمَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ تَوَّابٗا رَّحِيمًا ﴿١٦﴾ ﴾ النساء

(۳) تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے (۱۵) تم میں سے جو دو افراد ایسا کام کر لیں انہیں ایذا دو، اگر وہ توبہ اور اصلاح کر لیں تو ان سے منہ پھیر لو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱٦)

(٤) ﴿ إِنَّ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ فِي ٱلدَّرۡكِ ٱلۡأَسۡفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمۡ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ وَأَصۡلَحُواْ وَٱعۡتَصَمُواْ بِٱللَّهِ وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَۖ وَسَوۡفَ يُؤۡتِ ٱللَّهُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ أَجۡرًا عَظِيمٗا ﴿١٤٦﴾ ﴾ النساء

(٤) منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے (۱۴۵) ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا (۱۴٦)

(۵)﴿ وَمَا نُرۡسِلُ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَۖ فَمَنۡ ءَامَنَ وَأَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴿٤٨﴾ وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا يَمَسُّهُمُ ٱلۡعَذَابُ بِمَا كَانُواْ يَفۡسُقُونَ ﴿٤٩﴾ ﴾ الأنعام

(۵) اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں، پھر جو ایمان لے آئے اور درستی کر لے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے (۴۸) اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں ان کو عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں (۴۹)

(٦)﴿ وَإِذَا جَآءَكَ ٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِـَٔايَٰتِنَا فَقُلۡ سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡۖ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلَىٰ نَفۡسِهِ ٱلرَّحۡمَةَ أَنَّهُۥ مَنۡ عَمِلَ مِنكُمۡ سُوٓءَۢا بِجَهَٰلَةٖ ثُمَّ تَابَ مِنۢ بَعۡدِهِۦ وَأَصۡلَحَ فَأَنَّهُۥ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴿٥٤﴾ ﴾ الأنعام

(٦) اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت والا ہے (۵۴)

(۷)﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَقُصُّونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِي فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾

(۷) اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم ہی میں سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۳۵) الأعراف

(۸)﴿ وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةٗ وَلَا تَقۡبَلُواْ لَهُمۡ شَهَٰدَةً أَبَدٗاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ﴿٤﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ مِنۢ بَعۡدِ ذَٰلِكَ وَأَصۡلَحُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴿٥﴾ ﴾ النور

(۸)جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو یہ فاسق لوگ ہیں،(۴)ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے(۵)

لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا حکم

(۹)﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ﴾ البقرة

(۹)تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیز گاروں پر یہ حق اور ثابت ہے(۱۸۰)اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہوگا یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے(۱۸۱)ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کرنے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں اصلاح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے(۱۸۲)

(۱۰)﴿ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ ﴾ البقرة

(۱۰)اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا(اس طرح)نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو، اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے(۲۲۴)اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں، ہاں اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے(۲۲۵)

(۱۱)﴿ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ ﴾

(۱۱)طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو اسے چھپائیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے(۲۲۸) البقرة

(۱۲)﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾ ﴾ النساء

(۱۲)مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے(۳۴)اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ پورے علم والا پوری خبر والا ہے(۳۵)

(۱۳)﴿ ۞ لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَىٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَٰحٍۭ بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ ﴾ النساء

(۱۳)ان کے اکثر خفیہ مشروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے(۱۱۴)

(۱٤)﴿ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي ٱلنِّسَآءِ ۖ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي ٱلْكِتَٰبِ فِي يَتَٰمَى ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلْوِلْدَٰنِ وَأَن تَقُومُوا۟ لِلْيَتَٰمَىٰ بِٱلْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا۟ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِهِۦ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَٱلصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ ٱلْأَنفُسُ ٱلشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَن تَسْتَطِيعُوٓا۟ أَن تَعْدِلُوا۟ بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا۟ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِن تُصْلِحُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ ٱللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ وَٰسِعًا حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ ﴾ النساء

(۱٤)آپ سے عورتوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو، اور کمزور بچوں کے بارے میں اور اس بارے میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو تم جو نیک کام کرو بے شبہ اللہ اسے پوری طرح جاننے والا ہے(۱۲۷)اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے(۱۲۸)تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو، اس لئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے(۱۲۹)اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا، اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے(۱۳۰)

(۱۵) ﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ ۖ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَصْلِحُوا۟ ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١﴾ ﴾ الأنفال

(۱۵) یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو (۱)

(۱٦) ﴿ وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَـٰتِلُوا۟ ٱلَّتِى تَبْغِى حَتَّىٰ تَفِىٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا بِٱلْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ ﴾ الحجرات

(۱٦) اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (۹)) (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۱۰)

اصلاح ہونے کے بعد فساد کرنے کی ممانعت

(۱۷) ﴿ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَـٰحِهَا وَٱدْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾

(۱۷) اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید وار رہتے ہوئے بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے (۵٦) الأعراف

(۱۸) ﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَـٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَـٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾ الأعراف

(۱۸) اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کرکے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لئے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو (۸۵)

(۱۹) ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَـٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِى مَا هَـٰهُنَآ ءَامِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِى جَنَّـٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا فَـٰرِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوٓا۟ أَمْرَ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ ﴾ الشعراء

(۱۹) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا(۱۴۱)ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ؟(۱۴۲) میں تمہاری طرف اللہ کا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۴۳) تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۴۴) میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، میری اجرت تو بس پروردگار عالم پر ہی ہے (۱۴۵) کیا ان چیزوں میں جو یہاں ہیں تم امن کے ساتھ چھوڑ دیئے جاؤ گے (۱۴۶) یعنی ان باغوں اور ان چشموں (۱۴۷) اور ان کھیتوں اور کھجوروں کے باغوں میں جن کے شگوفے نرم و نازک ہیں (۱۴۸) اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر پر تکلف مکانات بنا رہے ہو (۱۴۸) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۵۰) بے باک حد گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آ جاؤ (۱۵۱) جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے (۱۵۲)

(۲۰) ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَـٰلِحًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَـٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا۟ ٱطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ۚ قَالَ طَـٰٓئِرُكُمْ عِندَ ٱللَّهِ ۖ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِى ٱلْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٤٨﴾ قَالُوا۟ تَقَاسَمُوا۟ بِٱللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُۥ وَأَهْلَهُۥ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِۦ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِۦ وَإِنَّا لَصَـٰدِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوا۟ مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَـٰقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَـٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوٓا۟ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ النمل

(۲۰) یقیناً ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو پھر بھی وہ دو فریق بن کر آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے (۴۵) آپ نے فرمایا: اے میری قوم کے لوگو تم نیکی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں مچا رہے ہو؟ تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے؟ تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۶) وہ کہنے لگے ہم تو تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے ہاں ہے بلکہ تم فتنے میں پڑے ہوئے لوگ ہو (۴۷) اس شہر میں نو سردار تھے، جو زمین میں فساد پھیلاتے رہتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے (۴۸) انہوں نے آپس میں بڑی قسمیں کھا کھا کر عہد کیا کہ رات ہی کو صالح اور اس کے گھر والوں پر ہم چھاپہ ماریں گے اور اس کے وارثوں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہم اس کے اہل کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں (۴۹) انہوں نے مکر (خفیہ تدبیر) کیا اور ہم نے بھی اور وہ اسے سمجھتے ہی نہ تھے (۵۰) (اب) دیکھ لے ان کے مکر کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کر دیا (۵۱) یہ ہیں ان کے مکانات جو انکے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے (۵۲)

اسلامی حکومت کو اصلاح کرنے کا حکم

(۲۱) ﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَـٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ ٱلْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْـَٔايَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَـٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ ٱلْمُفْسِدَ مِنَ ٱلْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾ ﴾ البقرة

(۲۱) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ

بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے، آپ سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ تو آپ کہہ دیجئے حاجت سے زائد چیز، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام صاف صاف تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے تاکہ تم سوچ سمجھ سکو(۲۱۹) دنیا اور آخرت کے امور کو اور تجھ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ انکی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا یقینا اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے(۲۲۰)

(۲۲)﴿ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِى فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾ ﴾ الأعراف

(۲۲)اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس مزید سے ان تیس راتوں کو پورا کیا، سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس رات کا ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ میرے بعد انکا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بد نظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا(۱۴۲)

(۲۳)﴿ قَالُوا۟ يَٰشُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِىٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا۟ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ ٱلْحَلِيمُ ٱلرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَرَزَقَنِى مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَآ أَنْهَىٰكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا ٱلْإِصْلَٰحَ مَا ٱسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِىٓ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ ﴾ هود

(۲۳)انہوں نے جواب دیا کہ اے شعیب کیا تیری صلاۃ تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں، تو تو بڑا ہی باوقار اور نیک چلن آدمی ہے(۸۷) کہا اے میری قوم دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل لئے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس بہترین روزی دے رکھی ہے میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہارا خلاف کرکے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں، میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں(۸۸)

اصلاح کرنے والے مصلحین کا اجر وثواب

(۲٤)﴿ وَٱلَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِٱلْكِتَٰبِ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ ﴾ الأعراف

(۲٤)اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے(۱۷۰)

(۲۵)﴿ وَجَزَٰٓؤُا۟ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُۥ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٠﴾ ﴾ الشورى

(۲۵)اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے(فی الواقع) اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا(۴۰)

وہ احادیث جو الاصلاح پر دلالت کرتی ہیں

١- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رضي الله عنه: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ - وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ- : أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ؟ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ؟ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ؟ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا. قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ. (١)

(١) ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) پہاڑوں جیسا لشکر لے کر پہنچے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا (جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کئے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اور اللہ کی قسم وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا یا اس نے اس کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لئے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا؟ لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا؟ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا؟ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کر و ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بنو عبد المطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی پھر فرمایا کہ میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

---

(١) - صحيح البخاري، كتاب الصُّلح، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا...، رقم (٢٧٠٤)، صحيح مسلم رقم (٧١٠٩)

٢- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ: صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ. [1]

(۲) ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقے سے اجر کے لحاظ سے بہتر عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے احوال درست کرنا (صلح کرانا) اور آپس میں فساد اعمال کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

٣- عَنْ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الدِّينَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ مِنْ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي. [2]

(۳) عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ دین (اسلام) حجاز میں سمٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔ اور دین (اسلام) حجاز میں محفوظ ہوگا جیسا کہ بکری پہاڑ کی بلندی میں پناہ لیتی ہے۔ بلاشبہ دین (اسلام) کا آغاز اجنبیت میں ہوا اور یقیناً اس کا آخر بھی اس کے آغاز کی مانند ہوگا" پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لئے" یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری سنت کی اصلاح کریں گے جس کو لوگ بگاڑ دیں گے۔

٤ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَعْقِلُوا مَعَاقِلَهُمْ وَأَنْ يَفْدُوا عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. [3]

(۴) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک کتاب لکھی جو مہاجرین اور انصار کے درمیان تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے قلعے بنائے اور ہر ایک اپنے قیدی کو معروف طریقے سے آزاد کروائے اور اپنے درمیان اصلاح کرتے رہیں۔

٥ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ إِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَبِّ خُذْ لِي مَظْلِمَتِي مِنْ أَخِي، فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلطَّالِبِ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِأَخِيكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ: يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ أَوْزَارِي. قَالَ: وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ ذَاكَ الْيَوْمَ عَظِيمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ أَنْ يُحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ أَوْزَارِهِمْ، فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِلطَّالِبِ: ارْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فِي الْجِنَانِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا رَبِّ أَرَى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ وَقُصُورًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِأَيِّ نَبِيٍّ هَذَا؟ أَوْ لِأَيِّ صِدِّيقٍ هَذَا؟ أَوْ لِأَيِّ شَهِيدٍ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ، قَالَ: يَا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذَلِكَ؟ قَالَ: أَنْتَ تَمْلِكُهُ، قَالَ: بِمَاذَا؟ قَالَ: بِعَفْوِكَ عَنْ أَخِيكَ، قَالَ: يَا رَبِّ فَإِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: فَخُذْ بِيَدِ أَخِيكَ فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: اتَّقُوا اللهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ.

---

[1] - (صحيح) صحيح سنن الترمذي رقم (٢٥٠٩)، سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة والرقائق...، باب ما جاء في إصلاح ذات البين، رقم (٢٥٠٩)

[2] - (ضعيف جدا) وضعيف سنن الترمذي رقم (٢٦٣٠)، سنن الترمذي، كتاب الإيمان، باب ما جاء أن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا، رقم (٢٦٣٠)

[3] - (إسناده ضعيف) دفاع عن الحديث النبوي رقم (٥)، مسند أحمد رقم (٢٧١).

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ ہنس رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ پر میرے والدین قربان ہوں، کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو آدمی اللہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے تو ایک نے کہا اس بھائی نے جو مجھ پر ظلم کیا تھا اس کا حساب لے کر دے، اللہ رب العالمین اس سے کہے گا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بچی تو اس سے کیسے حساب لے گا؟ تو وہ شخص کہے گا اے اللہ میرے گناہ اس کے اوپر ڈال دے۔ تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر آپ نے فرمایا کہ وہ کتنا عظیم دن ہے کہ اس وقت ہر شخص چاہے گا کہ میرے گناہ کسی اور کے اوپر رکھے جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مطالبہ کرنے والے شخص کو کہا کہ اپنی نگاہ اوپر اٹھا پھر جنتوں میں دیکھ پھر اس نے سر اٹھایا پھر کہا کہ اے اللہ میں سونے اور چاندی کے محلات دیکھ رہا ہوں۔ جو لؤلؤ سے مزین ہیں، کس نبی کے ہیں یا کس صدیق کے ہیں یا کس شہید کے ہیں؟ اللہ رب العالمین نے فرمایا یہ اس کے ہیں جس نے اس کی قیمت دی۔ تو وہ بندہ کہے گا اس کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اللہ رب العالمین فرمائے گا تو اس قیمت کو ادا کر سکتا ہے، تو وہ بندہ کہے گا کہ کس چیز کے ذریعہ؟ اللہ رب العالمین کہے گا کہ اس بندے کو معاف کرنے سے۔ پھر اللہ رب العالمین کہے گا کہ اپنے بھائی کو اپنے ہاتھ سے لو اور جنت میں داخل کرو۔ اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے درمیان جھگڑوں کی اصلاح کرو، بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان صلح کرواتا ہے۔ [1]

٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. [2]

(٦) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں پیر اور جمعرات کے دن پھر ہر اس بندے کی مغفرت ہوتی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا، مگر وہ شخص جو کینہ رکھتا ہے اپنے بھائی سے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اور حکم ہوتا ہے ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک مل جائیں۔ ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک مل جائیں۔

٧- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ: قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا قَالَ: فَقَعَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَسَقَ فِيهَا قَالَ فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا قَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ بَايِعْ يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ قَالَ وَأَيْضًا قَالَ وَرَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَزِلًا يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ قَالَ فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً ثُمَّ بَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ النَّاسِ قَالَ أَلَا تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فِي أَوَّلِ النَّاسِ وَفِي أَوْسَطِ النَّاسِ قَالَ وَأَيْضًا قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا سَلَمَةُ أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقِيَنِي عَمِّي

---

[1] – (ضعيف جدا) ضعيف الترغيب والترهيب رقم (١٤٦٩)، المستدرك رقم (٨٨٦٩) هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

[2] – صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن الشحناء والتهاجر، رقم (٢٥٦٥)

عَامِرٌ عَزِلًا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الْأَوَّلُ اللَّهُمَّ أَبْغِنِي حَبِيبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ حَتَّى مَشَى بَعْضُنَا فِي بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا قَالَ وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَسْقِي فَرَسَهُ وَأَحُسُّهُ وَأَخْدِمُهُ وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ وَتَرَكْتُ أَهْلِي وَمَالِي مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ أَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِي أَصْلِهَا قَالَ فَأَتَانِي أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوا يَقَعُونَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ إِلَى شَجَرَةٍ أُخْرَى وَعَلَّقُوا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ نَادَى مُنَادٍ مِنْ أَسْفَلِ الْوَادِي يَا لِلْمُهَاجِرِينَ قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ قَالَ فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِي ثُمَّ شَدَدْتُ عَلَى أُولَئِكَ الْأَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُودٌ فَأَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا فِي يَدِي قَالَ ثُمَّ قُلْتُ وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَا يَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأْسَهُ إِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ أَسُوقُهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ وَجَاءَ عَمِّي عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزٌ يَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى فَرَسٍ مُجَفَّفٍ فِي سَبْعِينَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ دَعُوهُمْ يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُورِ وَثِنَاهُ فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْزَلَ اللهُ ﴿ وَهُوَ ٱلَّذِى كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ﴾ الفتح: ۲٤ الْآيَةَ كُلَّهَا...) [1]

(۷) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ہم حدیبیہ میں پہنچے سو ہم چودہ سو آدمی تھے اور وہاں پچاس بکریاں تھیں جن کو کنویں کا پانی سیر نہ کر سکتا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ کنویں کے مینڈھ پر بیٹھے تو آپ نے دعا کی یا تھوکا کنویں میں وہ اسی وقت ابل آیا پھر ہم نے جانوروں کو پانی پلایا اور خود بھی پیا بعد اس کے محمد ﷺ نے ہم کو بلایا بیعت کے لئے درخت کی جڑ میں میں نے سب سے پہلے لوگوں میں آپ سے بیعت کی پھر آپ بیعت لیتے رہے، یہاں تک کہ آدھے آدمی بیعت کر چکے اس وقت آپ نے فرمایا اے سلمہ بیعت کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں تو آپ سے اول ہی بیعت کر چکا آپ نے فرمایا پھر سہی اور آپ نے مجھے نہتا دیکھا تو ایک بڑی سی ڈھال یا چھوٹی سی ڈھال دی پھر آپ بیعت لینے لگے یہاں تک کہ لوگ ختم ہونے لگے اس وقت آپ نے فرمایا اے سلمہ مجھ سے بیعت نہیں کرتا میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں تو آپ سے بیعت کر چکا اول لوگوں میں پھر بیچ کے لوگوں میں آپ نے فرمایا پھر سہی غرض میں نے تیسری بار آپ سے بیعت کی پھر آپ نے فرمایا اے سلمہ تیری وہ بڑی ڈھال یا چھوٹی ڈھال کہاں ہے جو میں نے تجھے دی تھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا چچا عامر مجھے ملا وہ نہتا تھا میں نے وہ پھر اس کو دے دی یہ سن کر آپ ہنسے اور آپ نے فرمایا تیری مثال اس اگلے شخص کے سی ہوئی جس نے دعا کی تھی یا اللہ مجھے ایسا دوست دے جس کو میں اپنی جان سے زیادہ چاہوں پھر مشرکوں نے صلح کے پیام بھیجے یہاں تک کہ ہر ایک طرف کے آدمی دوسری طرف جانے لگے اور ہم نے صلح کر لی، سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں طلحہ بن عبید اللہ کی خدمت میں تھا ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا ان کی پیٹھ کھجاتا انکی خدمت کرتا انہی کے ساتھ کھانا کھاتا، اور میں نے اپنا گھر بار دھن دولت سب چھوڑ دیا تھا، اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے جب ہماری اور مکہ والوں کی صلح ہو گئی اور ہر ایک ہم میں کا دوسرے سے ملنے لگا تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے تلے سے کانٹے جھاڑے اور جڑ کے پاس لیٹا اتنے میں چار آدمی مشرکوں

[1] - صحیح مسلم، باب غزوة ذي قرد وغيرها، كتاب الجهاد والسير، رقم (۱۸۰۷)

میں سے آئے مکہ والوں میں سے اور لگے جناب رسول اللہ ﷺ کو برا کہنے مجھے غصہ آیا میں دوسرے درخت کے تلے چلا گیا انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹے رہے وہ اسی حال میں تھے کہ یکایک وادی کے نشیب سے کسی نے آواز دی دوڑا اے مہاجرین ابن زنیم مارے گئے یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونتی اور ان چاروں آدمیوں پر حملہ کیا وہ سو رہے تھے ان کے ہتھیار میں نے لے لئے گٹھا بنا کر ایک ہاتھ میں رکھے پھر میں نے کہا قسم اس کی جس نے عزت دی محمد ﷺ کے منہ کو تم میں سے جس نے سر اٹھایا میں ایک مار دوں گا۔ اس عضو پر جس میں اس کی دونوں آنکھیں ہیں پھر میں ان کو کھینچتا ہوا لایا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور میرا چچا عامر عبلات میں سے ایک شخص کو لایا جس کو مکرز کہتے تھے وہ اس کو کھینچتا ہوا لایا گھوڑے پر جس پر جھول پڑی تھی۔ اور ستر آدمیوں کے ساتھ مشرکوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا تب اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي كَفَّ أَيۡدِيَهُمۡ عَنكُمۡ وَأَيۡدِيَكُمۡ عَنۡهُم بِبَطۡنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعۡدِ أَنۡ أَظۡفَرَكُمۡ عَلَيۡهِمۡۚ﴾۔

٨- عن أَنَس رضي الله عنه قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَهُ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا}. (١)

(٨) انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا اگر آپ عبد اللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبد اللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص ان صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ”اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو“۔

٩- عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَكَانَتْ مِنْ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا. (٢)

(٩) حمید بن عبد الرحمن نے اپنی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے سنا جو مہاجرات اول میں سے تھیں جنہوں نے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں صلح کرائے اور بہتر بات کہے یا لگائے۔

---

[1] – صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب ما جاء في الإصلاح بين الناس إذا تفاسدوا، رقم (٢٦٩١)، صحيح مسلم رقم (١٧٩٩)

[2] – صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الكذب وبيان المباح منه، رقم (٢٦٠٥)

وہ احادیث جو "الإصلاح" پر معنوی طور پر دلالت کرتی ہیں

١٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ. (١)

(١٠) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے بدن کے (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ واجب ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔

نبی ﷺ کی زندگی میں اصلاح کے عملی نمونے

١١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ الَّذِي شَرَى الْأَرْضَ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا قَالَ فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا. (٢)

(١١) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی پھر جس نے زمین خریدی اس نے ایک ٹھلیا سونے کی اس میں پائی جس نے خریدی تھی وہ کہنے لگا (بیچنے والے سے) تو اپنا سونا لے لے۔ میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا جس نے زمین بیچی تھی اس نے کہا میں نے تیرے ہاتھ زمین بیچی اور جو کچھ اس میں تھا۔ پھر دونوں نے فیصلہ چاہا ایک شخص سے وہ بولا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے اس نے کہا اچھا اس کے لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو دونوں پر خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دو (غرض صلح کرادی اور یہ مستحب ہے تاکہ دونوں خوش رہیں)۔

١٢- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّ نَاساً مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُنَاسٍ مِنْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ. فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حُبِسَ، وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ حَتَّى أَكْثَرُوا - وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ - فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَرَاءَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّفِّ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ فَإِنَّهُ

---

(١) - صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب فضل الإصلاح بين الناس والعدل بينهم، رقم (٢٧٠٧)، صحيح مسلم رقم (١٠٠٩)

(٢) - صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب استحباب إصلاح الحاكم بين الخصمين، رقم (١٧٢١)

لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ. يَا أَبَا بَكْرٍ مَا يَمْنَعُكَ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ. (۱)

(۱۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قباء کے) بنو عمرو بن عوف میں آپس میں کچھ تکرار ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے کئی اصحاب کو ساتھ لے کر ان کے یہاں ان میں صلح کرانے کے لئے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا لیکن آپ تشریف نہ لا سکے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اذان دی ابھی تک چونکہ رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے تھے اس لئے وہ (رسول اللہ ﷺ ہی کی ہدایت کے مطابق) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وہیں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (نماز کے درمیان) نبی کریم ﷺ صفوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آ پہنچے۔ لوگ بار بار ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے۔ مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے (مگر جب بار بار ایسا ہوا تو) آپ متوجہ ہوئے اور معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں حکم دیا کہ جس طرح وہ نماز پڑھا رہے ہیں۔ اسے جاری رکھیں لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد بیان کی اور الٹے پاؤں پیچھے آ گئے اور صف میں مل گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ہدایت کی کہ لوگو! جب نماز میں کوئی بات پیش آتی ہے تو تم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگتے ہو۔ ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ (مردوں کو) جس کی نماز میں کوئی بات پیش آئے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہیئے۔ کیوں کہ یہ لفظ جو بھی سنے گا وہ متوجہ ہو جائے گا۔ اے ابو بکر! جب میں نے اشارہ بھی کر دیا تھا تو پھر آپ لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے یہ بات مناسب نہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے۔

۱۳- عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا كَعْبُ فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ. فَقَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُمْ فَاقْضِهِ. (۲)

(۱۳) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنا قرض طلب کیا جو انکے ذمہ تھا یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کا واقعہ ہے۔ مسجد کے اندر ان دونوں کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سنی۔ آپ اس وقت اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ باہر آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ اٹھا کر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ آدھا معاف کر دے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کر دیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے (ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے) فرمایا اب اٹھو اور قرض ادا کر دو۔

---

۱ - صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب رفع الأيدي في الصلاة لأمر ينزل به، رقم (۲۶۹۰)، صحيح مسلم رقم (۴۲۱)

۲ - صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد، رقم (۲۷۱۰)

١٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمْ وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ.[1]

(۱۴)عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں؟ کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ ان صحابی نے عرض کیا میں ہی ہوں یا رسول اللہ ﷺ ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

١٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيهِ وَفَاءً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ: ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا: سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ: ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا: لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ.[2]

(۱۵)جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میرے والد جب شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کے سامنے یہ صورت رکھی کہ قرض کے بدلے میں وہ(اس سال کی کھجور کے) پھل لے لیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ اس سے قرض پورا نہیں ہو سکے گا۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ جب پھل توڑ کر مربد(وہ جگہ جہاں کھجور خشک کرتے تھے) میں جمع کر دو(تو مجھے خبر دو) چنانچہ میں نے آپ کو خبر دی آپ تشریف لائے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا کہ اب اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ اور ان کا قرض ادا کر دو چنانچہ کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جس کا میرے باپ پر قرض رہا اور میں نے اسے ادا نہ کر دیا ہو۔ پھر بھی تیرہ وسق کھجور باقی بچ گئی۔ سات وسق عجوہ میں سے اور چھ وسق لون میں سے۔ یا چھ وسق عجوہ میں سے اور چھ سات وسق لون میں سے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے وقت جا کر ملا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ ہنسے اور فرمایا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں جا کر انہیں بھی یہ واقعہ بتا دو۔ چنانچہ میں نے انہیں بتلایا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کرنا تھا آپ نے وہ کیا۔ ہمیں جبھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔

١٦- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ.[3]

---

[1] – صحيح البخاري، كتاب الصُّلْح، بَاب هَلْ يُشِيرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ، رقم (٢٧٠٥)

[2] – صحيح البخاري، كتاب الصُّلْح، بَاب الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيرَاثِ وَالْمُجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ، رقم (٢٧٠٩)

[3] – صحيح البخاري، كتاب الصُّلْح، بَاب قَوْلِ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ، رقم (٢٦٩٣)

(۱۶) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قباء کے لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر پھینکے رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا چلو ہم ان میں صلح کرائیں گے۔

اصلاح کے متعلق آثار اور علماء ومفسرین کے اقوال

(۱) ابن ابی عذرۃ (جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا) ان عورتوں کو خلع (طلاق) دے دیتا تھا جن سے وہ نکاح کرتا تھا۔ پھر اس کے متعلق لوگوں کے اندر بات عام ہو گئی جس کو وہ ناپسند بھی کرتا تھا۔ اس کا جب اسے پتہ چلا تو اس نے عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے آیا۔ پھر اپنی گھر والی کو کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھے ناپسند کرتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر ابن ارقم رضی اللہ عنہ کو کہا، کیا تو سن رہا ہے؟ پھر دونوں جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: تم لوگ کہتے ہو کہ میں عورتوں پر ظلم کرتا ہوں اور انہیں خلع دے دیتا ہوں آپ ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیں۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے بتادیا۔ پھر ابن ابی عذرۃ کی بیوی کو بلایا تو وہ اور اس کی پھوپھی دونوں آئیں۔ کہا کیا تو نے اپنے خاوند کو کہا ہے کہ تو اس کو ناپسند کرتی ہے؟ اس نے کہا میں سب سے پہلے توبہ کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ اس نے مجھے (اللہ کی) قسم دی پھر میں نے غلط بیانی کرنے میں حرج محسوس کیا، کیا پھر جھوٹ بولوں اے امیر المومنین۔ کہا ہاں۔ غلط بیانی کر۔ اگر تم عورتوں میں سے کوئی اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہے تو اس کو نہ بتائیے۔ کیوں کہ وہ گھر بہت کم ہوں گے جن کی بنیاد محبت پر ہو گی لیکن لوگ اسلام اور خاندان کی بنیاد پر گذارہ کرتے ہیں۔ (۱)

(۲) ابن شہاب نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ لوگوں کو تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں جھوٹ اور غلط بیانی کی اجازت دی گئی ہو۔ جنگ میں (یعنی کفار سے) اور لوگوں کے درمیان اصلاح (صلح) کرانے میں، اور میاں بیوی کی آپس کی گفتگو میں۔ (۲)

(۳) ابن بابویہ نے کہا: اللہ تعالیٰ صلح کرانے میں جھوٹ کو پسند کرتا ہے اور فساد پیدا کرنے میں سچ کو بھی پسند نہیں کرتا ہے۔ (۳)

(۴) ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: مسلمانوں کے درمیان جائز صلح وہ ہے جس کی بنیاد اللہ کی رضا اور خصمان (یعنی دونوں جھگڑا کرنے والوں) کی رضامندی پر ہو۔ یہی زیادہ عدل اور حق والا صلح ہے۔ جس کا اعتماد علم وعدل پر ہے۔ لہٰذا صلح کرانے والا حقائق سے باخبر اور واجبات کو جاننے والا اور عدل کا ارادہ کرنے والا ہو۔ اس کا درجہ (ہمیشہ کے) روزہ دار اور تہجد گذار سے افضل ہے۔ (۴)

(۵) عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے کہا کہ میں محمد بن کعب القرظی کے پاس بیٹھا تھا تو اس کے پاس ایک شخص آیا۔ لوگوں نے اس کو کہا تو کہاں تھا۔ اس نے کہا میں لوگوں کے درمیاں صلح کروانے گیا تھا۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا تو نے صحیح کیا، تجھے مجاھدین کے برابر اجر ملے گا اور انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ﴾ النساء: ۱۱۴۔ (۵)

---

(۱) - إحياء العلوم الدين رقم (۱۳۸/۳)

(۲) - صحيح البخاري رقم (۳۵۳/۵)

(۳) - منهاج الصالحين للبليق رقم (۴۲۰)

(۴) - أعلام الموقعين رقم (۱۰۹/۱-۱۱۰)

(۵) - المرجع السابق رقم (۶۸۵/۲)

(۶) علماء کرام نے کہا ہے (مسلمانوں میں سے لڑنے والے دو گروہ درج ذیل صورتوں سے خالی نہیں ہونگے۔ یا تو دونوں بغاوت و سرکشی کے راستے پر قتال کرنے والے ہونگے یا نہیں۔ اگر پہلی صورت ہے (یعنی دونوں باغی ہیں اور ظلم پر ہیں) تو دونوں کے درمیان وہ راستہ اختیار کیا جائے جس سے صلح ہو اور جنگ بندی اور لڑائی کا خاتمہ ہو پھر اگر دونوں لڑائی بند نہیں کرتے اور صلح نہیں کرتے اور سرکشی پر قائم ہیں تو دونوں سے لڑا جائے گا۔ اور اگر دوسری صورت ہو یعنی ایک گروہ دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کر رہا ہو تو، تو زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور لڑائی روک دے۔ اور اگر ایسا کرتا ہے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کروائی جائے۔ اور اگر دونوں کے درمیان کسی شبہ کی وجہ سے لڑائی ہوئی ہے اور ہر گروہ خود کو حق پر سمجھتا ہے تو اس شبہ کو واضح دلائل اور براہین قاطعہ سے حق کے مطابق شبہ کا ازالہ کیا جائے لیکن پھر بھی وہ لڑائی پر سوار ہیں اور اتباع حق کی جس صورت کو واضح کر کے انہیں ہدایت و نصیحت کی گئی ہے اس پر عمل نہیں کرتے تو یہ گروہ بھی پچھلے دونوں گروہوں کے حکم میں ہیں۔ (۱)

(۷) امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: ﴿أَوْ إِصْلَـٰحٍۭ بَيْنَ ٱلنَّاسِ ۚ﴾ (النساء: ۱۱۴) کے تحت لکھا ہے: یہاں اصلاح سے مراد وہ صلح ہے جو دو مقاطعین اور ناراض افراد یا اختلاف کرنے والوں کے درمیان اس طرح سے کرائی جائے۔ جس کو اللہ نے جائز کیا ہے۔ تاکہ وہ اس چیز کی طرف لوٹ آئیں جس میں الفت ہو اور اتحاد قائم ہو۔ (۲)

(۸) فضیل نے کہا،: جب تیرے پاس کوئی شخص کسی کی شکایت لے کر آئے تو اسے کہو کہ میرے بھائی اس کو معاف کر دے، کیوں کہ معاف کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ پھر اگر وہ کہتا ہے کہ معافی کو میرا دل نہیں برداشت کر رہا اور میں تو جس طرح اللہ نے مجھے حق دیا ہے، بدلہ لوں گا تو اسے کہو کہ اگر تو برابر برابر بدلہ لینا صحیح طور پر جانتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ معافی کے دروازے کی طرف لوٹ آ، معافی کا دروازہ بہت کشادہ ہے۔ کیوں کہ جو بھی شخص معاف کرتا ہے اور صلح کرتا ہے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور معاف کرنے والا اپنے بستر پر (میٹھی نیند) سوتا ہے اور بدلہ لینے والا سوچوں میں پریشان رہتا ہے۔ (۳)

[1] - الجامع لأحكام القرآن الكريم رقم (۱۶/۲۰۸)
[2] - تفسير الطبري رقم (۴/۲۷۶)
[3] - حلية الأولياء رقم (۵/۱۲۲)

اصلاح و صلح کے فوائد

(۱) مومنین کے درمیان جب تنازع ہو تو صلح کروانا واجب اور ضروری ہے، تاکہ معاشرتی زندگی صحیح سمت میں قائم رہے اور مفید عمل کی طرف رواں دواں ہو۔

(۲) صلح کرنے سے قطع تعلقی کی جگہ محبت لے لیتی ہے اور ناپسندیدگی کی جگہ محبت آجاتی ہے، اسی وجہ سے صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

(۳) لوگوں کے درمیان صلح کروانا ان کے دلوں کے اندر معافی کی فضیلت و مقام کو پختہ کرتا ہے۔

(۴) کار اصلاح (صلح) کا سرچشمہ نفوس عالیہ ہیں، اسی لئے رسول اللہ ﷺ بذات خود اصلاح کے لئے نکلتے تھے اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کرتے تھے۔

(۵) اصلاح بین الناس سے نیکیاں اور اجر عظیم حاصل ہوتا ہے۔

(۶) لوگوں کے درمیان صلح کروانا نفلی روزہ، نماز اور خیرات سے بہتر ہے۔

(۷) صلح جھگڑا کرنے والوں کو بخشش اور مغفرت کا فائدہ دیتی ہے جب وہ آپس میں ہاتھ ملاتے ہیں۔

(۸) صلح نہ کرنے سے فساد پھیلتا ہے، دل سخت ہوتے ہیں اور قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔

(۹) لوگوں کے درمیان صلح کروانا ایک عہد و پیمان ہے جو مسلمانوں سے لیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

موسوعة

نضرة النعيم

في مكارم أخلاق الرسول الكريم ﷺ

جلد اوّل

المركز الإسلامي للبحوث العلمية